

اِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَبْغُوا اَصْحَابَ فُتُوْا الْعَيْنَةَ عَلَى شَرِّكُمْ
 (المعنى)
 جب تمہیں صحابہ کو برا بھلا کہنے والے لوگ نظر آئیں تو ان کو تمہارے شر پر خدا کی لعنت

السيف المسلول

للسنة العليا في الذين فرغوا من كتابي شيعة

تأليف

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

ترجمہ ، تخریج ، ترویج
 مولانا محمد رفیع اشرفی

ناشر

فاز و قیام خان ہیران گنج خانہ مملکت

اَلَا اِنَّكُمْ لَآ تَعْلَمُوْنَ اَنْتُمْ اَخَوَاۤءُ اَهْلِ الْكِتٰبِ اَلَيْسَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ
 بِمَا تَعْمَلُوْنَ
 جب نہیں صابہ کو برا بھلا کہتے والے لوگ نظر نہیں تو کہو تمہارے شر پر خدا کی لعنت

السيف المسلول للسنة العظيمة

ط

الَّذِينَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
 كَاٰلُ شَيْعَانَا

تالیف

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

ترجمہ ، تخریج ، تبویب

مولانا محمد رفیع اشری

ناشر

فَارُوقُ گنجنامہ ملتان

نام کتاب۔	السيف السلولى
مؤلف۔۔	قاضى شہداء العشرى پانچى مرحوم
مترجم۔۔	محمد رفیق اثرى
سائز۔۔	$\frac{23 \times 34}{16}$
صفحات۔	۵۴۲
کاغذ۔۔	آفست پیر
طبعیت۔۔	الطبعة العربية
بائڈنگ۔۔	نیر پنجاب بک بائڈنگ
کتابت۔۔	بمیلوں عبداللہ آباد ابن سیرقم
تاریخ شایعت۔۔	نومبر ۱۹۷۹ء
بار۔۔	۱۰ اول
قیمت۔۔	آفست پیر ۵۱۰/-
	کاغذ چارہ کرد و سوکارڈ کوثر ۲۶
ترجمہ ترقی کا جبر حقوق تمام نامہ حق کتب خانہ محفوظ ہیں۔	

بیہقی وقت علم الہدی قاضی شہار الدین پانی پتی

المتوفی ... ۱۲۲۵ھ

نسب ۱۔ شہور بزرگ شیخ جمال الدین عثمانی عسکری دسویں پشت سے تھے جن کا سلسلہ نسب حضرت مخن بن معان سے جا ملتا ہے، اس سلسلہ میں قصود اہل علم و ادب موجود ہیں، ان کا تعلیم و تربیت ۱۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، ابتدائی تعلیم پانی پت کے علماء و فضلاء سے حاصل کی، اور عمر کے سولہویں برس میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر مامور ہو گئے، جس دور میں قاضی ثناء انھیں کھولیں، ہندوستان میں امام ولی اللہ محدث دہلوی اپنے علم و فضل سے تشنہ لبوں کو سیراب کر رہے تھے، اس شیریں چشمہ سے فیض حاصل کرنے کو وہی آنے، اور حدیث و علوم حدیث میں مہارت حاصل کی، جبکہ ابھی عمر کے اٹھارہ سال ہی ہی قدم رکھا تھا، امام ولی اللہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں، مولوی ثناء ماثر مصاریح و صحیحین، استماع نمودند و مستند کتب مستر بلکہ عشرہ متداولہ اذاعتہا، پھر شیخ محمد یابدستانی کے پاس سے ہے، اور علوم طریقت میں دسترس حاصل کی، ابطلان مرزا مظہر جانجاناں کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر طریقہ عبودیت کے مقامات عالیہ حاصل کئے، مرزا صاحب نے ان کو علم الہدی کے لقب سے نوازا، وہ فرمایا کرتے تھے: اس کی نیکی تقویٰ اور دیانت نے میرے دل پر اس کی ہیبت بٹھادی ہے، یہ بشریت و طریقت کا حسین مرقع ہے، صفات ملکوتیہ سے متصف فرشتے بھی اس کی تعظیم کرتے ہیں، شیخ عبدالمزیز محدث دہلوی نے جو کراں کے ہم عصر تھے، ان کو بیہقی وقت کا لقب دیا جس سے قاضی ہلکی حد حدیث میں تجربہ و مہارت نامہ کی نشان دہی ہوتی ہے۔

اخلاق و عبادات۔۔۔ شیخ غلام علی دہلوی "الغلات" میں لکھتے ہیں، ثناء ماثر پانی پتی تقویٰ اور دیانت میں اپنے خود کے سوا اور منفرد شخصیت تھے، بہت عبادت گزار، ذکر و مراقبہ اور تدریس و تصنیف اور فیصلہ جات میں مشغولیت کے باوجود قرآن پاک کا ایک حزب بلا التزام تلاوت فرماتے تھے انتہی۔

نامی صاحب کی شخصیت سے ان کے دور کے بڑے لوگ حیران کے ساتھ بھی
خائف تھے۔

فقہی مسلک۔ فقہی مسائل میں سراج الازار کے مجموعہ کے قائل نہیں تھے، رسالہ اصول فقہ
میں فرماتے ہیں: "و در صدر الاول عوام از خواص عند الحاجۃ استقلالاً سے نمودند و عمل سے کنند
و مبالغت ازین قیود مروی نیست" کتاب المابدیہ میں خراباد و رفع یدین تنزیل ابی حنیفہ
سنت نیست لیکن فقہاء و محدثین اثبات اس کلمہ تمیز مظہری ص ۲۹۲ میں لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) جب ایسی حدیث جو کہ مرفوع ہو اور تعارض نہ ہو نسخ سے بالاتر ہو خواہ ابو حنیفہ
کا فتویٰ ایسی حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر دوسرے نامہ میں سے کسی کا اس حدیث
کے موافق نظریہ تو اس وقت حدیث کا تابع واجب ہے نہ کہ تقلید پر قائم رہنا بلکہ ایک
دوسرے کو رب بنا لانا نہ آئے، انتہی۔

اپنی اصلاحیامیں اس بات کو خاص اہمیت دی ہے کہ ان کے جنازہ میں سنت کے مطابق
پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھیں دیکھئے المابدیہ ص ۱۹۱۔

اصحاب سے ملنے۔ ذہن و فطین اور صاحب قوت فکر کے مالک تھے، علوم عقلیہ و نقلیہ
پر پورا عبور حاصل تھا جس کی وجہ سے فقہ و اصول میں اجتہاد کے اونچے مرتبہ پر فائز تھے۔
صاحب مقامات مظہری لکھتا ہے، "در علوم عقلی و نقلی تبحر تام دارند و در فقہ و اصول بترتیب اجتہاد
رسیدہ کتاب مبسوطہ در علم فقہ بابیان ماخذ و دلائل مختار مجتہدان مذہب اربعہ در ہر مسئلہ
تالیف نمودند و ان چہ نزوایشان اقوی ثابت شدہ اس در رسالہ جہدی بھی بہ ماخذ اقوی
تحریر فرمودہ در اصول نیز مختارات خود نوشتہ اند انتہی۔

شیخ نعم بن یحییٰ ترمذی "الایانح المخی" میں لکھتے ہیں "ثناہ اللہ بانی پی فقہ، اصولی
زادہ اور مجتہد تھے، مذہب کے کئی مسلمات میں ان کی اپنی رائے ہے، فقہ و تفسیر اور
زہد میں قابل قدر مصنفات تالیف کیں، انتہی۔

قصائیف ۱۰۱۱ھ ولی اللہ کا یہ ہونہار شاگرد بھی اپنے شیخ کامل کی طرح تصانیف کثیرہ
کا مؤلف ہے جن کی تعداد صاحب تراجم علامہ حدیث ہند نے تیس لکھی ہے انہوں نے کتب یہ ہیں۔

۱۔ تفسیر ظہری (عربی میں) (۲۲ حدیث پر ایک منسوخ کتاب درود جلد۔ (۳) مالاہوت و نارسا)
 (۴) السیف السلول (فارسی) (۵) حرمات متحر (۶) تذکرۃ الموتی و القبور (۷) تذکرۃ الساد (۸) حقیق الاسلام
 (۹) حقیقۃ الاسلام (۱۰) حرمات و اباحت مسطور (۱۱) شہادت ثاقب (۱۲) اصول فقہ (۱۳) رسالۃ فی الخیر
 و الخیر (۱۴) ارشاد الطالبین (۱۵) السعادۃ الرقیقۃ فی النسیئۃ و البیئۃ (۱۶) کتاب فی سیرت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم (۱۷) مسند الاحکام (۱۸) ماخذ اقویٰ۔

السیف السلول کے بارے میں۔ کتاب ہذا جو کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے
 ندری زبان میں تحریر کی گئی تھی، دہلی میں پہلی بار طبع ہوئی اور اب نایاب ہے۔ بلکہ عام طور پر
 لوگ اس کے نام سے بھی نام آشنا ہیں، کتاب کی تالیف کا دائرہ مؤلف کے اپنے الفاظ میں یہ
 تھا: "اس وقت دیا رہند میں مذہب شاعریہ ظاہر ہو رہا ہے، بھالت و حماقت کی وجہ
 سے بہت لوگ خصوصاً پانی پت کے بعض افراد جن کے باپ دامے و سنت و ایمان
 کے حامل تھے، گمراہ ہو گئے ہیں، فقیر کا خیال ہے کہ آسان فارسی میں رد و انقض کے رد میں ایک
 کتاب لکھی جائے، تاکہ عام لوگ اس سے نفع حاصل کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کوئی راہ دست
 پر آجائے۔"

کتاب کے مطالعہ سے قاضی کی دست معلومات، بالخصوص فرقائے رد و انقض کے
 نظریات پر پوری گرفت کا پتہ چلتا ہے، کتاب و سنت کی روشنی میں فرقائے باطلہ کے عقائد
 و نظریات پر بہترین نقد و تبصرہ عام فہم غلطیوں اس کتاب میں موجود ہے۔

قاضی صاحب کے دور میں چونکہ فارسی سرکاری اور عام فہم زبان تھی ملک کے ہر طبقہ
 کے لوگ فارسی سیکھتے اور جانتے تھے، اگر اب حالات مختلف ہیں فارسی کا ہمارے ہاں
 وہ چرچا نہیں ہے، اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کا
 آسان اردو میں ترجمہ کر دیا جائے، تاکہ عام لوگ استفادہ کر سکیں، اور حق و انصاف کو مد نظر
 رکھتے ہوئے اپنے عقائد کی اصلاح کریں، کتاب کا عام فہم سلیس اور سادہ ترجمہ کیا گیا
 ہے، اور حاشیہ میں حوالہ کی ضرورت بھی تھی الامکان کر دی گئی ہے، تاکہ اصل محور
 کتابوں کی طرف مراجعت میں آسانی ہو، بعض جگہ مفید حواشی کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

البتہ آیات قرآنی کی تخریج متن میں ہی درج کر دی گئی ہے، چونکہ میں ترجمہ کے لئے مطبوعہ نسخہ نہ مل سکا، ایک مخطوطہ کا مصوبہ ملا جس میں کتابت کی غلطیاں تھیں، اور کتب ودواۃ کے اسماء میں افلاک بہت زیادہ تھیں، پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے، اگر کسی جگہ کوئی غلطی رہ گئی ہے تو ناظرین سے التماس ہے کہ اطلاع ضرور دیں، تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی درستی ہو سکے۔

تحفۂ اثنا عشریہ اور کتاب ہذا۔ تاحی کے دور میں اور بھی کئی ہندگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی تحفۂ اثنا عشریہ بھی اسی دور کی ایک شاہکار کتاب ہے، دونوں کتابوں میں بعض باتوں میں یکسانیت اس بنا پر ہے، کہ دونوں امام دہلوی کے کتب کے فیض یا منت میں تاحی پانی پتی بر عمر میں شاہ عبدالعزیز سے جڑے تھے، قرین قیاس یہی ہے کہ الیف المسلول پہلے تالیف ہوئی، اور بعد میں تحفۂ اثنا عشریہ۔

وفات ۱۲۲۹ھ میں وفات پائی مولوی حافظ صاحب شاہ صاحب پانی پتی نے آیت فہرہ مکرمون فی جنات النعیمہ ۱۲۲۵ھ سے مادہ تاریخ وفات نکالا، ذخیرۃ الخواطر ج ۱، ص ۱۱۲ و تراجم علماء حدیث ہند ص ۵۸ تا ۱۹۷ میں تفصیلی حالات ملاحظہ فرمائیں۔

ناشر کے بارے میں۔ کتاب ہذا کے ناشر ملتان کے ایک علمی خاندان کے فرد حافظ عبدالمسنم صاحب دواخانہ ہیں، یہ خاندان کئی نسلیں سے متواتر کتاب و سنت کا شیعہ دینی و عامل چلا آ رہا ہے، انشراحیت علوم اسلامی کا جذبہ حافظ صاحب دواخانہ کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملا ہے، علامہ قمر الدین رحمہ اللہ ملتان میں اپنے دور کے با احترام اور علوم کتاب و سنت کی تعلیم کے لئے مرجع و فاضل تھے، ان کے فرزند علامہ عبدالنواب محدث بھی پایہ کے عالم تھے، اور سید نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے شاگرد مولانا عبدالباقیؒ کا خدو قلم خانہ اس وقت تک ہم دہلوی کتابوں کو ملایا میا کہ یہ خاندان کے علاوہ خاندان سے خراج تحسین قبول کر چکا ہے، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔

محمد رفیق اثری

عروس دارالحدیث محمدیہ جلاپور پیر والا ضلع ملتان

۱۴/۷/۱۳۹۹ھ

فہرست کتاب السیف المسلول للنسہ العلیا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳	۶- دکنیہ	۲۰	۱۷- خسیہ	۱۵	پیش لفظ
۶	۷- خشبیہ	۶	۱۸- نصیریہ	۱۸	مقدمہ
۶	۸- یعقوبیہ	۶	۱۹- اسماعیلیہ	۶	فرقائے داخل کامیان
۶	۹- صالحیہ	۶	۲۰- علیانیہ	۶	فرقائے غلاۃ
۶	۲۱- امامیہ	۲۱	۲۱- زرامیہ	۶	۱- سبائیہ
۶	۱- حینیہ	۶	۲۲- متغیہ	۱۹	۲- مفضلہ
۶	۲- انسیہ	۶	۲۳- غلامیہ- رمعیہ	۶	۳- مریمیہ
۶	۲- حکمیہ	۶	۲۴- کیسانیہ	۶	۴- بریقیہ
۲۲	۲- سالمیہ	۶	۱- کریمیہ	۶	۵- کابیہ
۶	۵- شیطانہ	۶	۲- اسماعیلیہ	۶	۶- مغیریہ
۶	۶- مسیحیہ	۶	۲- کندیہ	۶	۷- جناحیہ
۶	۷- زرارہ	۶	۲۴- عباسیہ	۶	۸- بیانیہ
۶	۸- یونس	۶	۵- طیارہ	۶	۹- منصورہ
۶	۹- بلادیہ	۶	۶- مختاریہ	۶	۱۰- آرمیہ
۶	۱۰- مغربیہ	۲۲	۲۴- زیدیہ	۶	۱۱- تلوینیہ
۶	۱۱- باقریہ	۶	۱- تفضیلیہ	۲۰	۱۲- خطابہ
۶	۱۲- حاضرہ	۶	۲- جادوریہ	۶	۱۳- مسمریہ
۲۵	۱۳- ماروسیہ	۶	۲- جمیریہ	۶	۱۴- طرابیہ
۶	۱۴- غاریہ	۶	۲۴- قمریہ	۶	۱۵- ذبابیہ
۶	۱۵- اسماعیلیہ	۲۳	۵- نعیمیہ	۶	۱۶- زمیریہ
	بیرونی				

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	ذات وصفات کے بارے	۲۸	۲۵- اثنا عشریہ	۲۵	۱- مبارکیہ
۵۹	میں بعض بدعتی فرقوں کے نظریات۔	۲۶	۲۶- پہلا مقالہ	"	۲- باطنیہ
	صفات ہادی تعالیٰ کے	"	۲۷- اثبات مذہب اہلسنت	"	۳- قرطبیہ
۶۱	بارہ میں اہلسنت کا نظریہ	"	۲۸- ابطال مذہب روانش	"	۴- قطبیہ
"	ساتویں دلیل بر بطلان	"	۲۹- پہلی دلیل میں قرآنی آیات	"	۵- میمونہ
"	مذہب روانش۔	۳۵	۳۰- دوسری دلیل دوم مد خدا	"	۶- حنفیہ
۶۳	آٹھویں دلیل۔	"	۳۱- برائے اہل اسلام ایک شبہ	"	۷- رافضیہ
"	روانش کا دعویٰ کہ ہم اپنا	۳۶	۳۲- اداس کا جواب۔	۲۶	۸- جنا بیہ
"	دین انکے سے جتنے ہیں	۳۷	۳۳- تیسری دلیل در قطبیوں کے	"	۹- سببیہ
"	باطل ہے۔	۳۷	۳۴- چوتھی دلیل در اٹھ ائمہ کے	"	۱۰- مہدیہ
"	بطلان کی پہلی وجہ	۴۳	۳۵- روانش کا دعویٰ محبت اہل	"	۱۱- نزاریہ
۶۵	دوسری وجہ	"	۳۶- بیت	"	۱۲- مستطبیہ
"	تیسری وجہ	۴۴	۳۷- اہل سنت کا دعویٰ محبت	۲۷	۱۳- مستطبیہ
۶۶	چوتھی وجہ۔	"	۳۸- در تباہ صحابہ اہل بیت۔	"	۱۴- امامیہ
۶۷	پانچویں وجہ	۴۵	۳۹- پانچویں دلیل در اٹھ ائمہ	"	۱۵- اسماعیلیہ
"	چھٹی وجہ	۵۲	۴۰- اہل بیت از کتب شیعہ	"	۱۶- یعقوبیہ
۶۸	ساتویں وجہ	"	۴۱- کیا یہ اکثر مبنی بر تقریریں	"	۱۷- قطعیہ
۶۹	آٹھویں وجہ	۵۶	۴۲- چھٹی دلیل در ابن مقلہ کے	"	۲۰- موسویہ
۷۰	ننانویں وجہ	"	۴۳- نقطہ نظر سے	"	۲۱- مطہریہ
۷۱	اسانید و آیات امامیہ	۵۸	۴۴- عقائد میں اختلاف	"	۲۲- رجمیہ
"	میں کذاب رواۃ	"	۴۵- کی اصل وجہ اور اہل	۲۸	۲۳- احمدیہ
			۴۶- سنت کا انداز فکر۔	"	۲۴- جعفریہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۷	اسانید روایات شیعہ میں	۸۳	روض کی ابتدا اور اس کے حقیقی مقاصد	۷۳	منہجیت رداۃ
۱۰۸	تفسیر و تاویل قرآن میں	۸۸	شیعہ تفسیر کے قائل	۷۴	اسانید احادیث امامیہ میں
۱۰۹	ارتعاس سورۃ مظهر علم	"	کیوں ہوئے	"	مجمول رداۃ
۱۱۱	توحید و رسالت محمدی علیہ السلام پر ایک علمی دلیل	"	تفسیر کے بارے میں شیعہ مؤقف	۷۵	مستقرہ اسانید امامیہ میں
۱۱۲	توحید و رسالت میں بعض گمراہیوں کے نظریات	۸۹	تفسیر کے وجوب پر پانچ دلائل	۷۶	مطعون رداۃ
۱۱۳	تفصیلی عقائد میں شیعہ کی نظر نشین	۹۰	جواب	"	سلسلہ اسانید امامیہ میں
"	قدرت خالق کے بارے میں	۹۱	تفسیر کے بطلان پر دلائل	"	فاسق اور غیر مومن رداۃ
"	اللہ کے علم کے بارے میں	۹۲	روایات ائمہ شیعہ	"	ماخذ کتب شیعہ
۱۱۵	مسئلہ کلام	۹۳	بر بطلان تفسیر	۷۷	شیعوں کا سرسل روایت
۱۱۶	قرآن میں تحریف کا مسئلہ	۱۰۳	تفسیر کے باطل ہونے پر	۷۸	کے متعلق نظریہ
۱۲۰	صفت ارادہ حق تعالیٰ	۱۰۴	ایک اور دلیل	"	امامیہ کے اہل سفارت
"	خدا کے ارادہ حق کی فنی کرنے والوں کے مستندات	"	دوسرا مقالہ	۷۸	مہدی
۱۲۵	ادھر جوابات	"	پہلی جملہ اسباب علم کے بیان میں	۷۹	محمد مہدی کی اطراف جنوب
"	وجوب کے معنی میں	"	پہلا سبب حواس کا ہوا	"	قدحیات سے روایت
۱۲۶	اختلاف	"	دوسرا سبب عقل	۸۰	شیعہ کی صحیح ترین کتب
"	تائین وجوب الاصل	۱۰۵	تیسرا سبب خبر	۸۱	کلمہ کی موضوع روایات
۱۲۷	کے دلائل اور جوابات	۱۰۶	چوتھا سبب الہام	"	شیعہ کتب کے اہل جرح و تعدیل
"	"	۱۰۷	مقام اسباب علم	"	میں ناکافی انداز میں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۴۳	ایک سوال اور جواب	۱۴۵	اللہ کے لئے عقلی قرب	۱۴۹	ہرچیز اللہ نے پیدا کی
۱۴۴	دلائل عصمت انبیاء	۱۴۶	کارو	۱۴۹	نظریات مبتدعین اس
۱۴۵	دوئیں اور درجہ ایم علیہ السلام	۱۴۷	جو بیکارے میں صوفیہ کے	۱۴۹	بارے میں
۱۴۵	کی طرف منسوب	۱۴۸	مسک کی وضاحت	۱۴۹	تقدیر کے بارے میں
۱۴۶	گناہ کی نفی	۱۴۸	مسئلہ بذیت باری تعالیٰ	۱۴۹	امامیہ و غیر فرقوں کے
۱۴۶	اخلاق و عذیر سے عصمت	۱۴۸	اصلاح بنو آدم کے لئے	۱۴۹	عقائد
۱۴۶	انبیاء و ائمہ دین کے بعض	۱۴۸	بعثت انبیاء اور ان کی تعداد	۱۴۹	کی اللہ بندوں کی گمراہی
۱۴۶	غلط اقوال	۱۴۸	پہلی اللہ علیہ وسلم کے بعد	۱۴۹	پردہ خفی ہے، انگریز اثنا
۱۴۶	سہو اور غلط فہمی سے انبیاء	۱۴۸	نبوت کے بارے میں	۱۴۹	عشر پر تنقید
۱۴۸	کا معصوم ہونا اور	۱۴۸	بعض شیعوں کی تحریفات	۱۴۹	بائے تاملین کے دلائل
۱۴۸	امامیہ موقوف	۱۴۸	اثنا عشر پر منوی طود پر	۱۴۹	جواب
۱۴۸	بغیرت انبیاء	۱۴۸	ختم رسالت کے قائل	۱۴۹	اسلام و صفات کے بارے میں
۱۴۸	سراج بکسر الشریف	۱۴۸	نہیں ہیں	۱۴۹	میں جنت کا حقیقہ
۱۴۸	جو رسول نے دیکھا علی	۱۴۸	امامیہ معنی نبوت اپنے اللہ	۱۴۹	کی تعداد جم ہے! جنگ گردوں
۱۴۸	نے بھی دیکھا امامیہ موقوف	۱۴۸	میں ثابت کرتے ہیں	۱۴۹	کے عقائد
۱۴۸	انصوص کو ظاہر پر غفلت	۱۴۸	امامیہ کے نزدیک علی	۱۴۹	خدا کا ہاں ہے! جنت عین کے
۱۴۸	کرا چلے، اور مبتدعین	۱۴۸	انبیاء سے افضل ہے	۱۴۹	نظریات
۱۴۸	کا موقوف	۱۴۸	علی کے بارے میں امامیہ	۱۴۹	مبتدعہ کے ان عقائد کے
۱۴۸	رسول اللہ کے بعد فرخ حکام کے	۱۴۸	کے غالباً نہ عقائد	۱۴۹	بیان کی غرض!
۱۴۸	بالے ہیں مبتدعین کا موقوف	۱۴۸	ختم نبوت محمد صلی	۱۴۹	قائمین جسم کا بطلان
۱۴۸	کسی کو تکلیف الاطلاق	۱۴۸	عشر طہرہ وسلم	۱۴۹	روایات امامیہ سے
۱۴۸	نہیں دی گئی	۱۴۸	عصمت انبیاء اور امامیہ	۱۴۹	مسئلہ استواء اید اور وجہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۳	رسول اللہ کے بہتر ترغیب و تحذیر	۱۸۱	کیا ایمان اپنے ہونے چاہئے؟	۱۸۱	ایمان کیا ہے؟
"	خلافت خلافت مکتبہ ایت	"	کا دعویٰ کر سکتا ہے؟	"	اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں
۲۱۰	خلافت خلافت دارالجمہ پر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	"	تائیدی از رحمت خدا کفر ہے	"	ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔
۲۲۳	ایک سوال	۱۹۳	مسئلہ ستارح ارباب	"	مترکب کبیرہ کا ایمان اطاعت پر ثواب اور
۲۲۳	جواب	۱۹۵	اختلاف مذاق از اطلالہ کرم	۱۸۳	تفریق پر سزا دینا کیا نفاذ
"	خلافت خلافت دارالجمہ	"	روح و ظلم	"	پر واجب ہے
"	پر اجماع امت	"	ایصال ثواب	"	کبیرہ گناہ سے توبہ
"	ایک سوال	"	علامات قیامت	"	کیا مترکب گناہ کا کفر ہے؟
"	جواب	۱۹۷	تیسرا مقالہ	"	سوال مگر کفر و عذاب قبر
۲۳۵	خلافت ابو بکر بنابر آثار صحابہ	"	بحث امامت	۱۸۴	حشر میں اجماع کا اثنا
"	حضرت علی کا ابو بکر	۱۹۸	مسئلہ امامت میں اہل سنت و امامیہ جو اختلاف	۱۸۵	حساب اور نامائے
۲۳۶	دعویٰ کی مدح کرنا	۱۹۸	اہل سنت کے نزدیک	۱۸۶	احمال اور میزان
"	خلافت بلا فصل علی پر	"	شرائط امامت	"	اہل صراط پر سے غلو
۲۳۶	شیعہ کے دلائل از قرآن پاک	۲۰۰	امامیہ کے نزدیک امام کا تصور	"	کا گزرتا
"	شیعہ کی پہلی دلیل	۲۰۱	امامیہ کے تصور امام کی تفصیل	"	دیگر کوائف عام حشر
۲۳۶	جواب	۲۰۲	نصب امام پر امامیہ کے دلائل کی حقیقت	۱۸۷	نعتہا نے بہشت اور
۲۳۶	شیعہ کی دوسری دلیل	"	خلافت امامت میں فرق	"	غلاب و غیرہ کے بارے
۲۳۵	جواب	۲۰۳	"	"	میں بدعتین کے نظریات
					مشک کا غلو فی الذہن

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۹	پہلی دلیل	۲۳۹	پانچویں دلیل	۲۳۸	شبیہ کی تیسری دلیل
۲۶۰	جواب اول	۲۴۰	اس روایت کی	۲۳۹	جواب
۲۶۳	جواب دوم	۲۴۱	اسنادی تحقیق	۲۳۹	شبیہ کی چوتھی دلیل
۲۶۵	ایک ضروری ناامدہ	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۶۶	ایک سوال	۲۴۱	چھٹی دلیل	۲۳۹	شبیہ کی پانچویں دلیل
۲۶۷	جواب	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۶۸	تحفظ خداوندی برائے	۲۴۱	ساتویں دلیل	۲۳۹	شبیہ کی چھٹی دلیل
۲۶۹	حلقائے دانشین	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۷۰	جواب سوم	۲۴۱	آٹھویں دلیل	۲۳۹	شبیہ کی ساتویں دلیل
۲۷۱	اہمیت علی پر شبیہ کی	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۷۲	دوسری عقلی دلیل	۲۴۱	نازیں دلیل	۲۳۹	مسئلات شبیہ
۲۷۳	جواب	۲۴۱	جواب	۲۳۹	از احادیث
۲۷۴	شبیہ کی تیسری دلیل	۲۴۱	دسویں دلیل	۲۳۹	پہلی دلیل
۲۷۵	جواب	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۷۶	شبیہ کی چوتھی دلیل	۲۴۱	ایک سوال	۲۳۹	حدیث من کنت
۲۷۷	جواب	۲۴۱	جواب	۲۳۹	مولانا کاسب درود
۲۷۸	چوتھا مقالہ اور مباحثہ	۲۴۱	گیارہویں دلیل	۲۳۹	دوسری دلیل
۲۷۹	فصل اول حضرت ابو بکر	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۸۰	پر مباحثہ کے جواب میں	۲۴۱	بارہویں دلیل	۲۳۹	تیسری دلیل
۲۸۱	پہلا طعن	۲۴۱	جواب	۲۳۹	جواب
۲۸۲	جواب	۲۴۱	اہمیت علی پر شبیہ کے	۲۳۹	چوتھی دلیل
۲۸۳	دوسرا طعن	۲۴۱	عقلی دلیل	۲۳۹	جواب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۲	جسٹا طعن	۲۹۳	جواب	۲۷۳	جواب
۲	جواب	۲۹۳	ایک سوال	۲۷۵	تیسرے طعن
۲۱۳	ساتواں طعن	"	جواب	۲۷۶	جواب
"	جواب	"	نقل دوم حضرت عمرؓ پر	۲۷۷	چوتھا طعن
۲۱۵	آٹھواں طعن	۲۹۵	اسلام کے جواب میں	"	جواب
۲۱۶	جواب	"	سید طعن در مقام دہوت	"	پانچواں طعن
۲۱۸	نانواں طعن	۲۹۷	جواب	"	جواب
"	جواب	"	کیا قلم و روایت منکونے	۲۷۸	چھٹا طعن
۲۱۹	دسواں طعن	۲۱۲	کا مقصد خلافت کی تحریر قبل	۲۷۹	جواب
"	جواب	"	اکابرین امت پر شیعہ	۲۸۰	ساتواں طعن
۲۲۱	سوال	۳۰۳	کی غلطیاں نیاں	۲۸۱	جواب
"	جواب	"	دوسرے طعن حضرت عمرؓ	۲۸۲	آٹھواں اور ناناں طعن
۲۲۳	حالت متغیر پر شیعہ کواں	۳۰۵	کا گھر چلانا	"	جواب
"	جواب	"	جواب	"	دسواں طعن اور دہوت ابیدار
۲۲۵	گیارہواں طعن	"	تیسرے طعن	۲۸۳	جواب
"	جواب	"	جواب	۲۸۷	ایک سوال
۲۲۲	سوال	"	چوتھا طعن	"	جواب
۲۲۷	جواب	۳۰۶	جواب	۲۸۸	ایک اور سوال
"	تیسری اصل حضرت عثمانؓ پر	۳۰۸	حضرت عمرؓ لسان	"	جواب
"	اسلام کی تردید میں	"	حق میں	"	گیارہواں طعن
"	حضرت عثمانؓ پر شیعہ	۳۰۹	پانچواں طعن	"	جواب
"	کا پہلا طعن	"	جواب	۲۹۲	تاکڑ پر ایک اعتراض

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۵	چوٹا طعن	۳۸۵	سیرت ملائکہ کے معادیر پر	۳۸۵	پانچواں طعن
۳۸۶	جواب	۳۸۶	دلیل نہیں بن سکتی	۳۸۶	جواب
۳۸۷	پانچواں طعن	۳۸۷	ایک سوال	۳۸۷	چھٹا طعن
۳۸۸	جواب	۳۸۸	جواب	۳۸۸	جواب
۳۸۹	پہلا طعن	۳۸۹	نزع مساویہ کا علی شے	۳۸۹	ساتواں طعن
۳۹۰	جواب	۳۹۰	تفاوت و عدالت باہمی	۳۹۰	جواب
۳۹۱	ساتواں طعن	۳۹۱	معاویہ پر استدلال باطل ہے	۳۹۱	آٹھواں طعن
۳۹۲	جواب	۳۹۲	معاویہ پر طعن کرنا اپنے دین	۳۹۲	جواب
۳۹۳	آٹھواں طعن	۳۹۳	سے دشمنی ہے	۳۹۳	نذر غلط افلاک میں حضرت
۳۹۴	جواب	۳۹۴	نافواں طعن	۳۹۴	علی کا طرز عمل
۳۹۵	نافواں طعن	۳۹۵	جواب	۳۹۵	اسلامی حکومت میں پہلا
۳۹۶	جواب	۳۹۶	دسواں طعن	۳۹۶	رضہ جنگ کی کاپی نظر
۳۹۷	دسواں طعن	۳۹۷	جواب	۳۹۷	جنگ جمل بنا دت کا
۳۹۸	جواب	۳۹۸	چھٹی اصل تاہمین سے	۳۹۸	نتیجہ واقعی
۳۹۹	گیارہواں طعن	۳۹۹	تابعین اور قہادہ عثمانیہ	۳۹۹	مساویہ کا علی سے نزاع
۴۰۰	جواب	۴۰۰	پر مطاعن کے جواب میں	۴۰۰	مساویہ کی اجتہادی خطا
۴۰۱	بارہواں طعن	۴۰۱	پہلا طعن	۴۰۱	اس نزاع نے ایمان
۴۰۲	جواب	۴۰۲	جواب	۴۰۲	معاویہ پر کوئی اثر نہ
۴۰۳	شعباعت ابو بکرؓ	۴۰۳	دوسرا طعن	۴۰۳	نزاع مساویہ کا علی پر
۴۰۴	تیسرا طعن	۴۰۴	جواب	۴۰۴	معاویہ کا طرز عمل
۴۰۵	جواب	۴۰۵	تیسرا طعن	۴۰۵	کیا علی کے ماتحتی ہے جا
۴۰۶	چودھواں طعن	۴۰۶	جواب	۴۰۶	قال کہ ہے تھے ؟

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳۳	اہم سفیان ثوری کا اثر	۳۶۰	افضلیت شیخین پر امام	۳۶۰	جواب
۳۳۴	ایک سوال	۳۶۸	امت و آثار	۳۶۸	پندرہ سوال طعن
"	جواب	۳۶۹	صحابہ و تابعین	"	جواب
۳۳۶	افضلیت شیخین پر ایک	"	ارشاد عبداللہ بن عمر	"	سولہ سوال طعن
"	حقیقی دلیل	"	ابو بکر کی شہرہ کی زبان	"	جواب
۳۳۷	عنات رسول اللہ صلی	"	فضائل ابو بکر بڑاں	"	ستر سوال طعن
۳۳۸	اللہ علیہ وسلم	۳۶۹	ابو عبیدہ	"	جواب
۳۳۹	صحابہ کرام باقی امت	۳۶۹	برائیت عبد اللہ بن موت	۳۶۹	اٹار سوال طعن
۳۴۰	سے افضل ہیں	"	افضلیت شیخین پر	"	جواب
۳۴۱	صحابہ میں تفاضل	۳۷۰	علیؑ کے اقوال	"	پانچ سوال متعلقہ فضائل
۳۴۲	صحابہ میں تین طبقات	۳۷۰	فضلیت عمرؓ میں نقل علیؑ	۳۷۰	خلفاء و دیگر صحابہؓ
۳۴۳	بہ اعتبار مسافر و سلم	۳۷۱	ابو بکر کی فضلیت علیؑ	"	تائید اسلام میں شیخینؓ کا
۳۴۴	صحابہ میں تفاضل ایک	۳۷۱	کی مذہبی برکت و فائز	۳۷۱	سابق ہو نا احادیث کی
۳۴۵	اور حیثیت سے	"	افضلیت شیخین ارشاد	"	روشنی میں
۳۴۶	صحابہ میں خلفاء راشدین	۳۷۱	عبداللہ بن مسعود	۳۷۱	افضلیت شیخین ان احادیث
۳۴۷	ہی افضل ہیں	۳۷۲	شان عمرؓ میں ارشاد خلیفہ	۳۷۱	تفاضل بین ابی بکر و عمر
"	خلفاء اربعہ میں شیخین	"	شان عمرؓ میں ارشاد رسول	"	حدیث سیلاہل الجنتہ میں
"	افضل دو مرتبہ ہیں	"	بن ابی وقاص	"	ایک تعداد میں اولیٰ کمال
۳۴۸	ماکار جمیلہ خلفاء	"	ارشاد حسان و در	۳۷۲	کی احادیث منقبت علیؑ و علیؑ
"	اربعہ	"	شان ابو بکرؓ	"	افضلیت شیخین میں !
"	ماکار جمیلہ ابو بکر صدیق	۳۷۳	ابو عمن ثقی کا ایک شعر	"	ابو بکرؓ و عمرؓ کے حق میں ایک
۳۴۹	ایک سوال	"	امام سدی کا قول	۳۷۳	حدیث کا صحیح مفہوم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۰۰	صحابہ پر سب کرتے ہیں	۴۹۳	مقتبت صحابہ پر ایک	۴۵۵	جواب
"	شریعت میں سب کرنے کا حکم	"	مقتل دیں	۴۵۷	ماثر حمید حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۵۰۱	عمر نے زبردستی دفتر کا طالعہ لیا؟	۴۹۳	تفضیل صحابہ پر حضرت جنت	۴۶۰	مرہ کی ملی خدمات
"	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان	"	کا اعتبار	۴۶۲	فتح بدو میں مرہ کی خدمات
"	میں غلو اور افراط	۴۹۵	مشاجرات کے بارے	۴۶۷	شیخین کے پیر و مریدان
۵۰۵	عجب علی غرور رخ میں	"	میں خاموشی اختیار کرنا	۴۶۸	اخلاقیات عثمان غنی رضی اللہ عنہ
"	نہ جانے گا!	۴۹۷	چاہیے	۴۷۱	حدیث و جامع سے
۵۰۶	ان کے چند غلط	۴۹۷	یزید اور اس کے حواریوں	۴۷۲	ایک سوال
"	فروغی سامی	۴۹۳	پر لعنت کرنا	۴۷۳	جواب
۵۰۸	فرقہ بانے امامیہ کی	"	چشمہ مقلد خرافات	"	خلافت و فضیلت غلام
"	یہ سہرو نصاریٰ دوسرے	"	کے بیان میں	۴۷۴	غلام پر ارشاد علی رضی اللہ عنہ
"	دوسرے	"	حضرت شیخین کے بارے	۴۷۴	کتب امامیہ
"	ساقول مقلد بعض	"	میں بدعتیگی	"	ایک سوال
"	اہم مسائل کی تحقیق	۴۹۶	حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے	"	جواب
"	اہل سنت کے نزدیک	"	حق میں	۴۷۸	ماثر حمید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
۵۱۱	امام کا معصوم ہونا ضروری	۴۹۷	حضور کے بعد صحیح صحابہ	۴۸۱	ماثر حمید حضرت علی رضی اللہ عنہ
"	نہیں ہے	"	کے بارے میں ان کا	"	افضائیت صحابہ کرام بعد
۵۱۲	امام نماز کیلئے بھی معصوم	۴۹۸	معتقدہ	"	غلام اور بعد ترجیح امت
"	ہونا ضروری نہیں ہے	۴۹۹	عمر کے بارے میں	"	افضائیت صحابہ کرام کتاب
"	مختلف پرست کرنا	"	ایک سوال	"	ارشاد و احادیث
"	"	"	جواب	۴۸۲	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
"	"	"	"	"	کی انگریزوں میں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۳۱	سوال	۵۳۱	عام صحابہ کو کون سی صفات	۵۱۲	چار ائمہ اربعہ سے فائدہ کیسے تھا
"	جواب	"	وائے کی سزا	"	ایک ہی بات میں تینوں نے کہا نہیں
۵۳۲	حجۃ قطب ارشاد	"	سوال	۵۱۳	کرامت اولیاء حق ہیں
"	حکمت ولایت ہیں	"	جواب	"	مقدمین کے ساتھ دوستی
"	جو بکرہ و عمرہ قطب	"	حضرت علیؑ کا ایک	"	حرام ہے
"	ارشاد کلمات نبوت	۵۳۶	اہم خطبہ	۵۱۴	ایک سوال
"	ہیں	"	کتاب ہذا کے حوزہ تدریس	"	جواب
"	مہدیؑ کی صفات	۵۳۵	میں پوری پابندی	"	سبب شخصیں کی سزا
۵۳۳	اور شہنائی کے	"	ہونی ہے	۵۱۶	احد و افض کے بارے
"	بیان میں	۵۳۶	خاتمہ	"	میں پیشگوئیاں
۵۳۵	مہدیؑ کے تعلق اسے کہتے ہیں	"	ام کے چند معانی	۵۲۰	فہانؑ کی گوسب کر کے سزا

پیش لفظ

(از مؤلف)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خلق الارض
والسما وظهر وجوده فوق ظواهر
الاشياء حتى اقرب الاذكىاء
والانبياء ووطن كنه ذاته عن
معرفة العقلاء حتى يجوز عن ذلك
ادراك الصديقون والانبياء
المتصف بصفات الكمال وحسن
الاسماء المنزه عما يقول فيها اهل
الاهواء والصلو والسلام على
امام الاثني عشر وقائد الغر المحجلين
الاصفياء محمد هادي الناس
الى الجنات بلغة مبلغ رسالات ربه
الاعلى الذي خشى الرحمن وليم
بخش احد من غيره من الال
والجان وعلى اله واصحابه اهل
البؤ الاحسان وعلى الذين
ساروا من بعدهم
يقولون سبنا اغفر لنا

سب توحيث اللہ کے لئے ہے جس نے
آسمان و زمین پیدا کئے، اس کا وجود و شہادہ
کے ظہور سے زیادہ واضح ہے، فکر و خیال سے بھی سب سے
مکافہ کر سکتے ہیں، عقل و ادراک کی معرفت سے اس کی کثرت
عقل سے بھی کہہ سکتے ہیں اور انبیاء بھی اس کے ادراک
سے عاجز ہیں، وہ صفات کمال اور اچھے
ناموں سے متصف ہے، بلند علیٰ اس کے
بارہ میں جو کچھ کہتے ہیں اس سے منزہ اور
پاک ہے، درود و سلام ہو متقیوں کے
امام غر مجتہدین کے قائد محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم
پر آپ اپنے اہل بند و بار کی طرف لوگوں
کے سامنے ہیں، اور اپنے اعلیٰ اور بہت رحم
کرنے والے رب کے پیغام پہنچانے والے
ہیں اور اللہ کے سوا کسی انسان رحمن سے
آپ خائف نہ ہوئے، درود و سلام ہو آپ کی
آل آپ کے صحابہ اہل بروا حسن پر اور ان
لوگوں پر جو کہتے ہیں اے رب ہمیں بخش
دے، اور ہمارے ان بائیسوں کو جو ہم سے

ولاخواننا الذین سبقونا بحسن الایمان کے ساتھ گزرنے والے، حمد و ستائش کے ساتھ
مالا یحکم احابدا۔ کے بعد

فقیر محمد ثناء اللہ عثمانی نقشبندی مجددی کہتا ہے (لیخفا اللہ لہ ولا سلاخہ)
بن فرائض کا بیان منکلف ہوا ہے، ان میں سب سے پہلے عقائد کو اس بیج پہ درست کرنا
ہے کہ رب العالمین کے رسولوں کی ہدایات کے مطابق ہو جائیں جنہیں خاتم النبیین سید المرسلین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عشق و شہید فیہ لکھ کر آپ کے بعد فاد ہوا اور دونوں کے شیر ٹھہر کی وجہ سے دین
محمدی میں متحدہ دینی اسلام فرستے پیدا ہو گئے ہیں، محترمہ، جبریہ، تقدیریہ و فاضل، خوارج اور
مرجیہ وغیرہ وغیرہ۔

اہل حق نے ان گروہوں کے شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے اور دین متین کی
تائید و تائیس کے لئے تصانیف تحریر کی ہیں، بڑا ہم اللہ خیر الجزاء حق تعالیٰ کے اس
ارشاد کے مطابق۔

فاما الذین یبذل عین جفاء و اما ما ینفجر الناس فیما کث فی الارض کذاک یضرب اللہ الامثال (الزمرہ: ۵)

بہت فرستے پیدا ہوئے اور معدوم ہوتے گئے، سچ ہے۔
و کلف اللہ المریضین القتال و کان اللہ

قویا عزیزا (الاحزاب: ۲۵)

نتیجہ یہ ہوا کہ گروہ اہل حق، اہل سنت و الجماعہ کے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے، ہاں
روافض خصوصاً اثن عشری اور ان کی ایک شاخ زیدیہ اور بعض بلاد میں خوارج موجود ہیں۔

اس وقت دیار ہند میں مذہب اثناعشریہ ظاہر ہو رہا ہے۔ جمہالت و حماقت کی وجہ
سے بہت لوگ خصوصاً پانی پت کے بعض افراد جن کے یاب و داوے سنت و ایمان کے
مائل تھے، گمراہ ہو گئے ہیں، فقیر کا خیال ہے کہ آسان نامہ سی میں روافض کے رویوں ایک
کتاب لکھی جائے تاکہ لوگ اس سے لکھ حاصل کر سکیں، ہر سکتا ہے، کوئی راہ درست پر آجائے اور

راقم الحروف احمد ثواب کا مستحق ہو۔ چونکہ یہ لوگ کتب اہل سنت پر اعتماد نہیں رکھتے، اس لئے ان کو الزام دینے کیلئے آیات قرآنی سے استدلال کیا جائے گا، یا پھر کتب معتبرہ رد افض سے۔ مثلاً کافی مصنف عمر بن یعقوب کلینی، تہذیب و استبصار تالیف ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی، فقہ ابن الاکثر الفقیہ تالیف محمد بن علی بن بابویہ القمی اور اس کی استبصار منظر الحلی جامع عباسی وغیرہ، اور تفسیر منسوب بہ ابی محمد الحسن العسکری وغیرہ۔ تاکہ رد افض المکارئہ کر سکیں، سنن حاکم مثلاً، حدود عالم اثبات حلی، توحید باری تعالیٰ اور صفات نقصان سے اس کی تنزیہ وغیرہ میں چونکہ اثنا عشری اہل حق کے ساتھ نزاع نہیں رکھتے، اور کتب علم الکلام میں دلائل عقلی و نقلی شرح و بسط سے مذکور ہیں، نیز ان مسائل کے دلائل عام و خاص کے نزدیک بدرجہی طور پر ثابت و مقرر ہیں۔ اس لئے اختلاف کو یہ نظر رکھتے ہوئے ہم ان مسائل پر چیلل گفتگو نہ کریں گے۔

ان مسائل کا دوسری تذکرہ اور اس اختلاف کے بیان پر جو رد افض کے بعض گروہوں نے کیا اکتفا ہوگا، اس باب میں عالم اہل، مدافع الکل، فرید الدہر، یکتا زمانہ جناب الباقی تفسیر الدین محمد، جو کہ خواجہ نصر اللہ الحنفی الہکی الدینی اصلاً والکافی دہلوی کے نام سے مشہور ہیں، نے ایک خوبصورت اور جامع کتاب لکھی ہے۔

علامہ مذکور نے رد افض کی کتب تفسیر، حدود، فقہ اور تاریخ کی خوب سیر کی ہے، اور اپنی عمر شریف کے قیمتی اوقات میں اس میں مصروف کئے ہیں، اپنی کتب میں مخالف کے مذہب کے ابطال اور اپنے نظریہ کے اثبات کیلئے رد افض کی معتبرہ کتب سے دلائل بہتیا فرمائے ہیں۔

فقیر نے بھی محکم، بلادہن من کانس، الکلام فصیب، دینوں کے پیالے سے زمین کو صاف کیا ہے، کتب رد افض کی روایات اس کتاب سے اخذ کی ہیں۔

والمستول من اللہ العصمة والسداد۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کتاب لکھی ہے کہ دوسری مروجہ اور چند بالصفات رکھتے وہاں ان فیصلہ کرے گا کہ رد افض کے شہوم بدلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لئے اس کتاب کا نام

»السيف المسلول للسنة العليا على الذين فرقوا بينه وبين أهله« کھا۔ یہ کتاب ایک مقدّمہ رسالت مقالے اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے

مقدمہ: میں فرقہ ہائے روافض کا بیان ہے۔

مقالہ اولیٰ: میں اجمالاً باطل مذہب روافض اور ضحیات مذہب اہل السنۃ والجماعہ ہے۔

مقالہ دوم: میں غامض اہل السنۃ والجماعہ کا بیان اور روافض کے خلاف یہ مسائل کا تفصیلی ابطال ہے۔

مقالہ سوم: میں مسئلہ امامت پر بحث ہے جسے روافض اصول عقائد سے شمار کرتے ہیں، اور اہل سنت فروعی مسئلہ کہتے ہیں۔

مقالہ چہارم: مطاعن خلفاء و دیگر صحابہ کرام و مطاعن غرقہ تابعی اہل سنت کے جواب میں ہے۔

مقالہ پنجم: میں فضائل صحابہ کا بیان ہے اور یہ کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سے یاد کرنا چاہیے اور ضحیات صحابہ سے زبان زد کی بجائے اور زید پر لعنت کرنے جواز کا بیان ہے،

مقالہ ششم: میں خلافات روافض کا ابطال اور بعض فروعی مسائل کا تذکرہ ہے۔

مقالہ ہفتم: میں اہل السنۃ والجماعہ کے چند امتیازی مسائل کا ذکر ہے،

خاتمہ: میں ٹکڑے بیٹے اور محمد ہدیٰ کے بعض مناقب و شمائل کا بیان ہے۔

مقدمہ

فرقہ ہائے روافض کا بیان

معلوم ہو کہ روافض کے چار فرقے ہیں: ۱۔ غلاة، ۲۔ کیسانیہ، ۳۔ زیدیر، ۴۔ ۱۱۔ مہر۔

غلاة کے چوتھیں فرقے بن گئے۔ ۱۔ سبائیہ، عبد اللہ بن سبا یا مانی مغللی یہودی کی طرف

منسوب ہے، یہ شخص مسلمانوں کے لباس میں منافق تھا، رافض کی بنیاد اس نے رکھی ہے، وقت

اسلام کو ایک دوسرے سے لڑنا چاہا ہے، کہتا ہے کہ علی خدا ہے، علی باطل ہیں، باطل کی گنج

علی کی آواز ہے، اور بجلی اس کا درہ۔

لے آگے تفصیل میں تین فرقے شمار کئے ہیں، دسواں۔

۴۔ مفضلہ۔ مفضل میرنی کے اصحاب ان کا عقیدہ ہے کہ خدا انہ میں حلول کر چکا ہے اور سلسلہ نبوت بھی منقطع نہیں ہوگا۔

۵۔ سر لعیہ۔ ایک شخص سر لعی کے اصحاب یہ گروہ کہتا ہے کہ خدا پانچ اشخاص میں حلول کر چکا ہے نبی جاس، اعلیٰ اجضر اور عقل ہیں۔

۶۔ بر لعیہ۔ بر لعی بن یونس کے اصحاب جو کہ حضرت محمد کو خدا کہتا ہے اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ انہ کی طرف وحی آتی ہے۔

۷۔ کالیہ۔ کالیہ کے اصحاب یہ لوگ خدا کو اپنے مرتبہ میں مصورت مانتے ہیں تناسخ رواج کے قائل ہیں کہتے ہیں روح خدا پہلے آدم علیہ السلام میں آئی پھر شیث علیہ السلام میں اور اس طرح انبیاء میں دوام رہتی رہی ان کا یہ بھی نظریہ ہے کہ حضرت علیؑ کی بیعت ترک کر کے صحابہؓ (نعمہ ہاشمہ) کافر ہو گئے تھے اور علیؑ اپنا حق چھوڑ کر کافر ہو گئے۔

۸۔ مغیرہ۔ مغیرہ بن سعید علی کے اصحاب کہتے ہیں خدا ایک انسان کی صورت میں ہے اور سر پر تاج رکھے ہوئے ہے۔

۹۔ جنابہ۔ تناسخ ادراج کے قائل ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی روح کا نام ہی خدا ہے، وہی روح (خدا) انہ علیؑ ان کے تین فرزند حسن، حسین، اور محمدؐ میں آئی پھر عبداللہ بن مہادیہ بن عبداللہ بن جعفر ذی الجناحین میں اس نے حلول کیا، اسے محمد بن عقیقہ کے بعد پانچواں امام جانتے ہیں، معاد کا انکار کرتے ہیں، معاد کو حلال سمجھتے ہیں۔

۱۰۔ میانہ۔ بیان بن سمان کے اصحاب کہتے ہیں خدا علیؑ میں حلول کر آیا، پھر محمد بن علیؑ میں پھر اس کے بیٹے ابو ہاشم بن محمدؑ میں پھر بیان ہیں۔

۱۱۔ منصورہ۔ منصورہ بن منصور علی کے اصحاب انہیں جلیہ بھی کہتے ہیں، جہان کے قدیم وابدی ہونے کے قائل ہیں، احکام کا انکار اور جنت و جہنم کی تائید کرتے ہیں، محمد باقر کو امام کہتے ہیں، پھر منصورہ کو۔

۱۲۔ آموئہ۔ اموی کے اصحاب ان کا عقیدہ ہے کہ علیؑ نبوت میں شریک تھے۔

۱۳۔ ائقو لعیہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرما کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہی اس میں جو کچھ ہے سب آپ کے لئے مباح ہے، بعض کہتے ہیں کہ دنیا علیؑ کے سپرد ہے، اور حسن و علیؑ کے ہر وقت ہیں۔

۱۲۔ خطابیہ۔ ابو الخطاب محمد بن زینب الانصاری کا صاحب کہتے ہیں کہ علیؑ بڑا غلام ہے، اور حضرت صادقؑ چھوٹا غلام اور امیر خدا کے بیٹے۔ اور ابو الخطاب نبی ہے، ابو الخطاب نے اپنے دوستوں کو مخالفین پر جھوٹی گواہی دینے کا حکم دیا ہے۔

۱۳۔ معمریہ۔ یہ گروہ خطابیہ کا ایک فرقہ ہے، اصحاب سمر کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نبی ہے، پھر ابو الخطاب اور اس کے قتل کے بعد معمر نبی ہے، احکام شریعت نبی کے سپرد ہوتے ہیں، اور سمر نے احکام ساقط کر دیئے ہیں۔

۱۴۔ غزالیہ۔ کہتے ہیں کہ محمد اور علیؑ ایک دوسرے سے دو کوؤں کی مانند پردے میں مشابہ تھے، جبریل وحی علیؑ کے لئے آئے تھے، مگر غلطی سے محمد کو پہنچا گئے۔

۱۵۔ ذبابیہ۔ کہتے ہیں کہ علیؑ خدا ہے، اور محمد نبی، یہ دونوں دو مکھیں کی طرح ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

۱۶۔ ذمیہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہیں کہتے ہیں، علیؑ خدا ہے، محمد کو بھیجا کہ مخلوق کو اس کی طرف بلانے، مگر محمد نے اپنی طرف بلانا شروع کر دیا۔
ذمیہ میں ایک فرقہ آئینہ ہے، جو خدمت سے رجوع کر چکے ہیں، اور محمد کو علیؑ کا شریک بنا کر دونوں کو غلام قرار دیا۔

۱۷۔ انصیریہ۔ ان کا عقیدہ ہے، خدا پانچ ہیں، محمد، علیؑ، فاطمہ، حسن، حسین۔ یہ تمام ایک ہی ہیں، خدا کی روح ان میں بابرطول کر چکی ہے، کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے، ان میں سے بعض فاطمہ پر سے تا نائیت حذف کرتے ہیں کہ اگر کوؤنٹ بنانے سے استخراج کیا جائے، مگر وہ اسے محمد کی بیٹی علیؑ کی بیوی اور حسن و حسین کی ماں بھی مانتے ہیں۔

۱۸۔ نصیریہ۔ نصیر کے اصحاب۔

۱۹۔ اصحاب قیام۔ اصحاب کے اصحاب، یہ عقیدہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ علیؑ اور اس کی اولاد میں حلول کر چکا ہے۔

۲۰۔ علیانیہ۔ علی بن ابی طالبؑ کو نبی و قیل الاسدی کے اصحاب کہتے ہیں علیؑ خدا ہے، محمد سے افضل کہ محمد نے اس کی جیت کی ہے۔

۲۱۔ زندامیر۔ زلام کے اصحاب کہتے ہیں علی بن ابی طالب کے بعد امام محمد بن علی ہے۔ پھر ابو ہاشم ازن بعد اس کی وصیت سے علی بن عبد اللہ بن عباس امام ہے، پھر اس کی اولاد منصور تک پھر اشراف نے ابو مسلم میں حلول کیا، وہ قتل نہیں ہوا ہے، عمار کو حلال جانتے ہیں، فرائض ترک کرتے ہیں۔

۲۲۔ مقتضیہ۔ مقتضی کے اصحاب، ان کا عقیدہ ہے، عمار چار میں علی، حسن، حسین اور مقتضی۔
۲۳۔ غامیہ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو ہم بہار میں زمین پر اترا آتا ہے، بادل میں اور دنیا میں گھومتا رہتا ہے، پھر آسمان کی طرف چلا جاتا ہے، اس فرقہ کو ربیعہ بھی کہتے ہیں۔

کیسانیکہ

کیسان ہذا حسن مجتبیٰ یا مولیٰ علی رضی کی طرف خود کو منسوب کرتے ہیں، کیسان نے محمد بن حنفیہ کی شاکرگی کی۔ کیسان یہ چھ فرقے ہیں۔

۱۔ کرب پیہر۔ ابو کرب منیر کے اصحاب، ان کا عقیدہ ہے، کر علی کے بعد امام محمد بن الحنفیہ ہے، وہ صاحب الزن ہے، انہیں ایک پہاڑ میں اپنے چالیس دوستوں کے ساتھ روپوش ہے، اس کے نزدیک وہ چٹھے ہیں، ایک شہد کا اور دوسرا پانی کا۔

۲۔ اسماعیلیہ۔ اسماعیل بن عمر کے اصحاب کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ کے بعد ابو ہاشم امام ہے، پھر اس کی اولاد ان کا عقیدہ ہے کہ خلاعی اور اس کی اولاد میں حلول کر چکا ہے۔

۳۔ کندریہ۔ عبد اللہ بن حرب کندزی کے اصحاب، یہ لوگ کندزی کو ابو ہاشم مذکور کے بعد امام گردانتے ہیں۔

۴۔ عباسیہ۔ یہ کہتے ہیں ابو ہاشم کے بعد امام علی بن عبد اللہ بن عباس ہے، پھر اس کا بیٹا محمد پھر اس کا بیٹا ابو ہاشم ابو مسلم غوری کا صاحب، پھر اس کا اولاد۔

۵۔ طیاریہ۔ کہتے ہیں ابو ہاشم کے بعد عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر طیار نام ہے۔

۶۔ مختاریہ۔ مختار بن ابی عقیہ ثقفی کے اصحاب کہتے ہیں، علی کے بعد حسن امام ہے، پھر محمد بن حنفیہ۔

زیدیہ

یہ فرقہ خود کو زید بن علی بن الحسین کی طرف منسوب کرتا ہے اور نو فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔

۱۔ ان کے عقائد اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کے موافق ہیں، اتنا سا فرق ہے، کہ تمام صحابہؓ پر علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں، کہتے ہیں خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا، انہوں نے اپنی خوشی اور رضا سے خلفائے ثلاثہ کو یہ حق تفویض کر دیا، یہ لوگ تمام صحابہؓ کو اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔

۲۔ چار و دس ۱۔ ابو الجارود زید بن ابی زیاد کے اصحاب کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی رضی اللہ عنہ امام ہے، اس بات پر دو مفاضل موجود ہے، نام کے نہیں یہ فرقہ صحابہؓ کی اس بنا پر تکفیر کرتا ہے کہ انہوں نے علیؓ کی اقتدار ترک کر دی۔ علیؓ کے بعد امام حسنؓ ہے، پھر حسینؓ، اس کے بعد حسینؓ کی اولاد میں امامت شیعہ کی تابع کر دیتے ہیں جس نے بھی تلوار کے ساتھ خروج کیا، اور یہاں تھا، اسے امام مانتے ہیں، زید بھی امام ہے، اس کے فرزند بھی کو بھی امام کہتے ہیں امام منتظرؑ کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ منتظر محمد بن عبد اللہ بن حسین بن حسن ہے جس نے دعویٰ امامت کیا تھا، اھل منصور کے دور میں قتل ہوا، زید یہ اسے زندہ مانتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ منتظر محمد بن قاسم بن حسین کوئی ہے، جو کہ مستنیں کے زمانہ میں قتل ہوا، یہ لوگ اس کے قتل کے منکر ہیں۔

۳۔ جریر یہ ۱۔ انہیں سلیمان یہ بھی کہا جاتا ہے، سلیمان بن جریر کے اصحاب امامت تمام خلق میں شیعہ کی طور پر مانتے ہیں، ان کے نزدیک مسلمانوں میں سے دو اچھے مسلمانوں کے ساتھ امامت منتقل ہو جاتی ہے، ابو بکرؓ و عمرؓ کو امام مانتے ہیں، یہ بھی کہتے ہیں کہ امامت نے علیؓ کے ہوتے ہوئے، ان سے بیعت کر کے غلطی کی ہے، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور عاتکہؓ کی تکفیر کرتے ہیں۔

۴۔ قیس یہ ۱۔ انہیں قیس یہ بھی کہا جاتا ہے، قیس قوی کے اصحاب ہیں، اس کا نام بصرہ بن سعید ہے، کہتے ہیں، ابو بکرؓ و عمرؓ کی بیعت خلافت میں تھی، اس لئے کہ علیؓ نے ان کے لئے امامت ترک کر دی تھی، عثمانؓ کے بارہ میں توقف کرتے ہیں، علیؓ کو خیبر لسان کی بیعت ہوئی تھی امام مانتے ہیں۔

۷۔ یعیسہ۔- ضمیر بن یحییٰ کے اصحاب ان کے عقائد و خیالات تبرہ کی طرح ہیں، مگر یہ صرف عثمان کی تکفیر کرتے ہیں دوسرے صحابہ کرام کی نہیں۔

۶۔ وکیئہ۔- فضیل بن وکیئہ کے اصحاب عقائد میں جبار و دیکہ مانتے ہیں مگر ظلمہ، ذریعہ اور غافہ کی ہی تکفیر کرتے ہیں دوسرے صحابہ کی نہیں۔

۷۔ یحشیدہ۔- خلف بن عبد الصمد کے اصحاب ان کا خیال ہے اولاد و ناطہ میں امامت شریٰ مخصوص ہے اولاد و ناطہ کے سوا اگر کوئی اور وظیفہ بن جائے، تو اس کے خلاف خروج کرنا واجب ہے، انہوں نے ایک بادشاہ کے خلاف خروج کیا تھا، اور ان کے ہتھیار صرف بکولی کے تھے، اس لئے تشبیہ کہلائے۔

۸۔ یعقوبیہ۔- اصحاب یعقوب رحمت کے قائل ہیں اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی امامت کے منکر ہیں، اور ان سے تبرہ کرتے ہیں۔

۹۔ صالحیہ۔- حسین بن صالح کے اصحاب اولاد و ناطہ میں امامت شریٰ کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اولاد و ناطہ میں سے تلوار کے ساتھ جو خروج کرنے کو راہ و عالم اور سپاہ و راہ امام ہے۔

امامیہ

ان کا خیال ہے امام نصب کرنا خدا پر واجب ہے، کوئی زمانہ امام از اولاد و ناطہ سے خالی نہیں رہا ہے، پچیس فرماتے ہیں ان میں ایک فرقہ اسمعیلیہ پھر تیرہ فرقوں میں بٹ گیا، کل امامیہ کے سینتیس فرقے ہوئے۔

۱۔ اسمعیلیہ۔- کہتے ہیں علی مرتضیٰ کے بعد حسن مجتبیٰ امام ہے، اہل ان کے بعد حسن مثنیٰ مسمیٰ رضا پھر ان کا فرقہ عبد اللہ پھر محمد نفس زکیا پھر اس کا بھائی عبد اللہ، ان دونوں بھائیوں نے منصور کے ایام خلافت میں خروج کیا، خلق کثیر ان کے ساتھ جمع ہوئی دونوں قتل ہو گئے۔

۲۔ نصیدیہ۔- کہتے ہیں نفس زکیا قتل نہیں ہوئے، بلکہ ظاہر میں گئے۔

۳۔ حکیمیہ۔- ہاشم بن حکم کے اصحاب کہتے ہیں امام علی مرتضیٰ ہے، پھر حسن، پھر حسین، پھر علی بن ابی طالب، پھر محمد باقرؓ، پھر مضر صادقؓ، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک جسم ہے، جس کا طول و عرض و عمق مساوی اور برابر ہے۔

۴۔ سالمیہ:۔ چشم بن سالم حراقتی کا اصحاب امامت میں حکیم کی مانند ہیں، خدا تعالیٰ کو ان کی صورت پر راستے ہیں۔

۵۔ بشیطانیہ:۔ انہیں نہمانیہ بھی کہتے ہیں، محمد بن نعمانی العسیری نے مناقب بشیطان الطاق کے اصحاب یہ بھی اللہ تعالیٰ کو سالمیہ کی طرح انسان کی صورت پر عقیدہ رکھتے ہیں۔

۶۔ مسیہ:۔ مسیٰ کے اصحاب، امامت میں مذکورہ صلاخ فرقوں کا ماحقیدہ ہے، خدا تعالیٰ کو صاحب اعضا جسم فرض کرتے ہیں۔

۷۔ نذراریہ:۔ رنڈلہ بن اعین کے مرید امامت میں حکیم کی طرح ہیں، گریہ لوگ جبرہ نہیں ہیں، البتہ خدا تعالیٰ کی صفات کماؤں مانتے ہیں۔

۸۔ یونسیدریوس بن عبد الرحمن احمی کے اصحاب کہتے ہیں، خدا عرش ہے، اور فرشتے حامل عرش ہیں۔

۹۔ بدائیرہ:۔ بڈ کے تالی ہیں، یعنی کہتے ہیں کہ خدا ایک کام کا فیصلہ کرتا ہے، پھر اس کے دل میں پہلے کے برعکس دوسرے کا کام کا خیال آتا ہے، تو پھر اسے کرتا ہے۔

۱۰۔ مغویہ:۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا کر کے محمد علی اللہ علیہ السلام کے سپرد کر دی ہے، بعض کہتے ہیں مٹی کے سپرد کر دی ہے، بعض کہتے ہیں، ان دونوں کے سپرد کر دی ہے۔ یہ دش فرقت امامیہ میں غالی فرقتے ہیں، اور مذکورہ چھ اماموں پر متفق ہیں۔

۱۱۔ باقریہ:۔ کہتے ہیں کہ علی بن الحسین کے بعد باقر خاتم ہے، وہ مرے نہیں، ان کے خروج کا انتظار ہے۔

۱۲۔ حاضریہ:۔ کہتے ہیں کہ باقر کے بعد امام ان کا فرزند زکریا ہے، زندہ ہے، اور پہاڑ میں موجود۔

۱۳۔ اصول کا ناس:۔ اہل بیت علیہم السلام ہے، امام ابو جعفر اللہ فرما رہے ہیں کہ کسی اور بات میں اللہ کی نیادہ تنظیم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اگر بات خدا بات ظاہر ہے، اور جو بات نہیں آتی اسے ثابت کرتا ہے۔ اصول کا ناس ۲۷ میں ہے اور بعد اللہ فرماتے ہیں، کوئی نئی نبوت حاصل نہیں کر سکا جب تک اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا اقرار نہ کیا جائے، شیخ کا مجموعہ ۵۵ صحت، اصول کافی میں ۱۰۶ میں ہے، مہدی کا ظہور ۱۰۰ میں ہے، مہدی کا ظہور ۱۰۰ میں ہے، مہدی کا ظہور ۱۰۰ میں ہے۔

۱۲۔ ابو مسیرہ۔ عبد اللہ بن ابی بصری کے اصحاب کہتے ہیں باقرؑ کے بعد جعفر صادقؑ امام سے زندہ ہے اور منتظر۔

۱۳۔ عماریہ۔ عمار کے اصحاب کہتے ہیں جعفرؑ کے بعد ان کا فرزند محمدؑ امام ہے۔

۱۴۔ اسمعیلیہ۔ کہتے ہیں جعفرؑ کے بعد ان کا فرزند اسمعیلؑ امام ہے، پھر اسمعیلیہ کے تیرہ فرقے ہوئے۔

اسماعیلی فرتے | ا۔ مبارکیہ۔ مبارک کے اصحاب کہتے ہیں اسمعیلؑ زندہ اور دہری مہدی موعود ہے۔

۲۔ باطنیہ۔ کہتے ہیں اسمعیلؑ مرچکا ہے، اس کے بعد اس کی اولاد امام ہے، اوزان کا عقیدہ ہے، کہ باطن پر عمل کرنا واجب ہے، ظاہر پر نہیں۔

۳۔ قرطبیہ۔ محمد بن قرطط کے اصحاب، بعض علماء کہتے ہیں کہ قرطط واسط کے دہات میں سے ایک وہ کا نام ہے، ان کا عقیدہ ہے، جعفرؑ نے خود اپنے بعد محمد بن اسمعیل بن جعفرؑ الصادق کو نامزد کیا تھا محمد بن اسمعیل کو زندہ مانتے ہیں، اباحت محرمات کے قائل ہیں۔

۴۔ فسطیہ۔ یحییٰ بن ابی فسط کے اصحاب، یہ جعفر صادقؑ کے بعد امامت اس کے فرزندوں میں کہتے ہیں، یعنی اسمعیل، محمد، موسیٰ، عبد اللہ اور اسماعیل میں اور پھر ان کی اولادوں میں۔

۵۔ بیہونیہ۔ عبد اللہ بن بیہون کے اصحاب، یہ لوگ کہتے ہیں علویہ آیات پر عمل کرنا حرام ہے، سادہ کے منکر ہیں۔

۶۔ حلیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کتاب و سنت میں صلوة، زکوٰۃ، صوم حج وغیرہ سے مولودان کے لغوی مساوی ہیں، یہ لوگ قیامت، جنت نار، کافکار کرتے ہیں۔

۷۔ رافضیہ۔ محمد بن علی الرافضی کے اصحاب معاویہ کا انکار کرتے ہیں، شرائع کو نہیں مانتے انھوں کی تاویل کرتے ہیں، بعض پیغمبروں کی نبوت کی انکاری ہیں، اور بعض پیغمبروں پر لعنت کرنے کو واجب گردانتے ہیں، الحنة اللہ علی اعداء الانبیاء۔

۸۔ انہیں باطنیہ کے لقب سے شہرت کا ایک جوہر بھی ہے کہ یہ لوگ ان کا عقیدہ لوگوں سے چھپاتے تھے۔ پہلے پہل اختلاف چھان چور و ستر کی وجہ سے ہوا، پھر ان کا عقیدہ بن گیا، یہ مجاہد ہے کہ یہ اپنے امام کو مستور مانتے ہیں، یہ بھی دوسری بات کی گنج ہے کہ یہ کہتے ہیں شریعت کو ایک باطن ہے، اور ایک ظاہر امام، ان سے آگاہ ہوتا ہے، دیگر دین باطن سے بھی ۱۲۔

۸۔ جتایمیر :- ابوطاہر جنابی کے اصحاب سدا و دوا احکام کے منکر ہیں، کہتے ہیں جو شخص احکام پر عمل کرتا ہے، اسے قتل کرنا واجب ہے، مذکورۃ صدر جدید فرقتا اسمیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں
 ۹۔ سبیر :- ان کے خیال میں رسول صرف سات ہیں، آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد اور مہدیؑ۔ دور مولوں کے درمیان سات اشخاص آتے ہیں، جہان کی شریعت کا نفاذ کرتے ہیں۔
 اور ہر دور میں ان میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے، اسمیل بن جعفر بھی ان میں سے ایک ہے۔

۱۰۔ مہدویہ :- کہتے ہیں جعفر کے بعد اسمیل امام ہے، پھر اس کا فرزند محمد اوصی پھر اس کا بیٹا حمد لونی، پھر اس کا لڑکا قاسم النقی، پھر اس کا لڑکا عبد اللہ رضی، پھر اس کا لڑکا ابو القاسم عبد اللہ پھر اس کا لڑکا محمد جس نے اپنا لقب مہدی اختیار کیا، پھر اس کا لڑکا احمد قائم، پھر اس کا لڑکا اسمیل منصور، لائقۃ اللہ پھر اس کا بیٹا معز العزیزین اللہ، پھر اس کا بیٹا ابو منصور نزار العزیزین اللہ، پھر اس کا بیٹا ابو معی منصور، حکم، پھر اس کا لڑکا ابو الحسن علی بن الحسن، پھر اس کا لڑکا معز المستنصر باللہ، جب مہدی کی امامت کا دور ختم، بلاد مغرب میں یہ لوگ غالب آگئے تھے، انہوں نے سلطنت قائم کی، بے شمار لوگوں نے اس کی شہادت کی، پھر افریقی بلاد میں غالب آیا، اور اس کی اولاد میں ایک مدت تک سلطنت رہی، اس کی اولاد میں بعض مصر پر اور بعض شام پر بھی مستط ہوئے، یمن میں کچھ لوگوں نے ان کا مذہب اختیار کیا۔

۱۱۔ نزاریہ :- انہیں حمیرہ اور ہامیرہ بھی کہتے ہیں، عالم کو قدیم ہاتھ ہیں، تنازع ازدواج کے قائل ہیں، معاد، جنت، جہنم کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک مستنصر کے بعد اس کا فرزند نزار امام ہے، کیونکہ مستنصر نے پہلے اس کی امامت پر نص کر دی تھی، مگر بعد میں اس کو مجبور کر دیا، اور اپنے دوسرے بیٹے مستعلیٰ کو امام بنا دیا، مگر ان کے ہاں متبرہ پہلی نص ہے، اول نص کے بعد دوسری نص کرنا ناجائز ہے، نزار کے بعد اس کا لڑکا ہادی امام ہے، پھر اس کا لڑکا حسن۔

۱۲۔ مستقلین :- ان کے نزدیک نزار کے بعد اس کا لڑکا ہادی امام ہے، پھر اس کا لڑکا حسن کہتے ہیں، امام شرائع کا مکلف نہیں ہے، امام کے لئے اہانت ہے، کہ وہ تکالیف شرعیہ کو ساقط کرے ان کی خلافات میں سے ہے، اگر جب حسن بن صباح حمیری مصر میں آیا تو نزار کی بیویوں میں سے

ایک کو پایا ہادی اس کی اولاد میں سے سب سے چھوٹا تھا اس کی حسن نے پرورش کی یہاں ایک لبا قصہ بیان کیا کرتے ہیں مگر اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ہادی نزار کا بیٹا نہیں تھا۔

۱۳۔ مستعلیہ۔ یہ کہتے ہیں مستنصر کے بعد امام اس کا بیٹا مستعلی باللہ ابو القاسم احمد ہے کہ مستنصر نے نزار کو چھوڑنے کے بعد اسے ہی خلیفہ بنایا تھا دوسری نص ابلی کے لئے ناسخ ہے، جب باپ کی موت کے بعد مستعلی کے اقتدار پر جمعیت ہوئی اس نے نزار اپنے بھائی اور اس کے دو بڑوں کو قید شدیدیں ڈال اور یہ لوگ وہیں مر گئے، نزار نے کوئی اولاد بچے نہیں چھوڑی تھی، مستعلیہ کے نزدیک مستعلی باللہ کے بعد امام اس کا بیٹا منصور اور امیر احکام اللہ ہے پھر اس کا بیٹا ابو میمون عبد الحمید الحافظ الدین اللہ پھر اس کا بیٹا ابو منصور محمد الظافر باللہ پھر اس کا بیٹا ابو القاسم علی الظافر ناصر اللہ پھر اس کا بیٹا ابو عبد اللہ محمد الحافظ الدین اللہ ہے جب اس تک قربت پہنچی تو شام کے بعض امرا اس پر غلبہ آگئے اس کو قید کر دیا اور جیل میں ہی مر گیا مہدی کی نوکد سے کوئی نہیں تھا، جمود علوی نامست کرتا یہ سب ابلی فرستے ہیں، جو کہتے ہیں کہ جعفر صادق کے بعد اسمعیل بن جعفر امام ہے۔

۱۴۔ امیر فرقوں میں سولہواں فرقہ قطعیہ ہے اس فرقہ کا نظریہ اور حائریہ بھی کہتے ہیں عبد اللہ بن حمی کے اصحاب ان کا خیال ہے جعفر صادق کے بعد عبد اللہ بن جعفر امام ہے وہ مر چکا ہے۔ اس نے اپنے پیچھے اولاد نہیں چھوڑی تھی مگر مرنے کے بعد جو عرصہ گزر

۱۵۔ اسماعیلیہ ان کا عقیدہ ہے جعفر صادق کے بعد اس کا فرزند اسمعیل امام ہے، علم و تقویٰ میں اپنے والد کی مثل تھا اسمعیل بن عبیدہ وحیدہ ثنہ مخزومی اہل سنت ان سے روایت حدیث کرتے ہیں ابو یوسف اور ابو یحیٰ۔ ابو یحیٰ کے اصحاب کہتے ہیں بیوں اور رسولوں سے گناہ کا صدور جائز ہے۔

۱۶۔ قطعیہ۔ ۲۰۔ موسویہ۔ ۲۱۔ مطوریہ۔ ۲۲۔ رجیہ۔

ان چاروں گروہوں کا عقیدہ ہے جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم امام ہے، مگر قطعیہ موسیٰ کی قطعی موت کے قائل ہیں اور سراسر اس کی موت میں توقف کرتے ہیں، مطوریہ کہتے ہیں امرا ہیں، جب تک وہ روئے زمین کا مالک نہ بن جائے مرے گا بھی نہیں رہی مہدی ہے، رجیہ کہتے

ہیں سر کیا ہے، مگر بعد کو رجوع کرنے لگا۔

۲۳۔ احمدیہ: یہ لوگ موسیٰ کے بعد احمد بن موسیٰ بن جعفر کو امام مانتے ہیں۔

۲۴۔ جعفریہ: موسیٰ کے بعد علی بن موسیٰ الرضا کو امام سمجھتے ہیں، پھر اس کے لڑکے محمد تقی کو پھر اس کا بیٹا علی النقی پھر اس کا بیٹا حسن العسکری پھر حسن عسکری کا بھائی جعفر بن علی نقی امام ہے، کیونکہ حسن نے تیجے اولاد نہ چھوڑی تھی۔

۲۵۔ اثنا عشریہ: حسن عسکری کے بعد ان کے فرزند محمد بن الحسن کو امام مانتے ہیں، ان کے خیال میں وہ زندہ ہے، تاہم منتظر مہدی موعود ہے، اور دشمنوں کے خوف سے مخفی ہو چکا ہے، مگر مدت بعد ظاہر ہو گا۔

۱۵۔ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں: میں نے ابو جعفر سے سنا، انہوں نے فرمایا ہے: امامت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے ظہور کا وقت مندرجہ مقرر کیا تھا، میں نے ان کے قول پر غور کیا، فقہانی ابن زبیر نے خلاف فرمایا، اور مشائخ صنفیہ نے ان کو رد کیا، اور پھر انہوں نے اس رد کو غلط قرار دیا، جب شرفیانی نے اس وقت کو سمجھا تو یہ کہہ دیا: اب ابشر، نے ہمارے لئے اس کو کوئی وقت مقرر نہیں کیا، ۱۴۔ اصول کافی، طبع ایران، ص ۱۰۶۔

پہلا مقالہ

روافض کے مذہب کے ابطال اور اہل سنت والجماعت کے مذہب کے ثبات میں

پہلی دلیل قرآنی آیات سے

(۱) الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ بِرَحْمَتِهِ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ۔ (توبہ: ۲۰-۲۱)

جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اللہ کے نزدیک درجہ میں بڑے ہیں اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں، ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور رضامندی اور باخون کی بشارت دیتا ہے، جن میں ان کے لئے ہمیشہ کی نعمت ہے اس میں ہمیشہ رہیں گے، یقیناً اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(۲) لَكِنَّ الرِّسَالَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ أَحَدُ اللَّهِ لَهُمْ جَنَّتْ تَجْوِي مِنْ تَحْتِهَا الْإِنَّمَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (توبہ: ۸۴-۸۸)

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، انہیں لوگوں کے لئے ہیں، بھلائیوں اور یہی کامیاب ہیں، ان کیلئے اللہ تعالیٰ بانات تیار کئے ہیں، جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ ہے بڑی کامیابی اللہ نے تمہارے ایمان پر لایا، اور تمہارے دلوں میں اس کو مزین کیا، اور کفر کو تمہاری طرف مکرہ بنایا، اور فسق کو، اور نافرمانی کو یہی لوگ بھلائی پانے والے ہیں۔

(۳) حَبِيبُ الْيَكْمَا الْإِيمَانُ وَرَيْنَهُ فِي قُلُوبِهِمْ وَكَرِهَةُ الْيَكْمَا الْكُفْرُ وَالْفُسُوقُ وَالْعَصْيَانُ وَأُولَئِكَ هُمُ الرَّاكِدُونَ۔ (الحجرات: آیت ۲)

اور جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی اور
 الشکریٰ راہ میں جہاد کیا، اور جنہوں نے جگہ
 دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مؤمن ہیں ان
 کے لئے بخشش اور باعزت روزی ہے
 پس آناری اللہ نے تسکین اپنے رسول
 اور ایمان والوں پر اور ان کو پریمز کی کاف
 کی بات لازم کر دی، اور وہ اس کے بہت
 حق دار تھے، اور اس کے لائق، اور اللہ تعالیٰ
 ہر چیز کا جانتے والا ہے۔

یہ مال بہا جرین فقرہ کے لئے ہے، جو
 کہ اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے،
 اللہ کا فضل چاہتے ہیں، اور اس کی رضامندی
 اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں
 یہی لوگ سچے ہیں، اور ان لوگوں کی واسطے
 ہے جنہوں نے ہجرت کے گھر اور
 ایمان میں جگہ بکڑی، ان سے پہلے، جو
 وطن چھوڑ کر ان کے ہاں آجائے، اس
 سے عمت رکھتے ہیں، اور اپنے دلوں میں
 غلش نہیں پاتے کہ (بہاجر) دینے جائیں،
 اور اپنے آپ پر ایثار کرتے ہیں، اگر
 خود کو تنگی ہو۔

اللہ تعالیٰ ادھی ہے جو تم پر رحمت
 بھیجتا ہے، اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں

(۴) والذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا
 فی سبیل اللہ والذین اؤدوا ونصرنا
 اولئک ہم المؤمنون حقاً لهم مغفرة
 ودرجات کثیرہ (الانفال آیت ۴)

(۵) فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ
 وعلی المؤمنین والزمہم کلمۃ
 التقویٰ وکانوا احق بہا واهلہا
 وکان اللہ بکل شیء علیما۔

(الفجر آیت ۲۷)

(۶) للفقراء المهاجرین الذین
 اخرجوا من ديارهم واموالهم
 یتبعون فضلا من اللہ ورضوانا
 وینصرون اللہ ورسولہ اولئک
 هم الصادقون والذین تبوءوا
 الدار والايمان من قبلہم
 یحبون من ہاجر الیہم ولا
 یجدون فی صدادہم حاجۃ
 مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم
 ولو کان بہم خصاصة۔

(الحشر آیت ۸-۹)

(۷) هو الذی یصلی علیکم
 وملتکتم لیخرجکم من الظلمات

اندھروں سے نکال کر ایمان کی روشنی
میں لائے۔

پس جن لوگوں نے وطن بھڑا، اور اپنے
گھروں سے نکلے گئے، اور میری راہ میں
ایذا پہنچے گئے، اور قتل ہوئے، میں
ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا۔ اور
ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے
نیچے نہریں بہتی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے
ثواب ہے۔

اس میں مرد ہیں پاک بننا دوست کہتے
ہیں، اور اللہ تعالیٰ پاکیزگی والوں کو
پسند فرماتا ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان واردوں
سے ان کی بہانیں اور ان کے مال خرید لئے
کہ ان کے لئے جنت ہے، اللہ کی راہ میں
لاٹے ہیں، قتل کرتے ہیں، اور قتل کئے جاتے
ہیں، یہ اللہ کا وعدہ سچا تو رہا، انجیل، اور
قرآن میں ہے، اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے
وعدہ کو کون دنا کر سکتا ہے، تم اپنی اس
بیع پر خوش ہو جاؤ جو تم نے کی، اور
یہی بہت بڑی کامیابی ہے، یہ لوگ توبہ
کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے، تعزیت کرنے
والے، خدا کی راہ میں پھرنے والے، مکرر کرنیوالے

الى النور۔

(الحزاب۔ آیت ۲۳)

(۸) فالذين هاجروا واخرجوا
من ديارهم وادوا في سبيل
قاتلوا وقتلوا الا كفرون عنهم
سبناهم ولا دخلهم الجنة تجري
من تحتها الانهار ثوابا من
عند الله۔

(آل عمران آیت ۱۹۵)

(۹) فيله دجال يحبون ان
يتطهروا والله يحب المتطهرين۔

(التوبہ آیت ۱۰۸)

(۱۰) ان الله اشترى من
المؤمنين انفسهم واموالهم بان
لهم الجنة يقاتلون في سبيل
الله فيبقتلون ويقتلون وعدا
عليه حقا في التوبة والانجيل
والقرآن فمن اوفى بعدة من
الله فاستبشروا ببيعكم الذي
باليتم به وذلك هو الفوز
العظيم، التائبون العابدون
الحامدون السائحون الراكعون
الساجدون الامراء بالمعروف

وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ
نَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

(التوبة آیت ۱۱۱-۱۱۲)

(۱۱) اَذِّنْ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ
بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ
نَصْرِهِمْ لَظَلِيمٌ
مَنْ دِيَارِهِمْ يَفِرُّ إِلَىٰ آلِ
يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ

رُكْبًا ۚ (الحج ۱۳۶)

(۱۲) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ
أَشِدُّوا عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمًا بَلِيغًا
تَرَاهُمْ رُكْعًا مَجْدًا يَبْتَغُونَ
فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَا هُمْ
فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ الْجِدْعِ ذَلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْإِنْجِيلِ كَزُرْءٍ مُسْتَطَافٍ
فَأَمَّا تَرْتِكُهُ فَمَا اسْتَغْلَظَ فَمَا اسْتَوَىٰ
عَلَىٰ سَوْقِهِ يُحْجِبُ الزُّرْعَ لِيُخِيطَ
بِهِمْ لُكْفَارًا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

(الفقہ آیت ۲۹)

سجدہ کرنے والے، اچھا فیہ کا حکم دینے والے
برائی سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود
کے محافظ ہیں، (ان) ایمان والوں کو
خوشی خبری دے۔

اجازت دینی گئی ان لوگوں کے لئے جو
ظلمی کئے جاتے ہیں اس لئے کہ ان پر ظلم
ہوا، اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر
ہے، یہ لوگ ناحق ان کے گھروں سے
نکل کر لڑائے ہیں، فقط اس جرم میں اگر انہیں
نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔

عمر و صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کافروں پر
سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انہیں
رکوع اور سجدہ میں دیکھ لیا، اللہ کا فضل چاہتے
ہیں، اور اس کی رضا مندی، ان کی نشانی سجدہ
کے اثر سے ان کے چہرہ پر ہے، قورات اور
انہیں میں ان کی بھی صفت مذکور ہوئی ہے،
جیسے کہ جنتی جس نے سوئی نکالی، پھر قری
بنایا، اور موتی ہو جائے، اور انہی چیزوں
پر جائے لکھتی کرنے والوں کو خوش ملتی ہے،
تاکہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے سبب سے
کافروں کو غصہ میں لائے، اللہ کا ایمان لانے
والوں اور اچھے عمل کرنے والوں سے بخشش

اور بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔

اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں پورا جہاد
اس نے تمہیں بلندیہ کیا اور تم پر دین میں
کوئی تنگی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کا
دین ہے اس کے تمہارا نام مسلمان رکھا ہوا
ہے، اور اس قرآن میں تاکہ رسول تم پر گواہ
ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔ لہذا نماز قائم
کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اللہ کا دین حکم پکڑو وہی
تمہارا دوست ہے اور بہت اچھا دوست
اور اچھا مددگار ہے۔

تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے لائے
گئے، بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے
روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

لیکن رسول اور جو لوگ آپ کے ساتھ
ایمان لائے، اور اپنے مالوں اور جانوں کے
ساتھ جہاد کیا۔

(۱۳) وجاہداوا فی اللہ حق
جہاد کا ہوا اجتہاد و ما
جعل علیکم فی الدین من
حرج ملۃ ابیکم ابراہیم
ہو سمحکم المسلمین من قبل
وفی هذا لیکون الرسول
شہیداً وعلیکم وکنوا شہداً
علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ وانا علی
الزکوٰۃ واعصموا باللہ ہوموکم

(۱۴) کنتم خیلة اخرجت للناس
تأمرہون بالمعروف و تنہون عن المنکر
تؤمنون باللہ ذال عمران آیت ۱۱۰

(۱۵) لکن الرسول والذین آمنوا
معہ جاہدا وایاموا اللہ وامنہم
(التوبۃ آیت ۸۸)

مذکورہ صریح آیات اور اس طرح کی دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین اور انصار
سب امتوں سے بہتر ہیں اور اللہ کے نزدیک مومن نہ کہ منافق جیسا کہ ملعون و فحشوں کا خیال
ہے، اپنی جان و مال کے ساتھ انہوں نے راہِ خدا میں جہاد فرمایا ایمان اور اعمالِ صالحہ ان کے
دلوں کے محبوب اور پسندیدہ ہیں، کفر و گناہ سے انہیں نفرت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود
مبارک کے ساتھ کلمہ تقویٰ لازم فرمادیا ہے۔

ام تقویٰ کے سب سے زیادہ مستحق اور صاحب تقویٰ اور پرہیزگار ہیں، ایمان میں صادق
اور سچے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے جرمِ معاصی فراموشی میں پہلے عبادت، تو بہ صادق و عبادت

نماز، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایسی صفات حمیدہ کے صلہ میں حق تعالیٰ سے بہشت بری خرید کر لی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ بہشت فرمایا ہے، وہ واقعہ سنوں انہیں ارتداد سے متحم کرتے ہیں، یہ باطل اور محال ہے، اس لئے اگر پھر تو اللہ تعالیٰ کا حواقب امور سے بے خبر ہونا لازم آئے گا۔ دیکھئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ
سَٰخِىَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَذَوُوْا عَنْهُمْ
وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ، الْآيَةُ۔
(۱) التوبة آیت ۱۰۔

اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے اسان
کے ساتھ اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ
سے راضی، ان کے لئے باغات تیار
کر دیئے ہیں۔

(۲) وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ
يَقُولُونَ سَاءَ بَنَاءُ أَغْفِرْ لَنَا وَلَا لِأَخَوَاتِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا
تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ
آمَنُوا سَاءَ بَنَاءُ إِذْكَ سَاءَ وَفَّيْ سَرْحِمٍ۔
(الحشر آیت ۱۰)

اور جو لوگ ان کے بعد آئے کتے ہیں
اے ہمارے رب ہمیں بخش، اور ہمارے ان
بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان میں آئے،
اور ہمارے دونوں میں ایمان والوں کی کوتاہی
نہ بنا، اے ہمارے رب تو ہی رافت والا
اور مہربان ہے۔

(۳) وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
قَوْلَهُ مَا تَوَلَّيْ وَتَصِلْهُ جَهَنَّمَ
وَسَاءَ مَصِيرًا۔
(النساء آیت ۱۱۵)

جو، ان والوں کی راہ کے غیر کی اتباع
کے، ہم اسے وہی دیتے ہیں جسے لائے
رہا ہے، اور اس کو جہنم میں داخل کریں
گے، اللہ یہ بری جگہ ہے۔

ان آیات کی راجح یہ ہے کہ جو لوگ نیکی میں صحابہ کرام کی اتباع کرتے ہیں، ان
کے لئے دعا مسخرت مانگتے ہیں، ان کی طرف سے دلیں کینہ اور دشمنی نہیں رکھتے، خدا ان پر
راضی ہے، اور وہ خدا سے راضی۔ ایسے انسانوں کے لئے بہشت ہے، اور جو لوگ اس راہ
کی پیروی نہیں کرتے انہیں جہنم رسید کرے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت صحابہ کے راستہ پر گامزن ہیں ان کو

اچھائی سے یاد کرتے ہیں، ان کے لئے دعا سہجرت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس موانع صحابہ کرامؓ کی تکلیف کرتے ہیں، ان کے مطاعن گنتے ہیں، ان کے ذکر خیر سے غیظ و غضب سے بھر جاتے ہیں امیر المومنین علیؓ اور جعفر صادقؓ سے جھوٹی روایات اور افسوس کو کے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے، اسوا چارہ شخص کے، چنانچہ سلیم بن قیس نے کتاب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدایت کیا ہے کہ صحابہؓ جعفر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے، اسوا چارہ کس کے۔ اور جعفر صادقؓ کی ایک روایت نقل کرتے ہیں اسوا چھ شخصوں کے۔ انہی عقائد نامہ کی بنا پر سب دامن صحابہؓ چھوڑتے ہیں، ان کے راہِ عمل کو ترک کر کے دوسری راہوں پر گام زن ہو چکے ہیں، اس لئے آیات مذکورہ کی رو سے اہل حق اہل سنت ہوتے، اور رافضی بطلان پر۔ ارشاد باری تعالیٰ لیغیظہم المفکرۃ فیضیہ پر وارد ہے۔

اہل سنت کی حقانیت کی دوسری دلیل | حق تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وعدا اللہ الذین آمنوا منکم	اللہ تعالیٰ صالح مسلمانوں سے وعدہ
وعملوا الصلحت لیستخلفنہم	کرتا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔
فی الامراض کما استخلف	اور ان کے دین کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے
الذین من قبلہم ولیمکنہم دینہم	لئے قبل فرمایا، قوت دے گا، اور کافروں
الذین ارتضیٰ لہم ولیمیدلہم من	کا خوف و در کر کے امن دے گا، تاکہ وہ اللہ
بعدا حوقہما منا یعبدونہی کا	کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو
یشاکون فی شیئان التواریث ۵۵	شریک نہ بنائیں۔

بیانیت: اہل سنت و جماعت کے مؤلف کی حقانیت کی دلیل ہے اور یہی نظر پر اللہ کا مقبول اور پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے خلیفہ راشدین کو صحابہ کرامؓ سے خلافت راضی عطا فرمائی اور تخی قوت و شوکت بخشی کہ کافروں کو جزیرۃ العرب سے نکال باہر کیا۔ بلکہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے تخت الٹ دیئے، اللہ کا دین چہار سو عالم میں پھیل دیا، اور اس نظام حق کے نہ ماننے والوں کو قتل کیا، قید کیا، اور جزیہ کی سزا دی، اہل سنت خلیفہ راشدینؓ

کے مصالح غفلت ہیں، اس وقت تک ہمت اقامیم میں غالب و مقرب ہیں، اور کتاب خدا اور صحابہ کرام کی سرور و اعادیت پر عمل کرتے ہیں۔

اگر روافض کا نظریہ تسلیم کیا جائے، تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا نہیں ہوا تو اس کے وعدوں میں غفلت لازم آتا ہے، اس لئے کہ ان کے اعتقاد و فاسد کے اعتبار سے حضرت علیؑ اور ان کے اتباع نے کبھی بھی ظہار دین حق کی قوت نہیں پائی، ہمیشہ اپنے جان و مال اور اہل و عیال پر اہل باطل سے ڈرتے رہے، اور تحریف کردہ قرآن کی تمام عمر اپنی نمازوں میں تلاوت کرتے رہے، حتیٰ کہ اپنے ایم خلافت میں بھی اپنے دین کے ظہار اور اپنے قرآن کی تلاوت پر قدرت نہ رکھتے تھے، جیسے مرتضیٰ نے جو اکابر علما شیعہ سے ہے، اپنی کتاب تنزیہ الانبیاء والاولیاء میں اس حقیقت کی تصریح کی ہے۔

ان کے دوسرے ائمہ تو خلافت کی قوت تک پہنچے ہی نہیں، دین حق چھپ چھپ کر اپنے دوستوں کو بتاتے رہے، اور عام لوگوں کے سامنے ایسی چیزوں کا اظہار کرتے رہے جو روافض کے فاسد اعتقاد کی رو سے کفر ہیں،

ایک شیعہ اور جواب | اگر روافض بلا دلیل یہ لو مار گریں کہ اس وعدہ ربانی کے پورا ہونے کا وقت ظہور مہدی کا وقت ہے، تو اس کا جواب یہ ہے۔

کہ وعدہ اللہ الذین منکم میں منکھ کا خطاب ان لوگوں سے ہے جو قرآن کے پہلے مخاطب ہیں نیز اس میں اللہ کا کسی قوم کے ساتھ کیا احسان و منت ہے کہ بارہ سو سال گزرتے کے بعد سات سال یا بیس سال یا چالیس کے لئے دین حق قوت حاصل کرے، غالب تو چودہ سو سال تک بھی روافض کے نقطہ نظر سے اس وعدہ کے ایفا کا وقت نہیں آیا ہے، مترجم، یہ معمولی مدت طویل صدیوں کے مقابلہ میں عدم محض کا حکم رکھتی ہے۔

اہلسنت کے مذہب کی تائید میں تیسری دلیل | اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱۔ لیظاہرہ علی الدین کلہ و لودکۃ

المشرکون (الصفت آیت ۹)

۲۔ وکان حقاً علیہما نصراً

مشرک اس کو پسند نہ کریں۔

اور ایمان والوں کی مدد کرنا ہمارا

حق ہے۔

المؤمنین (سورہ ایت ۴۷)

(۳) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ

الاشهاد۔ (المومن ایت ۵۱)

(۴) وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ

اِنَّ الَّذِي فِي شِئْءٍ عِبَادِي الصَّالِحِينَ

(۵) وَلَيَنْصَرَنَّ اِلَيْهِ مَنْ يَنْصَرُ

(الحجر ایت ۴۰)

(۶) اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(المجادلة ایت ۲۲)

اس مفہوم کی آیات قرآن پاک میں بہت ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر اوقات اور

اکثر ملائقوں میں مٹی اسلام فرقوں پر غلبہ مل سنت جماعت کو حاصل رہا ہے اگر یہ مذہب حق نہ

ہوتا تو کوئی اور مذہب حق ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں خلل لایا تاکہ خصوصاً مذہب روافض

اس لئے لوگوں کے اعتقاد کی رو سے صاحب زمان ابھی تک دشمنوں کے خوف سے روپوش

ہے اور اپنے ظہور کی قدرت نہیں پاتا، اظہار دین کی قدرت اسے کب حاصل ہو سکتی ہے،

حقانیت مذہب اہل سنت کی پختی دلیل | ہم وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم استدلال

میں پیش کرتے ہیں جن کا امامیہ نے بھی اعتراف کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

قال ما سئل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

استغفرني على ثلث وسبعين

فرقة قال هو في النار الا واحدة

قالوا واهم يا رسول الله قال هم

الذين هم على ما انا عليه واصحابي

لو سمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم

ماواہ احمد واجدہ والدہ القومہ

وغیرہم باسائید ہم الصحیحۃ ۔

فیض احادیث مرویہ اہل سنت سے ہی استعمال نہیں کرتا اور نہ احادیث مرویہ اہل سنت
جزیرہ کی تعداد میں موجود ہیں جو کہ حقیقت مذہب اہل سنت پر دال ہیں۔ اور مذہب اہل سنت
کا اہمال کرتی ہیں اس حدیث اور اس طرح کی دیگر احادیث سے استعمال اس بنا پر ہے،
کہ رد انقض بھی اس حدیث کے قائل ہیں البتہ اس حدیث کے آخری فقرہ کے انکاری میں کہتے
ہیں کہ سائل کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما نا علیہ را علی نہیں فرمایا، بلکہ ما نا
علیہ را علی بیقی فرمایا تھا حدیث ابی ذر اس کی تائید کرتی ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
مثل اهل بيتي مثل سفينة نوح من
دكبها فجا ومن تخلف عنها هلك
ماواہ المحکمہ و ماواہ احمد والبنامہ
فی صحیحہ عن ابن عباس وابن الزبیر۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے اہل بیت کی مثل کشتی نوح کی
طرح ہے جو اس پر سوار ہوا بچ گیا، اور جو
اس سے دور رہا ہلک ہوا، احکم و ماواہ
بزاو۔ بروایت ابن عباس و ابن زبیر

نیز حدیث زید بن رقم بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اني
نازل فيكم للثقلين كتاب الله
وعتقني وفي ما واية اني نازل
فيكم ما ان تمسكتم به لن
تضلوا كتاب الله وعتقني
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں تم میں در عظیم الشان چیزیں چھوڑے
جاریا ہوں، اللہ کی کتاب اور میری
حوت ایک روایت میں ہے، میں
تم میں چھوڑ رہا ہوں، اس کو مضبوط

لے جا کر قرآن ۱۵ باب آخر فرقہ وادعہ ۱۰۲ اس باب الایمان ۔

کتاب اس حدیث میں ما نا علیہ را علی کی صحیح سند کے ثابت نہیں ہے۔

کتاب مسند کرم ۱۵۱۲ باب من علی بن ابی طالب علیہ السلام فی حدیث صحیحہ ہے، ما نا علیہ را علی دو مقامات میں نقل ہے اس
کا مسند میں بفضل بن صالح ہے، بلکہ بخاری میں بھی ہے، نیز ابی اسحاق ہے۔ حدیث سفید (۱۵) آخر ہے
انکر ہے، ۱۵ فی مسند کرم میں بھی نقل ہے ۱۵۴۔

شیعوں کا اجماع ہے کہ شیخ البلاغہ میں جو کچھ ہے صحیح ہے، اور تواتر سے ثابت، نیز شیخ البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے معاویہؓ بن ابی سفیان کو لکھا۔

اَلَا اِنَّ النَّاسَ جَمَاعَةٌ وَرَحِمَ اللّٰهُ
عَلَيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ
خَالَفَهَا فَتَنَفَسْكَ تَنَفَسْكَ
قَبْلَ حُلُوْلِ كَذَا۔
یہ لوگ ایک ایسی جماعت ہیں جن پر اللہ کا رحم ہے اور ان کے مخالف پر اللہ کا غضب ہے، عذاب اترنے سے پہلے تم اپنے آپ کو بچاؤ۔

نیز شیخ البلاغہ اور اس کی شروح میں ہے کہ امیر المؤمنین علیؑ نے ملاحیہ کو لکھا۔
مَا كُنْتُ اِلَّا رَا جِلَا مِنْ
الْمُهَاجِرِيْنَ اَوْدَدْتُ كَمَا
اَوْدَدُوا وَاَصْدَمْتُ كَمَا
اَصْدَمُوا وَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيَجْمَعَهُمْ عَلٰى
الضَّلَالِ۔
میں بھی مہاجرین سے ایک مرد ہوں، جہاں وہ وارد ہوئے، میں بھی وارد ہوا، جس جگہ سے انہوں نے رجوع کیا، میں نے بھی رجوع کیا، اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

مَا اَنَا عَلِيٌّ وَاصْحَابِي كِي حَدِيثٍ مَرَّةٍ بَعْدَ بَعْدٍ تَأْيِيدُ كَرْتِي هِيَ۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
اَصْحَابِي كَالنَّجْمِ بَاہِمِمْ اَقْتَدَيْتُمْ لِهَدْيِهِمْ
سَوَآءُ اَلْبَیْعِ فَتَحٰی وَدَوٰی اِبْنِ عَدٰی
فِي الْکَامِلِ بَاہِمِمْ اَخَذَ تَحَر۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں تم نے جس کی اقتدا کر لی، ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں اس حدیث کا متن مشہور ہے، اسے کئی سندوں سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، اس حدیث کو اکثر علماء امامیہ بھی روایت کرتے ہیں، مفید تلمیذ محمد بن بابویہ قمی نے جو کبار علماء و فضلاء سے ہے، اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اصحابی کا نتیجہ ہا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور پر ایک کتاب تصنیف کی

۱۔ یہ حدیث مولف اشکریہ المعارج نے الفصل الثالث میں بحوالہ ترمذی و درعیہ فرمائی ہے، اور محققین اشکریہ المعارج باب مناقب الصحابة الفصل الثالث -
۲۔ مسند الفردوس میں ہے، من الریح جوہر عن الطحاوی عن ابن عباس عن عمرو بن العاص انکاف اصحابکم
وهم روضات کبر علی القاری ص ۷۰ طبع عثمانی

ہو جائے تو اتفاق یقیناً عذاب ہوگا، خواہ یہ نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ یہ اعتراض معترض کے سوء فہم کی بنا پر پیدا ہوا ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام کا اختلاف بھی جب رحمت ہے، ان کا اتفاق تو بطریق ادنیٰ رحمت ہوگا، چونکہ اختلاف میں خطا کا مظنہ موجود تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع توہم کے طور پر اختلاف کا مال واضح فرمادیا، اور اتفاق کا حال ایک دوسرے موقع پر آپ نے بیان کیا۔ ارشاد ہے:-

لَا يَجْتَمِعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ۔
اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔

فیتر اس اعتراض کے جواب میں کہتا ہے اختلاف صحابی رحمت کا معنی یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اختلاف میں امت کے لئے وسعت اور رفعت ہے، جس صحابی کی اقتدا ہو جائیگی وہ مست ہوگا، جیسا کہ صحابی کا فیض اس پر دلالت کرتی ہے، رحمت وسعت سے کنایہ ہے جو کہ اجماع و اتفاق میں میسر نہیں، کیونکہ بعد والوں کو پھر لازم ہو جاتا ہے کہ پہلوں کے اتفاق کو ہی اپنائیں، ورنہ عذاب خفیدہ کے مستحق ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

قَوْلُهُمْ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔
ہم اس کو متوجہ کریں گے، جو ہر توجہ ہوا اور داخل کریں گے، جہنم میں اور یہ بری جگہ ہے۔
(النساء ۱۱۵)

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام کی اتباع کرنی چاہیے، اگر سب کسی بات پر متفق ہیں، اس سے انحراف نہیں کرنا چاہیے، اگر کسی معاملہ میں اختلاف رکھتے ہیں، تو ان میں سے کسی ایک قول پر عمل کر لینا چاہیے جب امامیۃ احادیث:-

لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ۔
میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

۱۔ جامع ترمذی ص ۳۱۱ ج ۱ : باب فی عدم إمامۃ کتب الفتن من حدیث ابن عمر اور مستدرک حاکم
حدیث ابی بن عباس ۵

لینے اللہ علی الجہاۃ۔
 اصراف کا انجور۔
 میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں۔

کا اعتراض کرتے ہیں، تو انہیں روایت ماننا علیہ وصحابی بھی تسلیم کرنی چاہیے، اہلسنت
 ماننا علیہ و اہل بیٹی۔ مثل اہل بیٹی کثل سفیۃ زوجہ اور حدیث انی تارونہ فیکم کتاب
 اللہ متفق۔ کو محبت مانتے ہیں، اہل بیتؑ، عترۃؑ اور صحابہ کرامؓ کی محبت و حبیب گردانتے
 ہیں، اور ان سب کی اتباع میں ہدایت منحصر مانتے ہیں۔

روافضی دعویٰ محبت اہل بیت کی حقیقت | رافضی محبت اہل بیت و عترۃ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اتباع کا

دعویٰ کرتے ہیں، جو کہ بالکل غلط ہے، اس لئے کہ اہل بیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ازواج و مظهرات آپ کے فرزند اور دیگر رشتہ دار مراد ہیں عترۃ سے انسان کی نسل
 قوم اور کنیز مراد ہوتا ہے، روافضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور آپ کے کہنے
 سے کوئی محبت نہیں ہے، دیکھئے زینب، رقیہ، ام کلثوم بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا انکار کرتے ہیں، اگر اولاد فاطمہ سے مخلوق رکھتے ہیں، اور ان کی تکذیب کرتے ہیں
 زبیر بن محمد یا قثم اور ان کی اولاد ابوجہاد کا انکار کرتے ہیں، اشعث و عثیرہ زبیر بن علی بن سین
 اور ان کے فرزند یحییٰ اور ابراہیم بن موسیٰ اور جعفر بن موسیٰ کی وجہ کہ بڑے اناضل علماء اور
 اقیاد سے ہیں، ان کی تکفیر اور نفی کرتے ہیں، جعفر بن موسیٰ کو جعفر کذاب کے نام سے ہوسم
 کیا جاتا ہے، اسی طرح جعفر بن علی، جن عسکری کے برادر کی تکذیب کرتے ہیں اور یحییٰ بن
 حسن مثنیٰ اور اس کے فرزند محمد طغیہ، ہنس دیکر اور ابراہیم بن عبد اللہ اور زکریا بن محمد القاسم
 اور محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن الحسن اور محمد بن قاسم بن حسین اور یحییٰ بن عمر جو کہ زبیر بن
 علی بن الحسین بن الحسن کے چوتھے ہیں۔

اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور علامہ اولیاء اور مشرفا سادات کو کا فر مانتے ہیں۔ اور ابوری

لے حاجہ کنوی ابیہا عن ابن عمر بن عباس ۲

لے کنوی عن ابن عمر بن عباس ۲

جمنی گرواتے ہیں۔

ان میں ایک تلیل گروہ کا یہ خیال ہے کہ منکدرہ جماعت اہل بیت عقیدہ گمراہ ہے، مگر مدت طویل و غریب میں رہنے کے بعد بہشت میں جائیں گے، اولاد فاطمہ کے ساتھ ان لوگوں کا یہ حال ہے، دیگر اہل بیت انوار، اولاد اور عصابات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا جو کچھ سلوک ہے، وہ ظاہر و باہر ہے، تو ان کا دعویٰ محبت عزترہ بالکل باطل اور جھوٹ ہے۔

باقی رہا اہل بیت کی اتباع کا دعویٰ کہ یہ ان کی اتباع اور فرماں برداری کرتے ہیں۔ اور انہوں نے حدیث اہل بیت سے اخذ کیا ہے، جھوٹ کا پلندہ ہے، ہم اسے دلائل سے ثابت کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اہل سنت کا دعویٰ محبت | اہل سنت کا دعویٰ محبت و اتباع صحابہ اور دعویٰ محبت و اتباع صحابہ و اہل بیت | اتباع اہل بیت نہایت واضح ہے، اس میں کوئی نزاع نہیں۔ امامیہ کچھ اس بات کے معترف ہیں کہ محدثین اہل سنت نے اہل بیت سے اتنا معلوم کیا، امام ابو حنیفہ، جعفر صادق کے شاگرد ہیں، امام مالک بھی جعفر صادق سے اخذ علم کرتے ہیں، اسی طرح امام مالک ربیعہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے وہ علی بن ابی طالب سے امام شافعی، امام مالک کے شاگرد ہیں، جن کا سند روایت اہل بیت تک پہنچتا ہے، محمد بن الحسن، ابو حنیفہ کے تلمیذ ہیں، اور امام احمد بن حنبل امام شافعی کے بغضیکہ ان ائمہ کرام کے ساتھ اہل بیت بھی ہیں، (کنز الدقائق المطہر للحلی فی التہجد والمنہج)

نیز ابو حنیفہ، امام باقر سے روایت حدیث کرتے ہیں، وہ زید بن علی سے، باقر ضرور صادق دونوں نے ابو حنیفہ کو اجازت اجتماع مرحمت فرمائی۔ ابوالحسن سے مروی ہے، وہ کہتا ہے میں نے ربیع بن یزید سے سنا، کہتا تھا کہ امام ابو حنیفہ خلیفہ ابو جعفر منصور کے وہاں رہیں داخل ہوئے، تو منصور نے پوچھا کہ نعمان آپ نے علم کس سے سیکھا، امام ابو حنیفہ نے کہا اصحاب علی اور اصحاب ابن عباس سے منصور نے کہا تم نے اپنا کام پختہ کر لیا ہے، مروی ہے کہ ابو حنیفہ، مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے، لوگوں کے ایک انبوه کے سوالات کا جواب دے

رہے تھے، جعفر صادقؑ آئے اور سر پر کھڑے ہو گئے، جب ابوحنیفہ کو ان کی آمد کی خبر ہوئی، اٹھے اور کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند! اگر میں پہلے مطلع ہو جاتا، بیٹا نہ رہتا، صادق نے فرمایا: اے ابوحنیفہ! بیٹے جاؤ، لوگوں کے مسائل کا جواب دو، میں نے اپنے بزرگوں کو اسی کام پر پایا ہے، ابوالمحاسن من بن علیؑ اپنی استاد سے ابوحنیفہ سے روایت کرتا ہے کہ جعفر صادقؑ نے جب ابوحنیفہؒ کو دیکھا تو فرمایا میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے جن کی سنت زندہ کر رہے ہو، تم پر پہنچو، حضرت کے لئے ہلے قرار ہوا اور غمزہ کے فریادیں، حیران پریشان، آپ سے راہ نمائی حاصل کریں گے، خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے، اور توفیق عطا فرمائے، اور وہی تمہارا پاسیان ہو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے اگرچہ اہل بیت سے اخذ علوم کیا، مگر درحقیقت ان کے مخالف تھے، یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، اگر ابوحنیفہ جعفر صادق کے خاتم ہوتے، تو جعفر صادق ان کی اس قدر مدح نہ فرماتے، اور ابو یوسف و محمد بن الحسن موسیٰ کاظم کی ملاقات کو نہ جاتے جب ہارون رشید نے کاظم کو قید کر دیا تھا، تو یہ دونوں بزرگ ان کی ملاقات کو گئے جیسا کہ امامیہ کا صاحب فصول اس کا اقرار ہے،

پانچویں دلیل | اہل بیت سے مروی آثار بھی جو کہ کتب شیعہ میں مروی ہیں، مذہب اہل سنت کی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں، اور ان قصیدوں کے مذہب کے بطلان پر۔

۱) مروی عن اصحاب المؤمنین	حضرت علیؑ نے معاویہؓ کے ایک خط
انہما کتب معاویہ	کے جواب میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے تذکرہ کے
جواب کتاب لہ بعد ذکر	بعد کہا، ان دونوں کا مقام اسلام میں بہت
ابی بکر و عمر و لعمری ان	بڑا ہے، ان کی تکالیف نے اسلام میں
مکانہما فی اکا سلام عظیم	خدیجہ حرج پیدا کر دیا ہے، خدا ان پر رحم
وان المصائب ثب بھما لحدیج	فرمائے، اور ان کے عمدہ کاموں
فی الاسلام شدید رحمہما اللہ و جزاہما	کی، جبرو ہے۔
باحسن واعمال (شرح نہج البلاغۃ)	

سوا و اعظم کو لازم پکڑ دالشد کا ہاتھ
جاہلت پر ہے،

حضرت علیؑ نے معاویہؓ کو کئی ایشورہ
مہاجرین اور انصار کا ہے، اگر یہ گردہ کسی
مرد پر بچ ہو جائیں، اور اس کا نام اہم
رکھیں اس میں اللہ کی رحمت ہے، اگر
کوئی شخص طعن کر کے یا بدعت کے
طور پر ان سے نکل جائے، اسے
واپس لاؤ، اگر انکار کروئے، اس
سے لڑو، کیونکہ وہ مسلمانین کی راہ
توک کر چکا ہے، اور اللہ تعالیٰ اسے
ادھر بھی متوجہ فرمائے گا، بدھڑ جا رہا
ہے، اور جہنم میں داخل کرنے کا، اور
یہ بری جگہ ہے۔

حضرت علیؑ نے نکاح یہ لوگ ایک
جماعت ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہے،
اور جہان کی مخالفت کرے گا، اس پر
اللہ کا خفقہ ہے،

نیز حضرت علیؑ نے معاویہؓ کو نکاح
میں بھی مہاجرین میں سے ہوں، جہاں
وہ وارد ہوئے، میں بھی ہوا اور جہاں سے

(۲) قال امیر المؤمنین الزموا السواد
الاعظم فان ید الله علی الجماعة۔

(۳) روی عن امیر المؤمنین انہ
کتب الی معاویہ انما الشوری
للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا
علی راجل وسموہ اما ما کان
لہ رضی فان خرج منہم
خارج بطعن او بدعت ردوہ
الی ما خرج متفقان ابی فقاتلوہ
علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین
وولاہ اللہ ما تولى واصلاہ
جہنم و ساءت فصیرا۔
(منہج البلاغۃ)

(۴) ان امیر المؤمنین کتب الی
معاویہ الا ان للناس جماعۃ حم
الله علیہا وغضب علی من
خالقہا الحدیث وقد مر۔
(۵) کتب ایضاً الی معاویہ ما کنت
الا رجلاً من المہاجرین اور
کما اور دوا واصدقت کما

وہ رجوع ہوئے میں بھی واپس ہوا
اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں
فرماتا ہے، (شرح نہج البلاغۃ)

«الصحيفة الكاملة» میں علی بن حسین
سے مروی ہے کہ وہ رسولوں کے متبعین
کے حق میں اور بالخصوص اصحاب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا کے بعد
فرماتے، اے اللہ ان کے نیکی میں
اتباع کرنے والوں پر رحمت فرمایا
جو کہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں
بخش اور ہم سے پہلے ایمان والوں کو
بھی بخش جو کہ تیرا افضل ترین گروہ ہے
اور جو کہ اصحاب کرام کی سمت کا قصد کر
چکے ہیں، اور ان کے طریق کار کے تلاشی
ہیں، ان کے نقش قدم پر چلے ان کی
روشنی سے ہدایت حاصل کی، ان کے
ساتھ ہیں، ان کے دین کی پابندی
قبول کی۔ (صحیفۃ الکاملہ)

اثنا عشری مؤلف «الفضول» روایت
کرتا ہے، ابو جعفر محمد بن علی الباقری نے
ایک قوم کے بارہ میں فرمایا جو کہ ابو بکر
و عمر و عثمان کی تفتیش کر رہے تھے،
تم ان لوگوں میں نہیں جن کے حق میں

اصدا سرا و اما کان اللہ لیجمعہم
علی الضلال کذا فی شرا و صح
نہج البلاغۃ و رد الذخیر بعضہ۔

(۶) ماری عن علی بن حسین فی
الصحيفة الكاملة انه کان يقول
فی دعاءه لاتتبع الرسل بعد ما رآه
لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاصة۔ اللهم صل علی التابعین
لهم بالاحسان الذین يقولون ربنا
اغفر لنا وللاخوانا الذین سبقونا
باليان غير حزبك الذین قصدوا
سنتهم و قد وا وجهتهم و مضوا فی
اثابهم و الا بآمرهم ایاہم
مناسرهم مکافئین مواردین
معهم یدینون یدینہم
علی شا کلہم۔

(الصحيفة الكاملة)

(۷) ماری صاحب الفضول میں
الامامة الاثنی عشریة
عن ابی جعفر محمد بن علی
الباقری انه قال لجماعتہ خاضوا
فی ابی بکر و عمر و عثمان انا اشہد

اللہ فرماتا ہے، اور جو لوگ صحابہ کے بعد
آئیں گے، کہیں گے، اے رب ہمارے
بخش، اللہ ہم سے پہلے ایمان والوں کو
مغاف فرما۔ (الفصل)

امام ابو محمد حسن عسکری کی طرف
منسوب تفسیر میں ہے، اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے موسیٰ
کیا آپ نہیں جانتے، اصحابِ محمد کی
فضیلت صحیح صحابہ رسل پر ایسے
ہے جس طرح آلِ محمد کی فضیلت، صحیح
آلِ مرسلین پر۔ (تفسیر حسن عسکری)

نیز مذکورہ تفسیر میں ہے، آدم علیہ السلام
نے کہا، اے اللہ مجھے بحق آلِ محمد و صحابہ
محمد بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
میں نے تیری توبہ قبول کر لی، پھر اللہ
تعالیٰ نے آلِ محمد و اصحابِ محمد کی فضیلت
وحج کی کہ میں نے آلِ محمد و اصحابِ محمد
پر اتنا فیضان کیا ہے کہ اگر کل مخلوق
کافر ہو جائے، اور وہ فیضان ان پر ڈال
دیا جائے، تو انہیں کافی ہو جائے، اور
ان کی ماقبت محمودہ قرار پائے، اور
اگر کوئی کافر پر سب کفار آلِ محمد و اصحابِ
محمد سے کسی کے ساتھ محبت کرے،

انکم لتعم من الذین قال اللہ فیہم الذین
جامعہ ما من بعدہم یقولون سربنا
اعفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا
بالاتیمان الایتہ۔

(۸) فی التفسیر المنسوب الی الامام
ابی محمد الحسن العسکریؑ رواۃ
الامامیۃ ان اللہ تعالیٰ قال لموسیٰ
یا موسیٰ اما علمت ان فضل
اصحابِ محمد علی جمیع صحابۃ
المرسلیں کفضل آلِ محمد
علی آلِ جمیع المرسلین۔

(۹) ما فی التفسیر المذکورہ ایضا
ان آدم قال بحق محمد و آلہ
الطیبین و خیار اصحابہ المنتخبین
ان تغفر لی قال اللہ تعالیٰ قد
قبلت توبتک ثم اوحی اللہ
کلاماً فی فضل سید المرسلین
و آلہ الطیبین و اصحابہ المنتخبین
واخبرکہ ان اللہ تعالیٰ یغفر
علی کل واحد من محبی محمد
و آل محمد و اصحاب محمد
ما لو قصمت علی کل عد دخلق
اللہ من طول الدھر کل واحد

من محبة محمد إلى أخيه وكانوا الكفلاء للكفاهم
ولاداهم المعاقبة عمومة ولوالحاجل من
الكفلاء فجميعهم حلال من آل محمد و

اصحاب الخبر كلفاه الله عز وجل عن
ذلك فان يختم له بالتوبة والايمان ثم
يبدخل الجنة وان دخل من بعض
ال محمد واصحابه الخبيرين او احدا
منهم لعنه الله عن ابي ارقم عوفيل

(١٠) رحمه الله صاحب كتاب السواد
اليان من الامامية عن الامام
ابي عبد الله جعفر بن محمد
الصادق انه قال في تفسير
قوله تعالى رضى الله عنهم
ورضا عنه رضى الله عنهم
بما سبق لهم من العنايه و
التوفيق ورضا عنه بما من
عليهم بما سبق لهم من سوله و
قبول لهم ما جاء به .

(۱۱) مارواه علي بن عيسى في الآحاد
عن علماء الشيعة العامة الاثنا
عشرية عن الصادق عن ابيه
عن جده عن علي بن ابي طالب
انه قال قد سمى ابا بكر رسول الله

قرآنہ تعالیٰ اس کی کفایت فرمائے گا،
 کہ اس کا خاتمہ قریب و ایمان پر ہو، اور
 پھر اسے جنت میں داخل فرمائے۔
 گا، اور اگر کوئی مرد آل محمد و اصحاب محمد
 کے ساتھ بغض کرے تو اس کی اتنی
 سزا ہے، اگر کلی خلق خدا پر تقسیم ہو جائے
 تو سب برباد ہو جائیں -
 و تفسیر حین عسکری

امامیہ میں صاحب در کتاب السواو
والبیاض، روایت کرتا ہے، امام ابو عبد اللہ
جعفر بن محمد صادق نے رضی اللہ عنہم
در ضواعت کی تفسیر میں فرمایا، اللہ تعالیٰ
صحابہ کرام سے راضی ہوا کہ ان کے لئے
عنايت اور توفیق حاصل ہے، اور
وہ اللہ تعالیٰ کے احسان جو کہ متابعت
رسول اور قبول حنین کی صورت میں
ان کو حاصل ہے پر راضی ہیں،
(کتاب السواو والبیاض)

والمهاجرين والانصار صدقوا من
لم يصدق قه قلا صدق الله قوله
في الدنيا والاخره وقد المزم
الاردجلى في كتاب كشف
الغمه في معرفه الائمه ايماد من
اتفق من الاخبار والاشارة

(۱۲) مادی عن علی بن الحسین
بن علی فی الصیفة الکاملة
انه دعا لهم وصلى عليهم و
مدحهم بانهم احسنوا
صیفتهم فاسما قوا
الانما واج والاولاد فی
اظهار کلمته -

(۱۳) مادی عن امیر المؤمنین
انه مدح المهاجرين والانصار
بان احب المقام اليهم لبقاء
سراهم فانهم كانوا علی ثقة بالوعد
الالهی المصادی و کمال
یقین بما هم علیه -

(۱۴) ما ذکره الرضی فی نهج
البلاغه قول امیر المؤمنین

عليه السلام عليه

اور انصار نے ابو بکر کا نام صدیق رکھا جو
اس کی تصدیق نہ کرے، اللہ تعالیٰ دنیا
و آخرت میں اس کی بات کی تصدیق
نہ کرے، اور پہلی نے کشف الغمہ فی
معرفۃ الائمہ میں متفقہ اخبار و اشارہ کے
ایراد کا التزام کیا ہے،

«الصیفة الکاملة» میں علی بن حسین
بن علی سے مروی ہے کہ انہوں نے
صحابہ کرام کے لئے دعا کی طلب رحمت
فرمائی، اور ان کی مدح کی کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی
اچھی کی، اور آپ کے دین پھیلانے
کے لئے ازواج اور اولاد سے جدا
ہونے، «الصیفة الکاملة»

علی بن حسین سے مروی ہے انہوں نے
مہاجرین اور انصار کی مدح کی کہ
انہیں رب تعالیٰ کی ملاقات سب
سے محبوب و مرغوب تھی، اس لئے
کہ انہیں وعدہ الہی پر پورا وثوق تھا،
اور مکمل یقین تھا۔

ہجج البلاغہ میں خیریت رضی مکتا
ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں صحاب

لَقَدْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 قِمَارِي أَحَدًا يَشْبَهُهُمْ لَقَدْ كَانُوا
 يَصْبَحُونَ شَعَثًا غَوِيًّا قَدْ بَاتُوا
 سَجْدًا وَقِيَامًا بَرًا وَحُونَ بَيْنَ
 حَيَاتِهِمْ وَخُدَا وَدَهْرٍ وَيَقْتُونَ
 عَلَى مِثْلِ الْجَهْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ
 كَأَن بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ سِرَابٌ
 الْمَعْرُوفِ مِنْ طَوْلِ سَجْدِهِمْ
 إِذَا ذَكَرُوا اللَّهَ هَلَّتْ أَعْيُنُهُمْ
 حَتَّى تَقْبَلَ جَنُوبَهُمْ وَمَا دَوَا
 كَمَا عَهْدَ الشَّجَرِ يَوْمَ الرِّيحِ
 الْعَاصِفِ خَرَفَانِ الْعِقَابِ بِجَانِبِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کسی کو نہیں
 پاتا، یہ لوگ غبارِ اُود پر گندہ رہتے ہیں،
 رات قیام و سجد میں گنتی ہے، کبھی
 زمین پر ماتھا رکھتے تو کبھی گال، آنکھوں
 کے خوف سے ایسے ہو جاتے گویا وہ
 انگارے پر کھڑے ہیں، ان کی آنکھوں
 کے مابین طولِ سجد سے گئے پڑے
 تھے، اللہ کے ذکر پر ان کی آنکھیں برس
 پڑتی ہیں، اور پہلو تر ہو جاتے تھے۔
 عقاب کے خوف اور ثواب کی امید
 سے ایسے ہلتے ہیں، جس طرح سخت
 آندھی میں درخت۔

(۱۵) مَا رَوَى عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
 أَنَّهُ كَتَبَ كِتَابًا إِلَى أَهْلِ مِصْرَ
 وَذَكَرَ فِيهِ أَنَّهُ تَخَفَنَ فِي الْإِسْلَامِ
 الَّتِي وَقَعَتْ مِنَ الْعَرَبِ فِي
 خِلَافَةِ ابْنِ بَكْرٍ مِنْ رِجْوَعِهِمْ عَنْ
 الْإِسْلَامِ وَطَعْنِهِمْ فِي مُحَمَّدٍ
 إِلَى غَايَةِ ذَهْوِ الْبَاطِلِ لِسِتْفَانِ
 الدِّينِ بِانْتِفَادِهِ ذَكَرَهُ الرِّضِيُّ فِي تَرْجُمَتِهِ

علیؑ سے مروی ہے، انہوں نے
 اہل مصر کو لکھا کہ جب ابو بکرؓ کے
 دورِ خلافت میں عرب کے بعض
 قبائل اسلام سے ہٹے اور دینِ محمد
 کے غم کی طعنے کی، تو میں ان کے مقابلہ
 کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

(۱۶) إِنَّ لِمُحَمَّدَاتِ ابْنِ بَكْرٍ قَامَ عَلَى
 بَابِ الْبَيْتِ وَهُوَ مَسْجِي فِيمُوقَالِ

جب ابو بکرؓ فوت ہوئے علیؑ
 گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوئے، اور

سلم من روضہ علیہ السلام

كنت والله يغسوباً للمؤمنين
وكنت كالجبل لا يحركه
العواصف ولا تزيله -
(شجر البلاغة)

وما روى الحافظ أبو سعيد بن
السمان وغيره عن محمد بن
عقيل بن أبي طالب أنه لما قبض
أبو بكر الصديق وسجى عليه ارتجت
المدائنة بالبكاء كيوم قبض
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فجاء علي باكياً مسترجعاً وهو
يقول اليوم انقطعت خلافة
النبوّة فوقف على باب البيت
الذي فيه أبو بكر سجد فقال
رحمك الله أيا بكر كنت اليق
مراسول الله صلى الله عليه وسلم
وانيسه وذكر الحديث بطوله
في فضائل أبي بكر ومناقبه -

فرمایا اللہ کی قسم تم مؤمنین کے لئے
شہد کی مکینوں کے یسوب کی طرح
تھے اور ایک پہاڑ تھے جسے سخت
آندھیاں اور جھکڑ نہ ہلا سکیں۔

حافظ ابوسعید بن سمان وغیرہ
محمد بن عقیل بن ابی طالب سے روایت
کرتے ہیں، جب ابو بکر صدیق رحمہ
فوت ہوئے، اور کفنائے گئے، مدینہ
رونے کی آواز سے کانپ گیا، جس
طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وفات کے دن، علی غمزدہ ہوئے
اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے
آئے، اور کہا آج خلافت نبوت ختم
ہو گئی، گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو
کر فرمایا اے ابو بکر خدا تجھ پر رحم فرمائے
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھی اور انیس تھے۔ اور ابو بکر رحمہ
کے فضائل و مناقب میں طویل
حدیث بیان کی۔

علی بن علیؑ نے کشف
الغمر فی معرفۃ الأئمہ میں امامیہ حدیث درج
فرمائی ہیں، جن پر اہل سنت و جماعت
اور شیعہ کا اتفاق ہے، امام ابو جعفر

(۱۷) ما نقل علی بن عیسیٰ
الاردبیلی فی کشف الغمۃ فی
معرفة الأئمة من الأخبار
التي اتفق علیہا اهل السنة

محمد بن علی باقر سے پوچھا گیا، تلوار پر
زیر جاکر ہے، فرمایا ہاں۔ ابو بکر صدیق
نے اپنی تلوار پر چاندی کا زیور لگایا
تھا، راوی نے کہا تم ایسے کہتے ہو
امام اپنی جگہ سے کودے، اور فرمایا
ہاں وہ صدیق ہے، صدیق ہے۔

صدیق جو اسے صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ
دنیا و آخرت میں اسکی تصدیق نہ فرمائے،
(کشف الغمۃ)

کتب روافض میں ابو جعفر محمد
باقر سے مروی ہے کہ علیؑ نے فرمایا
اس سببی یعنی ابو بکر سے زیادہ کوئی
دیگر شخص مجھے محبوب و پیارا نہ ہے،

خلا نکال کا بھلا کرے، اس نے طیار
کو سیدھا کیا، بیماری کا علاج کیا، فتنہ
سے پہلے چلا گیا، سنت کو تادم کیا،
صاف و شفاف چلا گیا، عیب نہیں تھے،
خیر کو پہنچا، شر سے پہلے چلا گیا، اللہ
کی اطاعت کی، اس کے حقوق میں
متقی ہوا، آپ چلا گیا، اور لوگوں
کو مستغرق مابوں میں چھوڑا، بھٹکا

والجماعة والشیعة ان مسئل الامام ابو
جعفر محمد بن علی الباقر من حلیۃ
السیف هل یجوز قال نعم یجوز قد
حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضۃ
قال الراوی انقول هكذا فوثب
الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق
نعم الصدیق، فمن لم یقل له
الصدیق فلا ینصدقہ الله تعالیٰ
فی الدنیا والآخرۃ۔

(۱۸) در کتب روافض مروی است
از ابی جعفر محمد الباقر کہ
گفت امیر المؤمنین واللہ ما احد
من الناس احب الی ان التی اللہ
بصیفتہ من هذا المسبی یعنی ابابکر

(۱۹) للہ بلاد فلان فقد
قوم الاولاد وداوی العمد خلعت
الفتنة واقام السنة ذهب
نقى الثوب قليل العيب اصاب
خيرها وسبق شرها ادى الى
الله طاعة واتقاہ۔ بحقہ
زجل وشرکھنہ فی طرق متشعبہ
لا یجتہی فیہا الضال ولا

عز فرمایے، ائمہ اہل بیت کے سامنے کوئی شخص خلفاء راشدین کی مدح و تعریف کرتا ہے، وہ امام کا خوشی اختیار کرتے ہیں، یا ایک طرح کی تصدیق کرتے ہیں، قرآن احتمال ہے کہ غیبی برتقیہ ہو، اگر ایسے نہیں ہوا بلکہ کسی کے مطالبے کے بغیر امیر المؤمنین خلفاء راشدین کی مدح اور تعریف کرتا ہے، ان کے جنازہ پر پتھم گریان حاضر ہوتا ہے، الشریعہ مجددہ کی قسم کھا کر رزق کرتا ہے، کہ اس جیسے اعمال میرے صحیفہ میں ہوں، اور میں خدا تعالیٰ سے ملاقات کروں، ایسی صورت میں تقیہ کا احتمال کہاں پیدا ہو سکتا ہے؟ تقیہ کرنے کی یہاں ضرورت ہی کیا ہے۔

ایک شخص نے ابو جرحہ کی صدیقیت کا انکار کیا، محمد باقر اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا: نعم الصديق نعم الصديق۔ ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، اس میں تقیہ کا کیا احتمال ہے؟ ان کا انداز گفتگو اس تقیہ کی نفی کر رہا ہے۔

مذکورہ آثار میں کئی قرآن مانی اور مقامی موجود ہیں، جو طوالت کرتے ہیں کہ یہ اقوال تفسیر کی بنیاد پر نہیں ہیں، جیسا کہ معمولی سوج بوجھ رکھنے والے پر غنی نہیں ہے۔

چھٹی دلیل اہل سنت کی حقانیت | ابن مظہر علی نے کتاب منہج میں لکھا ہے، ترمیض اور رواضن کے بطلان کی

سے بائن اور جہا ہوں گے، اور ان سے چند باتوں کے سوا اتفاق نہ کرے گا، وہی فرقہ برحق ہے جو فرقہ اہل باطل کے ساتھ موافقت کثیرہ رکھتا ہے، اس کا مذہب باطل ہے، اس میں اسکا دور سے مذہب امامیہ برحق ہے، اس سے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے امامیہ کے سوا کوئی بھی مسئلہ امت کا قائل نہ ہوا، اور کوئی بھی تنکیر وطن و لمن صحابہ میں زبان نہیں کھولے۔ انتہی۔

یہ سب مقدمات درست ہیں، اگر ان سے مذکورہ نتیجہ نکالنا باطل ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جس فرقہ کے عقائد باطل گروہوں سے دور ہیں حق پر ہے، کیونکہ بدیہی بات ہے کہ حق، باطل کی ضد ہے، وماذا بعد الحق الا الضلال۔

یہ بھی درست ہے کہ مسلمان فرقوں میں امامیہ کے سوا کوئی بھی مسئلہ امامت

کی تکفیر کرتے ہیں، البتہ وہ سب گروہ ووافض اس دلیل سے کیسے ہی مذہب والے بن گئے، اور کچھ احماق تہ اور استغلیہ دونوں فرقے، اثنا عشریہ کی تکفیر کرتے ہیں اور مؤخر الذکر پہلوں کی، ایک گروہ ایک شخص کو امام جانتا ہے، لیکن دوسرا گروہ اسے کافر کہتا ہے، لہذا یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔

تحقیقی جواب | یہ ہے، صوبہ امامت کا مسئلہ باطل گروہوں سے امتیاز کے لئے کارآمد نہیں ہے، بلکہ اکثر مسائل اصول عقائد میں ان سے امتیاز ہونا چاہیے مسئلہ امامت تو اہل سنت کے نزدیک فروعی مسئلہ ہے، کیونکہ نصب امام شوری کے ذریعے انسانوں پر واجب ہے، حقیقت یہ ہے کہ امامیہ اکثر اصول عقائد میں معتزلہ، خوارج، مرجعہ باطل فرقوں کی موافقت کرتے ہیں، جیسا کہ بحث البیات میں مذکور ہو گا، اثنا عشریہ۔ مذہب اہل سنت و جماعت ان تمام گمراہ جماعتوں سے بہت دور ہے۔

عقائد میں اختلاف کی اصل | عقل مسائل ذات و صفات باری تعالیٰ کے اور ایک میں وجہ اور اہل سنت کا اندازہ فکر اور احوال قیامت کی دریافت میں کافی نہیں ہے، ورنہ بحث انبیاء کی ضرورت نہیں تھی، اور عقل مندوں کی اذاس سلسلہ میں مختلف نہ ہوتیں کثر ائمہ انبیاء میں اختلاف نہیں ہے، اللہ کے رسولوں نے احکامات جلال انہوں تکسہ پہنچائے۔ بعض ایسی چیزیں بھی شرع میں ہیں، جو عقل ناقص کے موافق نہیں ہیں، اہل سنت نے انہیں من و عن قبول کر لیا، اور عقل کو وہ غور و فکر نہ سمجھا، ایسے نہ کیا کہ بعض احکام تسلیم کریں اور بعض کا انکار کر دیں، جو احکام عقل کے معیار پر پورے اترتے ہیں، وہ بھی تسلیم اور جو حیطرہ عقل میں نہیں آتے، اس کے حقیقی علم کو اللہ کے سپرد کر کے ان پر بھی ایمان لاتے ہیں، کل من عند اللہ، تمام مسائل اعتقادی میں اہل سنت کے ہاں یہی طریقہ جاری ہے، اور اس کی اللہ تعالیٰ نے قرین و مدح فرمائی ہے، ارشاد ہے۔

من آیات معکلات من ام الکتاب قرآن میں حکم آیات ہیں، جو کہ
واخر متشابہات فاما الذین اصل کتاب ہیں، اور دوسری متشابہات
فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما جن لوگوں کے دل میں کجی ہے، وہ

تشابه من ابتغاء الفتنة و
 ابتغاء تأويله وما يعلم تأويله
 الا الله والراستخون في العلم
 يقولون اصابه كل من عند ربنا
 (آل عمران ۷۷)

تشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہ
 یعنی اور اس کی تاریخ کچھ اصل حقیقت
 اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، علم میں سورج
 والے کہتے ہیں، ہم اس پر ایمان آئے
 یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

یہی اہل سنت کی امتیازی راہ ہے جس پر وہ چلتے ہیں، دیگر گمراہ فرستے اپنی عقلی باتوں
 کو ہی کافی سمجھتے ہیں، اور کتاب و سنت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، کتاب و سنت کے
 احکام عقل کے موافق ہیں تو ان پر چلتے ہیں نہیں تو انکار کر دیتے ہیں، اور گمراہ ہو جاتے ہیں،
 اور اللہ حق تعالیٰ ہے۔

كلما اصابهم لعمد مشوا فيه واذا
 اظلم عليهم قاءوا
 (بقرة آیت ۱۷۵)

جب ان کے لئے روشنی ہوتی
 ہے، اچل پڑتے ہیں، اور جب اندھیرا
 ہوتا ہے، اٹھ جاتے ہیں۔

فات وصفات کے بارہویں | کچھ لوگوں نے سوچا کہ ایسا موجود ہے جو ہم مذہب
 بعض بدعی فرقوں کے نظریات | و مکان اور چیز مذکور ہو، ہماری عقل میں نہیں آتا،
 اس لئے ہم کہتے ہیں کہ خواجه صاحب فرم فرمادے کہ کیا۔ بعض واقعی بھی اس راہ پر چلتے ہیں۔
 کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عبادات سرانجام دینے اور گناہوں
 سے اجتناب کا حکم دیا ہے، اس پر ان سے وعدہ و وعید کیا، اگر انھیں انسانوں کے پیدا
 کردہ نہیں، تو ان کو سزا دینا ان پر ظلم ہوگا، یہ بات عقل کے اصولوں کے خلاف ہے، مگر
 عباد کے افعال کا خالق خدا ہو، اس سے قدرہ اور اس امت کے عرمی بن گئے، بعض
 واقعی بھی اس نظریہ کے حامل ہیں۔

کچھ لوگوں نے اس نیچے پر سوچا کہ ممکن ہے میں خالقیت کی صلاحیت نہیں ہے، تو بندوں
 کے گناہوں پر ان کو عذاب میں مبتلا کرتا، ان پر ظلم ہے، اس مشمت خاک کو عذاب میں
 جو نہکا جائے عقل باوجود نہیں کرتی، ان لوگوں کو مر جیڑ کہا گیا، بعض واقعی بھی عقیدہ رکھتے

ہیں کہ شیطان علی کو کسی گناہ پر عذاب نہ ہوگا۔

جبر یہ اور قدر یہ کے بین ہیں عقیدہ شرع سے ثابت ہے، مگر یہ جبر یہ اور قدر یہ کے ہاں عقلی تعذایا کے خلاف ہے۔

بعض لوگ حکماء کی متابعت میں ذات کو تو تسلیم کرتے ہیں، مگر صفات کے منکر ہیں، اکثر باطل ملتوں کے ہاں قرآن کا غیر مخلوق اور الہ کی صفت ہونا عقل کے خلاف ہے کہ حدوث و صوت کس طرح ذات خدا کے ساتھ قائم ہو سکتے ہیں۔

بعض لوگ عذاب کے منکر ہو گئے، کہتے ہیں، ”مردہ جلا ہے، عقل نہیں نہیں آتا کہ اسے عذاب ہو رہا ہو، ان لوگوں کی اکثریت صراط، میزان، فضل، اعمال اور معاد کی بہت سی تفصیل کو غیر معقول قرار دے کر انکاری ہو گئے ہیں، روایت باری تعالیٰ کو بھی عقل کے خلاف جانتے ہیں، انہی وجوہات سے بہتر فرستے ہو گئے، ان باطل مذاہب کی بنا ایک ہی اصل پر ہے کہ عقل کو مقدم جانتے ہیں، اور شرع کو تابع عقل کر دیتے ہیں، ہر شخص اپنی ناقص عقل کی پیروی کرنے لگ گیا، دوسری کسی راہ کو نہ اپنایا، ہر راہ پر شیطان نقلا انہیں جہنم رسید کر دیا۔

اہل سنت نے عقل کو کبیر چھوڑ دیا، خود کو نایب قرار دیا، کبیر حکم ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وما اوتیتکم من العلم الا قليلا تمہیں تنہا علم دیا گیا ہے۔

(دینی اسرائیل آیت ۸۵)

”بشر فرمایا،“۔

واللہ اعلم و انتم لا تعلمون اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے

اپنا ہاتھ معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا کہ انہیں حق تعالیٰ نے نابینوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اپنے اختیار کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھ میں دے دی، بدھ روہے لگے، چل پڑے، اور بے تشویش منزل مقصود و رحمت، ”کہنہ پہنچ گئے“۔

۱۵ حق مسک بھی ہے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے، اس کی صفت اور غیر مخلوق جس طرح اس کی ذات ہے مثل ہے اس کی صفات بھی ہے جس طرح صفات سے سزا نہیں۔

چہ عزم دیوار امت را کہ چوں کو پشتیان
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد لوح کشتیان
صفات باری تعالیٰ کے بارہویں صفت کا نظریہ | اہل سنت صفات باری کے قائل
ہیں اور شاد ہے ۔

الرحمن علی العرش استوی (جلد ۵) رحمان عرش پر مستوی ہوا۔ (نیز)
دنیہ، ید اللہ فوق ایدہم۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے
بالفحش بنا) اوپر ہے۔

استواء اور دیگر صفات کا اقرار کرتے ہیں، مگر تشبیہ اور تخسیم کے قائل نہیں، استواء معلوم
ہے، کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور کیفیت کا سوال کرنا ناجائز ہے،
اسی طرح اللہ کا ید ہے، مگر اس صفت کی کیفیت نامعلوم ہے، ہماری طرح کا ہاتھ اس کیلئے
ثابت نہیں کرتے،

ساتویں دلیل بطلان مذہب ہے انفس | اراضی مذہب کی صحت تسلیم کرنی چاہئے، تو نہ نبوت ثابت
ہے، نہ شریعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ تمام متواترات پر سے وثوق اٹھ جائے گا، انکار
متواترات اور منقطع کا لازم ہوگا اس لئے کہ ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور
نہی ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ رسول کے مجھے نہ جبریل قرآن ہمارے سامنے لائے، بلکہ
ہم نے قرآن پایا ہے، اور متواتر ذرائع سے ہیں معلوم ہوا ہے کہ یہ قرآن محمد نامی ایک عظیم
الشان پر نازل ہوا (صلی اللہ علیہ وسلم) فصحاء عرب مقابلے میں تھے، باوجودیکہ وہ کثیر تعداد میں
تھے، انہیں بہت دقت ملا، اور اصرار تھی ہوتی رہی، نہ ان کو البتہ من مشدہ اس کی طرح
کی ایک سورۃ ہی لادکھا، و البقرۃ ۱۲۱، مگر اس کے معارضہ سے عاجز رہے، یہ عظیم شخص
قریش خاندان کا ایک فرد تھا، دعویٰ نبوت کیا، یہ قرآن پیش کیا، ان لوگوں کو خدا کی دعوت
دی، اس وقت کوئی بھی آپ کا سامتی نہ تھا، فوج دشمن و شوکت بھی آپ کو جامل نہ
تھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں اہل مکہ کے لوگوں پر گراں گزریں، اور آپ کی عداوت
کے لئے آٹھ گھڑے بولے، آپ کے ہاتھ پر معجزات کا حدود ہوا اللہ کے کلام کا لوگوں

کے دلوں پر اثر ہوا، اور اپنی استعداد کے قدر کچھ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین قبول کرنے پر آمادہ ہوئے پہلا شخص جس نے ایمان قبول کیا، ابو بکرؓ تھا یا علیؓ اس کے بعد ایک تیلی گروہ بھی مسلمان ہو گیا، جن میں حضرت عمرؓ و عثمانؓ بھی تھے۔ کتاب ہدایت الہی قوت پکڑتا گیا، اور کفر کی تاریکی چھٹ گئی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کی دشمنی میں کفار نے کوئی کمی نہ چھوڑی، مسلمانوں کے جان و مال دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنے کے جرم کی پاداش میں، اردنان بن گئے، کچھ مدت کے بعد دور دراز بلاد تک آپ کا پیغام پہنچ گیا، اور بالآخر تیرہ نکلا کر ہر طرف سے لوگ اپنے مذاہب باطلہ ترک کر کے اللہ کے دین میں فوج و فوج داخل ہونے لگے، مادہ تکمیل دین کے مشرورہ کی تکمیل میسر ہوئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا فرغت فالغيب والى ما غيب (الغلبہ) کے حکم کے مطابق مدد الودیع الا علی، کی ندا لگائی اور مالک حقیقی کو جانے۔

اُس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ جس طرح آپ کی زندگی میں دین اسلام کی ترویج میں کوشاں تھے، آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ کے دین کو ان دنوں تک پہنچانے کی سعی کرتے رہے۔

ابو بکرؓ نے بنو نضیر و خیرہ قبائل عرب سے جو کر مرتد ہو گئے تھے، جہاد فرمایا حضرت عمرؓ نے کثرت بلاد کفر کو نور اسلام سے منور کیا، کسریٰ و قیس کی حکومتیں ختم کر دی گئیں، یہ تمام حالات متواتر ذرائع سے ہم تک پہنچے ہیں، اگر یہ علم یقین کے موجب ہیں، تو نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے، اور قرآن بھی مسلم ہمارے گردن پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور احسان ہے کہ انہوں نے رنج برداشت کئے، کوشش فرمائی، اللہ جہیں خلعت کفر سے نکال کر نور اسلام سے منور فرمایا، اور جنت کی راہ دکھائی، اساتذہ ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور علیؓ وغیرہ صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور اسامات بھی ہم پر عقیقتی ہوتے ہیں، اگر یہ عظیم لوگ بھی تکالیف برداشت کرنے اور جہاد جہد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک اور مدد فرما رہے تھے، مگر آپس میں برابر نہ کہو کہ اس بارہ میں تفاوت درجات ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الایستوی القاعدون من المؤمنین
غیر اولی الضراء والمجاهدون
فی سبیل اللہ یا موالہم
انفسہم فضل اللہ المجاہدین
یا موالہم وانفسہم علی الفعدين
در ارجہ وکلا وعد اللہ
الحسنی۔
(النساء ۹۵)

ترجمہ فرمایا:۔

الایستوی معکم من انفق من
قبل الفتح وقتل ما اولئک
اعظم درجۃ من الذین
انفقوا من بعد وقتلوا
وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ
بما تعملون خبیر۔
(الحدیث من)

اگر یہ متواتر خبر منہجہ علم نہیں ہے، تو لاکھوں سالوں، مرد، عورت، آزاد و غلام مختلف
قبائل سے تعلق رکھنے والے متعدد راجہ علاقوں کے باشندے اپنے آبائی ادیان ترک کر کے
دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے، جہاں دین کی قربانیاں پیش کیں، دین محمدی کے
استحکام کے لئے کوشاں رہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رفاقت سے فیضیاب
ہونے، آپ کی دوستی اور رفاقت سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا یا یہ کیا انہوں نے ابو بکرؓ
و عمرؓ کی رضامندی کے لئے اصل دین کو پس پشت ڈالا، اور قرآن منزل کو ترک کر کے
عربی قرآن کو تائید سے روایت کیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے علاوہ کوئی دوسرا

دین تراش اور ہم تک پہنچا یا ان مفروضات کے پیش نظر پھر یہ کیسے ثابت ہو سکے گا کہ عوامی بھی کوئی شخص دنیا میں ہو گا ہے، جس نے دعویٰ نبوت کیا، اور معجزات دکھائے، پھر کبھی بھی متواتر خبر پر یقین نہیں ہو گا، پھر تو جائز ہے، اگر البصرہ، بغداد اور مصر وغیرہ کا بھی انکار کر دیا جائے، لوگ جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ شہر موجود ہیں، حالانکہ یہ انکار محض مسطر ہے، اور بکواس، اسی طرح یہ دعویٰ کرنا کہ اس متواتر خبر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضرت ابو بکرؓ کا احسان و اسلام ثابت نہیں ہوتا۔ ایک بے دلیل بات ہے، کمالاً بغنی۔

آنکھوں کی دلیل بر بلالان | مذہب روافض شرع کے اولہ میں سے کسی کے ذریعہ ثابت نہیں
مذہب روافض | ہوتا، لہذا یہ مذہب باطل ہے، اس لئے کہ ان کا قرآن پر اعتماد نہیں ہے کہتے ہیں "قرآن میں صحابہ نے تحریف کر دی ہے" یہ قرآن عثمانؓ تک متواتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا توڑ نہیں پہنچا۔ صحابہؓ کی روایت سے مرویہ ہادیث پاک کا ذخیرہ بھی ان کے ہاں ناقابل اعتماد ہے، کہ ان کے خیال میں رسول کے بعد سب صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے۔ (لہذا ہاشم) سو چار شخصوں کے اجماع صحابہؓ بھی ان کے ہاں حجت نہیں، تو یہ مذہب کہاں سے ٹپک پڑا؟ اور یہ لوگ جو غیر صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی نسبت رکھتے ہیں؟ روافض اپنا مذہب کس | البتہ ان کا یہ ادعا ہے کہ ہم اپنے دین کو اللہ سے افذ کرتے سے افذ کرتے ہیں | غور | ہیں، یہ دعویٰ بھی ان کا باطل ہے، بچند وجوہ۔

اولاً اس لئے کہ پہلے امامت ثابت کرنی چاہیے، پھر یہ دعویٰ زبیر دیتا ہے، امامت نبوت کی فرع ہے، اشیہ کے نقطہ نظر سے نبوت صحابہؓ کی خبر متواترہ سے ثابت نہیں ہو سکی تو اس کی فرع امامت کیسے ثابت ہوگی۔

بے شمار جماعت صحابہ و تابعین کے بیانات معتبر اور مفید علم نہ ہیں، تو امام جو کہ ہر قرن میں ایک سے زائد نہیں مانتے کیسے معتبر اور مفید یقین بن گئے؟ امام کی عصمت کا دعویٰ ثابت کرنا محال ہے، کیونکہ جب امامت ہی نہیں معصوم کس کو ثابت کیا جائے گا؟

لئے، اصول کافی مشہور ہے، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں، ہر قرآن مجید میں وہ صحابہؓ ہر آیات میں ہے۔

تکلیف میں کہ امام حسنؒ کافی مشہور ہے۔ ۱۳

ہو سکتی ہے، (حکیمہ الفضیلہ کا عقیدہ ہے، مگر ان کا امام معصوم عن الخطا ہیں)۔

۵۔ خاصاً اس لئے کہ امامیہ کہتے ہیں کہ امام و شیعوں کے ڈر سے اپنا مذہب ظاہر نہ کرتے تھے، اور تفسیر کے ظاہر اہل باطل کی طرح بھی گھٹو کر لیتے تھے۔ حتیٰ بات صرف اپنے مخصوص دوستوں کے سامنے کہتے، بلکہ خلوت میں بھی ڈرتے تھے، اور کہتے للعیطان آذان ویلادوں کو بھی کان ہوتے ہیں۔ (رداء الکلیفی عن الصادق)۔

ایسے انسانوں کی بات کیسے معتبر قرار دی جاسکتی ہے، ہو سکتا ہے جسے چھپا رہے ہیں، وہی باطل ہو اس شخص سے تقویٰ سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود ہو اور جسے ظاہر کر رہے ہیں، وہی حقیقی ہو کہ زیادہ لوگوں کو گمراہ کرنے سے بہتر شر و تکلیف کو گمراہ کرنا ہو سکتا ہے، اہل ان کے دونوں قول قابل وثوق نہ رہے۔

یہی وجہ ہے کہ گمراہ اگر اوشہادت کے بعد بھیٹوں گواہی دینے کا اقرار کرے، لیکن کی دونوں باتوں پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے، اس لئے کہ جھوٹ کا احتمال دونوں میں برابر ہے، اس بنا پر قاضی اس کی شہادت پر فیصلہ نہیں کرے گا، اور اگر جرح سے پہلے فیصلہ دے چکا ہے، تو فیصلہ فتح نہ ہوگا، البتہ فیصلہ کے نتیجہ میں نقصان کا ذمہ دہ یہ ثابت ہوگا۔

۶۔ سادساً، امامیت اپنے خاصہ سے کتاب و سنت کے خلاف اقوال نقل کرتے ہیں، بلکہ بعض تو کفر کی حد تک پہنچتے ہیں۔ اسی وجہ سے روایات امامیہ سے اعتماد اٹھ چکا ہے، اس گمراہ فرقہ کے راوی بیان کرتے ہیں، کہ امیر المؤمنین نے ایک خطبہ میں فرمایا

انا اخذت العهد عن الازدحام ازل میں میں نے ارواح سے عہد
فی الازل انا النادی المستجوبکم لیا تھا، است برکم کی ندا بھی میں نے
انلشئ الانامہ۔ لگائی، میں نے انسانوں کو ہدایا کی۔

یہ کلمات کفریہ ہیں، جن میں دھڑائی اور ہیبت حضرت علیؑ کی طرف انہوں نے

(تفسیر ص ۱۰۰) انہوں نے بھی بعض بنام اور اول ایسے بعض حدیثین جنہوں کا دشمنی کا جرم تھی، یاد رہے ان دنوں کے عہد میں نظام سلطنت کی ایک گمراہ دوسرے عقائد کو بھی اپنی حقانیت کا دعویٰ کر رہی تھی۔ امام سادات کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا یہ روایت رجال کشی ص ۲۸۰-۲۸۱ میں بھی درج ہے۔

منسوب کیا،

نیز ابن النفر (شعبی) صادق سے دعویٰ الوہیت کا راوی ہے، اسی طرح درج ذیل آیات میں رب سے مراد علیؑ کہلاتے ہیں۔

(۱) یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک۔ (الفجر ۲۵) اے نفس مطمئن! اپنے رب (علیؑ) کی طرف چل۔

(۲) انہم ملا قواہم بجمہ وانہم الیہ راجعون (البقرة ۴۱) انہم (اپنے رب بد علیؑ) کو ملیں گے، اور اسی کی طرف رجوع کریں گے۔

امامیہ اپنے ائمہ کا یہ مقولہ بھی نقل کرتے ہیں۔

ان الله بعث الرسل والنبيين علی ولائہ علی۔ ولایت پر مبعوث فرمایا۔

لکن اشکرت لبعثت مملکۃ الایۃ (از سرحد) کی یہ تفسیر کی کہ اے محمد علیؑ کی خلافت کے بارے میں اگر تو نے شرک کیا تو میرے علیؑ مخالف ہو جائیں گے۔ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔

انا التقدیم علی غیرہ یعنی میں اپنے غیر سب پر مقدم ہوں، یہ کلمہ بھی کفر ہے، کیونکہ اس میں تمام انبیاء بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر علیؑ کی فضیلت و برتری کا ادعا ہے۔

بہرہ علیؑ شرائع میں امام صادق سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا محب علیؑ لا یدخل النار یعنی علیؑ کا محب جہنم میں نہ جائے گا، یہ مقولہ کتاب و سنت کے نصوص قطعی متواترہ کے خلاف ہے اس لئے کہ شیعہ کا عقیدہ ہے جو محب نہیں کا فر ہے، اور ابدی جہنمی محب علیؑ کسی گناہ کی وجہ سے داخل جہنم نہ ہو گا، تو گناہوں کی تخریم کا شریعت میں کیا فائدہ! اس قسم کی خلافات سے شرائع و احکام دین باطل قرار پاتے ہیں۔

۷۔ مسالعا۔ امامیہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی احادیث ان کے ائمہ تک سند متواترہ کے ساتھ پہنچتی ہیں، جو کہ غلط ہے، اس لئے کہ خود انہیں اعتراف ہے کہ ان کے امام مخالفین کے ڈر سے اپنے مذہب میں تفتیح کرتے تھے، اپنے دوستوں کو کلمہ حق پر شیعہ پوشیدہ

بتاتے، عوام الناس کے سامنے اس کے برعکس ارشادات صادر فرماتے۔
 جو بات اتنی پوشیدگی سے کہی جائے کہ اخفائیں بھی نگرہیں گریں، اسے کیسے
 متواتر قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ متواتر خبر کا اخفا محال ہے، تو اسے شیوع اور پھیلاؤ کا متقاضی
 ہے، تو اسے اور تفسیر و منافی چیزیں ہیں۔

اہل سنت بے شمار روایات سے روایت حدیث کرتے ہیں، ان کی روایات علی الاعلان
 اور کلم کلام ہیں، اس کے باوجود ان کی روایات میں سے چند احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہیں
 ہاں جو احادیث متعددہ ایک ہی مفہوم میں تکرار و تکرار ہیں، انہیں متواتر معنوی کا نام دیا جاتا ہے
 اہل سنت کا خزینہ متواترات قرآن پاک ہے، جس پر اہل سنت کے عقائد کی بنیاد ہے
 شیعہ کی روایات ان کے اسٹے سے ہیں، جو کہ اپنے دوستوں کو چھپ چھپ کر بتاتے تھے،
 قرآن ان کے ہاں محفوظ ہے، اور ناقابل اعتماد قرآن کی روایات تواتر تک پہنچنے کا کیا
 احتمال رکھتی ہیں، ان کا دعویٰ تو اس پر ہے، جیسے یہود نے دعویٰ کیا کہ دین موسیٰ کی تائید
 اور قتل عیسیٰ ہمارے بڑوں سے تواتر ثابت ہے، حالانکہ خود یہودی کہتے ہیں کہ بخت
 نصر نے تمام یہودیوں کو قتل کر دیا تھا۔ سوا بارہ آدمیوں کے واضح ہو گیا کہ شیعہ کی روایات
 ان کے امسوں تک تواتر سے ثابت نہیں تو ان کے گمراہ عقائد کی بنیاد اخباراً صادر ہے جو
 کہ علم یقین اور قطعیت کی سفید نہیں۔

۸۔ ثامناً، اس لئے کہ امامیہ کا سلسلہ اسناد قابل وثوق و اعتماد نہیں ہے کہ ان کا
 عقیدہ ہے عصب علی سے جو گناہ سرزد ہو جائے قابل مؤخذہ نہ ہے، چاہے اپنے باپ کو
 قتل کر دے، یا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے، اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے اپنے امسوں
 کے اقوال روایت کیا کرتے ہیں، جیسا کہ آگے مذکور ہو گا، ان شاء اللہ، فرمان ایزدی،
 فیوض الانبیاء، ذنبہ السنن و کما جہا ن کو اسی پر عمل کرتے ہیں اس عقیدہ کی
 رو سے ان کے نزدیک حدیث وضع کرنا اور اسے اپنے عقیدہ کی تائید کے لئے
 استعمال کرنا جائز نہیں، بلکہ ایک مستحسن کام ہے، ان کے فاسد خیال ہیں ایسا کرنا دین

لے ان اخبار مادی، اسانہ کا حال آگے ہم ہے - ۱۲ -

روایت کی ہے،

اس وضاع اور سخت ضعیف سے کلینی نے کافی میں کئی احادیث روایت کی ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک ”کافی“ صحاح سے ہے۔

۳۔ اس طرح کا ایک راوی علی بن حسان ہے، جو کہ وضاع ہے۔

قال النجاشی ضعیف نجاشی نے کہا یہ سخت ضعیف ہے،

جدد اذکرہ بعض اصحابنا ہمارے بعض اصحاب نے اسے غالیوں
فی الغلایۃ فاسدی الاعتقاد میں شمار کیا ہے، فاسد اعتقاد تھا۔
ولہ کتاب تفسیر الباطن تفسیر الباطن کے موضوع پر اس کی کتاب
بھی ہے۔

اس کے باوجود کلینی اپنی صحیح میں اس سے روایت فرماتے ہیں۔

۴۔ اس طرح کا ایک اور راوی محمد بن یحییٰ ہے۔

قال نصیر بن صاجر نصیر بن صاجر کہتا ہے، یہ راوی
ہو کذاب ماوی عنہ ابو جھوٹا ہے، ابو عمرو کثی وغیرہ اس سے
عمرو الکثی وغیرہ۔ روایت کرتے ہیں۔

۵۔ عبد الرحمن بن کثیر الباشمی بھی اس طرح کا راوی ہے۔

قال النجاشی زعمنا صحاہنا نجاشی کہتا ہے، ہمارے اصحاب
انہ یضع الحدیث نے کہا ہے یہ حدیث گھڑا تھا۔

حالانکہ اس سے علی بن الحسین اور ابن فضال ایسے ثقہ روایت کرتے ہیں، اور ان سے کلینی روایت کرتا ہے، اور ان سے محمد بن حنفیہ اور ابن بابویہ بھی اکثر احادیث روایت کرتے ہیں، کیونکہ ان کے مذہب کی بنا ہی احادیث پر ہے، یہ بیان شہیدی امامیر کا مجتہد ندائی اور صیوٹی روایات جانے والا تھا۔

۱۔ ابو عمرو محمد بن عربی بن عبد العزیز الکثی کتاب معرفۃ الکلیں عن الائمة الصادقین ص ۱۷
بسم رجل الکثی ۱۷

، یغیرہ بن سعید کو فرمایا بشیروہ ایک صاحب کذاب راہی تھا۔
ان دونوں کی امام صادقؑ نے تکذیب کی ہے افرطے ہیں۔

یفتربان علیہما اهل البیت
یہ دونوں اہل بیت پر افرار کرتے
یہ دو بیان عنا الا کاذیب۔
ہیں جھوٹی باتیں بنا کر ہم سے منسوب
کرتے ہیں، اور روایت کرتے ہیں۔

۱۸۔ ان کی احادیث کے بعض راوی ایسے ہیں جو معرفت خدا نہیں رکھتے اور نہ ہی

توحید کے قاری ہیں مسئلہ توحید میں اماموں پر جھوٹ بولتے ہیں۔
جیسا کہ ہشام بن سالم اور ہشام بن حکم اور صاحب طاق یہ لوگ خدا کا جسم ثابت کرتے
ہیں، اور اسے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، چنانچہ امام ابو الحسن علی رضائے ان سے
اظہار برأت کرتے ہوئے فرمایا۔

لیس القول ما قال
ان دونوں ہشاموں کی بات
الہشامان۔
جھوٹی ہے۔

اس کے باوجود محدثین روایات ان سے روایت حدیث کرتے ہیں، اور ان کی
پوری پوری تبدیلی کرتے ہیں۔

اسانید روایات شیعہ | ان کذابین کی روایات کے علاوہ بھی جو احادیث ان سے مروی
میں ضعیف روایات ہیں، ان کے بیش تر رواۃ ضعیف ہیں،

جیسا کہ چند ایک کے نام یہ ہیں، ابی اسیم بن صالح الانباطی، ابی اسحق حسن بن سہل نو فلی،
حسن بن راشد الطقادی، اسماعیل بن عمر بن ابان، المکلبی، اسماعیل بن یسار الباشمی، حشیش بن احمد

۵۵۔ بحوالہ کافی ص ۱۹۸-۱۹۹
۵۶۔ رجال کافی ص ۲۳۷ میں ہے، ابو اسیم نے فرمایا ہشام بن حکم کے پاس چار سے کہیں کوئی زبمان کے خون
میں شریک ہونا چاہئے کہ اس کا جواب انہی سے دے تو اسے کہہ کر مبرا خون کرنے میں کہیں شریک ہو چکا ہے۔ ص ۲۳۸ میں
ہے ہشام بن سالم کا حقیقہ ہے اکثر قتال صورت ہے، اس کا دم علیہ السلام کی تخلیق رب کی مخلوق ہے، ابو اسیم رضائے ان کے
حقیقہ کا تردید کی ص ۱۰۰ میں ہے، ابو اسیم نے کہا صاحب طاق سے کہو یہ کلام اور جسم خدا کیا تر ہے امام سے تو کہتا
ہے کہ وہ ہیں، تو جھوٹا ہے، انہی کے تو اسے کہہ کر امام نے جوابات میں کہا تو کہیں کہہ ہے امام نے کہا کہ انہی میں تھوڑا کھنڈ
گرا ہو گا، اگر بات کا کتبہ گندہ مٹا دے، ہم سوچتے ہیں، اور اس میں بہت چیز ہے۔
۵۷۔ اصول کافی ص ۵۱۔

النقري، جاثق بن سعيد الخثعمی (یہ راوی سخت ضعیف ہے، اس سے کھینچی روایت کرتا ہے)، عثمان بن عیسیٰ (شیخ الطائفة ابو جعفر طوسی اس سے راوی ہے) اور عمر بن سمرطوسی وغیرہ جماعت اس کی خبر پر اعتماد کرتے ہیں۔ علائکہ ضعیف ہے اسہل بن زیاد اس سے ابو جعفر طوسی روایت کرتا ہے) اور محمد بن سنان (اس سے بھی طوسی وغیرہ روایت کرتے ہیں، علائکہ ضعیف ہے) ابراہیم بن عمر الیمانی، داؤد بن کثیر الرقی، ابو ضعیف اور فاسد العقیدہ ہے، اس کے باوجود طوسی جہدیب اور استبصار میں اس سے روایت لیتا ہے، اور اس کی خبر پر اعتماد کرتا ہے) صالح بن حماد، ابیہ بن ابی خدیجہ، معاویہ بن مسیر، ابیہ بن لاغسی، خالد بن ابیہ، محمد بن قیس، ابی احمد، محمد بن عیسیٰ، داؤد بن الحصین، علی بن حمزہ، وکیع بن مسلم، حسین بن یزید، یونس، اسماعیل بن ابی زیاد، سکونی، وجب بن وہب، حسین بن عبیدہ، اور اسی طرح ایک کثیر جماعت سے جو کہ تمام ضعیف ہیں۔

نجاشی، حضاڑی، حلی اور ابن ابی داؤد وغیرہ اس گروہ باطل کے علما جرح و تعدیل نے ان کی تضعیف کی ہے، مگر ان کے محدثین اپنی کتب صحاح میں ان سے روایت کرتے ہیں، اور فقہا شیعہ اسی احادیث سے احتجاج حاصل کر لے کر رہے ہیں۔

اسانید احادیث امامیہ | ان کی احادیث کے سلسلہ اسناد میں بے شمار لوگ میں مجہول راویوں | مجہول الحال ہیں دیکھئے ماسن بن ربان اس کا حال باتفاق علما امامیہ مجہول ہے، علائکہ اس کی حدیث صحاح میں شمار ہوئی ہے، جیسا کہ ابن النضر نے المنتہی میں اور ان کے شیخ مقبول نے الدرر میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ قاسم بن سلیمان ۳۔ عمر بن حنظلہ (یہ دونوں مجہول الحدیث ہیں) ۴۔ عمر بن ابان (یہ مجہول الحال ہے) ۵۔ عباس بن عمر ۶۔ الفضل بن الحسن ۷۔ علی بن عقیقہ بن قیس بن سمان ۸۔ یاسم ابی حماد حسینی ۹۔ بشر بن یاسر یاری، موسیٰ بن جعفر فضیل بن سکرة، زید الیمانی، عبد الرحمن بن ابی یاسم، بکر بن ابی بکر، فلیح بن زید، محمد بن سہیل، عبد اللہ بن یزید غلاب بن عثمان، ابو حنیفہ اسدی، ابو سعید الخدری، یاسم، کاظم بن زید، حسن التلعکبری، قاسم بن الحرار، صالح السندی، علی بن ابیہ، حسن بن علی بن ابیہ، محمد بن محمد، حسن بن علی، ابن یحییٰ الخوی

عثمان بن عبد اللہ، عثمان بن عبد اللہ، عیسیٰ بن عمر مولیٰ الانصار، ربیع بن محمد السلمی و علی بن سعد السعدی و محمد بن یوسف بن ابراہیم، محمود بن یحییٰ بن جعفر بن سید بن جعفر بن کلاب، یہ سب مجہول ہیں، حالانکہ ان سے اس مذہب کے شیوخ روایت لیتے ہیں جیسا کہ علی بن ابراہیم اور اس کا باپ محمد بن یعقوب کلینی، ابن بابویہ، ابو جعفر طوسی اور اس کا شیخ ابو عبد اللہ جعفر صنف کہتے ہیں، وغیرہ مشائخ روایں اپنی اپنی کتابوں میں مذکورہ برائے روایت کرتے ہیں، اور ان کتابوں پر عمل کرنا ان کے مجتہدین نے جعفر بن ابیہ جیسا کہ تصریح ہے، ابو جعفر طوسی اور جمال الدین یوسف بن مطہر طلی نے تصریحات کی ہیں۔

معتبرہ اسانید امامیہ | ان کے بعض مادل راوی ایسے ہیں، جن سے امامیہ اظہار میں مطعون روات ۶ | یزبازی کہ چکے ہیں، اور ان کے حق میں بددعا کرتے ہیں جیسا کہ زکریا بن عیین ایسے روات بھی آپ کو ان میں طیس گے اجواموں اور دوسروں سے روایت لیتے ہیں، مگر ان کے علماء رجال ان کی تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ عبد اللہ بن مسکان امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے چند احادیث روایت کرتا ہے، محمد بن یعقوب «دکانی» میں ابن بابویہ قمی «نفقہ» میں ابو جعفر طوسی «تہذیب» میں عبد اللہ بن مسکان مبنی ابو جعفر صادق روایت لاتے ہیں، حالانکہ نجاشی کہتا ہے کہ امام ابو عبد اللہ سے اس کا روایت کرنا ثابت نہیں ہوا ہے، یہ بات امامیہ میں مشہور ہے، مگر اس کے باوجود اسے ثقہ تصور کرتے ہیں، اس طرح محمد بن عیسیٰ، محمد بن محبوب وغیرہ سے روایت کرتا ہے، حالانکہ ابو عمر کثی کہتا ہے کہ نصر بن مباح نے کہا کہ محمد بن عیسیٰ چھوٹا تھا، اس عمر میں محمد بن محبوب سے روایت نہیں کر سکتا تھا۔

ایسے رجال بھی ان کے سلسلہ اسناد میں پائے جاتے ہیں جن پر ثقہ لوگوں نے طعن کیا ہے، جیسا کہ محمد بن عیسیٰ بن حمید بن الغطفین، محمد بن بابویہ قمی، ابو الولید سے روایت کرتا ہے محمد بن عیسیٰ کی حدیث قابل اعتماد نہیں ہے، محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران

لے انصاف کہندہ سند و روایت کا مسئلہ ۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰

عمران الاشعری قمی اور نجاشی وغیرہ اس پر طعن کرتے ہیں، اور کہتے ہیں۔

یروی عن الضعفاء ولا یبالی
یعنی ضعف سے روایت لیتا ہے، اور
عمن اخل۔
پر وہ نہیں کرتا کہ کس سے حدیث لے رہا ہے

سلسلہ اسانید امامیہ میں | بعض رواۃ ایسے ہیں جو حدیث کو شیخ الشیخ کی طرف منسوب
میں اور مخالفین ائمہ راوی | کر دیتے ہیں، اور اپنے شیخ کا نام حذف کر دیتے ہیں جیسا

کہ ابو عمرو عبد اللہ بن میسرۃ و نظری، حالانکہ کلینی امام صادق سے روایت کرتا ہے۔ کہ تمہیں کرنا
منع ہے ایسے رواۃ بھی ان کے ہاں موجود ہیں جو دعوئی امامت میں ان کے اماموں کی

تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ حسن بن سہاء ابو محمد کندی صیرفی۔ ایسے بزرگ و معتبر راوی بھی ہیں جنہیں
امامیہ فاسد الذہب جانتے ہیں، جیسا کہ جبار و میر، احمد بن محمد سعد البہدانی کو فطیر، حسن بن علی

بن فضال اور عبد اللہ بن بکر بن اعین شیبانی اور عمرو بن سعید البرہان المدائنی کو اور واقفہ
حسن بن ابی سعید ہاشم بن خیال الشکاری ابو عبد اللہ اور حسین بن مہران بن محمد بن ابی نصر

الکونی اور احمد بن محمد بن علی بن سالم السطانی ابی الحسن اور ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد
السطانی الحرملی المعروف بہ طاطری اور صفوان بن یحییٰ ابو محمد الخثعمی اور عثمان بن عیسیٰ ابو حمزہ قلمی

الرواسی مولیٰ بنی مروان وغیرہ و غیرہ کو فاسد الذہب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ شیوخ امامیہ
ان سے کتب صحاح میں روایت حدیث کرتے ہیں، اثنا عشری شیعہ بارہ

اماموں پر ایمان لانا واجب کہتے ہیں حالانکہ مذکورہ رواۃ بارہ ائمہ پر ایمان نہیں رکھتے۔
سلسلہ اسناد امامیہ میں | نیز مدافض اس شخص کی روایت قبول کر لیتے ہیں، جو

فاسق اور غیر مومن رواۃ | جو ارجح کے ذریعہ گناہ کا مرتکب ہے، چنانچہ ابو جعفر طوسی
کہتا ہے کہ انہاں جو ارجح کافق قبول روایت سے مانع نہیں، نیز اس جماعت کے رواۃ میں

ایسے شخص بھی ہیں جس کا مؤمن ہونا معلوم نہیں ہو سکا جیسا کہ ذکر کیا بن ابراہیم نصرانی جس نے
نصرانی کی ہیئت لباس وغیرہ ترک نہ کی، اور خود کو نصرانی کہلاتا رہا، طوسی اس سے

حدیث روایت کرتا ہے اور کہتے ہیں، یہ شخص خفیہ طور پر اسلام کا قائل تھا۔
ایسے راوی بھی ان کی اسانید میں ہیں کہ خود راوی بھی اپنے مروی عنہ کی توثیق نہیں

امام عبداللہؒ نے کہا میں خدا تعالیٰ کو قیامت سے پہلے دنیا میں بھی دیکھتے ہیں، مگر تو نہیں دیکھتا، ابو نعیر نے کہا میں آپ پر قربان یہ بات آپ سے لوگوں کو نقل کروں؟ کہا ایسا نہ کر، مگر ابو نعیر امام کی منع پر نہ رہا اور لوگوں میں اس روایت کو بیان کیا، اور شیعوں میں شہرت پائی کلبی محمد بن ابی نعیر سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ابو الحسن نے مصحف دیا، اور حکم دیا اسے پڑھنا نہیں، میں نے اسے کھولا اور سورہ لم یکن پڑھی، اس میں ستر قریشی مردوں کے نام اور ان کے باپوں کے نام تحریر تھے۔

ایسے روات بھی ان کے ہاں ہیں جو امام سے روایت کرتے ہیں، مگر اس کی اہمیت کے قائل نہیں ہیں، اور اس کے باوجود ایسے راویوں کو ”رجال صحیح“ شمار کیا جاتا ہے، ان کے جہتہ دین اور ثقہ راویوں میں ایک ایسا صاحب ہے جسے ”علم ہدایت“ کا لقب مل چکا ہے مگر جھوٹ بولتے ہیں اسے کوئی باک نہیں اٹلائے عمل صالح قرار دیتا ہے، اور جھوٹ پر جہنمی کہتی ہیں پر کر چکا ہے، یہ بات اس کے دوستوں کے اعتراف سے ثابت ہوئی ہے۔

شیعوں کا مرسل | کلبی امام ابو عبداللہؒ سے روایت کرتا ہے، جو ارسال کرتا ہے، روایت کے متعلق نظریہ وہ جھوٹا ہے، مگر یہ جماعت مرسل پر عمل کرتی ہے، چنانچہ مراسیل ابی عمیر کو صحیح جانتے ہیں، ابو جعفر طوسی قاسمی کی خبر پر بھی عمل کرتا ہے، اور اس روایت پر بھی جس میں اضطراب پایا جاتا ہے،

امامیہ کے ہاں | مذکورہ احقانہ باتوں میں عجیب تزاوڑ جھوٹی بات ہے، کہ لگا تار چار شخصوں سفارت مہدی | غدیری کیا کہ ہم مہدی صاحب الزمان کے سفیر ہیں، امام مہدی صاحب الزمان کے پاس سے ہم پیغام لاتے ہیں، پہلا شخص ابو عمرو عثمان بن سعد الثمان، دوسرا اس کا لڑکا ابو جعفر عمر بن عثمان، تیسری شخصہ تمیر اشعث ابو القاسم بن ابی الحسن بن مدح، چوتھا علی بن محمد جسے خاتم السفر کہتے ہیں، ان جھوٹے احق مدعیوں کی مدت جو ہتر سال کو غیبت صغریٰ نام دیتے ہیں۔

لے، ص ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰

کچھ دوسرے لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے مہدی کو دیکھا ہے، اور اس سے روایت لی ہے، جیسا کہ ابو ہاشم وادو بن ابی القاسم جعفری، محمد بن علی بن بلال، احمد بن اسحق، ابراہیم بن ہریرہ، محمد بن ابراہیم وغیرہ وغیرہ۔

مگر اس مذہب والوں نے ظاہر بظلال بلا دلیل مفتریوں کے ان دعویٰ کو قبول کیا، اور محمد مہدی کی روایات حدیث ان سے لے لیں۔

محمد مہدی کی طرف منسوب | ایسے رقعوں سے بھی روایت کرتے ہیں جن کے رقعہ جات سے روایت متعلق ان کا خیال ہے کہ یہ رقعہ محمد مہدی نے تحریر کئے اور اس کے سفیروں کی وساطت سے ہم تک پہنچے۔

اور ان میں سے ایک رقعہ علی بن المہین بن موسیٰ بن یاقوت النقی کا ہے، وہ اپنے ایک سوال کے جواب میں صاحب زمان کے ہاتھ کا لکھا ہوا رقعہ ظاہر کرتا ہے، ابو القاسم بن ابی المہین بن روح عینی تیسرا سفیر کہتا ہے، علی بن جعفر بن اسود کے ہاتھ کا ایک رقعہ صاحب زمان کو بھیجا انہوں نے اس کا جواب لکھا۔

۱۲۔ ان روایات میں ایک رقعہ محمد بن عبداللہ بن جعفر بن حسین بن جاسع بن مالک حمیری ابو جعفر قمی نجاشی کا ہے، ابو جعفر قمی نے صاحب زمان کو چند سوالات مسائل شریعت کے بارے میں دریافت کئے، احمد بن حسین کہتا ہے، میں نے ان کے جوابات سوالات کے بین السطور میں لکھے دیکھے، یہ جوابات محمد بن حسین طوسی نے، کتاب الغنیۃ، اور کتاب الاحتجاج، میں درج کر دیئے ہیں۔

یہ کتب صحاح کیسی عمدہ ہوئیں جن کی بنا راہی غلط فہمی پر ہو؟

۱۳۔ ایک رقعہ ابو العباس جعفر بن عبداللہ بن جعفر حمیری قمی شیخ قہبان درہمیں دراض کا ہے، ابو العباس مذکور نے امام الزمان کے رقعے ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں، اس کا کہنا ہے امام صاحب الاسر تک ان کی سند قریب ترین ہے،

۱۴۔ مذکورۃ العلل کے دو مجاہد احمد اور حسین دونوں کا ادعا ہے کہ ہم صاحب امر کی طرف مسائل لکھتے تھے، وہ جواب مرحمت فرماتے، جیسا کہ نجاشی وغیرہ نے ذکر کیا ہے،

۵۔ علی بن سلیمان بن حسین بن ابراہیم بن بکر بن حسین ابو الحسن الرازی بھی دہی مکتبہ کر تلہ ہے اور کسی رتھے ظاہر کرتا ہے، نجاشی نے کہا اسے صاحب الامر کے ساتھ اتصال حاصل ہے۔

۶۔ اس گم کردہ راہ فرقہ کے قدامد کے ہاں بھی اس قسم کے رتھے ہیں محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویر قمی نے بھی صاحب زمان کے خط سے کچھ چیزیں پیش کی ہیں، سب اسی قسم کے مخرجات سے ہیں ان محققوں کا لگان ہے کہ محمد بن علی مشککہ مسائل میں سے ایک مسئلہ مکھ کر شہر قم سے باہر ایک درخت کے سوراخ میں رکھنا تھا، ایک دن اور رات کے بعد اس کا خذ کی پشت پر اس کا جواب نکال چلتا، اس سے ان کو یقین ہو جاتا کہ یہ خط صاحب زمان کا ہے، املا مکہ یہ مض ان کے خیال کی اختراعی بات ہے، اور ان پر انہوں نے اپنے دین کی بنا رکھی ہوئی ہے۔

اسی قسم کے خود ساختہ امور میں وہ خطوط بھی ہیں جو بدکرداروں نے خود مکھ کر لپٹا دیوں کی طرف منسوب کئے کہ شیعوں کے مسائل کے جواب میں انہوں نے تحریر کئے تھے، یہ احمق ان خطوط کو تھارن کے وقت صحیح حدیث پسراج کہتے ہیں، مہسا کہ ابن بابویر نے ایک توقفی مسئلہ میں ابو عمر حسن بن علی کے خط سے استدلال کیا ہے، املا مکہ کتاب کلیتی میں امام جعفر صادق سے اس تو فیع کے خلاف روایت موجود ہے، ابن بابویر کہتا ہے میں اس حدیث پر فتویٰ نہیں دیتا، بلکہ حسن بن علی کا جو خط میرے پاس موجود ہے اس پر فتویٰ دوں گا، یہ بے وقوف نہ جان سکا کہ اس حسن بن علی کے خط کو کسی نے بچانا ہے، اگر شناخت ہوئی بھی ہے تو ایک خط دوسرے خط سے مشابہ ہو سکتا ہے۔

خلاصہ مقصود یہ ہے کہ ان کی روایات کا یہ حال ہے، اور ان کے مذہب کی بنا انہیں خرافات پر ہے، اور اس جماعت کی کتب حدیث و فقہ بھی لغویات سے پُر ہیں۔
شیعہ کی صحیح ترین کتب | اس جماعت کے نزدیک صحیح ترین چار کتابیں ہیں۔

۱۔ کافی تصنیف محمد بن یعقوب کلیتی (۲) تہذیب (۳) استبصار یہ دونوں

محمد بن حسن ابو جعفر طوسی کی تالیف ہیں۔ (۳۶) مقدمہ لایحضرہ الفقیہ تصنیف محمد بن علی بن بابویہ قمی۔ ان کے نزدیک ان چاروں پر عمل کرنا واجب ہے، اسی طرح امام کی روایت کردہ ان روایات پر جنہیں ان کے دوستوں نے جمع کیا عمل کرنا واجب ہے۔

امامیہ ان چاروں میں "کافی" کو ترجیح دیتے ہیں، ایک گروہ فقہ من لایحضرہ الفقیہ کو اصح کہتا ہے، مگر ان کتابوں کا اصل حال وہ ہے جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا، ان کتابوں میں امامیہ کے اعتقاد کی رو سے فاسد المذہب رجال کی روایات ہیں جیسا کہ ہشام بن حکم، ہشام بن سالم، صاحب طاق (جو کہ عقیدہ نجیم کے قائل ہیں) ازراۃ بن امین، یحییٰ بن امین، سلیمان بن جعفر، محمد بن مسلم، بن فضال، ابن مہران اور اس طرح کے دیگر فاسد المذہب رواۃ رجال اسانید میں مضار اور کذاب بھی موجود ہیں، جیسا کہ جعفر فزاری، ابن عیاش، محمد بن یحییٰ وغیرہ، صفاء اور باہیل کا تو شمار ہی کیا، ابن عمارہ، ابن سکون، زید یحییٰ وغیرہ وغیرہ مستدرکات میں ان کتابوں میں موجود ہیں جیسے تنبیہ، قاسم حرز، ابن فرقد وغیرہ وغیرہ۔ ان کتابوں کو صحیح کہنا اور واجب العمل قرار دینا حماقت کے سوا اور کیا ہے؟

اصح کتابوں کا جب یہ حال ہے تو دوسری کتابوں کا اس سے بھی زیادہ انہوں ناک حال ہے۔

طوسی کہتا ہے، حدیث اکابر پر چاہے صحیح بھی ہے، عمل کرنا واجب نہیں ہے، ابو جعفر طوسی اپنے گروہ میں طہر تربت کے باوجود ابن سکون ایسے کذاب رجال سے امام صادق کی روایات لاتا ہے، حالانکہ ابن سکون کو امام صادق سے روایت حدیث حاصل نہیں ہے۔

۱۵. التوفیق صفحہ ۳۳۔

۱۶. امام ابو عبد اللہ شریفیہ میں، ابو سعید بن مسعود نے حضرت باپ کے دوستوں سے ان کی کتابیں لینے

اور انہیں دعوتیں دے کر باپ کے دوستوں کو بھی (رجال کافی ص ۱۴۵)

۱۷. تفصیل پچھو ذکرہ بیروت ص ۲۴

۱۸. کتاب التوفیق ص ۳۳، ابو سعید بن مسعود نے اپنے دوستوں کو بھی دعوتیں دے کر ان کی کتابیں لینے

نیز طوسی جھوٹے رقمہ والے ابن بابویہ سے روایت کرتا ہے، اس طرح مصنفی سے اور وہ محدث نہمان سے حالہ شکر یہ راوی جھوٹا ہے، اور اپنے مذہب کی نصرت میں جھوٹ بولنے کو جائز جانتا ہے۔

کلیفنی کی موضوع روایات | کلیفنی کی بعض روایات پر جو اس کے زعم میں صحیح سند سے مروی ہیں، ابن بابویہ موضوع ہونے کا حکم لگاتا ہے، جیسا کہ احادیث تحریر قرآن و اسقاط آیات اور اسی طرح علی نے بھی ان پر موضوع ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

شیعوں کی کتب رجال جرح و تعدیل | شیعوں کا عمل غیر محقق روایات پر ہے اس لئے کے بارہ میں نا کافی اور مہمل ہیں، کہ ان کے پاس جرح و تعدیل کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جو رجال کے مکمل حالات قبول و رد کو بیان کرے، کئی اثنا عشری نے چوتھی صدی میں احوال رجال پر ایک نہایت مختصر کتاب تالیف کی، مگر اس سے کوئی ضرورت پڑی نہیں ہوتی، متاخرین میں ابن عسائی نے "مستفاد" پر ایک کتاب تصنیف کی ہے نجاشی، ابوجعفر طوسی، جمال الدین، احمد بن طاووس، ابن مظہر، اتقی الدین بن داؤد، ان بزرگوں نے بھی جرح و تعدیل میں کتب تالیف کیں، مگر مہمل و ناقص و قدح اور توہمات سے خاموشی بہت ہے، کئی راوی پر مدح و قدح میں دو متضاد خبروں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے میں ان کا باہمی اختلاف ہے، جس سے حتی و باطل کا امتیاز منقو و ہو گیا ہے، اور پھر ترجمہات میں کمزور و جرح پیش کرتے ہیں، اسی لئے امامیہ میں سے صاحب الدرایہ ان کی تقلید سے منع کرتا ہے۔

نیز ان کی اسناد رجال کی کتب میں علماء رجال تصحیف کرتے ہیں، جیسا کہ ابونعیر زوجہ فون کے ساتھ ہے، ابونعیر (با کے ساتھ) کہتے ہیں، اور مزاحم دراز مہمل و جیم، اکو مزاحم دراز منقوط و حماد مہمل، کہتے ہیں۔

۱۔ رجال کتبہ علی بن ابی طالب علیہ السلام میں طبع ہوئی، اس سے پاس مؤسسۃ الاعلیٰ للطبعات، کربلا کا چھپا ہوا نسخہ موجود ہے، صفحات ۵۲۵ اس کا مکمل نام معروضہ کلین من الامامۃ العادۃین ہے، تالیف ابو حماد محمد بن محمد بن عبدالمعز بن کلینی۔

جہاں دو بلاویں کے نام اور ان کے باپ کے نام متفق ہو گئے، ان کے درمیان امتیاز نہیں کیا جاتا، مثلاً محمد بن قیس چار غصوں کے نام میں مشترک ہے، دو کو ثقہ جانتے ہیں، محمد بن قیس، اسدی ابی نصیر اور محمد بن قیس، بجلی کو ایک کو مدوح کہتے ہیں یعنی محمد بن قیس اسدی مولیٰ بنی نصیر کو اور ایک کو ضعیف یعنی محمد بن قیس ابو احمد یہ تمام فیصلے محض اپنے گمان اور تخیل سے کرتے ہیں بلا تحقیق، ابن بابویر محمد بن قیس سے بہت روایتیں لاتا ہے، مگر امتیاز نہیں کرتا کہ کس جگہ ان چار میں سے کون سا راوی ہے، اس فرقہ کی احادیث ان کے اپنے مذہب کی رو سے بھی قابل اعتناء نہ ہیں، اس لئے کہ قبولیت کیلئے راوی کی عدالت شرط ہے۔

ان کے متقدمین رجال کے حالات پر بحث کئے بغیر رطب دیالیں پر عمل کرتے رہے، اہل سنت کی تقلید کر کے متاخرین نے اگرچہ رجال پر بحث کی ہے، مگر حق و باطل کے مابین امتیاز وہ بھی نہ کر سکے، اگر امتیاز ہو جاتا، اور باطل کو ترک کر دیتے تو امامیہ کا مذہب کلی طور پر انہیں ترک کرنا پڑتا۔ ناچار متقدمین کی روایات پر ہی عمل کرنا پڑا۔ اور اس بات سے استدلال کیا کہ ہمارے اصحاب متقدمین کا ان پر عمل ہے، لہذا حجت ہیں۔ درحقیقت ان خرافات پر مذہب کی بنا بلا دلیل ہے۔ اور محض تبارع خواہش نفس۔

رفض کی ابتدا اور | رفض کی ابتدا منافقین نے دین اسلام ختم کرنے کے لئے رکھی تھی، اس کے حقیقی مقاصد | عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا، اظہار اس نے اسلام قبول کر لیا، مگر درحقیقت منافق تھا، اہل اسلام طبعی طور پر محبت اہل بیت کے ساتھ لگاؤ رکھتے تھے، محبت اہل بیت کو بنیاد بنا کر اس نے لوگوں کو گمراہی میں ڈالا، حضرت علیؑ کے لئے الوہیت ثابت کی، غالی شیعہ رسالت خدا کا معنی اور مال حضرت علیؑ

علہ رجال کافی مشافہ ہیں، عبداللہ بن سبا نبوت کا دعویٰ تھا، اور کہتا تھا حضرت علیؑ ہی اللہ کا پیغام ہے، نیز مسلم بن جعفر بن عم کہتے ہیں، عبداللہ بن سبا یہودی تھا، مسلمان ہوا، اور ولایت علیؑ کا اظہار کیا، امامت علیؑ کے قول کو صوب ہے، یہی اس نے حضرت علیؑ اور اس کے خاندان سے اظہار رات کیا، اور ان کو گمراہ کیا، شیعہ کے عقائد سے لے کر کہہ رہے ہیں، اگر شیعہ دررفض کا اصل یہودیت ہے، انہی -

بغيرك اللهم لا اصفك الا بما
وضعت به نفسك ولا
اشبهك بخلقك انت اهل
لكل خير فلا تجعلني
مع القوم الظالمين :

کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، اے اللہ میں
آپ کی وہی صفت کہوں گا جو آپ
نے اپنی فرمائی ہے، مخلوق کے ساتھ
آپ کی مشابہت نہ دوں گا، آپ ہر
خیر کے اہل ہیں، مجھے ظالم قوم کے
ساتھ نہ بنا۔

وروي ايضا عن الحسن بن
عبد الرحمن الحماني قال قلت
لابي الحسن موسى بن جعفر
الكاظم ان هشام بن الحكم
يزعم ان الله جسم قال قاتله الله
اما علم ان الجسم محدود ومعاذ الله
وابدا الى الله من هذا القول -

حسن بن عبد الرحمن الحماني سے
مروی ہے، اس نے ابو الحسن
موسیٰ کاظم سے پوچھا ہشام بن حکم
کہتا ہے، اللہ تعالیٰ جسم ہے، فرمایا
خدا اس پر لعنت کرے، کیا نہیں جانتا
جسم محدود ہے، خدا کی پناہ میں اس
قول سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

وروي ايضا عن محمد بن الطرخ
المزحجي قال كتبت الى ابي الحسن
اسأله عما قال هشام بن الحكم
في الجسم وهشام بن سالم
في الصفة فكتبتم عنك حيرة
الحيوان واستعذ بالله من
الشيطان ليس القول ما قال
الهشامان :

محمد بن الطرخ سے مروی ہے،
کہتا ہے، میں نے ابو الحسن کو دکھا اور
پوچھا ہشام بن حکم کا قول جسم میں اور
ہشام بن سالم کا قول صفة میں
کیا ہے، تو انہوں نے جواب میں
لکھا، حیران کی حیرت کو ترک کر۔
شیطان سے خدا کی حفاظت طلب
کر، دونوں ہشاموں کی بات غلط ہے۔

الحاصل کافی صفحہ ۸۵۔

الحاصل کافی صفحہ ۸۵۔

زید بن علی بن حسین نے شام اہل کو کہا۔

اے اہل تھے خدا سے شرم نہیں آتی، میرے باپ سے تم ایسی روایتیں بیان کرتے ہو جن سے میرا باپ بے زار ہے، اہل نے کہا، زید نام نہیں، بلکہ امام اس کا بھائی محمد ہے، زید نے کہا اے اہل میرے باپ نے تجھے مسائل دین سکھائے، میرے ساتھ اتنا محبت تھی، کہ فقرہ مروی کے میرے منہ میں ٹوٹا تھا۔ کیا میرے لئے دوزخ کو پسند کرتا تھا۔
(ردوہ الکلبینی من الامامین)

اس طرح کے دیگر اقوال جن سے ائمہ کی ان منافقین سے برائت اُٹھلا ہے، کتب امامیہ میں مذکور ہیں۔

ان حقائق کے ہوتے امامیر اپنی کتابوں میں انہیں منافقین سے سند پڑتے ہیں اور ان سے ائمہ کی روایات نقل کرتے ہیں۔

نیز ان کی کتابوں میں مروی ہے، کہ جب زید بن علی بن حسین نے خلافت کا مطالبہ کیا، اور ایک کثیر جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، امیر عراقین یوسف بن عمرو ثقفی نے ان کے ساتھ عمارات کئے، کوفر سے پانچ ہزار اشخاص آئے، منافقوں کے بہکانے سے شیخیں کے بارہ میں ان کے عقائد فاسد ہو چکے تھے، ان کو فیوں نے حضرت زید سے مطالبہ کیا، اگر تم ابو بکر و عمر سے برائت کا اظہار کرو تو ہم تمہاری مدد کریں گے، ورنہ ہم تجھے چھوڑ دیں گے، حضرت زید نے جواب دیا، میں ابو بکر و عمر سے برائت کا ہرگز اظہار نہ کروں گا، بلکہ ان سے محبت رکھوں گا، اس لئے کہ میرا والد علی بن حسین ان سے دوستی رکھتا تھا، اور ان کا ذکر مولے اچائی کے نہ کرتا تھا، کلمہ کھلا بھی اور پوشیدہ بھی کو فیوں نے کہا پھر ہم تجھے چھوڑ دیں گے، زید نے فرمایا:-

اذهبوا فانتم الباقضۃ جاذ تم راضی ہو۔

اس وقت اہل کوفر حضرت زید کی رفاقت سے برگشتہ ہو گئے، اور ان کا

۱۔ القاذ کے معنی فرقہ کے ساتھ یہ گستاخوں کی میں عمر بن علی صاحب طاق اور زید بن علی کے تاہین منقول ہے، درجہ کی صفحہ ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲۔

نام روافض اسی دن سے مقرر ہوا ہے
 موسیٰ بن جعفر کے زمانہ میں ایک شخص اسحاق بن ابراہیم ملقب بہ وکیع بن خاتمہ ہوا
 ہوا، صالح اور نبوت اسلام کا قائل نہ تھا، مدعی اور کفرین تھا، مذہب روافض کی تائید کرتا
 تھا، روافض اسے اپنے فقہائیں شمار کرتے ہیں، عید کہ محمد بن محمد بن اسمان ملقب بہ مضید
 استلاوی جعفر طوسی و رضی نے بیان کیا ہے۔

محمد ہدی کے غیبت کے ایام میں کذابین کا ایک گروہ ایسا میلان میں آگیا، جو محمد جہری
 کی طرف سے رقعے ظاہر کرتے تھے۔

کچھ زنادقہ یقول نے اس مذہب میں کتابیں لکھیں اور روایات کو باقرہ اور صادق رضی
 کی طرف نسبت کیا، مگر ان کتابوں کی نسبت باقرہ و صادق رضی کے مخلص ساتھیوں کی طرف
 کردی کران کی تالیف شدہ ہیں اب تک مصنف نے تفسیر کے طور پر اس کا اظہار نہیں
 کیا تھا۔ ان میں ایک شخص نے خود صادق رضی کے اصحاب میں ہونے کا دعویٰ کیا، اور
 شیعوں کے لئے اصول و فروع میں ایک کتاب ظاہر کی، اور کہا یہ جعفر صادق کی کتاب
 ہے، شیعوں نے اس کتاب کو لے لیا اور بلاد لیل جعفر صادق رضی سے روایت کرنا شروع
 کر دی۔

۱۵ امام بن حنیفہ فرماتے ہیں زندقہ کے خروج کے وقت سے شیر و گرہوں میں تقسیم ہو گیا، رافضیہ اور زندقہ میں حضرت
 زین سے روکر کر کے گروہ میں پہنچا گیا انہوں نے اس کے حق میں جہاد کیا، ایک گروہ نے نیک کلمہ لکھا، تو انہوں نے غلام و غلامی
 اس کے ساتھ کرنا شروع کیا، انہوں نے غلامی کی ایک نئی روایت لکھی۔

۱۶ اس بارہ میں اپنے اس کے روایات بھی لکھتے ہیں کہ ان کے کان کا نام روافض۔

اصل کافی باب گفتار میں ۴۰۰ میں ہے۔ قال ابو جعفر اصحابی الی اور محمد باقرہ رضی کا کہ ہم کو شنا
 لے کر سے وہ زندقہ میں تھے، وہ محبوب ہے، جو ہر چیز کا وہ اور فقیر ہو اور ہادی ہو، وہ ہم پر کلمہ لکھتا ہے، نیز میں ۴۰۱ میں
 ہے، اس میں اس کے نام اور نام یزید صاعزہ العفرہ فی الدنیا و جملہ نورانیم القیاسہ (الی ان قال) یا
 میں ان کے نام اور نام یزید العفرہ فی الدنیا و زندقہ انور میں میں عید فی الاخرة یا علی ان القیاس
 دین و دین کا نام و دین کا لقب۔

یہ جو ہادی میں لکھا ہے اس میں ہے کہ اس کی عزت ہو گیا، اور قیامت کے دن اس کے عار و شہی ہو گی۔
 اس میں ہے کہ اس کے نام اور نام یزید صاعزہ العفرہ فی الدنیا و جملہ نورانیم القیاسہ (الی ان قال) یا
 میں ان کے نام اور نام یزید العفرہ فی الدنیا و زندقہ انور میں میں عید فی الاخرة یا علی ان القیاس

۱۷ امام کا کہنا کہ اس میں ہے کہ اس کے نام اور نام یزید صاعزہ العفرہ فی الدنیا و جملہ نورانیم القیاسہ (الی ان قال) یا
 میں ان کے نام اور نام یزید العفرہ فی الدنیا و زندقہ انور میں میں عید فی الاخرة یا علی ان القیاس

روافض کے اسلاف میں سے ایک شخص ہے زکریا بن ابواسم نصرانی، یہ شخص نصرانی
میں خود کو نصرانی (عیسائی) ظاہر کرتا تھا، اور شیعوں میں مسابلی بیت بن جاتا۔ طاعن صحابہؓ
اور صحابہ ازواج مطہرات ذکر کرتا رہتا۔

اس کے بعد ایک اور شخص مرتضیٰ نامی ان میں پیدا ہوا، جسے یہ لوگ علم الہدیٰ کا لقب
دیتے تھے، اور دوع و باطل سے پرکڑیں تصنیف کیں، نصرانی کی نسبت اپنے ہاتھ لگاتا رہا
اس کا شیخ جھوٹے رقعہ کا مدعی اس سے بھی پلید اور نصیحت تھا، یہ ہے مذہب روافض کا
نسب نامہ۔

شیعہ تفسیر کے | چونکہ ان کی تمام روایات احادیث متواترہ کے خلاف تھیں، اگرچہ
قائل کیوں ہوئے؟ | امیر المؤمنین علیؑ اور ان کے فرزندان پر اہل بیت و رشد کے امام، جمہور صحابہؓ
کے موافق روایت کرتے ہیں، اس کا انکار کرنا بھی ان کے لئے محال تھا۔ کہ اماموں کی
یہ احادیث خود امامیہ نے نقل کی ہیں، اپنے باطل مذہب کی حفاظت کے لئے وجوب
تفسیر کا اصول انہیں لگانا پڑا، (یعنی اماموں کی یہ احادیث مبنی بر تفسیر ہیں) اگر یہ لوگ تفسیر کے
قائل نہ بنتے ان کے مذہب کا بطلان خود ان کی اپنی روایات سے لازم آتا، اب مذہب
روافض کے بطلان کے لئے تفسیر کا بطلان ثابت کرنا چاہیے کہ ان کے لئے کوئی گنجائش
فرار باقی نہ رہے۔

تفسیر کے بارے میں | روافض کا ادعا ہے کہ تفسیر پیغمبروں اور ائمہ پر واجب ہے، اور
شیعہ کا مؤقف | امت کے افراد پر بھی، اس دعویٰ پر کوئی دلائل پیش کرتے ہیں۔
پہلی دلیل۔ قال قال ابو عبد اللہ | ابو عبد اللہ فرماتے ہیں، تفسیر اللہ
ان النقیۃ من دین اللہ قلت | کے دین سے ہے، میں نے کہا، اللہ
من دین اللہ قال واللہ من | کے دین سے؟ فرمایا ہاں اللہ کے دین
دین اللہ، ولقد قال یوسف علیہ | سے ہے، یوسف علیہ السلام نے
السلام ایتمنا العیامکم لسلوک | فرمایا اے قافلہ والو تم پھر ہو ملاح
واللہ ما کانوا سرقوا شیئا ولقد قال | انہوں نے کوئی چیز نہ چرائی تھی۔

ابراہیمؑ را فی سقیمہ واللہ ماکان
سقیماً۔
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں بیمار
ہوں، حالانکہ وہ بیمار نہ تھے۔

(کلینی از ابی نصیر)

دوسری دلیل۔ انس سئل عن ابی
عبد اللہ هل کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یتقی قال
أما بعد نزول واللہ یعصمک
من الناس فلا (ابن ابی ریحان)
ابو عبد اللہ سے پوچھا گیا، کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ
کرتے تھے، فرمایا آیت "واللہ
یعصمک من الناس" کے نزول
کے بعد نہیں۔

میربی دلیل۔ قال قال ابو عبد اللہ جعفر
بن محمد الصادق یا ابا عبد اللہ تسعة
اشیاء الدین فی التقیة ولادین لمن
لا تقیة له (صاحب محاسن)
ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق
نے کہا اے ابو عبد اللہ دین کا نواں
حصہ تقیہ میں ہے، جو تقیہ نہیں کرتا
(وہ بے دین ہے،

تقیہ کی فضیلت اور اس کے ایجاب میں اس طرح اور بھی ثبوت آثار نقل کرتے ہیں۔
چوتھی دلیل۔ ان اکرمکمْ عند اللہ
اتقیکمْ۔
اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے
جو تقیہ بہت کرے۔

کہتے ہیں۔ اتقی تقیہ سے مشتق ہے
پانچویں دلیل۔ کلینی وغیرہ شامیؒ سالم سے وہ۔
ابی عبد اللہ روایت کرتا ہے کہ آیت۔

ویدادون بالحسنة السيئة
میں حسنة سے مراد تقیہ ہے۔
حسنة جو بڑی دفع کر دے۔ الرعد ۲۲۔

۱۔ اصول کافی ص ۱۱۱ کتاب ایمان و کفر باب التقیہ۔
۲۔ بحوالہ کافی ص ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴

جواب اولاً یہ ہے یہ آثار موضوع اور بناوٹی ہیں امام ابو عبد اللہ سے ثابت نہیں ہیں۔ ان کے رجال ابو نعیم ہشام ابن سالم وغیرہ کی تفسیر و تضعیف اور بیان ہو چکی ہے۔

ثانیاً یہ کہ یہ آثار متواترات اور بدیہی دلائل کے خلاف ہیں کیونکہ اگر غیر صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر کرتے تو کفار کے ساتھ طرائی کیوں فرطتے؟ اور علیؑ نے مساویہ کے ساتھ جنگ کیوں کی؟ ہاں دو سرا اثر تو انہما سے مؤقت کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں مذکور ہے کہ ایت واللہ یصلح من امن اس کے زوال کے بعد تفسیر منسوخ ہو گیا۔ پھر آیات مذکورہ کی تفسیر مفتاکتاب ومتواتر احادیث کے خلاف ہے۔ لہذا باطل۔

تفسیر کے بطلان پر دلائل [تفسیر کے بطلان پر بے شمار دلائل ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ جھوٹ بولنا جس ادیان میں حرام قرار دیا گیا ہے، بالخصوص بلا ضرورت لہذا اسے واجب یا مستحب کہنا، اور جھوٹ کو دین کا چم حصہ قرار دینا، کذب کو دین خدا سمجھنا اور اسے اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عزاز جاننا کفر ہے، کمالاً بخفی۔

۲۔ تفسیر کے مشروع مان لینے سے روایات پر سے اعتماد مٹ جاتا ہے۔ انبیاء کی جھوٹ اور اماموں کی اخبار میں بجا اعتماد پیدا کرنا محال ہے، ورنہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی محبت قائم نہ ہوئی، دیکھئے کوئی بھی شاعر قرآن کی مثل جھوٹی کسی سورہ نہیں لاسکتا، اور کوئی بھی جادوگر لاطی کے ساتھ موسیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے غیر علیہ السلام سے ان دونوں صفات کی زبرداری الفاظ میں نفی کرتا ہے، (وما علنا الا الشعر وما ینبغیٰ لہ۔ یس ۶۹) کیونکہ شاعر یا ساحر ہونا وہم پیدا کر سکتا ہے، اگر شاید نظم قرآن، غیر خدا سے ہو اور معجزات سحر کے نوع سے ہوں، انویہوں کے لئے تفسیر کے طور پر جھوٹ بیہون کب جائز ہو سکتا ہے؟

۳۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کی مدح میں فرماتے ہیں۔

الذین یمیلون صاقلت اللہ وہ جو اللہ کے پیغام پہنچاتے

۴۔ ابو نعیم رحمہ اللہ نے کتب رجال میں تصریح کی ہے کہ بعض روایات میں مذکور ہوا ابو ہریرہ بن سالم پر نقل فرمودہ روایات میں سے کسی کو یہ روایت ہے۔

وَيُخْشَوْنَ اللَّهَ وَلَا يَخْشَوْنَ
احد الا الله (الاحزاب ۳۹)
ہیں، اور اسی سے ڈرتے ہیں اس
کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اصد ایمان داروں کی طرح میں فرماتا ہے۔

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلَا يَجْنَا قَوْلَ لَوْمَةٍ لَأَسْفَهٍ
(المائدہ ۵۴)
اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں،
اور کسی لڑائی کرنے والے کی لڑائی سے
نہیں ڈرتے۔

نیز فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
(آل عمران ۱۱۰)
تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے
نکالے گئے ہو اچھائی کا حکم کرتے
ہو اور برائی سے روکتے ہو اور
اللہ پر ایمان رکھتے ہو،

تو سرورِ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قائدِ مومنین کیسے خیرِ خدا
سے مخالفت ہو کر فریضہ تبلیغِ شریعت ترک کر سکتے ہیں! سبحانک ہذا بہتانِ عظیم
۴۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ
(مدثر آیت ۱)
اے چادر اوڑھنے والے مٹھو
اور ڈرنا ڈر۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (الشعراء ۲۱۴)
قریبی رشتہ داروں کو ڈرنا۔

ابتداء اسلام کے اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر تکالیف اور
مصیبتیں برداشت کیں کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت شامل حال
نہ ہوتی تو کفارِ مکہ کے قتل میں دریغ نہ کرتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَأَذِمْ مَكْرَهُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ
يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ بِكَ اللَّهُ
آپ کے ساتھ کافر لوگ فریب
کر رہے تھے، کہ آپ کو قید کر دیں
یا قتل کر دیں، یا نکال دیں، وہ بھی

واللہ اعلم بالمآکدین -
 (الانفال - ۳۰)

خفیہ تدبیر کر رہے تھے، اور اللہ بھی تدبیر
 فرما رہا تھا، اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں
 افضل ہے۔

ایسے شکل و صورت میں اپنے تبلیغ احکام دین میں کوئی کمی نہ کی، جب اسلام کو تو
 حاصل ہوئی اور جہاد کا حکم بھی نازل ہو چکا، کفار کے ساتھ شرائط ہوں، اگر اس وقت
 تقیہ فرماتے تو ابتدائی ایام میں کیوں دستاویز بن گئے، کس پہاڑ پر داشت کئے تھے، اور ہم
 جہاد کیوں فرض ہوا، اور آپ نے جنگ کیوں کی؟ اور پہلے اور اس جیسے کفار اہم قس
 عظیم روم اور پرویز خسرو قار سے تو تقیہ نہ کیا، ابو بکرؓ و عمرؓ سے تقیہ کی ضرورت محسوس
 ہوئی؟ کوئی عقل مند اس سوال کے جواب کی ضرورت محسوس نہیں کرتا، لیکن تقیہ جس
 سے جہاد ہی نہیں سوال کرنا بی معنی ہے جواب کی ضرورت ہی نہیں)

حاصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح سابق انبیاء و رسل، ابراہیم،
 ہود، صالح، شعیب، لوط اور موسیٰ علیہم السلام میں سے کوئی بھی باوجود ضعف اسلام
 و قوت کفار غیر خدا سے غائب نہ ہوئے، اور تبلیغ احکام دین میں قصور نہ فرمایا جیسا کہ انبیاء
 علیہم السلام کے واقعات مندرجہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔

نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال کفار کے ہاتھ رنج اٹھاتے رہے، موسیٰ علیہ السلام
 کافروں کے ساتھ مقابلہ رہا، ابراہیم علیہ السلام کافروں کے ساتھ ہجو کہ سات اقلیم پر حکومت
 کر رہا تھا۔

ہود علیہ السلام، قوم مادر کے ساتھ صالح علیہ السلام ثمود کے ساتھ، شعیب علیہ السلام
 اہل مدین اور اصحاب ایکہ کجما تھا، اور لوط علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے
 بعض انبیاء کفار کے ہاتھ خبیثہ بھی ہو گئے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

۱۔ قرآن پاک میں مذکور حدیث یہ کہی کہ فریضہ کے دن کے ساتھ کسی نبی کا نام مذکور ہے، اور جو دن ہے جس میں نبی حضرت
 یحییٰ اور زکریا علیہ السلام کو پھرتے ہیں، اگر ان کی جگہ منکر ہے، تو ان دنوں میں ان کی نسبت ہر دو طرف
 مذکور ہوتی ہے، جس میں نبی کے حقیقت پر دلالت ہے، اور بعض میں نبی کے نام ہی مذکور ہوتے ہیں، یعنی ان دنوں میں ان کی نسبت
 فریق کا جھگڑا ہوتا ہے، یہ دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر حکم کرنا چاہتا ہے،
 تو وہ ہے پہلے ان کے نبی کو مقرر کرتا ہے، اور پھر نبی کے حکم پر عمل کرتا ہے۔

فلم یقتلون انبیاء اللہ من قبل ان ینفذوا مؤمنین :- قتل کرتے رہے ہو، اگر ایمان رکھتے ہو۔ (البقرة ۹۱)

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے، ان میں سے کسی نے بھی قیامت نہ کیا۔ حضرت علیؓ کی مدد کے ساتھ جنگ ہوئی، ان کو شام کی گوری سے تبدیل کیا۔ حالانکہ حضرت حسنؓ نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں تبدیل نہ کریں، کیونکہ ہمیں اس کی خفیہ سازشوں کا اندیشہ ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا فی الحال اسے بحال کر دیں، ایک ماہ بعد تبدیل کر دیتا، مگر حضرت علیؓ نے ان کے مشورے قبول نہ فرمائے، اور کہا وہاں حضرت محمد الفضلین حضرت ۱۔ روافض کی روایات میں اسی طرح ہے۔

اس طرح حسینؓ بن علیؓ نے یزید کے ساتھ لڑائی کی اور شہید ہو گئے، اگر یہ بزرگ قیامت فرماتے تو نوبت اس حد تک نہ پہنچتی، اب ہم شیعوں کے ائمہ کے آثار نقل کرتے ہیں، جو قیامت کی نعمی پر دلالت کرتے ہیں۔

روایات ائمہ شیعہ بر لطلان قیامت

قال امیر المؤمنین ابی و اللہ لولیت واحدا و حمی طلاع الارض کلها ما بالیت ولا استوحشت و ابی من ضلالتهم الی حمی فی الہدی الذی انا علیہ لعل بصیرۃ من فضی و یقین من دہی و ابی الی لقاء اللہ لمحنتہم و الحسن ثوابہ لمنظرہ ما احب - ذکرۃ الوضی فی شہرۃ البلاغۃ۔

علیؓ نے فرمایا میں اگر اکیلا رہا، اور وہ تمام زمین پر ہوں، میں پرواہ نہ کروں گا اور سو حشت و حسرت نہ کروں گا میں ان کی بے راہ روی پر اور اپنی راستگی پر پوری بصیرت پر ہوں اور مجھے رب کی طرف سے یقین حاصل ہے، میں اللہ کی نفا کا محتاج اور اس کے اچھے ثواب کا منتظر ہوں۔

لہ من روضۃ ۳۔

بن الخطاب فاخذ بيده فانتهى
 به اليه فقال ونظر ما ذا
 يقول هذا عندك وساقه
 صوته، علي عمر فقال انا
 اموت۔

نماز پڑھتا ہے، اس شخص نے کہا، مجھے
 عمر بن الخطاب نے اس کا حکم دیا ہے، علی نے
 اس کا ہاتھ پکڑا، اور عمرؓ کے پاس لے آیا
 اور کہا یہ شخص کیا کہتا ہے، عمرؓ پر آواز
 اونچی کی، عمرؓ نے جواب دیا میں نے
 اسے حکم دیا ہے۔

اگر تقیہ فرض ہوتا علیؓ اس نماز کی گردن نہ روندتا اور نہ کہتا کہ تو نے بغیر وضو
 کے نماز پڑھی ہے، اور عمر بن الخطابؓ پر اونچی آواز نہ کرتا۔

۴۔ راوندی سلمان فارسی سے روایت کرتا ہے، کہ علیؓ کو پتہ چلا کہ عمرؓ نے اس
 کے گروہ کا برائی کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، مدینہ کے ایک بارغ کے قریب عمرؓ کے سامنے
 نمودار ہوئے علیؓ کے ہاتھ میں کمان تھی علیؓ نے کہا مجھے اطلاع ہوئی ہے، تو میرے شیخان
 کا ہٹائی کے ساتھ ذکر کرتا ہے، عمرؓ نے سخت جواب دیا، تو علیؓ نے اپنی کمان زمین پر ماری
 وہ کمان اٹوہا بن گئی، اور منہ کھول کر عمرؓ کی طرف بڑھی عمرؓ نے کہا اے ابوالحسن خدا کا
 واسطہ کیا کر رہے ہو، میں آئندہ ایسا نہ کروں گا، اور علیؓ نے آگے عاجزی کا اظہار کیا
 علیؓ نے اٹوہا کو ہاتھ سے پکڑا، وہ پھر کمان بن گئی، عمرؓ بشت زدہ ہو کر گھر گئے، سلمان
 فرماتے ہیں، اہل مدائن کے وقت علیؓ نے مجھے طلب کیا، اور فرمایا، عمرؓ کے پاس جہاں مشرق کی
 طرف سے اس کے پاس مال کیا ہے، اور وہ اسے بند کرنا چاہتا ہے، اسے کہو بند نہ کرے،
 اور مستحقوں میں تقسیم کرے، مدینہ میں تھے شرمندہ کروں گا، سلمان نے یہ پیغام پہنچا دیا،
 عمرؓ نے کہا علیؓ کو کیسے پتہ چل گیا، سلمان نے کہا علیؓ سے کیا چیز پوشیدہ ہے، عمرؓ نے
 سلمان سے کہا علیؓ جاؤ گے، مجھے تیرے ساتھ بھدروی ہے تو اس سے جدا ہو جاؤ اور
 ہمارا ساتھ دے، سلمان نے کہا ایسے نہیں ہو سکتا، علیؓ اسرار دین نبوت کا شہنا سا ہے،
 تو نے جو کچھ دیکھا اس کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے، عمرؓ نے کہا علیؓ کے پاس
 سباز، اور کہو میں تیرے حکم قبول کرتا ہوں، سلمانؓ کہتے ہیں، علیؓ کے پاس گیا تو میرے

لوٹنے سے پہلے میرے اور عمر کے مابین سلامی گفتگو بیان کر دی،
 علیؑ نے کہا ہے عمر کے دل پر اس اثر وہا کا خوف موت کے وقت تک رہا کیا ہے
 (کتاب الخراج والخراج للقطب الدین راوندی)

اگر یہ اثر صحیح ہے تو معلوم ہوا علیؑ تقیہ نہ کرتے تھے، اور نہ حضرت عمرؓ کے شیعیان
 علیؑ کو برائی کے ساتھ ذکر کرنے پر علیؑ اور عمرؓ کے ساتھ معاملہ نہ کرنے، اور پھر عمرؓ کے
 پاس ایسا پیغام نہ بھیج سکتے کہ مال کو تقسیم کر دو، اور نہ میں تمہیں شرمندہ کر دیا گا، جس
 شخص کے پاس اس قدر قوت ہے، اور مخالفت کے دل میں موت تک جس کا خوف طاری
 رہا ہے، وہ تقیہ کیوں کرے؟ قوت علیؑ اور مغلوبی عمرؓ کی ان مذکورہ شہسی روایات کے باوجود
 عمرؓ کے دور خلافت میں علیؑ کے اکثر اقوال و افعال کو ردائش تقیہ پر محمول کرتے ہیں، کہتے
 ہیں عمرؓ نے علیؑ کی روکی زبردستی حسین بنی ستمی، اور علیؑ تقیہ کی بنا پر دم نہ مار سکے،
 لعنة الله على الكاذبين۔

قابل روایات ہے کہ اپنے چند آدمیوں کے بارہ میں (مبیدہ) بدگوئی پر تو کتنا
 ناراضگی کا اظہار کیا، اور کہاں کو اڑوہا بنایا، مگر اپنی روکی کے غضب پر دم نہ مار سکے
 حالانکہ معمولی وجہ کے لوگ بھی ایسے حادثہ کو گوارا نہیں کرتے، اور حقیقت یہ در تمام
 داستان ہزلی، دروغ گوئے را حاضر نہ باشد کامصدق ہے۔

سلحہ غالب صحابہؓ کے بارہ میں دیگر روایات کی طرح یہ روایت بھی موضوع ہے، لکن صحیح
 سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ کے تعلقات صحیح روایات کہ دروغی
 میں دور محاذ جنہم، ارشاد عالی کے عین مطابق تھے، مگر نہ مذکورہ الحدیث روایات، آیت
 رحمانہ جنہم کے خلاف ہیں، لہذا باطل ہیں، امام ابو عبد اللہؒ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما دافع کتاب اللہ فحقن دما و ما
 خالف کتاب اللہ فدا عود۔
 (اصول کافی ص ۳۵)

امام ابو عبد اللہؒ فرماتے ہیں۔
 کل شیء مرده الى الكتاب و
 السنة وکل حدیث لا یخالف
 کتاب اللہ فهو منسوخ (اصول کافی ص ۳۵)

ہر چیز کتاب و سنت کی طرف لوٹائی
 جائے، جو بات کتاب اللہ کے موافق نہ
 ہے، وہ بطلی ہے۔

۵۰ ہاں پانچویں روایت یہ ہے کہ محمد بن محمد بن عبد اللہ اپنے باپ سے وہ دوا سے وہ ابو عبد اللہ سے مروی ہے، حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر کتاب نازل فرمائی، اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تیری وصیت ہے، پیغمبر کے نبی کی طرف، آپ نے فرمایا، اے جبریل نبی! کون ہیں، جبریل نے جواب دیا علی اور اس کی اولاد اور اس کتاب پر سونے کی مہریں تھی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کتاب علیؑ کو دے دی، اور اسے فرمایا ایک مہر کو لو، جو لکھا ہو اس پر عمل کرو، چنانچہ ایسا ہی کیا بھلاڑاں علیؑ نے یہ کتاب سن کر وہی اس نے ایک مہر کھولی، انہوں نے وہ کتاب حسینؑ کو دی، انہوں نے ایک مہر کھولی، اس میں لکھا تھا ایک قوم کو اپنے ساتھ شہادت کی طرف لے جاؤ تمہارے بغیر ان کو شہادت نصیب نہ ہوگی، اپنے نفس کا اللہ کے لئے ایشاد کرو، انہوں نے ایسا ہی کیا، وہ کتاب علی بن السینؑ کو دی، انہوں نے ایک مہر کھولی، لکھا پایا دو سر نیچا رکھو، خاموشی اختیار کرو، اپنے گھر میں ہی رہو، اپنے اللہ کی عبادت کرو، یہاں تک کہ موت آجائے، انہوں نے وہ کتاب اپنے بیٹے محمد بن علیؑ کو دی مہر کھولی، لکھا تھا، لوگوں کو روایت حدیث کرو، فتویٰ دو، علوم اہل بیت پھیلاؤ، اپنے صالح آباء کی تصدیق کرو، خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ تم پر کوئی بھی غلبہ نہ پائے گا، خدا نے اپنے بیٹے جعفر کو کتاب دی مہر کھولی، اس میں بھی محمد کی کتاب کی طرح لکھا تھا۔

حدیث الناس وافتہم والشر	لوگوں کو حدیث بیان کرو انہیں
علوم اہل بیتك وصفاي	فتویٰ دو، اہل بیت کے علوم
أبائك الصالحين ولا تخافن	پھیلاؤ، اپنے صالح آباء کی تصدیق
إلا الله. فاعلم في حوزي	کرو، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو
وامان۔	تم حفظ و امان میں ہو۔

۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ - ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ - ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ - ۱۴۵۹ -

انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو کتاب خواہ کی، اور موسیٰ یہ کتاب اس کو دے گا، جو اس کے بعد آئے گا، مہدی تک بھی سلسلہ رہے گا، انتہی۔
مساذ بن کثیر از ابی عبد اللہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ پانچویں مہر میں جو کہ عجیب تر کے لئے تھی۔ لکھا تھا۔

قل الحق فی الامس والخوف ولا
حق کبر، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرور۔
تخش الا الله۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد باقر اور جعفر صادق کے لئے تفسیر کرنا جائز نہ تھا، ان دونوں بزرگوں کے جن اقوال و افعال میں روافض تفسیر کے قائل ہیں، سراسر غلط ہے، ان دونوں کے اقوال اہل سنت کے طریق سے بھی ثابت ہیں اور روافض کی اسانید سے بھی جن سے رافضیوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ محمد باقر نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا۔

نعم الصدیق فمن لم یقل له
الصدیق فلا صدق الله قوله فی
ہاں وہ صدیق ہے، بھولے صدیق
الصدیق فلا صدق الله قوله فی
نہ کہے خدا دنیا اور آخرت میں اس
کے قول کی تصدیق نہ فرماتے۔
الدنیا والآخرۃ۔

اور جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

ولد فی ابوبکر صدیق۔
مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ دوبارہ پیدا کیا ہے۔

۶۔ سلیم بن ہلالی نے اپنی کتاب میں ایک لمبی روایت درج کی ہے، جس کا ترجمہ

۱۔ اصول کافی ص ۱۲۷۔
۲۔ گفت الخضر ص ۱۲۷۔ نیز اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ہے، محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب
اسام عبد اللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب واسم والدہ جعفر بن عبد اللہ واسمہام فروۃ بنت القاسم بن
محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، یعنی محمد بن علی بن حسین کی والدہ ام عبد اللہ بنت الحسن ہے، اور
ان کے دو بھائی جعفر اور عبد اللہ ہیں، ان دونوں کی والدہ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق
ہے، اس شیخ روایت سے اسرائیل بیت کی خاندان ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرابت درشتہ دار کا بھی ثابت ہے،
اور یہی کہ محمد بن ابی بکر کا لقب خضریت ہے ۱۲۔

۳۔ روایت مجاہد کی مستند سند ہے، کی مگر کتاب حدیث میں موجود نہ ہے۔

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، اور لوگوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، تو علیؓ فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو ساتھ لے کر مہاجرین، انصار اور اہل بدر کے ہاں گئے، اور ان سے مدد طلب کی، ان میں سے کسی نے علیؓ کی امارت کو قبول نہ کیا، سوائے چار شخصوں کے، زبیر، ابوذر، مقداد اور سلمان“۔

نیز ابان بن عیاش نے سلیم بن قیس کی کتاب سے نقل کیا ہے، کہ:-

”جب لوگوں نے ابو بکرؓ کے ساتھ بیعت کر لی، ابو بکرؓ نے قنفذ کو علیؓ کے پاس بھیجا، اور کہا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ قنفذ علیؓ کے پاس گیا، اور پیغام دیا، تو علیؓ نے جواب میں کہا، کتنا جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے ہیں، اور مرتد ہو گئے ہیں، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ہے“۔

جب علیؓ ابو بکرؓ کے پاس حاضر نہ ہوا، تو عمرؓ غضبناک ہو گیا، اور علیؓ کا دروازہ جلا دیا، فاطمہؓ آئی اور ندا کی یا اتاہ یا رسول اللہ۔

عمرؓ نے تلوار اٹھائی اور اس کی چادر پر ماری، علیؓ نے عمرؓ کو پکڑا اور اسے جھنجھوڑا، عمرؓ نے علیؓ کو کہا، ابو بکرؓ کی بیعت کرو، علیؓ نے جواب دیا، اگر بیعت نہ کروں تو عمرؓ نے کہا تو تیری گردن اڑادی جائیگی، علیؓ نے کہا تو جھوٹ کہہ رہا ہے، خدا کی قسم اس پر کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا، اہل میرے دوست اور مددگار کم ہیں“۔

یہ قصہ صراحتہ فقیر کا بطلان کر رہا ہے، اس لئے اگر علیؓ فقیر کرتا، مہاجرین اور انصار کے ایک ایک گھر میں نہ جاتا، ابو بکرؓ کے بلائے پر حاضر ہو جاتا، اور بلا توقف بیعت کر لیتا، تمہیر طرہ اپنی خلافت کا اظہار نہ کرتا، عمرؓ کے ساتھ کشتی نہ کرتا، قصہ کے آخری الفاظ توفیقہ کے باطل ہونے پر صاف صریح ہواں ہیں، نیز اس سے امامیہ کے اس نظریہ کی بھی تکذیب ہو گئی کہ علیؓ نے اپنا حق اس لئے ترک کر دیا تھا کہ انہیں قدرت حاصل نہیں تھی، جیسا کہ قصہ کے اول سے منہم ہو رہا ہے، کہ مہاجرین اور انصار میں سے صرف چار شخص علیؓ کے ساتھ ہوئے، مگر قصہ کے یہ آخری الفاظ رد علیؓ عمرؓ کا گفت کر گردن زدوں

دروغ گفتی تمہیں کسے اس قدرت نظر والی؟

وال ہیں کہ ملی مقابلہ کی قدرت رکھتے تھے، اور خلافت حاصل کرنے قدرت بھی تھی، اس بارہ میں ایک اور اثر بھی امامیہ، علیؑ سے روایت کیا کرتے ہیں کہ ملی نے عمر سے کہا۔

لولا عہد الی حبیبی لا اخوندہ اگر میرے حبیب کا ایک عہد نہ ہوتا جس کی
لعلمت من اضعفت ناحہما میں خیانت نہیں کرتا چاہتا تو میان لینا کہ مدعا
واقل عداۓ۔ کس کے منہ سے ہیں، اور نغزی کس کی کم ہے

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ملیؑ کو مقابلہ کی قدرت حاصل تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ علیؑ نے ابوبکرؓ کی بیعت حق واضح ہونے کے بعد کی ہے، ان شاء راہ تفسیر۔
ان محققوں کی بناوٹی روایتیں بعض بعض کی تکذیب کرتی ہیں۔

۷۔ محمد بن سنان نے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے عمرؓ کو کہا اے مظلوم میں تجھے
ابن ام مہدی کے غلام کے ہاتھوں مقتول دیکھتا ہوں کہ تو قاتلانہ فیصلے کرتا ہے، اسے
تیرے قتل کی توفیق ملے گی اور وہ اسی سبب سے بہشت میں جائیگا۔

نیز محمد بن سنان وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے عمرؓ سے کہا کہ تو اور میرا
ساتھی یعنی ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہسائیگی سے باہر نکالے جاؤ گے، ایک خشک
درخت کی شاخوں پر اٹھائے جاؤ گے، وہ درخت سبز ہو جائے گا، اور تمہارے ساتھی فتنہ
میں جا پڑیں گے، ایک آگ خود ابر ہوگی جو ابراہیمؑ پر مدام تھی، تمہیں اس میں ڈالا جائے گا،
تم را کہ بن جاؤ گے اور ایک آندھی چلے گی، جو تمہیں اڑا کر دریا میں ڈال دے گی۔ (۱)
لعنة اللہ علی اسکاذبین۔

یہ روایت بھی بطلان تفسیر پر وال ہے، اگر تفسیر واجب ہوتا علیؑ را عمرؓ سے یہ
تلخ باتیں کیوں کہتے۔

۸۔ امام حسنؑ کا چچن چچن سے یہ روایات کچھ مسند سے ثابت نہیں، مخالفین عمرؓ کی بناوٹی ہیں، اس جگہ شیخ کے
فقہ نظر سے چچن کی عمارتیں ہیں، مگر جب ان کے ہاں یہ روایات صحیح ہیں تو اسی سے معلوم ہوا کہ علیؑ را تفسیر
کرنے کی ہدایتیں ہیں، تھے نہ تفسیر کی، لہذا حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کا صحابہ کرامؓ کی قرینت کرنا اور عقائد
نوشہ کی بیعت کرنا انہما تفسیر نہ تھا، بلکہ نثری روایات کا جھنڈا۔

۸۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو اتر سے اور شیعہ کی صحیح روایت میں ثابت ہے کہ امامیر المؤمنین اکثر اجتہادی مسائل میں خلفاء راشدین کی مخالفت کرتے تھے ان سے مناظرہ کرتے تھے اگر تفسیر واجب ہو تا مناظرہ نہ کرتے۔

۹۔ شیعہ تو اتر کا دعویٰ کرتے ہیں اور اہل سنت کے ہاں بھی یہ ثابت ہے کہ علیؑ نے کہا ناندہ بخش جھوٹ پر سچائی اختیار کرنا ایمان کی علامت ہے۔
شیخ البلاغۃ میں ہے:-

علامۃ الایمان ان توش الصدق
حین یجہدک علی الکذب چین
نقصان کا اندیشہ اور جھوٹ میں نفع
کی امید ہو تو ریح کا شمار کرے۔

یہ قول نفی تفسیر میں صریح ہے۔

۱۰۔ شیخ البلاغۃ میں رضی روایت کرتا ہے:-

الاموال المعروضة والنہی عن المنکر
لا یقفہ بان من اجل ولا ینقص
من سارق وافضل ذلك کلمۃ
عدل عند امام جائز۔

یہ روایت بھی تفسیر کی فضیلت کی نفی کرتی ہے، یہ تمام دلائل، قرآن پاک

اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسندوں کی روایات سے ہمیشہ کئے گئے ہیں، ان سے علحدہ عقلی دلیل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ان فی عقل اور ضمیر کا فیصلہ ہے کہ تفسیر ایک باطل طریق ہے، اعلیٰ اور ان کی اولاد حق کے محبوب اور درست تھے، اور صفات کمال سے محض، حتیٰ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وللہ العزۃ والرسول للہ المؤمنین
ولکن المنافقین لا یعلمون۔

حوت اللہ کیلئے اور اس کے رسول اور
ایمانداروں کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے،

اس میں کوئی شک نہیں کہ تقیہ کرنا ناموسی اور خوفِ کلمتِ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نفرت اور جھوٹ ہے، ذلت اور بے عزتی کا مستحق ہے، اور (برہم شیعہ) اس حد تک کہ کفار زبردستی تقیہ کنندہ کی زندگی کاٹنا چاہتے جائیں، اور وہ اپنی جان کے ڈر سے مزاحمت نہ کرے، تمام زندگی یہ ذلت اور خواری قبول کرتا رہے، اور کئی پشت تک یہی سلسلہ جاری رہے، انصاف پسند مسلمانوں کی عقل سلیم اسے قبول نہیں کرتی، ان لوگوں پر اللہ کی مہربانی اور عنایت کے اعتبار سے یہ لوگ خدا تعالیٰ پر واجب گردانتے ہیں، کہ وہ نصیب امام کرتا ہے۔

امام مقرر کرنا اور پھر تقیہ واجب کر دینا لغویات ہے، یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ امام مقرر کرے اور پھر اس پر یہ بھی واجب کر دے کہ حق ظاہر نہ کر، امام صدیقیں تک لوگوں سے چھپا رہے، حکمت کے منافی ہے۔

دیکھئے ایک بادشاہ کسی علاقہ میں اپنا فرستادہ بھیجا ہے، لیکن اس پر واجب کر دیتا ہے، کہ بادشاہ کا حکم اپنے پاس چھپا رکھے، تمام زندگی کسی کو اطلاع نہ دے، الا اطلاع دے تو چند گنتی کے افراد کو وہ بھی خفیہ طور پر، کوئی عقل مند اس کو قبول نہ کرے گا، یا تو فرستادہ کو جھوٹا کہا جائے گا، یا بادشاہ بے عقل ہو گا، وزیر خود اس میں حق تعالیٰ بادشاہ حکیم ہے، تو مذکورہ انداز کی امامت کا دعویٰ کرنے والا ہی جھوٹا ہے۔

نیز امامت کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح نص اور دعویٰ امامت اور اظہارِ مجتہدہ شرط قرار دیتے ہیں، تقیہ ان سب کے منافی ہے، کیونکہ دعویٰ امامت کے بعد تقیہ کرنا دعویٰ امامت سے رجوع ہو جانے کا،

۱۔ مطہر بنی نفع سے بھی تاثر دیا ہے، کہ حضرت عمرؓ نے نہایت سختی حضرت علیؓ سے ان کی دختر بیک اختر ام کلثوم کا نکاح نہ تھا، دیکھئے نزوح کافی جلد ۴ ص ۴۴۴، علیؓ نے جو بی بی دعا اپنی بیوی تھی، اس پر آپ کے وہ تاثرات قابلِ ملاحظہ ہیں، جو عہد کے صلواتِ خدا فرمائے، بیچے ابلاغتہ جلد ۱ ص ۱۱۱ ہے، خدا ان کا بھلا کرے (لوگوں کا) بیچارہ سپردِ حاکم، بیادری کا علاج کیا فقیر سے پہلے چلا گیا، سنت کو قائم کیا، مے داغ کیا، عیب دار نہ تھا، غیر کو حاصل کیا، خسر سے پہلے چلا گیا، اللہ کی امامت کی، مکتوبی میں اللہ سے غرور، لکھنا اس طرح غرور، غرور، غرور کے جو فقرہ پر ایک مشورہ ہیں عہدہ کو اسلام اور مسلمانوں کا علیا و مرجع قرار دیا، دیکھئے، بیچ ابلاغتہ صفحہ

تقیہ کے بطلان پر | دار قطنیؒ عہد باقر سے روایت کرتے ہیں، کسی شخص نے ان سے
ایک اور دلیل | ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بارہ میں سوال کیا، امام باقرؓ نے کہا میں انہیں
دورست دیکھتا ہوں، اس شخص نے کہا لوگ سمجھتے ہیں، آپ یہ تقیہ کر رہے ہیں، باقرؓ نے
کہا ڈر زندوں سے ہوتا ہے، مردوں سے کون ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہشام بن
عبدالملک کو تباہ و برباد کرے، ہشام بن عبدالملک کے حق میں بددعا کی اجوازی دور
کا بادشاہ تھا۔

ان کا مقصود یہ تھا کہ اگر میں ڈرتا تو ہشام سے ڈرتا جو کہ زندہ ہے، اور بادشاہ وقت
ہے، نہ کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ سے جو کہ مر چکے ہیں، پھر تقیہ کیا؟



طحاوی نے ابن ابی شیبہؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے امام ابو بکرؓ سے تقیہ کی توجیہ کی تو فرمایا: تو
ان دونوں سے محبت کر، صورت نگاہ میں اپنے رب سے کہا اس جادو کی، تو کہہ دوں گی کہ تم نے اس کے خلاف محبت
رکھنے کا حکم دیا، امام نے کہا ہاں الخ۔

دوسرا مقالہ

اہل سنت و جماعت کے عقائد کے اثبات اور مخالفین خصوصاً روافض کے مذہب کے ابطال میں۔

پہلی فصل اسباب علم کے بیان میں

اہل حق کہتے ہیں ”بدائیت عقل کا فیصلہ ہے کہ حقائق مشایا ثابت ہیں اور ان کا علم ثابت، سونسطائیہ جو کہ عقائد کی نفی کرتے ہیں، یا ان میں شک کرتے ہیں، ان کے لئے کوئی دلیل درہمیان کارگر نہ ہوگی، ان کو آگ سے جلا دیا جائے، اس کے مستحق ہیں۔“

ظاہری اسباب علم کے موجود ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ علم دے دیتا ہے، کہ یہ اللہ کا قانون ہے، یہ نہیں کہ یہ اسباب تحقق علم کے لئے علت موجبہ ہیں، جیسا کہ حکما کا خیال ہے، اور نہ یہ کہ اسباب مؤثرہ علم ہیں، جیسا کہ معتزلہ اس کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ ایک ممکن دوسرے ممکن کی علت نہیں بن سکتا، آگے اس کی تحقیق ہوگی۔

جميع ممکنات در جوہر ہوں یا اعراض اعیان ہوں یا صفات کا خالق ایک اللہ واجب الوجود ہے، جو کہ اپنے اختیار سے قائل ہے، نہ بہرہ اسباب، عرض و صفت ہی سہی ایک ممکن ہے، کوئی چیز اس کا حقیقی سبب نہیں بن سکتی، سوا حال لایرید ذات حق کے استقراء سے معلوم ہوا ہے کہ نظر بہ ظاہر علم کے تین سبب ہوتے ہیں۔

۱۔ حس ازحواس ظاہرہ [یعنی سمع، بصر، شہ، ذوق اور لمس کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے حس غلطی کر جاتی ہے، اور مفید علم یقین نہیں ہوتی، جیسا کہ سینکڑا ایک کو دو دیکھتا ہے، اور صغریٰ بیٹھی چیز کو کڑوا پاتا ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، عام طور پر مولفہ پیش نہیں آتے اسی وجہ سے حس کو علم یقین اور قطعیت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۲۔ عقل [معدود اور بعض رافضی کہتے ہیں کہ عقل، علم کے اسباب سے نہیں ہے،

وہ عقل مندوں کے اختلاف کو دلیل بناتے ہیں، میں کہتا ہوں، عقل، دہم اور خیال کی مزاحمت یا شرطیہ برہان ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے عقلی کرتا ہے، چہرہ عام طور پر جب کہ مولف نے ذہنی عقل قطعیت تک پہنچاتا ہے، اس لئے اسے مفید قطع اور علم یقین کہا جائے گا عقل کے افادہ علم کا انکار مضطرب کے قریب ہے۔

۲۔ خبرِ احمق تہائی نے اسے حصولِ علم کے لئے وضع فرمایا ہے، اگر اس ذلیل سے سامع کو محکم کے مافی الضمیر کا پرچل جانے ہو، نہ کہ اس میں جان بوجھ کر یا خطا، جھوٹ کا احتمال ہوتا ہے، جو کہ حصولِ علم سے مانع ہے، لہذا خبر کو مطلقاً اسبابِ علم سے شمار نہیں کی گئی، بلکہ اس وقت سببِ علم ہو گا جبکہ احتمالِ کذب ذائل ہو جائے، اس کی پھر کئی صورتیں بن جاتی ہیں۔

۱۔ خبر سے بلاشبہ علم حاصل ہو جیسا کہ خبر متواتر میں ہے۔ خبر متواتر وہ خبر ہے جس کے بیان کرنے والے اتنا لوگ ہوں کہ عقل ان کے جھوٹ پر متفق ہونے کو کھال کھے اور وہ بھی اس طرح کی جماعت سے بیان کریں، اور اس کی اتنا کسی امر محسوس ہو۔

۲۔ خبر سے استدلال کے طور پر علم حاصل ہو، جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر، جب نبوت اور عصمت دلائل سے ثابت ہو جاتی ہے، پھر احتمالِ کذب حدودِ خطا کی طرف پر اٹھ جاتا ہے، یہ دونوں اقسام خبر علم یقین کی موجب ہوتی ہے۔

۳۔ خبر میں قرائن موجود ہیں، جن سے احتمالِ کذب دور ہو گیا ہے، اس صورت میں چونکہ احتمالِ کذب کے معدوم ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔

لہذا خبر مشہور اور خبر مقرون بہ قرائن سے اطمینان اور یقین (جو کہ یقین کے قریب ایک درجہ ہے) حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ کبھی خبر کے بیان کرنے والے کے اوصاف پر نظر کی جاتی ہے، یعنی اسلام، عقل، حفظ اور اس کی عدالت پر اس صفات کی موجودگی میں کذب کا احتمال کمزور رہ جاتا ہے، مگر قطعیت بھی حاصل نہیں ہو پاتی، لہذا اخبارِ امارہ رواۃ کے اسلام، عقل، حفظ اور عدالت ثابت ہو جانے کے بعد مفید یقین ہیں۔

جتنے علم کا ایک قسم ہی سمجھا جاتا ہے، اس پر علم اور استقادات کی بناء ہوتی ہے۔

چوتھا سبب الہام [اکثر متکلمین نے دو وجہ سے الہام کو اسباب علم سے شمار کیا ہے،

۱۔ الہام خواص کے ساتھ مختص ہوتا ہے، اور یہ عوام سے زیادہ اسباب علم کو ملحوظ رکھتے ہیں

۲۔ وحی خیال اور نفسانی و شیطانی کدورت الہام میں حصول علم سے رکاوٹ بنتی ہیں،

مگر انبیاء کے الہام میں عصمت کے دلائل سے یہ موانع معلوم ہو جاتے ہیں۔ لہذا انبیاء

کا الہام منقطعیت ہے، البتہ غیر انبیاء میں ان موانع کا معدوم ہونا قطعی طور پر محال نہیں

ہوتا، اس لئے اسے دلیل قطعی کا درجہ دیتے ہیں، غالب حالات میں ایسا ہی ہے، لیکن فی

الجملہ اولیاء کا الہام بھی ایک سبب علم ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور یہ بات کتاب و

سنت اور اجماع سے ثابت ہے، قرآن پاک میں ہے۔

و اوحینا الی امر موسیٰ ان ارضیہ۔ ہم موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو الہام

فاذا اخضت علیہ، فالقیہ فی کیا، کہ اسے دودھ پلائیں جب خطرہ

الیہم ولا تقا فی ولا تحزنی غم سے کریم دریا میں ڈال دیں۔

انا مرادوہ الیک وجاعلوہ خوف اور غم نہ کریں، ہم اسے واپس

من المسلمین تیری طرف واپس لے گئے، اور اسے

رسولوں میں سے بنائیں گے۔ (القضص، ۷)

اس آیت میں وحی سے مراد الہام ہے، اس لئے کہ نبوت مردوں کے ساتھ

مخصوص ہے ارشاد ہے۔

وما ارسلنا من قبلك الا اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں

مرجالا فوجی الیہم بھیجے، مگر مردوں کی طرف ہم نے

وحی کی۔ (الصل ۲۳)

اس بارہ میں آثار بہت ہیں، جیسا کہ حضرت عمرؓ کا مدینہ میں خطبہ دیتے

لہ قرآن پاک میں ہے، یحییٰ انہم ملا قرآن ہم داہم الیہم صوم۔ (البقرہ - ۱۲۹)

یعنی وہ یقین کرتے ہیں کہ رب سے ملنا ہے اور یقیناً اس کی طرف لائیں گے۔

یاسکویتہ تجیل فرما کا اور ساریہ کا دور دروازہ صاف میں اس آواز کا سن لینا کشف الہام کے قبیل سے ہے۔ اس جگہ مزید بلیط طوالت پیدا کرنے کا۔ (اس لئے اسی پر اکتفا ہے) اجماع پر بزرگوں کا یہ متوالہ درکومات الاولیاء حق اولیا کی کرامت حق ہے، کلامات کرتا ہے، ان کی بہترین کرامات میں الہامی علوم ہیں جن کا تعلق ملکات کی دریافت اور واجب تعالیٰ کی معرفت سے ہے۔

مراتب اسباب علم اسباب علم میں قوی اور اعلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اس میں کمی جہت سے احتمال خطا نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء معصوم ہیں۔ پھر جس کا مرتبہ ہے کہ اس میں گونا گوا احتمال خطا نہیں ہے، مگر یہ اشیاء غیر ظاہرہ پر مبنی ہے۔

۱۲۔ اس کے بعد خبر محتار کا درجہ ہے، کہ اس کی بنا بھی جس پر ہے، دو لیس الخیر کا العافیہ

۱۳۔ پھر عقل کا مقام ہے اس لئے کہ عقل مندوں کی کار میں اختلاف بہت ہے۔

۱۵۔ پھر الہام کا درجہ ہے کہ عدم سوانے کا یقین اس میں بہت کم ہوتا ہے۔

اس بیان سے فقیر کی غرض یہ ہے کہ جو چیز جس عقل اور الہام سے ثابت ہوا ہے شریعت کی پہلوں پر رکھا جائے، اگر شرع قبول کرے۔ اسے حق سمجھنا اور قبول کرنا چاہیئے، اور جسے شرع رد کر دے اسے خطا اور باطل گردانا جائے، اور جس سے شرع ساکت خاموشی ہے، اسے بھی قبول کر لیا جائے، جس عقل میں جب مانع کا نہ ہونا ثابت ہو جائے، قطعیت ثابت ہوگی اور الہام میں یقین۔

احادیث میں منشا ظہیر احادیث میں ظہیر کی روایت کی وجہ سے آئی ہے نہ کہ اس حیثیت سے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے، اسی طرح عام غصص البعض میں ظہیرت مبارکہ کی حیثیت سے ہے، نہ کہ اس حیثیت سے کہ یہ قرآن میں ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے، لکن لا یخفی۔ لہذا عام خبر غصص، ظاہر، نص اور مفسر کو درجن میں کمی دلیل سے کوئی احتمال پیدا نہیں ہوا، اگر احتمال نسخ یا عجز باقی ہے۔ (قطعی سمجھنا

جلد دوم المیزان فی تائید النبوۃ بحوالہ مظاہر العالیہ ص ۳۷ باب کلمات۔

چاہے کہ ہم تک بنی مصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ظاہر کتاب پر عمل فرمایا ہے، احتمالات بلا دلیل ظاہر نصوص پر عمل کرنے سے رکاوٹ نہیں بن سکتے، سلف صالحین کا عمل اسی طرح رہا کیا ہے۔

تفسیر قرآن و تائید میں | جانتا ہوا ہے کہ قرآن کی تفسیر یا ظاہر پر عمل کرنے یا ظاہر سے اتباع سواد اعظم کا تائید کے بارہ میں سواد اعظم کی اتباع کرنا چاہیے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:-

و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما قوی و فصلہ جہنم و ساءت مصیبا۔
جو ایمان داروں کی راہ کے سوا کی اتباع کرے گا، ہم متوجہ کریں گے اسے حد صر متوجہ ہوا ہے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور یہ بری پھر جانے کی جگہ ہے۔
(النساء ۱۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
علیکم بالسواد الاعظم۔

عظیم الشان جماعت کی اتباع کرو۔

نیز فرمایا:-

بیتا اللہ علی الجماعۃ۔

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

نیز فرمایا:-

لا یجتمع امتی علی الضلالة۔

میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

یہ احادیث پہلے مذکور ہو چکی ہیں، امام میر تقی میر اس مضمون کے کچھ اشعار سے آثار

روایت کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔

۱۔ سواد اعظم سے مراد عظیم الشان جماعت ہے، جو کرام حق پر مبنی ہو، جو کرام حق کے تقویٰ و تقیم پر ہی اس طرح کوہدایت پاک میں ہے، اور فرقہ واریت وہ ہے جو میر تقی میر کے کلام بشمول اہل بیت کے طریق کار پر ہے، اس کی جگہ قرآن مجید و احادیث حق پر مبنی ہو۔

۲۔ طریق گمراہی ہے، جس کی بنا پر جماعت حق سے جدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ جماعت کرام بن محمد بن عباس علیہ السلام کے پیروں کے ہونے۔

۴۔ (ایضاً)۔

اور ہر نقص و زوال ہے پاک ہو گا۔

اور جو اپنے وجود کا بذاتِ خود اقتضا نہیں کرتا، اس میں جو خیر و کمال ہو گا، اصلی نہ ہو گا، یہ ممکن نہیں کرنا چاہیے کہ ممکن حجب اپنی ذات کا مستغنی نہیں ہے تو نقص و زوال کا کیسے اقتضا کرے گا اگر یہ تو فرع تھا ضائع ذات ہے، اس لئے کہ نقص و زوال چونکہ خیر و کمال کی ضد میں، اور مدعی امور حجب ممکن میں خیر و کمال کا اقتضا نہیں تو اس کی ضد یعنی نقص و زوال ثابت ہو گئے، ممکن نے ان کا اقتضا نہیں کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (النساء ۷۹)

جو تجھے اچھائی پہنچے، وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو تکلیف پہنچی، وہ تیرے اپنے نفس سے ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حق تعالیٰ پر نقص و زوال سے منزہ اور پاک ہے، تو اس کا ممکن کا اقتضا کرنا جسے دوسرے نظروں میں تخلیق سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے اپنے اختیار سے ہو گا، یعنی چاہے وہ کرے چاہے نہ کرے، اس پہلجباب نہیں جیسا کہ حکما کہتے ہیں، کیونکہ لاجباب اضطرار کو مستلزم ہے جو کہ ایک نقص ہے، ممکن کا وجود واجب لذاتہ کے اختیار سے جب ثابت ہو گیا تو یہ بات بھی متفق ہو گئی کہ عالم حادث ہے، اس لئے کہ جو فاعل حقار سے سرزد ہو، وہ حادث ہوتا ہے، اور یہ بھی ثابت ہو گا کہ عالم کا بنانے والا قدیم ہے، و احد لا شریک ہے، کیونکہ شرکت کی صورت میں تمانع لازم آتا ہے، اور تمانع دونوں کے عجز یا ایک کے عجز کو مستلزم ہے، اور یہ نقص ہے، اور وجوب کے منافی۔ لہذا شرکت نہیں تو مدعی وحدانیت واجب لذاتہ ثابت ہوا، ان تمام معارف کے اثبات کے لئے عقل کافی ہے، اور شریعت اس کی مؤید اور اس پر ناطق ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) خلق السموات والارض في ستة ايام (اعراف ۵۴)

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو سات دن میں پیدا کیا

(۲) خالق كل شيء لا اله الا هو (ہر چیز کا خالق ہے، اس

هو. (الأنعام ١٠٣)

کے سوا کوئی سبب نہیں۔

(۳) خلقکم وما تعملون۔

اس نے تمہیں اور تمہارے علموں

(والصفحة ٩٤)

کریکٹ

(م) لو كان فيهما آلهة الإله

الْأَسْمَانِ وَذِينَ الشُّرَکِیِّهِمْ وَأُولَئِکَ

المصدقات - (الاعتياض ۲۲)

غلام ہوتے تو یہ تباہ ہو جاتے۔

پہلی آیت حدود عالم پر ولایت کرتی ہے، دوسری اور تیسری اس پر کہ جمیع اعیان، اعراض، اور افعال عباد کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے اور چوتھی توحید پر ولایت کرتی ہے کہ وہ خالق واحد لا شریک ہے۔

نبوت و رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عقلی دلیل

عقل ہمارے حق میں خبر متواتر کے ذریعہ اور صحابہ کرام کے حق میں جس کی وساطت سے فیصلہ کرتی ہے کہ محمد بن عبد اللہ

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے، جو کہ حق تعالیٰ کی طرف سے اسروہی و علویٰ عید پر مثل یہ پیام لائے، اس نے مگر یہیں متواتر خبر سے معلوم ہو چکا ہے کہ جب مکہ میں جہل و کفر غالب تھا، اور کفار قریش غفلت میں اگر پتھروں کی پوجا کرتے تھے، تحلیل و تحریم میں انوار ربیہ دلیل نظریات کے حامل تھے، وہاں کتاب و نبوت کا کسی نے پتہ نہیں دیا تھا، اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ قوم قریش کے ایک اُن پڑوسہ فرد تھے، ظاہر ہوئے۔

اپنے بیگانے، دوست اور دشمن سب ہی جانتے تھے کہ او کا نبوت سے پہلے کبھی

بھی آپ کی زبان پر مھوٹ جا رہی تھی، اچھا، اسی راہ نمائی تھی کہ آپ نے کبھی کسی بت

کو سجدہ نہ کیا، دوسروں کی طرح کوئی لغو اور بے ہودہ بات نہ کہی، چالیس سال کی عمر

میں آپ نے جوت کا دعویٰ کیا، اور آپ سے معجزات صادر ہوئے ان میں سے کئی ہی حقیقتیں ہیں۔

وہاں سے بہت سی جہازیں روانہ ہوئیں۔ ہم نے اپنے اپنے لٹائل کو فوج سے ڈال دیا اور حیدر آباد کی طرف توجہ کر لی۔

[illegible]

۱۰۰

ہے، جیسے شک ہو اس طرح کی ایک چھوٹی سی صورت بنا کر لائے، صدیاں گزر گئی ہیں مگر بتدی اور مخالفوں کی کثرت کے باوجود کوئی قصص اور بیانیہ ایک چھوٹی سہت کی تہ کلام نہیں لاسکا۔ آپ نے سابق انبیاء اور پہلی کتابوں کی حیران پر نازل ہوئی تھیں، تصدیق کی۔ علماء یہود و نصاریٰ نے جب قرآن کے بیان کردہ احوال و قصص سے انہیں نے اقرار کیا کہ یہ اخبار و قصص سابق آسمانی کتب کے عین مطابق ہیں۔ لہذا یہ کہ کسی متعصب نے ازراہ تعصب حق بات چھپائی ہو۔

ان دلائل سے قطعی طور پر ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ جس شخص نے تمام عمر کسی بات میں صبر نہیں بولا، وہ خدا پر اقرار کیوں کرتا ہے، ایک ان پروردگار سے اولین و آخرین کے علوم (جو کہ توریت و انجیل کے مطابق ہیں) کا ظاہر ہونا وہی خدا کے بغیر عقل محال سمجھی ہے۔

عقل اس دعویٰ کے ثابت کرنے پر کافی ہے، اور شرع پر موقوف نہیں۔ ہاں شرع بھی اس کی مؤید ہے۔

توحید و رسالت میں بعض اہل قبلہ کے بہتر فرقے اس قدر پر ایمان لانے میں شریک گمراہ فرقوں کے نظریات ہیں، مگر وہ نفس کے کاہلیہ، عجلیہ، فدا میہ، قرامطہ، نزاریہ، سمیریہ اور جنامیہ فرقے کہتے ہیں کہ جہاں حادث نہیں ہے، اور نہ ہی قابلیت عدم رکھتا ہے، خطا میہ، خمسیہ، اثینیہ اور مقعیہ کہتے ہیں کہ جہاں کا پیدا کرنے والا ایک نہیں ہے، امامیہ میں اسماعیلیہ فرقہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ فاعل بالایجاب ہے، اور اس سے صرف عقل کا صدور ہوا ہے، کیونکہ ان کے بقول ایک سے ایک ہی صادر ہو سکتا ہے، حالانکہ امامیہ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یومئذ لا یحب علیہ، اس پر واجب نہیں۔

یہ قول دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اختیار اور ارادہ سے فاعل ہے، فرقہ زرارہ اور بکیر بن اعین، سلیمان جعفری اور محمد بن مسلم جو کہ امامیہ کے

اکابر ہیں کہتے ہیں کہ اللہ کا علم، سمیع اور بصیر حادث ہے، نہ لڑوہ بن اعلیٰ وغیرہ کہتے ہیں کہ خدا ازل میں عالم، سمیع اور بصیر نہ تھا، جی کر اپنے لئے سمیع بصیر اور علم کو پیدا کیا، ملاحیہ کلینی امام جعفر ثانی سے روایت کرتا ہے، انہوں نے فرمایا:-

كان الله ولا شيء غيره ولا هو
الشيء تھا، اور کوئی چیز نہ تھی، اور
بیزل عالمہا۔ وہ ازل سے عالم ہے۔

اسی طرح کلینی نے اپنے ائمہ سے مختلف مسندوں سے روایت کی۔
ان الله لا يزل عالما بصيحا
بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے
عالم، سمیع، بصیر ہے۔

غزیریہ:- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں، ان کا خیال ہے،
کہ خدا تعالیٰ نے جبریل کو رسالت دے کر علی کے پاس بھیجا تھا مگر وہ غلطی سے محمد
کے پاس آگئے، یہ لوگ جبریل پر لعنت کرتے ہیں۔

نیز امامیہ کے تمام فرقے متفقہ طور پر علی اور ائمہ پر غلبہ ایمان میں غلو کرتے ہیں، جس معنی
میں موافقت امامت کے مدعی ہیں، جو کہ رسالت کے معنی کو متضمن ہے، بلکہ رسالت
پر برتری کو موجب ہے، باطل ہے، جیسا کہ افشا و افشا کے بیان کیا جا چکا۔

ہم اس بات پر مجتمع ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ پر اعتقاد رکھنا داخل ایمان
نہیں ہے، لقولہ تعالیٰ:-

امن الرسول بما اتزل اليه من
سمايه والمؤمنون ككل امن
بالله وملككم وكتبه وطلب
لا نفرق بين احد من
رسوله۔
رسول اس پر ایمان لایا، جو
اس کے رب کی طرف سے اتارا
گیا، اور مؤمن سبھی، ہر ایک اللہ پر
اس کے فرشتوں پر اس کی
کتب پر اور اس کے رسولوں پر

لہذا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے رسول کے کتب و فرشتوں کے کتب
اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتارا گیا۔
سکھ (ایضاً)

ایمان لائے، ہم کسی رسول کو (اس بارہ
میں) اجلا نہیں کرتے، (اگر اس کو نہ مانیں)

اگر ان کا اعتقاد کھنڈا داخل ایمان ہوتا، یقیناً قرآن پاک اور متواتر ملامت میں مروی
ہوتا۔ یہ اودعا کہ قرآن میں تحریف ہو چکی ہے، اور کئی آیات ماقط کر دی گئی ہیں، باطل ہے
اس کا تفصیلی تذکرہ بھی آگے ہو گا۔ ان شاداد اللہ تعالیٰ۔

روافض جو آیات قرآنی یا مصحف فاطمہؑ یا دیگر آثار و روایت کرتے ہیں، تو ان کو کجا درجہ
صحت کو بھی نہیں پہنچتے، نلابرہان لہم برانما احادیثہم عندہم۔

تفصیل عقائد میں | اجماع ایمان کی تصحیح کے بعد ان علوم و معارف کا ہم اعتقاد
شیعہ کی لغزشیں | رکھتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر مآئید
سے ہم تک پہنچے ہیں، اگرچہ عقل ان کے ادراک میں کافی نہیں ہے، اور ان میں اختلاف
ان میں باہم عقائد ہیں۔

قدرت خالق کے بارے میں | ہمارا عقیدہ ہے کہ ان بنائے والا عالم حق، صبح، بصیر اور قادر
ہے جس کی قدرت تمام ملکات پر ہے۔

مگر مثنوی اور امامیہ کا شیخ ابو جعفر طوسی اور امامیہ کا ایک اور گروہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ
بندہ کے جین مقدور پر قادر نہیں ہے، ابو جعفر طوسی نے تفسیر قرآن میں کہا ہے، ان
اللہ علی کل شئی قدير مباہلہ کے طور پر ہے۔

اللہ کے علم کے بارے میں | ہمارا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ ازل سے ہر چیز کا علم رکھتا ہے، مگر
شیطانہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشید کو ان کے پیدا ہونے سے پہلے نہیں جانتا۔

تذکرہ اور امامیہ کا ایک اور طائفہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مشیاد کا علم اس وقت ہوا
جب اس نے اپنے لئے علم پیدا کیا، حکمیہ اور اثنا عشریہ کا ایک گروہ اور مقداد صاحب
کنز العرفان وغیرہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جو آیات کا علم ان کے وقوع سے پہلے نہیں
رکھتا۔ حالانکہ اہل سنت اور شیعہ دونوں کے طریق سے اہل بیت سے
باسانید متواتر ثابت ہے۔

ان علمہ تعالیٰ بالشی قبل
اشیاء کا علم خدا تعالیٰ ان کے
کوئی کھلمہ تعالیٰ بعد
ہونے سے پہلے اسی طرح جس طرح ان
کوئی تھا۔
کے تحقق پر میر ہونے کے بعد۔

نیز قرآن مجید مستقبل کی خبروں سے پہلے، بلکہ امامیہ جو مصحف فاطمہ ثابت کرتے ہیں
اس میں بھی وقوع سے پہلے بعض واقعات کا تذکرہ موجود ہے،

علی بن ابراہیم قمی اثنا عشری منسوب حازم سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا میں
نے ابو عبد اللہ جعفر صادق سے پوچھا کیا کوئی چیز ایسی آج موجود ہے، جس کا علم خدا کو کل
نہیں تھا۔ صادقؑ نے فرمایا نہیں جو یہ عقیدہ رکھتا ہے اھل سے ذلیل کرے، میں نے کہا
مجھے ایسی بات بتائیں جو قیامت تک ہوتی ہے، مگر وہ خدا کو معلوم نہ ہے، فرمایا مخلوق کو
پیدا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کو اس کا علم حاصل ہے۔

مسئلہ کلام اللہ تعالیٰ مشکلم ہے قرآن پاک میں ہے۔

کلّمہ اللہ موسیٰ تکلیما۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے

کلام فرمایا۔

قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق اس طرح تو ریت، نخل، زبرجور اور مصحف ابراہیم
اور نذرہ کتب و مصحف جو اللہ کے رسولوں پر نازل ہوئے، ان سب پر ایمان لانا واجب
ہے، مگر کیسا نیرہ نرید یا اور امامیہ متزلزلہ کی طرح اللہ کے کلام کو مخلوق جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ
نے اسے لوح محفوظ میں یا جبریل میں یا نبی میں پیدا فرمایا ہے، کلامیہ کہتے ہیں، کلام خدا اللہ
کی ذات میں حادث ہے، اس کے حدوث سے پہلے خدا مشکلم نہ تھا۔

دلیل ہماری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مشکلم ماننا اور اس کے ماخذ کلام کو اس کے لئے
ثابت نہ کرنا، محال ہے، اسی طرح ایک ایسی صفت سے اسے متصف کرنا جو کہ مخلوق ہے
یہ بھی محال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل حوادث ہونا نا اطلاق ہے، اس لئے کہ اگر یہ صفت
صلح اصل کلام اس میں ہے، صفت اصل کلام قرآن و احادیث و کتب و غیرہ میں قرآن و احادیث و کتب و غیرہ میں

یعنی مصحف فاطمہ ہمارے قرائت تھے کن نذرہ ہے، قرآن کلام میں ایک حرف بھی نہیں ہے، امام ابو عبد اللہ
فرماتے ہیں نذرہ مشتمل میں نذرہ ہوں گے، بات میں نے صفت فاطمہ میں لکھی ہے، (ایضاً)۔

صفت کمال ہے، تو اسے ازل سے ثابت ہوتا چاہیے، اور اگر صفت نقصان ہے تو اس کا ثبوت محال ہے، تو اس بارہ میں بھی اہل سنت کا موقف حق ہے، کہ کلام خدا غیر مخلوق ہے، جس طرح اس کی دیگر صفات صبح، بصر و غیرہ قدیم ہیں۔

چونکہ کلام جس تقدیم و تاخیر جو کہ ضرورت کو مستلزم ہے، مشاہدہ میں سے اس لئے اکثر متکلمین کلام انفسی کے قدم کے قائل ہوئے ہیں، کلام لفظی اس پر دلالت کرتی ہے، متکلمین کہتے ہیں، کلام الہی مسموع نہیں ہے، اسی علیہ السلام نے جو کچھ سنا تھا، وہ مخلوق کلام تھی، جو کہ کلام انفسی پر دہل تھی، چونکہ فرشتہ کے توسط کے بغیر تھی، اس لئے حکیم اللہ تعالیٰ پایا ابو منصور ماریدی کا یہی مسلک ہے۔

لیکن فقیر کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ کلام لفظی بھی قدیم ہے، تقدیم و تاخیر جو مشہور ہے، ممکنات کے حوصلہ کی تنگی کی وجہ سے ہے، واللہ المثل الاصلی لا یقینہ شأن عن شأن اللہ کا کلام مسموع ہے، البتہ اس کے لئے جو سامع کا حوصلہ رکھتا ہے، جس طرح کہ اس کی ذات مرنی ہے، مگر اس کے لئے جس کے باصرہ میں توت بینائی بخشنے۔ یہ ابو الحسن اشعری کا قول ہے، قرآن میں تحریف کا مسئلہ قرآن میں تحریف، زیادتی اور نقصان ممکن نہیں ہے، ہمارے پاس جو مصحف متواتر قراءت سے پہنچا ہے، یہ مکمل قرآن ہے، اور جو اس میں داخل نہیں وہ قرآن نہیں ہے۔

مگر اثنا عشری و غیرہ امامیہ فرقہ کہتے ہیں، مسلمانوں کے پاس جو مصحف موجود ہے، یہ تمام کلام خدا نہیں ہے، اور نہ قرآن جس کی تلاوت کا یہیں حکم دیا گیا ہے، تمام کا تمام اس میں موجود ہے، بلکہ قرآن میں تحریفات کثیرہ ہو چکی ہیں، اور بہت آیات اور سورتیں ساقط ہو گئی ہیں۔

۱۔ کلینی ہشام بن سالم سے روایت ہے، ابو عبد اللہ صادق سے روایت کرتا ہے۔ کہ چربل جو قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، سترہ ہزار آیت والا تھا۔ (اصول کافی)

۲۔ نیز کلینی محمد بن نصر سے روایت کرتا ہے، کہ انام صاویق نے فرمایا سورہ نمین

اور اللہ شہید ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب کو حذف ہے، یعنی عثمانؓ اشتراک صہبت میں ہم سے غالب ہو گیا۔ کئی اللہ المؤمنین القتال کے آگے یعنی بن ابی طالبؓ گریں ہے، سید المرسلینؐ ظہور کے بعد آل محمدؐ محذوف ہے الی منقلب یقلبون علی کل قوم حاد کے بعد علی کا لفظ ماقط ہے، روافض کے یہ قول چند وجوہ سے باطل ہیں الشعراء ۲۷۴۔
اولاً حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَہٗ لِحَافِظُوْنَ - (الحجرات ۹)
ہم نے قرآن اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

جس چیز کا حق تعالیٰ محافظ ہو، اس میں تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا عابد ہونا لازم آئے گا۔

ثانیاً۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فریضہ مانڈیا ہے کہ قرآن پاک کی جیسی کے بغیر لوگوں تک پہنچاویں۔ ارشاد ہے:-

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ -

(المائدہ ۶۶)

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تبلیغ قرآن میں کوشش بلیغ فرمائی، جہاں خود نہیں پہنچ سکتے تھے تعلیم و تعلم کے لئے بلیغ کیجئے، اس سلسلہ میں کسی سے نہ ڈرے، پیغمبران خدا کا یہی دستور ہاکیا ہے، ان کی مدد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

الَّذِينَ يَبْلِغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ (الاحزاب ۳۹)
وہ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اسی سے ڈرتے ہیں، اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اللہ کے رسولوں کے اتباع صحابہ کرامؓ، اہل بیتؑ اور ائمہ ہدایتؑ کا حال بھی

ایسا ہی ہے، ان کی مدح و تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذللت علی المؤمنین اعزۃ علی
المکافرین بجاہدون فی سبیل
اللہ ولا یخافون لومة لائمہ۔
مؤمنین کے لئے نرم کافروں
پر سخت ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے
ہیں، اور ملامت کرنے والے کی
ملامت سے نہیں ڈرتے۔
(المائدہ ۵۴)

ان لوگوں کا خیال ہے کہ ائمہ معصومین لوگوں کے سامنے قرآن ایک طرح پڑھتے
تھے، اور مجھے میں دوسری طرح جیسا کہ کلینی رحمہ اللہ سالم بن سلمہ سے روایت کرتا ہے، اگر ایک
شخص نے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کے سامنے قرآن پڑھا میں نے وہ حروف سنے جو عام طور پر لوگ
نہیں پڑھتے تھے، ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا اس قرأت سے رک جاؤ، جس طرح لوگ پڑھتے
ہیں، تم بھی اسی طرح پڑھو، جب قائم آئے گا، اللہ کی کتاب کو درست پڑھے گا، اور
وہ صحیفہ ظاہر کرے گا، جو علی رحمہ اللہ نے لکھا اور کہا یہ کتاب ہے اللہ کی جس طرح اللہ تعالیٰ
نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی تھی، میں نے اسے لوہین سے جمع کیا ہے، لوگوں نے
کہا یہ ہمارا صحیفہ ہے جس میں فرقوں جمع ہے، فرمایا تم اسے آج کے بعد نہ دیکھو گے۔
کبھی بھی الخ۔

اللہ تعالیٰ ان گمراہوں پر لعنت کرے، کتنا حق پرشی اور نامردی کی قبیح اور ذلیل
باتیں ائمہ کو منسوب کر دی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ میں نے آپ کی زندگی میں قرآن پاک
کو ان علاقوں تک پہنچانے کی پوری پوری کوشش کی جہاں تک اسلام پہنچ چکا تھا، عام
لوگ نمازیں اور نماز سے باہر قرآن پاک تلاوت کرتے، دوسروں کو پڑھاتے، مسجد
نبوی میں لوگوں کے پڑھنے کی وجہ سے شور بلند ہو جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک بار آواز بچی کرنے کو فرمایا تاکہ ایک دوسرے کو غلطی میں نہ ڈال دیں، جس چیز

صلیہ اصول کافی ص ۱۰۰۔

صلیہ من لیس فی باب غلط قریء جس سے مقصود صحیح نہیں ہے، اصل کافی سے ترجمہ دیا ہے۔

کو اس وسیع طریق سے پھیلا دیا گیا ہو اس میں تبدیلی اور تحریف ناممکن ہے، تحریف و تغیر کا قائل ہونا مستورات کے انکار کے مترادف ہے، جیسا کہ ایک آدمی کہے کہ دنیا میں موجود نہیں ہے، حاجی اپنے مرتبہ اور حدیث کو اونچا کرنے کے لئے جھوٹ بڑھتے ہیں کہ مکہ ہے۔
 ثانیاً، اگر روافض کا یہ قول صحیح مانا جائے تو قرآن پر سے اعتماد اور وثوق اٹھ جائے گا، حالانکہ روافض بھی قرآن کی ضرورت کے قائل ہیں، ان کی مرویات کی سائید کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سراسر موضوع اور بناوٹی ہیں، ان کی مرویات کی صحت تسلیم کر بھی لی جائے، تو بھی یہ حقیقت ہے کہ اخبار اُحاد مفید علم تعین نہیں ہیں، دین کی بنیادیں معدوم ہونے کی وجہ سے دین برباد ہو جائے گا،

والہذا۔ اگر مذکورہ بالا الفاظ قرآن کے ہوتے تو روافض دوسرے اسلامی فرقوں سے ولایت کرتے، حالانکہ مسلمانوں کے تمام فرقے ان کا شدید طور سے انکار کرتے ہیں۔
 لیکنی نے تحریف قرآن اور اسقاط آیات دوسروں میں جو آثار ائمہ سے نقل کئے ہیں، سب موضوع اور بناوٹی ہیں، جیسا کہ ابن بابویہ اور علی بن کاہرین نے اس کا فیصلہ اور اختراقات کیا ہے۔

صفت ارادہ حق تعالیٰ | اللہ کے لئے صفت ارادہ ثابت ہے، اس کا ارادہ قدیم ہے، حادث نہیں، امامیہ اور زیدیہ کے گمراہ فرقے کہتے ہیں کہ ارادہ خدا حادث ہے، اور قائم بہ ذات خدا، جیسا کہ کرامیہ کہتے ہیں، معتزلی اور اثنا عشریوں میں اس کے اتباع کہتے ہیں، کہ ارادہ خدا بذات خود قائم ہے، کسی عمل کے ساتھ نہیں۔ بعض معتزلہ کا خیال بھی یہی ہے، جیسا کہ ابو بکر بن جہان اور ابو ہاشم صفت کا قائم بذات خود ہونا ظاہر البطلان ہے، اس صورت میں اس صفت قائم بذات خود کے ساتھ خدا کا موصوف کہنا لازم آتا ہے، جو کہ محال ہے، کیونکہ اس صورت میں خدا کو عمل حادث ماننا پڑے گا، جو کہ بے دلیل دعویٰ ہے۔

اللہ کا ارادہ ہر موجود کے ہونے پر ہے، وہ موجود ہیں، یا عرض خیر ہے یا شر۔
 کفر ہے یا اسلام، اطاعت یا معصیت سب پر اللہ کے ارادہ کا اطلاق ہوگا۔
حق تعالیٰ کا مستلزم ارادہ نہیں اور نہ ہی مستلزم عدم ارادہ ہے، بلکہ اس

نے تمام انسانوں کو اسلام و طاعت کا حکم دیا ہے، اور کفر و معصیت سے منع فرمایا ہے، اگر مسلمان کا ارادہ کرتا ہے کہ کفر کے کفر کا گناہ اس کے ارادہ کے بغیر کوئی چیز دنیا میں موجود نہیں ہے، کیونکہ ہر ممکن کے ایجاد کے ساتھ اس کی قدرت کی نسبت برابر ہے، اور اوقات کے اختلاف سے اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ارادہ موجودات کو اوقات معینہ کینیات اور کیات عضوہ کے ساتھ خاص کرتا ہے جس چیز کا ارادہ اللہ تعالیٰ فرمائیں وہ ہو جاتی ہے، ہر اولیٰ سے مختلف محال ہے، اور نہ اس کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔

جس چیز کے متعلق خدا کو علم ہے، اگر یہ واقع نہ ہوگی، اس کے ساتھ ارادہ حق کا تعلق محال ہے، اور نہ عجز یا جمل لازم آئے گا، ہاں یہ ہو سکتا ہے، کہ اس کلام کو دے، تاکہ تاخر ان کا احصیان ظاہر کر دے، یا کسی اور حکمت کی بنا پر۔

جس شخص کو خدا تعالیٰ ہدایت دیتا چاہے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، ورنہ غیر خدا کا اس پر غلبہ ثابت ہو جائے گا، اور اگر خدا تعالیٰ کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

امامیہ کیسا نیر اور مٹھ زیدی فرقے معتزلیوں کی طرح خدا کے ارادہ شر و کفر اور معصیت کے قائل نہیں ہیں، ان کا خیال ہے، کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اسلام و طاعت کا حکم دیتا ہے، اس کا ارادہ بھی یہی ہے کہ لوگ اسلام و طاعت قبول کریں، اور جس چیز سے منع کرتا ہے، اس کا ارادہ نہیں کرتا، وہ کہتے ہیں، یہ لازم نہیں جس کا خدا ارادہ کرے، واقع بھی ہو، خدا تعالیٰ کفار سے ایمان قبول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، مگر وہ ایمان نہیں لاتے، خدا ایسی چیزوں کا ارادہ بھی کرتا ہے، جن کے متعلق اسے علم ہے کہ یہ ان ہوتی ہیں جیسا کہ اسلام کفر ان کے نزدیک بخیر خدا قادر ہے اس شخص کے گمراہ کرنے پر جس کے اسلام کا اللہ نے ارادہ کیا ہے۔

یہ سب باتیں جھوٹ اور ظاہر البطلان مستلزم عجز خدا اور اس کی شان الوہیت کے منافی ہیں، قرآن پاک ان کا بطلان فرماتا ہے۔

۱۱، ولو شیئا الا دینا کل اگر ہم چاہیں ہر نفس کو ہدایت

نفس هذا ولكن حتى القول
مضى - (السجدة ۱۳)

(۲) فمن يرد الله ان يهديه
يشراح صدره ولا ملأه
من يرد ان يضله يجعل صدره
ضيقا ضيقا -

(الانعام ۱۲۵)

(۳) ولا يفتحكم نصحي اراحت
انما نضم لكم ان كان الله يريد
ان يخويكم -

(هود ۳۲)

(۴) اولئك الذين لم يرد الله
ان يطرأ قلوبهم -

(المائدة ۴۱)

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمایا۔

من يهدي الله فلا
مضلل له ومن يضلل الله
فلا هادي له -

ما شاء الله كان وما لم يشأ
لا يكون -

۶۔ امامیہ اپنے ائمہ سے کئی سندوں سے روایت کرتے ہیں، اور کہتے تھے محمد
بن نصیر سے روایت کی ہے، اس نے کہا میں نے ابو الحسن رضاؒ سے پوچھا ہمارے

لے، اصل کافی صحت، باب الجبر والقدیر -

وے، دین مگر میری طرف سے بات ثابت
ہو چکی ہے۔

اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے
کا ارادہ کرے، اس کا سینہ اسلام کے
گول دیتا ہے، اور جسے گمراہ کرنے
کا ارادہ کرے اس کا سینہ تنگ
کر دیتا ہے۔

تمہیں میری خیر خواہی فتح دے
گی، اگر میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ
کر دوں، اگر اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہ کرنے
کا ارادہ فرمائے

یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں کو
اللہ تعالیٰ نے پاک کرنے کا ارادہ
نہیں کیا۔

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، اسے
کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جس کو گمراہ کرے
اس کو ہدایت کوئی نہیں دے سکتا۔

جو اللہ چاہتا ہے، ہوتا ہے، اور
جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔

صدرہ ضعیفاً حرجاً کا خا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سیزہ بہت تنگ
یجبعل فی السماء (الانعام ۱۲۵) کرتا ہے، گویا وہ آسمان میں چڑھ رہا ہے۔

۹۔ کلینی، ثابت بن عبد اللہ سے وہ امام صادقؑ سے روایت کرتا ہے جس میں
اس بات کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کی گمراہی کا ارادہ فرماتا ہے،
۱۰۔ نیز کلینی، فتح سے وہ زید جرجانی سے، وہ ابو الحسن سے روایت کرتا ہے، جس
میں صراحت کہا گیا کہ بندوں کا ارادہ حتمی و عزمی خدا تعالیٰ کے ارادہ کو نہیں بدل سکتا۔

۱۱۔ نیز کلینی، حسن سے وہ عبد الرحمن حمانی سے وہ ابو الحسن موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت
کرتا ہے، کہ اس نے کہا کوئی چیز خدا تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے،
۱۲۔ کلینی، وغیرہ عبد اللہ بن شیبان سے وہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے، کہ انہوں
نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کا امر دیا مگر اس کے ہونے کا ارادہ نہ فرمایا اور ایک چیز کے ہونے کا
ارادہ فرمایا، مگر امر نہیں دیا، ایسی کو حکم دیا کہ سجدہ کرے، اور ارادہ تھا کہ سجدہ نہ کرے، اگر اللہ
اس کے سجدہ کرنے کا ارادہ کرتا تو یقیناً سجدہ کرتا، آدم علیہ السلام کو پردہ سے منع کیا، اور مشیت
حتمی کر کھانے۔ مگر نہ کھانے کا ارادہ ہوتا تو نہ کھاتے۔

۱۳۔ کلینی کافی میں ثابت بن سعید سے وہ ابو عبد اللہؑ سے روایت ہے، انہوں نے کہا اے ثابت
تمہیں کیا ہے، لوگوں کو دوسرے لوگوں سے دور رکھتے ہو، اور کسی کو کھانے کی دعوت دیتے
ہو، خدا کی قسم اگر آسمان اور زمین دسے کسی ایسے شخص کو ہدایت دینے پر اٹھے ہو جائیں
جسے خدا گمراہ کرنا چاہتا ہے، تو اسے ہدایت ہو گز نہیں دی جاسکتی، اور اگر کسی ہدایت یافتہ
شخص کو گمراہ کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اس قسم کے بے شمار آثار کتب شیعہ

میں موجود ہیں۔

۱۔ اصل کافی، باب الفہرست، متن الفہرست، منکدر ہے، ثابت بن سعید عن ابی عبد اللہؑ۔

۲۔ اصل کافی، باب الفہرست، متن الفہرست، منکدر ہے، منکدر بن زید جرجانی عن ابی الحسن۔

۳۔ دیندار، اگر اصول میں متن الفہرست، متن الفہرست، منکدر ہے، منکدر بن زید جرجانی عن ابی الحسن۔

۴۔ دیندار، مشیران کے بیان کے مطابق، اصل میں مستان ہے۔

۵۔ اصل کافی، باب الفہرست، متن الفہرست، منکدر ہے، منکدر بن زید جرجانی عن ابی الحسن۔

نہیں ہے، اس کے بجائے میں ہے، متن الفہرست، منکدر ہے۔

خدا کا ارادہ شرکی فنی کرنے والوں کے مستحکات اور جوابات | ان کا استدلال اس آیت سے ہے :-

(۱) وما الله يبدى ظلماً للعباد (المؤمن ۳۱) اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔

جواب یہ ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔
(۲) ولا يرضى لعباده الكفر (الزمر ۳۲) پر راضی نہ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رضا اور چیز ہے، ارادہ چیز ہے اور کفر کفر ہے۔
۳۔ اگر اللہ تعالیٰ کافر کے کفر کا ارادہ فرماتا ہے، تو وہ طبع قرار پائے؟
جواب: اتباع امر کی ہوتی ہے، ارادہ کا اتباع چہ معنی دار؟
۴۔ قبیح کا ارادہ کرنا اور ارادہ حسن کا ترک کرنا قبیح ہے، اور قبیح کا صدور حق تعالیٰ سے محال ہے، جواب اس کا قبیح ہونا ممنوع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے صادر شدہ امور پر قبیح کا اطلاق غلط ہے۔

ثابت ہو گیا کہ حق تعالیٰ بد بختوں کے کفر، معصیت اور گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔
اصلح کام کرنا کیا حق | اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اصلح اور لطف خدا تعالیٰ پر واجب نہیں تعالیٰ پر واجب ہے؛ | ہیں اس لئے کہ کفر پیدا کرنا اور کفر، معصیت اور گمراہی کا، ارادہ کرنا بالاتفاق اہل اسلام اصلح اور لطیف نہیں ہے، لطف کا مطلب ہے، بندہ کو بلا جبر طاعت کے قریب کرنا، اور گناہ سے دور کرنا۔

يفعل الله ما يشاء و | اللہ جو چاہتا ہے، کرتا، اور جو ارادہ چاہتا ہے، کرتا ہے۔

اس کے برعکس کیسا نیکو اور مہربانہ تمام گمراہ اور زید کے آئندہ فرحتے تامل میں کہ اصلح اور لطیف کام کرنا حق تعالیٰ پر واجب ہے، اور نہ بخل لازم آئے گا، یہ خیال باطل ہے، کیونکہ جو اس کی الوہیت کے سنائی ہے، اس کی تشریح ہے

لَا يَسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
يَسْأَلُونَ (الانبياء ۱۲۳) اور وہ پوچھتے جاتے ہیں۔

اس بنا پر کوئی چیز حق تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔

امیر، کسانہ اور زیدی فرتے اکثر چیزوں کو اللہ تعالیٰ پر واجب گردانتے ہیں۔ کہتے ہیں "اوامر و نواہی کا بندوں کو مکلف کرنا مطیع کو ثواب اور عاصی کو سزا دینا۔ انہوں کی رہنمائی کے لئے رسول بھیجا اور کام مقرر کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔" وجوب کے معنی میں اختلاف بعض کہتے ہیں واجب اس کام کو کہتے ہیں جس کا ترک کرنے والا عقلاً ذمہ کا مستحق ہو۔ اور بعض کہتے ہیں واجب اسے کہتے ہیں جس کا التزام اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حق کی بنا پر اپنے اوپر خود کیا ہے، نظریہ ان باب برحق تعالیٰ باطل ہے، اس لئے کہ اوامر و نواہی کی تکلیف، گنہگاروں کی نسبت سے اصلع نہیں ہے، اسی طرح لطف بندوں کے حق میں اصلع نہیں، کیونکہ لطف بندے کو بغیر جس کے اطاعت کے قریب کرنا ہے، اور یہ بات اصلع نہیں، بلکہ اصلع تو بندوں کو نیکی پر مجبور کرنا ہے، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ سرزد ہوا، ارشاد ہے:-

وَاذْنَعْنَا الْجَبِلَ قَوْقَهًهُ

اور جب ہم نے ان کے

کا کہ ظلمہ وظنوا انہ واقعهہم

اور پہاڑ اٹھ کر جیسے سینہ سے ٹکرایا

خدا و اما یتینکم بقوت (الاعراف ۱۷۱)

وجوب تکلیف، وجوب اصلع اور وجوب لطف باہم متعارض و متناقض ہیں

اگر اصلع اور لطف واجب ہونے تو خدا تعالیٰ ابلیس کو پیدا نہ فرماتا، اسے گمراہ کرنے کی قوت اور فرصت نہ دیتا، اور بندوں کو گناہ کرنے کی قدرت نہ بخشتا۔ اور تکام انسان کو ہدایت دینے کا ارادہ الہی محقق ہوتا حالانکہ ایا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هِدَاہَا

اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو

ہدایت دے دیں۔

اگر وہ چاہے، تم سب کو ہدایت

والہم السجدۃ ۱۳)

ولو شاء اللہ لہدانا کلہم صراطاً مستقیم

دے دے -

(الفصل ۹)

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ (الانعام ۱۱۳) اگر تیرا رب چاہتا، تو یہ نہ کرتے۔
اور ہر وقت اور ہر علاقہ میں نبی یا مضموم کو متوق فرماتا، اور انہیں امر معروف اور نہی
منکر کی قوت عطا کرتا۔

قائلین وجوب الصلح کے دلائل اور جوابات | مذکورہ اشیاء کے وجوب بہ حق تعالیٰ کے
قائلین ان آیات سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) دكان حقا علينا نصه، ہم پر ایمان داروں کی مدد
المؤمنين۔ کمرنا حق ہے۔

(۲) كتب على نفسه الرحمة۔ اس نے اپنے پر رحمت کرنا لکھ دیا

ہے

(الانعام ۱۲)

(۳) كان على ربك حتما مقضيا (مرید ۷۱) یہ کام تیرے رب پر لازمی ہے،
اور فیصلہ کیا ہوا۔

(۴) ثمران علينا حاسم (الفاحشیت ۲۶) پھر ہم پر ہے، ان کا صاحب
لینا۔

(۵) ثمران علينا بآمره (القیامۃ ۱۹) پھر ہم پر ہے اس کا بیان

۱۶ کہتے ہیں، ترک جزائینی الطاعت پر بدلہ دینا ظلم ہے، لہذا ثواب دینا واجب -
جواب یہ ہے، حقا علينا۔ یا کتب علی نفسه کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصرت اور
رحمت کا وعدہ فرمایا ہے، پختہ وعدہ جس میں خلعت محال ہے، اس کے وعدہ کی دہر سے
نصرت ضرور محقق اور ثابت ہوگی۔ حتما مقضیا کا معنی تضاد اسد ما اسی طرح ثمران علينا
حاسم میں سزا اور عاصیہ کی تاکید ہے کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا، وجوب اس معنی میں کہ
ترک کرنے والا کابل ذم ہوا یا اس معنی میں کہ بندوں کا کوئی حق ہے، جس کی بنا پر وجوب
ثابت ہوا، محال ہے، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے کوئی چیز لازم کی ہے،

وَكُنْ يَاجِبٌ مِنْ اَدْنٰى حَقِّكَ عَلٰى لَوْنِكَ اَلٰى جَعَلْنَا
عَذَابَتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُعَذِّبُ الْمُتَلَفِّئِيْنَ ۝۱۰۰
وَعَلَّمَتْ لِّلنَّارِ خَلْقَ وَجْهِهِ وَمَلَأَتْ جَهَنَّمَ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ حَتّٰى لَا يَكُوْنُ فِي النَّارِ مِنْ عَذِيْبِيْ
وَلَا يَكُوْنُ لِيْجَهَنَّمَ حَطِيْبٌ مَّا فِيْ لَحٰنٍ بَعْدَ لَٰكٍ ۝۱۰۱
اور اس کے طبقات مجھ سے بھر دے،
حتیٰ کہ جہنم میں میرے سوا کوئی نہ رہے،
اور میرے سوا اس کا کوئی ایندھن
نہ ہو، تو یہ تیری سزا جس کا میں مستحق
ہوں، کے مقابلہ میں قلیل سزا ہوگی۔
بج البلاغہ میں امیر المؤمنین سے مروی ہے، ما نہیں نے فرمایا:-

لَا يَأْتِيَنَّ خَبِيرٌ هَذِهِ الْأَمَّةَ
مِنْ عَذَابِ اللَّهِ ۝
اس امت کے بہترین افراد بھی اللہ
کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں۔

اگرچہ اللہ نے پیدا کی اس حق تعالیٰ ہی تمام موجودات کا بواہر ہوں یا اعراض خالق ہے، یہ
مکن ہی نہیں کہ اس کا غیر کسی چیز کی تخلیق کر سکے، یا کسی چیز کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کا شریک
ہو، نہ یوں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے سپرد تخلیق کا کام کر دیا ہو۔

مفسر کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد اور علیؑ دونوں دنیا کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ
کے شریک کار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا کرنے کا کام ان کے سپرد کیا۔

کیا یہ اور زبیدیہ کے کافر فرقے اور امامیہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ شر پیدا کرنے والا امیتس
ہے، اور جنوں، نادانوں میں سے بدکردار لوگ ہیں، ان کا عقیدہ مجوس کے عقیدہ کی مانند
ہے، وہ کہتے ہیں، خیر کا خالق یزدان ہے، اور شر کا پیدا کرنے والا اہرمین۔
صحیح حدیث میں آیا ہے:-

الْقَدَرُ لِيَّ عِوَسٍ هَذِهِ الْأَمَّةَ ۝
تقدیر کے منکر اس امت کے عجز ہی میں۔

اللہ کے نام پر بہترین کے اس مذہب کی تردید کرتے ہیں۔

امام محمد بن یعقوب کہتے ہیں روایت صحابہ بن وہب امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے:-
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا:-

لَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ وَلَا تَتَّبِعْ الْهَوٰی وَلَا تَتَّبِعْ
الْهَوٰی وَلَا تَتَّبِعْ الْهَوٰی وَلَا تَتَّبِعْ الْهَوٰی

۝۱۰۱

اَیُّ اَنَا اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا
 خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الْخَيْرَ
 وَاجْرِيَتْهُ عَلٰی یَدِیْ مِنْ اَحَبِّ
 قَطْرِیْ لِمَنْ اَجْرِيَتْهُ عَلٰی یَدِیْ
 وَاَیُّ اَنَا اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا
 خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الشَّرَّ
 وَاجْرِيَتْهُ عَلٰی یَدِیْ مِنْ اَرِيْدَةٍ
 فَوَيْلٌ لِّمَنْ اَجْرِيَتْهُ عَلٰی
 یَدِیْ -

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود
 نہیں، میں نے مخلوق پیدا کی، خیر کو پیدا
 کیا، اور مجھے پسند کرتا ہوں، اس کے ہاتھ
 پر اس خیر کو جاری کرتا ہوں، خوشی ہے ان
 کے لئے جن کے ہاتھوں پر میں جاری
 کراؤں، میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی
 معبود نہیں، میں نے مخلوق کو پیدا کیا،
 اور شر کو پیدا کیا، اور اسے جاری کرتا ہوں
 جس کے ہاتھ ارادہ کرتا ہوں، افسوس
 ہے اس کے لئے جس کے ہاتھ پر شر
 جاری کروں۔

۲۔ نیز محمد بن مسلم سے روایت کیا جاتا ہے، میں نے امام ابو جعفر محمد بن باقر کو یہ کہتے
 سنا، کہ بعض منزل کتابوں میں ہے۔

اَیُّ اَنَا اللّٰهَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا
 خَلَقْتُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ قَطْرِیْ
 لِمَنْ اَجْرِيَتْ عَلٰی یَدِیْ بِالْخَيْرِ
 وَوَيْلٌ لِّمَنْ اَجْرِيَتْ عَلٰی
 یَدِیْ بِالشَّرِّ -

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی
 معبود نہیں ہے، میں نے خیر و شر کو پیدا
 کیا، خوشی ہے اس کے لئے جس کے
 ذریعہ خیر جاری کروں، اور ویل ہے،
 اس کے لئے جس کے ذریعہ شر

جاری ہو۔

۳۔ علی بن ابی حمزہ بن ہاشم ابو الحسن متقی صاحب تفسیر عبدالمومن بن القاسم انصاری
 سے وہ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

قال وجنا عزوجل انا الله لا اله الا انا خالق الخیر والشر۔
ہمارے رب نے فرمایا ہے میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا۔

ان کے علاوہ بھی صحیح اخبار موجود ہیں جن کی دلائل ہے کہ حق تعالیٰ ہی خیر و شر کا پیدا کرنے والا ہے، جس طرح کہ وہ جو ہر دعوٰی کا خالق ہے،
روافضی ان احادیث کی کمزور تاویلیں کرتے ہیں

کیا انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے؟ انسانوں کے افعال کا خالق بھی وہی ہے انسان اس بارہ میں روافضی کا عقیدہ اپنے افعال کے کا سب ہیں، خالق نہیں، اور نہ ہی تخلیق میں شریک۔

اس کے برعکس کیسا نیسا ہندو یہ کے اسٹھ فرتے اور امامیہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے، حالانکہ یہ بظاہر غلط ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

خلقکم وما تعلمون
اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا، اللہ جو کچھ تم
عل کرتے ہو۔

امامیہ اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں:-

افعال العباد مخلوقة لله تعالى
مما ذکرہ شارح العدة۔
بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں، جس طرح کہ شائع العدة نے بیان کیا ہے

بعض نے خلق سے تقدیر کا معنی مراد لیا ہے، بے دلیل ہے،

امام ابو منیف سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے امام ابو شیبہ اللہ جعفر صادقؑ سے

پوچھا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کیا اللہ تعالیٰ نے افعال کی تخلیق بندوں کے

پیر کی ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بہت اونچا ہے کہ وہ اپنی ربوبیت بندوں کے پیر و

کرے، میں نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ بندوں پر جبر فرماتا ہے، جواب میں ارشاد فرمایا، خدا کا

عادل ہونا، بندوں پر جبر کے منافی ہے، میں نے پوچھا پھر اصل حقیقت کیا ہے؟ فرمایا:-

لا جبر ولا تفویض ولا کرب ولا تلیط
نہ جبر ہے نہ تفویض اور نہ کرب اور نہ تلیط

کلینی امام صادق سے راوی ہے، اگر انہوں نے کہا۔

لا جبر ولا تفویض و لکن امر بین امرین - نہ جبر ہے، نہ تفویض معاملہ بین امر بین امرین -

بین ہے -

اسی طرح ابراہیم امام صادق سے روایت کرتا ہے۔

نیز کلینی نے ابوالحسن محمد بن الرضا سے بھی اس طرح کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

نیز ابراہیم بن عباس سے روایت کیا کہ امام رضا سے ایک شخص نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو ایسے امور کا مکلف فرماتا ہے، جو ان کی استطاعت سے باہر ہیں؟ فرمایا۔

هو اعدل من ذلک - اللہ تعالیٰ اس سے بہت انصاف والا ہے

پھر پوچھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے ارادے کے مطابق کام پر لگایا ہے۔

هو اعز من ذلک - وہ اس سے بڑی شان والا ہے

یہ شراذم ہیں ہے فضل بن ہبیل نے علی بن موسیٰ رضا سے مامون کی مجلس میں سوال کیا کہ اے ابوالحسن مخلوق پر جبر ہو رہا ہے، فرمایا۔

اللہ اعدل ان یجبر - اللہ بہت انصاف والا ہے، جبر کرے

فجبر یجذب - اللہ پھر عذاب؟

پھر پوچھا پھر مخلوق کو مکمل قدرت دے دی گئی ہے؟ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حکیم ہے، وہ بندہ کو سہل چھوڑ دے، اور اس کے اپنے حوالے کر دے،

کیسے ہو سکتا ہے؟

تقدیر کے بارے میں جو کچھ کہ موجود ہے، قضاء الہی سے ہے، ازل سے ہی

امام سید غفر کے عقائد حق تعالیٰ نے اسی طرح مقدر فرمادیا ہے، جو ہو رہا ہے۔

کیا نہ یہ زید کے آٹھ فرقے، اور امامیہ کہتے ہیں، قضاء و قدر ساقط نہیں ہے۔

محمد بن بابوی قمی کتاب التوحید میں ایک ایسی سند سے جو ان کے ہاں صحیح ہے۔

۱۔ اصول کافی باب الجبر والقدر الاثرین ص ۷۷ -

۲۔ اصول کافی باب الجبر والقدر الاثرین ص ۷۷ -

امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا :-

القداریۃ معجوس ہذا قدریاس امت کے معجوسی ہیں۔
 الالہۃ ارادوا ان یصقوا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو صفت عدل سے
 اللہ، یعدلہ۔ فاخرجوا من موصوف بتانا چاہا، مگر اس کی قوت
 سلطانہ۔ سلب کر دی۔

انہیں کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی :-

یسعجون فی النار علی وجوہہم آگ میں منہ کے بل گھیٹے جائیں
 ذوقوا من سقماتنا کل شیء گے، چکھو آگ کا لگن ہم نے ہر چیز
 خلقناہ بقدر (القرآنیت ۴۹) کو اندازے سے پیدا کیا ہے،

نیز محمد بن بابویر ابن عباسؓ سے حدیث معراج میں روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور فرمایا اے اللہ میری امت کو علی کی دوستی
 پر متع فرماتا کہ وہ تمام کے تمام میرے پاس قیامت کے دن حوض پر جائیں اللہ تعالیٰ نے
 آپ کی طرف وحی کی میں نے اپنے بندوں کے بارہ میں ان کے پیدا کرنے سے پہلے ہی
 فیصلہ کر لیا ہوا ہے، اولاد میں میرا فیصلہ جاری ہے، جسے چاہوں ہلاک کر دوں، اور
 جسے چاہوں ہدایت کر دوں،

نیز کلینی نے ابونصر سے روایت کی ہے کہ اس نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ
 چاہتا ہے؟ ارادہ کرتا ہے؟ تقدیر اور قضا ہو چکی ہے، فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا وہ ساتھی
 بھی رکھتا ہے، جواب دیا نہیں۔

نیز کلینی ابوالحسن بابویر وغیرہ روایت کرتے ہیں، حق تعالیٰ نے اپنے معلومات کی
 بنیاد پر بعض بندوں کو نیک بخت پیدا کیا، اور بعض کو بد بخت کیوں کر وہ جانتا تھا

۱۔ حق تعالیٰ نے ابوالحسن بابویر سے فرمایا: میں نے اپنے علم میں رکھا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے دے۔
 ۲۔ حق تعالیٰ نے ابوالحسن بابویر سے فرمایا: میں نے اپنے علم میں رکھا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے دے۔

۳۔ حق تعالیٰ نے ابوالحسن بابویر سے فرمایا: میں نے اپنے علم میں رکھا ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تم کو اللہ تعالیٰ سے ملنے دے۔

کہ انہوں نے کیسے عمل کرنا ہیں۔

نیز کلینی نے منصور بن عازم سے وہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا خدا تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے نیک بخت اور بد بخت کا فیصلہ کر لیا، جسے نیک بخت بنایا اس کو دشمن نہیں بنانا عمل بد بھی کرے تو اس کے عمل کو بڑا جانتا ہے، مگر اس کو دشمن نہیں جانتا، اور جسے بد بخت بنایا اسے ہرگز دوست نہیں رکھتا یہ اگر کبھی نیک عمل کر لیتا ہے، تو اس کے عمل کو پسند کرتا ہے، خدا جس پر خوش ہو جاتا ہے اس پر کبھی ناخوش نہیں ہوتا، اور جس پر ناخوش ہو جاتا ہے اسے کبھی دوست نہیں بناتا۔

نیز کلینی وغیرہ امامیر کے اکابرین ابو نصر سے روایت کرتے ہیں، کہتا ہے میں ابو عبد اللہ کے پاس بٹھا تھا، ایک سائل نے ان سے پوچھا میں آپ پر قربان ہو جاؤں گنہگاروں کو بد بختی کہاں سے غالب ہو گئی مگر ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں ان کے اعمال پر عذاب کا حکم کر دیا ہے، ابو عبد اللہ نے فرمایا اے سائل اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ فلاں شخص حق تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کرے گا۔

جیسے اس نے اپنے نیک بخت اور بد بخت سب کو اپنے احکام دیئے، تو اس نے اپنے محبت والوں کو اطاعت کی قوت عطا فرمائی، اور عمل کے بوجھ کے احساس کو ختم کر دیا، انا فرمانوں کو نافرمانی کی قوت دی، اس علم کی بنیاد پر جو پہلے سے خدا کو مائل تھا، لہذا انہوں نے ایسے کاموں پر قدرت نہ پائی، جن کے ذریعے وہ عذاب الہی سے بچ سکتے تھے، اس لئے کہ حق تعالیٰ کا علم غلط نہیں ہو سکتا۔

فاما اشارہ کا یہی مطلب ہے، اور اس کا لازم بھی یہی انتہی۔

کیا اللہ تعالیٰ بندوں کی مگرابی پر راضی ہے؟ | حق تعالیٰ اپنے بندوں کی مگرابی پر راضی اٹنا عشریہ کا نظریہ اور اس پر تنقید۔ | نہیں ہے، مگر اٹنا عشریہ کہتے ہیں۔

او نزلہ فی کتابک او علمہذا احد امن
خلقک او اس تا ثروت بہ فی علمہ
الغیب عند اللہ۔
لکھا یا اپنی کتاب میں آپ نے امارا یا مخلوق
میں سے کسی کو آپ نے سکھایا، یا علم غیب
میں سے محفوظ رکھا ہے،

البتہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اس کے لئے کسی ایسے نام کا اطلاق کریں، جو کہ
شرع میں درود نہیں ہوا کیونکہ ہم سے خطا ممکن ہے۔

مشکلیں کہتے ہیں کہ صفات الہی ذات سے نامند ہیں، کلام خدا نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہی بات ثابت ہے، کیونکہ مشتق کا محل مبدأ کے بغیر اہل عرب کے ہاں ناجائز ہے، و محکم
وہ ہے میں کیلئے کلام ثابت ہے، تقدیر وہ جس کے لئے قدرت حاصل ہے۔

اشخوری کے متقول لادعین دلائل میں لاعین سے مراد صفات کا ذات سے نازل ہونا
ہے، لادع غیر سے مراد یہ کہ صفات ذات سے منفک نہیں ہیں، لے یہ قول مشکلیں کے
نظریہ کے مطابق ہی رہا۔

حکماء اور معتزلہ کا نظریہ ہے کہ صفات میں ذات ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، شریعت نے
اس کا سکھت نہیں کیا۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نہ جسم ہے، اور نہ جو ہر یعنی نہ جزو و تجزی
اور نہ عرض یعنی قائم بالغیر، نہ وہ ممکن ہیں، اور نہ جہت میں، نہ مرکب ہے، اور
شا عرض محسوس سے مستقیم ہوتا ہے، یعنی رنگ، بو، مزہ، حرکت یا سکون وغیرہ وغیرہ
اور نہ ہی نفسانی کیفیات کا حامل ہے، بھوک، پیاس، لذت، درد وغیرہ وغیرہ
اشارہ ہے۔

لیس کمثلہ شیء و هو السميع
البصير (الشوریٰ آیت ۱۱)
اس کی مانند کوئی چیز نہ ہے، وہ
سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

قرب و معیت الہی | ابتداء کا قرب خدا اور معیت نفوس سے ثابت ہے، مگر یہ قرب اور
معیت بے مثل ہے، یا قرب و معیت محبت وغیرہ میں مراد ہے، قرب سے مراد
مکانی قرب نہیں ہے، قرب خدا اور طرح کا ہے۔

۱۱۔ قرب خدا تمام مخلوقات سے قریب پاک میں ہے۔

وَمَنْ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ حَيْلٍ أَلْوَدِي
ہم اس کی شاہ رگ سے بھی اسکے
زیادہ قریب ہیں۔ (حق آیت ۱۶)

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ
وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں
بھی ہو۔ (الحجید آیت ۴)

۱۲۔ جن تعالیٰ کا قرب مخصوص بندگان سے ارشاد ہے۔

وَأَنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْإِحْسَانِ
بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کر نیوالوں
کے ساتھ ہے۔ (العنکبوت ۶۹)

عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ
وہ عرش والے کے پاس
ملکین ہے۔ (التکوید ۲۰)

حدیث قدسی میں ہے۔

لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ
میرا بندہ نوافل ادا کر کے میرا قرب
حاصل کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اسے اپنا
عجوب بنالیتا ہوں۔

دوسرے قرب کے لامتناہی درجات ہیں، جیسا کہ فقط لایزال ولالت کردہا ہے،
مگر قرب بمعنی اول اس طرح نہیں ہے۔ تو دونوں میں لفظی اشتراک ہے، معنوی
نہیں ہے، واللہ اعلم۔

کیا خدا جسم ہے، بدیہی
گروہوں کے عقائد کہتے ہیں، خدا جسم ہے اور بندوں کے ساتھ خدا کا قرب قرب
مکانی ہے، کلینی نے کافی میں ابراہیم بن محمد ہمدانی سے یہ بات روایت کی ہے، کہا۔

كَتَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
میں نے اس شخص علیہ السلام کو لکھا
اِنْ قَبِلْتُمْ مِنْهُ الْيَكْ قَدْ اخْلَفُوا
ہماری طرف کے آپ کے خلاف توجہ

لے، میں کا کافی صاف ہے، منصفہ بغیرا معنی برافضہ۔

فی التوحید فمنہم من یقول جسم ومنہم من یقول صوۃ۔
میں مختلف ہو گئے ہیں، بعض کہتے ہیں
خدا جسم ہے اور بعض کہتے ہیں صوۃ ہے۔

سہیل بن زیاد سے یوں روایت کی۔

کتبت الی محمد شہدہ و
قد اختلف یا سیدی اصحابنا
فی التوحید منہم من یقول
جسم ومنہم من یقول
صوۃ۔
میں نے شہدہ میں الرہل (محمد)
علیہ السلام کو لکھا، اے جناب ہمارے صحاب
توحید میں اختلاف کرتے ہیں، بعض
کہتے ہیں وہ جسم ہے، اور بعض کہتے
ہیں صوۃ ہے۔

ابن ابویزید ایک کتاب میں لکھتا ہے۔

عن حمدان بن اعین عن ابی
جعفر انہ قال فی تفسیر قولہ
تعالیٰ ثم د فی فتدلی ادلی
اللہ عزوجل فلو کن بینہ
وبینہ الا قفص من لؤلؤ فیہ
فماش بینا لا من ذهب فاراد
صوۃ فقیل یا محمد انکما
ہذا الصوۃ قال نعم ہذا
صوۃ علی بن ابی طالب۔
ابو جعفر نے آیت ثم د فی فتدلی کی
تفسیر میں کہا، اللہ تعالیٰ نے لکھا یا
اس کے اور اس کے درمیان ایک موتی
کے پتھر کے علاوہ کوئی فاصلہ نہ
تھا، اس میں بستر تھے جو کہ سونا سے
چمک رہے تھے، اس میں ایک صوۃ
دلکائی، اور کہا گیا، اے محمد آپ اس صوۃ
کو پہچانتے ہو، فرمایا ہاں یہ علی بن
ابی طالب کی صوۃ ہے،

یہ روایت باطل ہے، اس پر وضع کے نشان نمایاں ہیں کہ اس کی دلالت ہے کہ
علی نبی سے بھی زیادہ قریب ہے۔

امامیہ کے علاوہ موافقی کے دوسرے فرقے سبائیہ، عمریہ، اشعریہ، زمریہ، ذہبیہ
متنزیہ، ربانیہ، عینیہ، خطابیہ اور غلبانیہ بھی جسم خدا کے قائل ہیں۔

نیز کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام امراض سے متصف ہے، کیفیات غم، خوشی، خوف اور

لعلہ انہ صوۃ ہی ہیں۔

سے بھی وہ مومن ہے بلکہ یہ لوگ خدا کو حیرانی صفات دیکھا کر پڑے، جہاں، فہم، جاگن، چھیک
 'جہاں' سے بھی متعجب قرار دیتے ہیں 'ان میں کچھ بعض باتوں میں اختلاف ہے،
 حکمیہ کہتے ہیں حق تعالیٰ جسم ہے اور طول و عرض و عمق بخدا ہی ہے، اس کا ہاتھ ہر طرف
 ہے، نہایت روشن اور درخشندہ اس کا رنگ بدو اور مزہ ہے، اور اس کا جسم عرش کے
 ساتھ لگا ہوا ہے۔

کلیتی علی بن حمزہ سے روای ہے کہ ہشام ابن حکم کہتا تھا کہ خدا کا ایسا جسم ماننا ضروری ہے،
 جو کہ اندر سے کھوکھلا نہیں ہے۔

کلیتی صاحب نے محمد بن یحکم اور یونس بن طہیان اور حسن بن عبد الرحمن حمانی سے ہامانہ
 مختلفہ اس قسم کے خیالات نقل کئے ہیں۔

سائبہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ انسانی صورت پر جسم ہے، اس کی دو آنکھیں ہیں، اکال ہے،
 منہ، ناک، ہاتھ اور پاؤں ہیں، وہ حواس پنجگاہ رکھتا ہے۔

کلیتی محمد بن فرج الرضی سے روایت کرتا ہے، کہ ہشام ابن سالم کہتا تھا، خدا ذات تک
 کھوکھلا ہے، باقی ٹھوس۔

شیطانہ اور مشیہ کہتے ہیں خدا جسم ہے، اس کی شکل و صورت ہے، اعضاء بھی
 ہیں، ناف تک کھوکھلا اور باقی ٹھوس ہے، چنانچہ کلیتی ابن خزاز اور ابن صہین سے
 روایت کرتا ہے، کہ بعضی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ناف تک ابھوت ہے، باقی غیر ابھوت جیسا
 کہ حواشی اور صاحب لفظان نے بھی کہا ہے، اتھی۔

سبائیہ، مصریہ، اثنیر، ذمیر، یابیر اور متغنیہ فرقے قائل ہیں کہ خدا جسم ہے، جو
 کہ صورت و محدث، شرم گاہ، آنکھ اور منہ رکھتا ہے،

بیانیہ کہتے ہیں، خدا انسانی صورت پر عجم ہے، اس کے جسم کے تمام حصے
 ہلاک ہو جاتے ہیں، سوا جہرہ کے۔

۱۔ اصل کافی منہ ہر منہ منہ ۲۔ وضا ۳۔ یعنی میں سائبہ ہشام ابن حکم کے خیالات نقل
 کئے ہیں، ۴۔ اصل کافی منہ ۵۔ اصل کافی منہ ۶۔

غلابیہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جسم ہے، ہر وہی صورت پر اس کی آنکھ ہے، اعضا و بھئی اور فرج اور ذرا بھی بچی۔

خدا کہاں ہے، بدی | مکئیہ اور یونسیہ کہتے ہیں، اللہ کا مکان عرش ہے، وہ عرش
فرقوں کے نظریات | کے ساتھ لگا ہوا ہے، کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، اس جگہ
حکمت بھی کرتا ہے۔

یونسیہ کہتے ہیں، کہ خدا عرش پر ہے، فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں، وہ فرشتوں
سے زیادہ طاقتور ہے،

دیگر فرقے خدا کے لئے مختلف مکانوں کے قائل ہیں البتہ تعین جہت میں مختلف ہیں
شیطانہ، شیعہ اور سالیہ کہتے ہیں کہ اس کا مکان آسمان ہے، بلا تعین، وہ ایک
جگہ سے دوسری جگہ انتقال کرتا ہے، کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، مختلف جگہوں میں حرکت
دسکون کرتا ہے،

ایک دوسرا گروہ کہتا ہے، اس کی جہت معین نہیں ہے، کبھی اوپر ہوتا ہے، اور کبھی
نیچے جیسا کہ مفصلہ اشرفیہ، کرامیہ، جناحیہ، بیانہ، نسیر یہ اور اسحاقیہ کہتے ہیں کہ وہ پہلے
آسمان میں تھا، پھر زمین پر اترا، اور اپنی بعض مخلوق میں حلول کر آیا ہے، جیسا کہ پہلے
مذکور ہوا۔

خطابہ، عمریہ، بزیغیہ، غلابیہ، سبائیہ، ازمیہ، خمیہ، اشمیہ، فزاییہ، اور مقضیہ
کہتے ہیں اللہ پہلے آسمان میں تھا، پھر زمین میں آیا، بعد ازاں آسمان پر چلا گیا ہے، اب
آسمان میں ہے،

سبائیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت بادل میں ہے، اگرچہ اس کی آواز ہے، اور
بجلی اس کا تازیانہ، زمین پر اتر آتا ہے، پھر زمین میں فراخی معاش اور انصاف کا دور
دورہ ہو جاتا ہے،

رمیمیہ کہتے ہیں، ربیع کے وقت میں آسمان میں ہوتا ہے، پھر وہیں چلا جاتا ہے،
ملہ نوحیہ اس طرح ہے، لایزال آسمان کے پائے زمین سے ملے ہوئے۔

لعنة الله على الكاذبين۔

مبتدعہ کے ان عقائد | یہ تمام سرخفات بدیہی بطلان میں اس قابل نہیں کہ کوئی ان کی باطلہ کے بیان کی غرض | تردید کے درپے ہو، بلکہ اس قابل بھی نہیں کہ کوئی ان عقائد باطلہ کو اپنی کتاب میں ذکر کرے، فقیر کی غرض ان ملائمہ کے باطل اور یہ ہودہ عقائد ذکر کرنے سے یہ ہے کہ امامیہ اثنا عشریہ ان تمام لافضی فرقوں کو جن کے مذکورۃ المصادر گندے عقیدے ہیں اہل سنت کی نسبت سے اپنے زیادہ قریب سمجھتے ہیں، اس لئے کہ اثنا عشریہ اہل سنت کو تو ابدی جہنمی سمجھتے ہیں، ان فرقوں کو نہیں، بلکہ بہتر فرستے جو فوخذ میں جانے کے بعد نجات پا جائیں گے، ان کے خیال میں روافض کے بہتر فرستے ہیں، نہ کہ اہل سنت کہ اہل سنت کو ہمیشہ کے لئے جہنمی سمجھتے ہیں، بلکہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ محب علی سے کوئی حساب نہیں ہوگا، اور کسی عمل پر عذاب نہ کیا جائے گا، اور ذکر کردہ گروہ جن کے عقائد کا بیان ہوا، محب علی ہیں، بلکہ محبت علی میں افراط کرتے ہیں، تو اثنا عشریہ ان سب کو ناجی جانتے ہیں، اور مستحق عذاب نہیں سمجھتے۔

نیز اثنا عشریہ اپنی کتب صحاح میں اس قسم کے عقائد رکھنے والوں سے روایات حدیث لاتے ہیں، اور ان کو ائمہ معصومین کے اصحاب اور رہبال صحیح قرار دیتے ہیں جیسا کہ ہشام بن حکم ہشام بن سالم، صاحب الطائیفہ شمشعی و غیرہ وغیرہ۔

اثنا عشریہ اگرچہ بالخصوص ان عقائد کے قائل نہیں ہیں، مگر گویا ان عقائد سے چنداں انکار بھی نہیں کرتے، جیسا کہ اہل سنت میں جنہی مذہب طے فقہی مسائل میں شافعی احکام کو اور ماتریدی مسائل کلام میں ابوالحسن اشعری کے احکام کو خطا کہتے ہیں، لیکن چنداں انکار بھی نہیں کرتے، اثنا عشریہ کا حال ان گروہوں کے ساتھ اسی طرح کا یا اس کے

سے اصل کافی باب معززہ اور یہ ہم راہو ہیں، میں ہے ایک شخص امیر المؤمنین کے پاس آکا، بعد کہ اسے آپ سے محبت لگتا ہے، فرمودہ جھوٹ کہتا ہے، اس نے کہا خلیفہ تم ہے، آپ سے محبت ہے، فرمایا اشر قائل نے اعلان سے اور ہزار سال پہلے اندازہ چلائی ہیں، پہلے سے سب یہی سوچ لگے گئے ہیں، تو ان میں نہیں تھا، تو کہاں عقلہ شخص جہاں ہو گیا امام ابوہریرہ فرماتا ہے جو کہ حق ہوا تھا۔
تک اہل حق ہے، مگر اصلہ ذی سے حق ہی ہے، دیکھئے ص ۱۴۲۔

قرب قریب ہے یا دور ہے کفر پر رضامندی کفر ہے۔

قائلین حجم کا بطلان | اب ہم امامیہ کے ائمہ کے چند آثار پیش کرتے ہیں جن سے روایات احمد امامیہ سے ثابت ہوگا کہ اہل حق کا مذہب صحیح ہے اور جسم خدا کے

قائل گمراہوں کا نظریہ باطل

نسخ البلاغۃ میں امیر المؤمنین سے روایت ہے انہوں نے بعض خطبات میں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ لا یوصف بشی	اللہ تعالیٰ کسی جزو یا عرض
من الاجزاء ولا یما لجوارح	سے موصوف نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی
والاعضاء ولا یما من	حدود انتہا ہے، ایشیا اس کو حاوی نہیں کہ
الاعداء ولا یما الغیریۃ والاعراض	اس کو اوپر یا نیچے کر سکیں، اور نہ ہی کوئی
ولا ینقال لہ حد ونہائیۃ ولا انقطاع	چیز اس کو اٹھائے ہوئے ہے، پس
وغایۃ ولا ان الاشیاء تحویہ تنقلہ	وہ اس سے سیدھا یا ٹیڑھا
او تمویہ او ان شیتا یحملہ	کر سکے
فیسیلہ او یجد لہ	♦ ♦ ♦ ♦ ♦

کلمتی نے بزرگمیں بن محمد غزالی اور محمد بن حسین سے روایت کی ہے، دونوں کہتے ہیں کہ ہم علی بن ابی الحسن رضا کے پاس گئے، ہم نے کہا ہشام بن سالم اور صاحب طاق اور مشی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اندر سے نات تک کو کھلا ہے، باقی ٹھوس ہے، امام رضا زین پرچہ کیسے گویا اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کیا پھر فرمایا اے اللہ تو پاک ہے، ان لوگوں کے دل کیسے رخصت کرتے ہیں کہ انہوں نے تجھے تیرے خیر کے ساتھ تشبیہ دی، اے خدا میں تیری وہی صفت کہتا ہوں، جو تو نے خود اپنی بیان فرمائی ہے، میں تیرے ساتھ تیری کسی مخلوق کو مشابہ نہیں کہتا، اے اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، مجھے ظالم قوم کا سامتی نہ بنا۔

۱۔ جلد ۱ ص ۳۴۱-۳۴۲

۲۔ جلد ۱ ص ۳۴۱ باب انہی من الصفۃ فیہ صفت جہانہ

نیز کلینی حسی بن عبد الرحمن حنفی سے روایت کرتا ہے کہ ابو الحسن موسیٰ بن جعفر کا ظلم کو میں نے کہا ہر ہشام بن حکم گمان کرتا ہے کہ حق تعالیٰ جسم ہے، امام نے فرمایا خلاص پر نصرت کرے، کیا وہ نہیں جانتا جسم مخلوق ہوتا ہے، خدا کی پناہ میں اس قول سے برات کا اظہار کرتا ہوں۔

نیز کلینی نے محمد بن فرج زحیٰ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے میں نے ابو الحسن کو یہی کہ ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم صورت کے بارہ میں جو قائل ہیں، آپ کا کیا خیال ہے، جواب میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے اپنے نفس سے پرگنہ خیال لوگوں کی حیرت کو دور کرو، خدا تعالیٰ سے شیطان سے پناہ طلب کرو، ان دونوں ہشاموں کی بات حق نہیں ہے۔

امیر المؤمنین سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ مکان میں نہیں ہے کہ اس کے لئے انتقال ثابت ہو۔ نیز فرمایا اور ہم اسے مخلوق اور حرکات میں متعین نہیں کر سکتے نیز فرمایا اسے کوئی حال دوسرے حال سے مشغل نہیں کر سکتا اسے زمانہ بدلتا نہیں اور کوئی مکان اس کا سامانہ نہیں کرتا۔ نیز فرمایا ہے، حق تعالیٰ ایک جگہ میں محدود نہیں ہے، انہی کلینی نے محمد بن حکم سے روایت کی ہے کہنا ہے میں نے ابو ہریرہؓ کے پاس ہشام جو اہل حق کا قول بیان کیا کہ خدا کی صورت ہے، اور ہشام بن حکم کا قول بیان کیا کہ خدا کا جسم ہے، تو جواب میں کہا اللہ تعالیٰ کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے، اس سے بدتر اور بے ہودہ بات کیا ہو سکتی ہے، جو خدا کے لئے جسم یا صورت یا تحدید یا اعضا ثابت کرے، اور اس کی مخلوق کے ساتھ اسے مشابہ قرار دے، تعالیٰ اللہ عن ذلک علو اکبر۔

مسئلہ استواء، اید اور | اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا اس کے ٹیڈا، وجرہ وجرہ برائے حق تعالیٰ | سابق اور قدم قرآن پاک اور حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لہذا۔

۱۔ اصل کا کافی حد تک بیان نہیں ہو سکا۔

۲۔ یہ فقرہ اس لئے کہ ہم اس فقہاء کے نزدیک سے اس مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے تھے۔

۳۔ یہ فقہاء نے جلد سے جلد۔

۴۔ اصل کا کافی حد تک بیان نہیں ہو سکا۔

الدخن على العرش استوى (طہ: ۵) رخن وہ عرش پرستوی ہے۔
 يدا الله فوق ايديهم (الفجر: ۱۰) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے
 ويضئ وجهه ربك (الرحمن: ۲۷) تیرے رب کا چہرہ باقی رہیگا۔
 يوم يكشف عن ساق (النجم: ۴۱) جس دن ساق عکلی کی جائے گی۔

یہ بات متواتر خبر اور اجماع سلف کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے، یہ الفاظ اپنے ظاہری
 معانی پر عمل نہیں ہیں، متاخرین نے ان کی تائید کی ہے، اگر استواء سے مراد اللہ کا استیلا
 اور ظہر ہے، یہ سے مراد قدرت، وجہ سے مراد ذات وغیرہ۔

لیکن فقیر کے نزدیک متقدمین کا قول مختار ہے، فرطے ہیں،
 اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوالور کوئی نہیں جانتا، اس مقام پر نہیں نے فرمایا:۔
 الاستواء معلوم و استوا کا معنی معلوم ہے، کیفیت

الکيف مجهول والا یہاں یہ معلوم ایمان لانا ضروری اور اس سے متعلق
 واجب والسوال عنہ بدعتہ سوال کرنا بدعت ہے۔

بہتر ہے کہ ان الفاظ کی تائید سے غاموشی اختیار کی جائے، اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی
 مولا ہے، اس پر ایمان لایا جائے۔

ہاں لایا، است کے کشف والہام کے مطابق اگر عالم مثال ثابت ہو جائے، تو اکثر آیات و
 احادیث جو کہ متشابہ کے قبیل سے ہیں، کا محمل مہیا ہو جاتا ہے۔

اللہ کی عقلی فرح کا رد | اللہ تعالیٰ کے لئے لذت عقلی کی صفت ثابت کرنا درست
 نہیں ہے، اثنا عشریہ کا ایک گروہ (نصیر طوسی) اور صاحب یاقوت وغیرہ کہتا ہے کہ حق
 تعالیٰ لذت عقلی سے منصف ہے، لذت عقلی کا مطلب ہے، اپنے کمالات کے تصور سے
 غور ہونا، مگر یہ نظریہ باطل ہے، اگر لایا ہوتا تو کافروں کے شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے
 اللہ تعالیٰ کو مقام ماننا پڑے گا۔

حق تعالیٰ کا کسی مخلوق میں حلول کرنا | حق تعالیٰ کا اپنے غیر میں حلول کرنا اور کسی کے ساتھ اس بارہ میں مسک صوفیا کی وضاحت | متحد ہونا صحیح نہیں ہے، بیانیہ بننا حیدر مفضلہ شریفیہ
نزد امیر العیر یہ اور اسحاقیہ گروہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علی نہیں اور دوسرے بزرگوں میں جیسا کہ پہلے بیان ہوا، حلول فرما چکا ہے۔

ان مظهر علی نے شیخ میں جو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غیر میں حلول کرنا اور غیر کے ساتھ اتحاد اہل سنت و جماعت میں صوفیا کا مذہب ہے و سوبہ انفرادی مضی اور حماقت ہے اور صوفیا کلام کے مدعا پر عدم اطلاق کا نتیجہ۔ قاتلہ ہمد اللہ ما فی یوں نکون۔

وجودی صوفیا جس توحید و اتحاد کے قائل ہیں اس کا منہا یہ ہے کہ خارج میں صرف اللہ تعالیٰ موجود ہے اس کے غیر یعنی ممکنات مرتبہ و ہم میں موجود ہیں، حقیقت میں نہیں شیخ اکبر فرماتے ہیں۔

الاعیان ما شہدت اعیان وہ ہیں جنہوں نے وجود داخۃ الوجود۔ کی معنی ہوا پائی ہے۔

عدم کے بعد ممکن کا وجود جو کہ مرتبہ و ہم میں صورت بستہ ہوا اس سے حق تعالیٰ کے وجود حقیقی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، وہ اب بھی جوں کا توں ہے۔

یہ توحید جن کا معنی انہی وجود ممکنات ہے، شہودی بھی ہر توحیدی اس سے اللہ تعالیٰ کا غیر کے ساتھ اتحاد اور حلول کا پتہ نہیں دیتا، توحید شہودی کا مطلب ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت کے غالب ہونے کے سبب سے غیر محبوب عاشق کی نظر سے ارجیل ہو جائے، واحد حقیقی کے علاوہ اس کی نظر میں کوئی بھی نہ آئے،

صوفیا کلام کے نزدیک صوفی کی ذات و صفت کا نفا یا بقا ذات و صفت حق تعالیٰ میں یہ سب مرتبہ علم میں ہے نہ کہ خارج میں جس کی حقیقت یہ ہے۔

ریاضات و عبادات اور شیخ کامل مکمل کی دوستی کے سبب سے بلکہ معنی اللہ کے فضل و کرم سے صوفی ایک ایسے مال میں پہنچ جاتا ہے کہ اسے حق کی طاعتی آگاہی حاصل ہو جاتی ہے اور اپنے وجود و توالیہ وجود سے نسیان ہر جاتا ہے، اس وقت غلبہ

عشق و محبت میں اس پر علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے سابق قدرت سے علاوہ مزید قدرت اور سابق علوم کے علاوہ دیگر علوم عطا فرماتے ہیں جو کہ خرق عادت کا موجب بنتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام اور اولیاء امت سے بدرجہ قوت ثابت ہو چکا ہے، جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس وقت وہ صوفی اس حدیث کا پورا مصداق ہوتا ہے،

لَا يُزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے
إِلَى الْبُلُوغِ حَتَّى أَحْبَبْتَهُ قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ
فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ كُنْتُ مَعَ الَّذِي میں اسے محبوب بنالیتا ہوں جب
يَسْمَعُ بِهِ، وَجِهَةٌ الَّذِي محبوب بناتا ہوں، تو میں اس کا کان
يُبْصِرُ بِهِ وَبِيَدِهِ الَّتِي ہوتا ہوں اس کی آنکھ اور اس کا
يَبْطِشُ بِهَا وَسِرْجُهُ الَّتِي ہاتھ اور اس کی ٹانگ۔ یعنی وہ مکمل
يَمْشِي بِهَا - ہمارے احکام و ہدایات کے مطابق زندگی
بسر کرتا ہے)

اس حدیث میں مجاز ہے جس طرح آیت شریف خلقتہ بیدار اور نفخت من
دہی وغیرہ میں ہے صوفیاء اہل سنت نے اس بارہ میں جو الفاظ کہے ہیں اسی طرح کے
الفاظ متصرفین شیعہ کے ہل بھی پائے جاتے ہیں۔

قال المقداد شيخ الشيعة في شرح شیعہ مقداد، شرح الوصول الى
شرح الوصول الى علم الاصول علم الاصول میں سالک کو پیش آمدہ
في ذكر الاحوال الساعية للمالك احوال کے ذکر میں کہتا ہے، "دعا تھامے
المراد من الاتحاد هو ان ينظر مراد یہ ہے کہ سالک اس کے سوا کسی
الاية من غير ان يتكلف يقول کو نہ دیکھے، یوں نہیں کہتا کہ اس کا
ما عداها قاسم فيكون الكل ماسوا اس کے ساتھ قائم ہے، اور کل
واحد ابل من حيث انه اذا اهل ایک ہو جائے، بلکہ اس حیثیت سے کہ

بصیرا بنور تغیدہ لا یبصر الا ذاتہ لا العانی ولا المرنی۔ جب مالک اور حقیل سے دیکھنے والا ہوتا ہے، تو اس کی ذات کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا نہ رائی کو اور نہ مرنی کو۔

مسئلہ رویت باری تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہے، مگر دخول جنت سے پہلے رویت واقع نہیں ہے، دخول جنت کے بعد مسلمان حق تعالیٰ کو دیکھیں گے، نہ مکان میں نہ جہت میں، دیکھنے والے کی شعاع کے اتصال بغیر اور رائی مرنی کے مابین مسافت کے بغیر۔

اس نظریہ پر قطعی سببی دلائل موجود ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وجہک یومئذ ناظرۃ الی وہما ناظرۃ۔ چہرے اس دن خوش ہوں گے رب کو دیکھیں گے۔

حدیث متواتر ہے۔

سترون ربکہ یوم القیامۃ لکاترون القمر لیلة البدر۔ تم قیامت کے روز رب کو دیکھو گے جس طرح چودھویں کی رات چاند کو دیکھتے ہو۔

سلف صالحین اس رویت اور حدیث کو ظاہر پر حقیل کہتے ہیں۔ نیز

لذلین احسنوا الحسنی نیکی کرنے والوں کے لئے اچھا بدلہ

وزیادۃ۔ ہے، اور مزید۔

اس کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الذیادۃ الثومیۃ۔ نزادوت سے مراد رویت باری تعالیٰ ہے۔

یہ حدیث علی بن اصباحہ سے مروی ہے اور مرقا مرقی ہے۔ درہ تواریک مدح مردہ

یح صریح اہادیث سے رویت باری تعالیٰ ثابت ہے۔ صاحب تجرید نے بعض کا اعتراض کیا ہے، اس لئے کہ ان آثار کے باوجود نزدیک اور ادا میر سے وہ لوگ جو جسم کے قائل نہیں

۱۔ جامع تفسیر میں اس حدیث سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

۲۔ الجامع للفرقۃ ص ۱۱۱۔ حدیث تفسیر میں اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔

اور معتزلہ رویت الہی کا انکار کرتے ہیں و کہتے ہیں رذیت کے لئے کچھ شرائط ہوتی ہیں۔
۱۔ سلاستی عامہ بصیر۔ ۲۱ مرنی کا حجم کثیف ہونا۔ (۳) رانی اور مرنی کے مابین مسافت ہونا۔ (۴) دونوں کا آمنے سامنے ہونا یعنی ان کے مابین عدم حجاب

قرآن پاک کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) لا تَنكِحُوا اَلاَ نَحِبَارَ وَهُوَ بَيِّنٌ
الانحبار (الانحبار آیت ۲-۱)
وہاں کا اوراک نہیں کر سکتیں
۴۔ لن توالی۔ (سورۃ الاعراف آیت ۳۳)
تو مجھے ہرگز نہیں دیکھے گا۔

جواب یہ ہے کہ یہ غائب کو شاہد پر قیاس کیا گیا ہے، جو کہ غلط ہے، مذکورہ بالا شرائط
عادی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت معلوم بنا رکھا ہے کہ ان شرائط کے تحقق کے بعد رذیت
پیدا کرویتا ہے، اور حقیقت رذیت کے لئے وجود رانی و مرنی کے علاوہ اور کوئی شرط نہیں
ہے، اگر رذیت کے لئے مذکورہ شرطوں کو لازمی کہا جائے تو اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو سمجھنا بھی
غلط ہو جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ عامہ بصیر سے منزہ اور پاک ہے، اور رانی اور مرنی
کے درمیان شعاع کا پہنچنا اور مسافت ہونا اس جگہ بھی منظور نہیں ہو سکتی ہے، حتیٰ
تعالیٰ جس طرح اجسام کثیفہ کے لئے بصیر ہے، اسی طرح وہ اجسام لطیفہ اور لطاح کو بھی
دیکھ رہا ہے، حبیب اللہ کے لئے ممکن کو دیکھنا بعض شرائط مذکورہ کے بغیر ثابت ہے تو بندہ
کی رذیت خالق بھی کسی شرط کے فقدان کی صورت میں جائز ہونی چاہیئے۔

آیت لا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ اوراک مرنی کے جو انب اور حدود کی مکمل اطلاع سے عبارت
ہے، اوراک کی انہی رذیت کی نفی کو مستلزم نہیں ہے،

نیز لفظ نہ کہ ابصار میں عموم کا سلب ہے (یعنی کل ابصار اس کا اوراک نہیں کر سکتیں)
سلب کا عموم نہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض انکسیر حق کا اوراک نہیں کر سکتیں۔
کھٹنی نے ابو عبد اللہ علی بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا معنی ہے۔۔

لا تَدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وہو یعنی اسے ادراک اوراک نہیں کر سکتے، اور

بیلادک الاولوہام۔

وہ اور ہم کا اور اک کرتا ہے۔

اسی طرح ان تعلق میں موسیٰ علیہ السلام کی مسئلہ رویت کی نفی ہے، نہ کہ اس کا ان رویت کی نفی، اٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال رویت فرمانا ہماری دلیل ہے کہ رویت باری تعالیٰ ممکن تھی تب ہی تو موسیٰ علیہ السلام نے سوال فرمایا انبیاء کو معرفت حق تعالیٰ اور رسول سے زیادہ حاصل ہے، اگر رویت محال تھی تو موسیٰ علیہ السلام کو اس مسئلہ سے غافل نہیں ہونا چاہیئے تھا، کہ یہ مسئلہ اسل دین سے ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام بھی رویت کو محال جانتے تھے، تو ان کا سوال کرنا سفاقرار پاتا ہے، جس سے انبیاء علیہم السلام پاک اور منزہ ہیں دیکھئے۔ (اتخذنا منہم نبیاً البقرہ ۱۶۷) کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا (ھوذا اللہ من اکون من العبادین) (البقرہ ۱۶۸) اور نوح علیہ السلام نے فرمایا (ھوذا ربکم)۔ ان مسئلہ مالمیں لی بہ علوہ (حدیث ۴۸) و لا اللہ اعلم اصلاح جنی نوع انسان کے لئے ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے جنی نوع انسان کی بعثت انبیاء علیہم السلام کو تولا اور رسول بھیجے، تاکہ وہ ان دن کو حق تعالیٰ کی معرفت سے گاہ کریں، کہ انسانی عقل اس سے قاصر تھی، اسی طرح احکام الہی یعنی واجب مندوب، حرام، مکروہ، مباح سے انسان کو مطلع کریں، انبیاء اور رسول کی تولا کو کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک (المؤمن ۷۸) بعض وہ ہیں جو ہم نے آپ پر بیان کئے اور بعض وہ جو آپ پر بیان نہیں کئے۔

بعض ائمہ ادبیت میں رسولوں کی تولا دین سوتیرہ آئی ہے، اور انبیاء کی ایک ٹکڑی ہیں ہزار گلا بیان، بالانبیاء و الرسل میں کوئی عدد ملحوظ نہیں رکھنا چاہیئے، تاکہ بعض چمبروں کا انکار اور غیرہ غیر کا اقرار لازم نہ کہائے، گذشتہ انبیاء میں سے جن کا ذکر قرآن پاک میں یا حدیث صحیح میں آگیا ہے، اس کی نبوت کا اقرار کرنا چاہیئے۔ اور جس کا ذکر متواترات میں نہیں آیا ہے، اس کا اقرار کرنا چاہیئے، نہ انکار، بلکہ اجالا کہنا چاہیئے، امنت باللہ و وصلہ علیہ، اگر کوئی کہتا ہے، نہ روشت نہی تھا، اس کا ذکر کرنا اور نہ انکار۔

۱۵۰ سید کا حکم مدوہ و مدوہ من اللہ تعالیٰ حوریت طویل۔

انبیاء میں سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام تھے، اور سب سے آخری محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وعظیم جمیع اور آپ کی انہوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا
وَنَذِيرًا (السبا ۲۸) کے لئے خوشخبری سناتے اور ڈراتے۔

آپ کی شریعت الہی ہے، آپ پر سلسلہ پیغمبری ختم ہے، آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہ آیا
نہ آئے گا، اور نہ آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کے ساتھ شریک نبوت تھا، اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ
(الاحزاب ۴۰) لیکن اللہ کا رسول ہے، اور نبیوں کا
سلسلہ ختم کرنے والا۔

یعنی علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے، دین محمدی کے تابع ہو کر تشریف لائیں
گے، نہ کہ رسالت کی حیثیت سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے غائبہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبی
بارہ میں بعض مبتدعین شیعہ کی خرافات

نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو
علی کے پاس رسالت دینے کے لئے بھیجا تھا، وہ غلطی سے محمد کو رسالت دے گیا، یہ ملعون
گروہ اسی وجہ سے حضرت جبریل علیہ السلام پر لعنت کرتا ہے،

مفضلہ اسماعیلیہ، منصور یہ، علیہ کہتے ہیں کہ سلسلہ رسالت بھی ختم نہیں ہوگا۔ اور ابوالمنصور
نبی ہے۔

خطابہ کہتے ہیں کہ انہی بھی انبیاء ہیں، اور ابوالخطاب نبی ہے۔

معمر یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد نبی ہے، اور اس کے بعد ابوالخطاب اور اس کے بعد معمر۔
ابوالخطاب بنو اسد قبیلہ کا ایک فرد تھا، اور ابوالمنصور نبی عمل سے۔ یہ شاگردی کی نسبت بعض
صادق سے رکھتے تھے، جب بعض صادق کو ان کے برے عقیدہ کا پتہ چلا، ان سے اظہار برات
فرمایا، اور یہ صادق رضی کی صحبت سے کدہ کش ہو گئے، ابوالخطاب نے دعویٰ نبوت کیا، اور
ابوالمنصور نے پہلے امامت کا ادعا کیا، اور پھر نبوت کا ڈھونگ رچایا، کہا میں آسمان پر گیا،

اور خدا کو دیکھا ہے، خدا نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھرا، اور کہا اے میرے بیٹے زمین پر جاؤ اور میری تبلیغ کرو، ابو الغلاب کہا کرتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔

وان يدركسفان السماء ساقطاً يقولوا سبحان من كرم الأيتام
الطوائف میں کسفا سے مراد میں ہی ہوں۔

اسحاق کہتے ہیں زمین کا نبی سے خالی ہونا جائز نہیں ہے۔
مختار یہ کہتے ہیں کہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے پاس دجی آتی تھی۔
سبعید کہتے ہیں کہ خاتم الرسل مہدی ہے۔

اثنا عشر معنی طور پر ختم رسالت کے قائل نہیں ہیں | اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار صریح ہے، لیکن اثنا عشر بلکہ امامیہ کے تمام فرقے معنی طور پر ختم رسالت کے منکر ہیں۔ اس لئے کہ عقیدہ معافی کا ہوتا ہے، نہ کہ الفاظ کا۔

نبی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ہاں خدا سے دجی آئے، خدا تعالیٰ اسے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے مخلوق کے پاس بھیجے مخلوق پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہو، اس کی تکذیب کفر قرار پائے، جو کسی ایک پیغمبر کا انکار کرے، وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
(۱) لا نفاق بین احد من ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے

در بیان فرق نہیں کرتے۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار

کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں

میں فرق کرنا چاہتے ہیں، اور کہتے ہیں،

ہم بعض کو مانتے ہیں، بعض کو نہیں،

اس کے مین بین راستہ بنا نا چاہتے

ہیں، یہی لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم

نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا

مرسلہ (البقرة ۲۸۵)۔

(۲) ان الذین یکفرن بالله و

رسوله ویبینون ان یفترقا بین

الله ورسوله ویقولون نؤمن ببعض

و نکفر ببعض ویبینون ان یتخذوا

بین ذلک سبیلاً اولئک هم

الکافر من حقوا واعتدنا للکفرین

عذاباً بما هم عینا والذین آمنوا بالله

دوسرے دلہن تو ابین احد منهم اولئک سوف یوقیہم اجودہم۔
عذاب تیار کیا ہے، اور جو ایمان لائے،
اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی میں تفریق
نہ کی سبھی لوگ ہیں، ان کو اجر عطا کرے گا،
(النساء آیت ۱۵۰-۱۵۱)

نہی میں جدید شریعت اور جدید کتاب کی کوئی شرط نہیں ہے، پہلے پیغمبر کے جمیع احکام
یا بعض احکام کا نسخہ کرنا بھی شرط نہیں ہے، البتہ معصوم ہونا نبوت کی شرط ہے، احد
مطلع ہونا لازم نبوت سے ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں جس انسان میں یہ صفات موجود ہیں، وہ دوسروں سے افضل و برتر
ہے اس لئے اہل سنت و جماعت بلکہ جمہور فرقہ اسلامیہ قائل ہیں کہ نبیاد اور رسول کل
مخلوق میں سے افضل ہیں، اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین مخلوق۔

غیر نبی پیغمبری کے درجہ اولیٰ میں بھی نہیں پہنچ سکتا، تفریق و برتری کا تو احتمال ہی کہاں
اما میرہ نبوت کے معانی اپنے | امیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ
انہ میں ثابت کرتے ہیں، نے جبریل کو علیؑ کی طرف بھیجا، مگر علی صرف آواز
سننے تھے، جبریل کو دیکھتے نہ تھے، کلیتی نے یہ بات اپنے لئے سے روایت کی ہے۔

غیر امیرہ کہتے ہیں کہ علیؑ اور فاطمہؑ زہراؑ کی طرف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد وہی آئی تھی، فرشتہ جو کچھ فاطمہؑ کے پاس دے گا، علیؑ سے ایک کتاب میں جمع کرتے
جس کا نام مصحف فاطمہ رکھا۔ اس لئے امیرہ علیؑ کو محدث کہتے ہیں، یہی جو فرشتہ کی آواز
سنے اور اس کی صورت نہ دیکھے، اللہ کا حال بھی ان کے ہاں یہی ہے، اس لئے موقوف
آثار کو مرفوع احادیث کی مثل سمجھتے ہیں اور اپنے انہ کی طرف اثبات دے کرتے ہیں،
یاد رہے وہی میں روایت فرشتہ شرط نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما کان للبشر ان ینکلمہ اللہ الا ان ینزل الیہم فی السحاب

۱۔ اصول کافی باب الاثر من قولہ علیہ السلام ۱۲۵۔

۲۔ اصول کافی باب ذکر الصفات والخصائص والامور وصفت فاطمہ علیہ السلام۔

۳۔ اصول کافی ۱۲۵۔ ۱۲۶۔

وحیا اومن وراء الحجاب اذ یوصل
رسولا فیوحی باذنه ما یشاء۔
(الشوریٰ آیت ۵۱)
کر سکتا تھا کہ اس کو وحی ہو یا پردے
پیچھے یا رسول کریمؐ، اور اس کے حکم
سے جو وہ چاہے دے کرے۔

بلکہ ان ملائکہ نے وحی سے بھی ترقی کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے بعد اپنا دین
اللہ کے سپرد کر دیا ہے جس طرح کہ پیغمبر کے سپرد تھا، اللہ جس چیز کو چاہے حلال قرار دے،
اور جسے چاہے حرام گردانے، اللہ تعالیٰ کے حکم صادر ہوئے بغیر۔

واختبروا علی ذلک بما رآہ محمد بن
جمہور القمی فی المناد من محمد بن شتا
قال کنت عند ابی جعفر فاجریہ
اختلاف الشیعۃ فقال یا محمد ان الله
لیرزق منفردا بوحده انیتہ ثم خلق
محمد اوجلیا وفاطمہ والحسن
والحسین فبدکثر الف دھر فخلق
الاشیاء واشہدہم خلقہا واجری
طاعتہم علیہا وفوض امورہم الیہم
یحملون ما یشاؤون ویجرمون
ما یشاؤون۔
محمد بن جمہور قمی "در فتاویٰ" میں روایت
کرتا ہے محمد بن شتان نے کہا میں ابو جعفر
کے پاس تھا، شیعہ کے اختلاف کا تذکرہ
ہوا تو کہا، اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت
میں منفرد تھا کہ محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ،
حسینؑ اور حسنؑ کو پیدا کیا، ہزار و ہر
رہے، اللہ نے چیزیں پیدا فرمائیں
اور ان کو گواہ بنایا اور ان کی اطاعت
جاری کر دی، ان کے امور ان کے
سپرد کر دیئے، جو چاہیں حلال بنائیں
اور جو چاہیں حرام بنادیں۔

نیز کلینی نے روایت کیا۔

عن اسماعیل بن عمار عن ابی عبد
الله قال ان الله ادب نبیہ
صلی الله علیہ وسلم فاذا
استہی الی ما اراد قال لہ انک
ابو عبد اللہ سے مروی ہے، کہا
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کو ادب سکھایا جب اللہ
کے ارادہ کے مطابق ہو گئے، فرمایا

صلی اللہ علیہ وسلم انی اریک ما اراد اللہ منک وانی اریک ما اراد اللہ منک وانی اریک ما اراد اللہ منک۔

تم عظیم خلق پر ہوا اور پھر دین آپ
کے سپرد کر دیا۔

لعل خلق عظیم وقوس
الیہ دینہ
نیز کلینی نے روایت کیا۔

میشی امام ابو عبد اللہ سے روایت
کرتا ہے، انہوں نے کہا اللہ نے اپنے
رسول کو ادب سکھایا، حتیٰ کہ اپنے ارادہ
کے مطابق درست بتایا، اور اپنا
دین ان کے سپرد کر دیا۔ اور کہا
تمہیں جو رسول دے، اسے لے لو،
اور جس سے روک دے، رک جاؤ
جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے رسول کے سپرد
کیا، وہ انہوں نے ہمارے سپرد کر
دیا ہے۔

عن محمد بن الحسن الميثمي عن
ابي عبد الله قال سمعته يقول
ان الله ادب رسوله حتى
قومه على ما اراد ثم فوض اليه
دينه فقال ما اتاكم الرسول
فخذوه وما نهكم عن
فانتهاوا فما فوض الله الى
رسوله صلى الله عليه وسلم
فقد فوضه الينا۔

یہ تمام اہل اہل اور موضوعات میں، حق تعالیٰ اس سے بلند ہے کہ وہ اپنا دین
کسی مخلوق کے سپرد کرے، قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

بے شک یہ لوگ قریب ہے آپ
کو پھر دین اس وحی سے جو ہم نے
آپ کی طرف کی، کہ آپ ہم پر اس کا
غیر بنالائیں، اس وقت یہ لوگ آپ
کو سناحتی بنالیں گے۔

وان كادوا ليفتنوك عن الذي
اوحينا اليك لتفتنكوا علينا
غيرة واذا لا تتخذوا ولي خيلا

ربی اسرائیل ۷۳)

نیز فرماتا ہے۔

اگر ایسے نہ ہوتا کہ ہم نے آپ کو

لولا ان ثبتنا لك لقد كنت

لعل اسلافی اب ایضا ص ۱۵۵۔

تو کن الیہم شیئا قليلا واذا
لا ذنبا لك تنعت الحيرة وذهفت
المهات شيئا تنجدا لك علينا
نصير -

رہی اسرائیل ۴۲-۴۵)

ثابت رکھا قریب تھا۔ آپ ان کی طرف
موسیٰ میلان کر جاتے، پھر ہم آپ کو
زندگی اور موت کا دگنا عذاب چکھاتے
اور آپ ہمارے پاس کوئی مددگار
نہ پاتے۔

مقصود یہ کہ ہم نے تجھے عصمت دی ہے، اور دین حق پر ثابت و حکم بنایا ہے،
اس لئے کفار کی طرف جو کہ آپ کو ہمارے اوپر افترا کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں، آپ
میلان اور جھکاؤ نہیں رکھتے، اگر ہماری عصمت اور حفاظت آپ کے شامل حال نہ ہوتی
اور آپ ان کی طرف جھکاؤ اختیار کر جاتے تو ہم آپ کو دنیا کے مذاپ اور موت کے
بعد کذاب میں مبتلا کر دیتے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يا ايها النبي لقد تحمروا احل الله لك
(التحريم ۱)

اے نبی آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں،
جو اللہ نے آپ کے لئے حلال بنائی۔

اگر تحریم آپ کے سپرد ہوتی تو اللہ تعالیٰ لم تحرّم کیوں فرماتا، پھر آپ کی اس
تحریم کو یہیٰ قرار دیا گیا، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:-

قد افرض الله لكم تحلة
ایمانکم (التحريم ۲)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسموں کو
کھولنے کے لئے فرض کیا کہ الخ

نیز اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحلیل و تحریم میں مختار ہوتے تو غزوہ تبوک سے پیچھے
رہنے والوں کے لئے آپ کے اذن اور بدر کے قیدیوں سے فدیر لینے پر عتاب ڈالتا۔
اس سے معلوم ہوا احکام شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات اپنی
طرف سے نہیں فرمائی، بلکہ جو کچھ فرماتے تھے، وہی الہی سے فرماتے تھے، اعتدال اور دونوں ہی
میں آپ بھی باقی ان انوں کی طرح سکنت تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قد افرضنا بشرا مشكوكا
میں تمہاری مانند انسان ہوں میری

ان الله لم يخلق خلقا افضل من
 محمد والا نمة وهو الامر احب
 الشرف في عمر اور اماموں سے افضل کوئی
 مخلوق پیدا نہ کی یہ لوگ اللہ کے محبوب ترین
 ہیں، جمیع مخلوق سے زیادہ اللہ ان سے
 محبت رکھتا ہے۔
 جمیع خلقہ وسائر مرتبہ۔

علیؑ نہ ہوتا تو کوئی مخلوق
 پیدا نہ ہوتی، امامیہ کا مقیدہ
 نیز کہتے ہیں، اگر علیؑ نہ ہوتے تو جنت، جہنم، فرشتے، اور
 انبیاء مخلوق نہ ہوتے، حتیٰ تعالیٰ نے روزِ ميثاق تمام نبی
 آدم سے (جن میں نبیاء و رسل بھی ہیں) علیؑ اور ان کی اولاد میں سے جو امام ہوں گے، ان
 کی ولایت اور طاعت کا عہد لیا تھا۔ اور اسی طرح فرشتوں سے عہد لیا۔
 یہ مضمون کہتے ہیں، انبیاء امامہ کے اولاد سے دشمنی مائل کرتے ہیں، اور ان کے آثار
 کی پیروی کرتے ہیں، قیامت کے دن ہر نبی، رسول اور مقرب فرشتہ علی بن ابی طالب
 کے گرد جمع ہوں گے۔

اپنی ان کمزریات و خرافات پر موضوع اور صوبٹی روایات سے استدلال کرتے ہیں۔
 (۱) روای ابن ابی عمیر عن ابی عبد اللہ
 قال الله عز وجل فضل اولی العزم
 من الوسل علی الانبیاء بالعلم
 وورثنا علمهم وفضلنا علیہم و
 علم رسول الله صلی الله علیہ وسلم
 ما لا یعلمون وعلینا علم رسول
 الله صلی الله علیہ وسلم و
 تلاقولہ تعالیٰ قل هل یستوی
 الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔
 ابن ابی عمیر عن ابی عبد اللہ
 کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولو العزم
 رسولوں کو علم میں انبیاء پر فضیلت
 دی ہے، اور ہم ان کے علم کے وارث
 ہیں، اور ہمیں ان پر فضیلت دی ہے
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 علم کے ہم وارث ہیں، پھر قرآن پاک کی
 آیت پڑھی، کیا جانتے ہو، اور
 وہ جو نہیں جانتے برابر ہیں۔

(۲) روای حسن بن کیس عن ابی ذر
 قال فضل النبی صلی الله علیہ وسلم
 حسن بن کیس ابو ذر سے روایت
 کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

الی علی بن ابی طالب وقال هذا
خیر الاولین والآخرین من اهل
السموات والارضین۔
علی بن ابی طالب کی طرف دیکھا اور فرمایا
یہ آسمان اور زمین والوں میں سے اولین
والآخرین سے افضل ہے۔

(۳) دعا عن ابی وائل عن عبد اللہ
بن عباس قال حدثنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال قال لی
حزبہ علی عبد البشر من ابی
فقد کفر۔
ابو وائل سے روایت کرتا ہے، وہ
عبد اللہ بن عباس سے کہا مجھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی
فرمایا مجھے حزب بنی ہاشم نے کہا علی افضل
البشر ہے، جو انکار کرے، وہ کافر ہے۔

پہلی روایت میں ابن راوندی ایک زندقہ شخص ہے، ایک دور میں ایک علاقہ
میں روافض بہت زیادہ تھے، وہاں کا بادشاہ اور امراء رافضی تھے، امراء کا قریب حاصل
کرنے کے لئے ابن راوندی نے قبیح کالپاس پہنا، اور ان کے مذہب میں کئی
تالیفات کیں۔

دوسری اور تیسری روایت میں مجہول اور ضعیف راوی موجود ہیں، اور اس گمراہ فرقہ
کے علماء کو بھی اس کا اقرار ہے۔

(۴) رواک سعید بن عبد اللہ بن
ابی خلف القمی فی النصاب عن
ابی جعفر ومحمد بن یعقوب
الزاری فی الکافی عن ابی عبد اللہ
انما قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ و
یسئلونک عن الروح قل الروح
من امری و هو خلق عظیم
من جبریل و میکائیل لم یکن
سعید بن عبد اللہ بن ابی خلف قمی
والنصاب میں ابی جعفر سے روایت
کرتا ہے، اور محمد بن یعقوب کافی میں
ابو عبد اللہ سے دونوں روایت دیکھتے ہیں
عن الروح کی تفسیر میں کہتے ہیں روح
جبریلی و میکائیلی سے عظیم مخلوق ہے
گوشہ میں سے کسی کے ساتھ نہ
تھی اسوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

الحمد للہ علی کافی باب الروح من تفسیر سورہ النور ص ۱۵۹۔

مع احد من مضمی غیور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم و هو مع
الاہلۃ یوفقہم و لیس دھم۔
اور وہ ائمہ کے ساتھ بھی ہے، ان
کو توفیق دیتی ہے، اور انہیں سیدھا
رکھتی ہے۔

اس روایت کی سند میں ہشام بن سالم ہے جو کہ مجسمہ فرقتہ سے تعلق رکھتا ہے،
اور اس میں ابولعیر کذاب اور محبوب ثاروی بھی موجود ہے، ان کا تذکرہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔

اگر اس اثر کو صحیح فرض کر لیا جائے، تو دوسرے انبیاء کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر برتری لازم آتی ہے، یا ان کی عصمت سے انکار لازم آتا ہے۔ اس طرح اگر انبیاء عصمت
میں روع کے خارج نہیں تھے، تو خاتمِ ارسِل صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوئے کہ تاہید
روح کے بغیر معصوم ہیں، اور اگر عصمت میں روع کے خارج تھے، اور روع نے ان کی
تقویت نہیں کی، تو ان کی عصمت مغفوق ہو گئی، اور دونوں تیسے گمراہ ہیں، اَللّٰہُ اَعْلَمُ۔

(۵) صحاح ابن بابویہ وغیرہ من
الاصاحیۃ عن ابی عبد اللہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لعلی یا علی ما عرفت اللہ الا ناد
انت ولا عرفنی الا اللہ فانت
ولا عرفک الا اللہ وانا۔
امامیہ کے ابن بابویہ وغیرہ روایت
کرتے ہیں، ابو عبد اللہ علیہ السلام بیان کرتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو
کہا، اے علیؑ اللہ کو تیرے اور میرے
سوا کسی نہ پہچانا، اور مجھے نہیں پہچانا سوا
تیرے اور اللہ کے اور تجھے نہیں پہچانا
سوا میرے اور اللہ کے۔

ابن بابویہ کی بیان کردہ ایک اور روایت معراج جو کہ ابوذر سے مروی ہے، اس روایت
کے مباحث ہے، ابو عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

انہ قال لہما عرج فی الے
السموات جارتنی ملائکۃ
کل سماء وسلموا علی و قالوا
اذا ساجدت الی الا ساجد
آپ نے فرمایا مجھے آسمانوں پر لیجا یا
گیا تو ہر آسمان کے فرشتے میرے پاس
آئے، اور سلام کہا، اور کہا جب آپ
زمین کی طرف رجعت کریں تو علیؑ کو ہاتھ

سلام پہنچا دیں، اور اسے ہمارے اختیاق کی اطلاع دیں میں نے کہا اے میرے رب کے فرشتوں! تم نے میں صحیح طور پر پہچانا ہے، فرشتوں نے کہا ہم آپ کو کیوں نہ پہچانیں؟

ابو عبد اللہ محمد بن محمد نعمانی شیخ المرتضیٰ اور ابو جعفر طوسی ملقب بہ مفید محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا میں انبیاء کا سرطرہ ہوں اور تو اصفیاء کا۔

محمد بن حسن، محمد بن مسلم سے روایت کرتا ہے کہا میں نے ابو جعفر سے سنا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو ولایت علی کا میثاق لیا۔

محمد بن بابویہ مکتب التوحید میں واقفوق سے وہ ابو عبد اللہ سے ایک طویل اثر میں نقل کرتا ہے، کہا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور فرمایا تمہارا رب کون ہے، انبیا سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین اور ائمہ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں، ان کو

قاد علیہما السلام وعلیہ شوقنا
لہ قد طال فقلت لہم یا
ملئکم ما فی ہل تعافوتنا
حق معافتنا قالوا لہذا
نعافک ۔

(۶) رواہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد النعمانی شیخ المرتضیٰ و ابو جعفر الطوسی الملقب بمفید بالمفید عن محمد بن الحنفیہ قال قال امیر المؤمنین سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اناسید الانبیاء و انت سید الاصفیاء (۷) رواہ محمد بن الحسن الصفار عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا جعفر یقول ان اللہ اخذ منی النبیین بولایۃ علی ۔

(۸) رواہ محمد بن بابویہ فی کتاب التوحید عن داؤد الرقی عن ابی عبد اللہ فی اثر طویل قال لہذا اسماہ الدیان یخلقون ہم بین یدینہ وقال من راہکم فکان اول من یطقی بہ رسول اللہ و امیر المؤمنین والائمة فقالوا انت

سابتا فحملهم العاصم والدين ثم
قال للملائكة هؤلاء حملة علي
وديني وامانتى من خلقى
ثم قال بنى آدم اقموا الله
بالربوبية ولا تعبدوا الا الله
بالطاعة فقلوا نعم سابتا
اقامنا۔

(۹) ومارواه ايضا في خبر طويل
عن ابن عباس عن النبي صلى الله
عليه وسلم انه لما انشأ به و
كلمه ربه قال بعد كلام في علي
انك رسول الى خلقى وان عليا
وليي وامير المؤمنين اخذت
ميثاق النبيين وملائكتي وجميع

ان کو علم دوین عطا فرمایا، اور فرشتوں
سے کہا یہ میری مخلوق ہیں، علی علم، دین
اور امانت کو اٹھانے والے ہیں پھر نبی
آدم سے فرمایا اللہ کی ربوبیت کا اقرار
کرو، اور اس جماعت کی اطاعت کا اور
آدم نے کہا، ہاں اسے ہمارے ہم اقرار
کرتے ہیں۔

نیز ایک لمبی روایت ابن عباس سے
روایت کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو اسرار کرایا گیا، اور رب نے علی کے بارہ
میں کلام کے بعد فرمایا، تو میری مخلوق
کی طرف رسول ہے، اور علی میرا ولی ہے
انبیاء، فرشتوں اور جمیع مخلوق سے اس
کی ولایت کا عہد لے چکا ہوں۔

ابن بابویہ اور اس کے نیچے کے روایات کے احوال پہلے مذکور ہو چکے ہیں ان آثار
کی اس نیا امید کے اصول پر بھی قابل حجت نہیں ہیں۔

(۱۰) ذکر ابن بابویہ فی غیر واحد
من کتبہ اند وجد بخط ابی محمد
الحسن بن علی العسکری صورتہ
اعوذ بما بقی من قوم حدوا
محکمات الکتاب ونسوا الله
رب الادبای والنبی وساقی
الکون فی يوم الحساب نفی
ابن بابویہ اپنی کئی ایک کتابوں
میں ذکر کرتا ہے، کہ اس نے ابو محمد حسن
بن علی عسکری کے خط سے سیکھا پایا میں
اس قوم سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں جنہیں
نے محکمات کتاب کو محذوف کر دیا، اللہ
رب الادبایہ اور نبی ساقی کو ذکر و بھلا
دیا، اور کون کا حساب یوم طامتہ کبر کا اور

یوم نعیم اور التیقین کو قبول کیجے ہیں۔
 ہم ستنام اعظم ہیں، ہم میں نبوة اور
 ولایت و کرم ہے، ہم ہدایت کے منار
 اور عروة وثقی ہیں، انبیاء ہمارے انوار
 سے حاصل کرتے رہے، ہمارے آثار
 کے پیچھے چلتے رہے، مخلوق پر عنقریب
 اللہ کی حجت اور حق کے اظہار کے لئے
 تنگی تلوار نمایاں ہوگی۔

یہ ملعون ابن بابویہ کے اکاذیب اور جھوٹی بناوٹی روایات میں سے ایک اور
 روایت ہے۔

ابن بابویہ سماعتہ سے روایت
 کرتا ہے کہ ابوالحسن نے کہا جب قیامت
 کا دن ہوگا، کوئی مسقرپ فرشتہ نبی
 مرسل اور مؤمن نہ ہوگا، مگر اس
 دن خدا اور علی کا محتاج ہوگا۔

(۱۱) ماوہ ابن بابویہ عن
 سماعتہ قال قال ابوالحسن اذا
 كان يوم القيامة لم يبق ملك
 مقرب ولا نبي مرسل ولا
 مؤمن امتحن الله قلبه للايمان الا
 وهو محتاج الى محمد وعلي في ذلك اليوم

اس روایت میں سماعتہ کا سلسلہ مذہب ہے، بالفاق علماء اور ابن بابویہ کذاب
 اور دجال ہے۔

محمد بن یعقوب کلینی بروایت
 ابوالصامت الحلواتی ابو جعفر سے نقل
 کرتا ہے، اس نے کہا کہ امیر المؤمنین نے
 کہا محمد سے احمد علی اللہ علیہ وسلم کے سوا
 کوئی بھی آگے نہ ہے۔

(۱۲) ماوہ اکا محمد بن یعقوب
 الكليني عن أبي الصمّاء الحلواتي
 عن أبي جعفر أنه قال قال
 أمير المؤمنين لا يتقدمني الا
 أحمد علي الله عليه وسلم۔

فصل بن شاذان کتاب القائم
 میں روایت کرتا ہے، صالح بن حمزہ
 سے وہ حسن بن عبد اللہ سے وہ ابو
 عبد اللہ سے کہ امیر المؤمنین نے مہر کوہ
 پر گھر سے ہو کر کعبہ سے احمد علی اللہ علیہ
 وسلم کے سوا کوئی بھی مقدم نہیں ہے
 اور جمیع ملائکہ، رسل اور روح ہمارے
 پیچھے ہیں۔

ابن بابویہ مدعانی الاخبار وغیرہ
 میں خالد بن یزید سے وہ امیر المؤمنین
 سے نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا
 میں قیامت کے دن نبی کے درجہ
 کے نیچے اونچے درجہ پر فائز ہوں گا
 باقی رسل اور انبیاء رتبہ میں ہمارے
 سے کم رہیں گے۔

امالی میں ابو عبد اللہ سے روایت ہے
 واد سے امیر المؤمنین سے مروی ہے،
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہا اے علی تو دنیا و آخرت میں میرا
 بھائی ہے، اور جبار کے آگے موقف
 میں قیامت کے دن تو مجھ
 سے سب سے زیادہ قریب
 ہو گا۔

(۱۳) رواہ الفضل بن شاذان
 فی کتاب القائم عن صالح بن
 حمزہ عن الحسن بن عبد اللہ
 عن ابی عبد اللہ قال قال
 امیر المؤمنین علی متبع الکوفة
 وما یتقدم منی الا احد صلے
 اللہ علیہ وسلم وان جمیع
 الملائکة والرسول والروح خلقنا۔

(۱۴) رواہ ابن بابویہ فی معانی
 الاخبار و غیرہ عن خالد
 بن یزید عن امیر المؤمنین انہ
 قال انا یوم القيامة على
 الدوحة الرفیعة دون
 درجة النبی و اما الرسول و
 الانبیاء و قد و فتا علی الراقی۔

(۱۵) مروی فی الاعمالی عن ابی
 عبد اللہ عن جدہ امیر المؤمنین
 قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یا علی انت اغنی عن الدنیا
 و الآخرة و انت اقرب
 الخلائق الی یوم القيامة
 فی الموقف بین یدی
 الحجاب۔

والے فرشتوں اور ارواح انبیاء سے فرمایا کہ اگر وہ میں ایک عورت کا نکاح کر رہا ہوں جو مجھے بہت محبوب ہے، ایک ایسے مرد کے ساتھ جو انبیاء کے بعد مجھے پیارا ہے ۵
یہ روایت سابقہ عمومی دعویٰ کے خلاف ہے، سچ ہے خود بخود گئے رہا حفظ باشد
دلائل مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ گم کردہ لوگ علیؑ اور دوسرے انہوں میں نبوت کا معنی
ثابت کرتے ہیں، بلکہ انبیاء سے بھی علیؑ وغیرہ کو افضل جانتے ہیں، اگرچہ ان کے لئے لفظ
نبوت کا اطلاق نہیں کرتے، اس لئے ہم نے کہا یہ گروہ منکر ختم نبوت ہے۔ فہو ذی اللہ من
کفر ہم وخرانا قہم۔

ختم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم | حق یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، کوئی بھی آپ
کے وقت میں آپ کی نبوت میں شریک نہ تھا، نہ آپ کے بعد، آج تک کوئی نبی ہوا نہ آئے ہوگا۔
اگر علیؑ یا انہ سے منسوب ہوتے، ان کی طرف وحی کی جاتی، اللہ کے حکم سے بلا واسطہ بغیر نبوت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہوتے، تو حق تعالیٰ اس کی تصریح قرآن پاک میں فرمائی تے، اگر کوئی
دعویٰ کرے کہ قرآن پاک میں آیات تھیں جنہیں صحابہؓ نے عزت کر دیا، تو یہ دعویٰ باطل ہے، اس
کی مفصل تردید پہلے بیان ہو چکی ہے، اگر علیؑ یا انہ کی طرف اللہ کی وحی ہوتی تھی تو انہوں نے
اس کی طرف تبلیغ احکام میں بقول شیعہ و شیعہوں سے ڈر کر تفسیر کیوں کیا؟ تبلیغ دین میں
یہ کمی کیوں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یا ایہا الرسول یلزم ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک
من الناس (المائدہ ۶۷)

اے رسول! آپ کی طرف آپ کے
رب کی طرف سے جو آتا لاگیا، اسے پہنچا دیں
اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کو نہ پہنچایا
خدا لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا۔

نیز فرماتا ہے:-

یبلغون رسالت اللہ و
یحشونہ ولا یحشون احدا

وہ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اسی
سے ڈرتے ہیں، اللہ کے سوا کسی سے

الا للہ (الاحزاب ۳۹) نہیں ٹھہرتے۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم میں تبلیغ احکام کا فریضہ سرانجام دیا۔ انہیں برداشت کیں لوگوں نے ساتھ نہ دیا، مگر پھر بھی دعوت میں قصور نہ فرمایا، اور کسی سے نہ ٹھہرے اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کی تبلیغی کیفیات کو حکایت نقل فرماتے ہیں۔

وَبِأَنِّ دَعَوْتِي لَيْلًا وَنَهَارًا
ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهْرًا ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا
اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو دن رات بلایا، پھر میں نے انہیں پکار پکار کر بلایا، پھر علانیہ دعوت دی، اور پوشیدہ۔ (نوح ۵-۷-۸-۹)

موسیٰ اور ہارون علیہما السلام دونوں نے فرعون کو باوجود اس کے بادشاہی سطوت اور بددب کے پیغام خدا پہنچایا، اس سے مخالفت نہ ہونے، اس حد تک فرمادیا۔
إِنِّي لَأَخْلَقُ يَاقُوهَ عُونٌ مَّثْبُوتًا
دینی اسرائیل (۱۰۲)
تو بر باد ہونے والا ہے۔

انسانی فطرت کی بنا پر کچھ خوف محسوس ہوا تو بارگاہِ رب العزت سے ارشاد ہوا۔
لَا تَخَافَا إِنِّي مُصَوِّمُكُمَا بِمَا كُنتُم تَفْعَلُونَ
اے موسیٰ اور ہارون! تمہارے ساتھ ہوں میں
راہوں اللہ دیکھتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس حال میں کر آپ اکٹھے تھے، ابو بکرؓ اور چنانچہ دوسرے ساتھیوں کے بغیر آپ کے ساتھ کوئی نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔
قَدْ فَازُوا - (المائدہ ۲)
اٹھ اور ڈرا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا نکالیت کا سامنا کرنا پڑا کہ آپ نے فرمایا۔
مَا أَوْذَىٰ مِنِّي مِثْلُ مَا
اؤذیت۔
ستایا گیا۔

بالآخر آپ نے ہجرت فرمائی اپنا وطن چھوڑ دیا، مگر قہر کر کے نبوت کو نہ چھپایا۔
میں نے اپنی اہل غلبہ منہرشی کے باوجود اپنے والد ابوطالب اور کفار قریش سے نہ ٹھہرے

اور اسلام قبول کیا، اگر علیؑ آپ کے ساتھ شریک نبوت ہوتے یا ان کی طرف وحی کی جاتی تو
 وحیۃ میں کیوں اختلافت آتے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ آپؐ کے رفیق تھے
 دن بدن دین اسلام نے ترقی کی اور قبائل فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی علیؑ کے ساتھ ان کے دور میں ان فوج نے مسالمت کی
 واقعہ محل وصفین میں جان کی بازی لگادی، انہیں تفتیح کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، اگر
 فی الواقع اختلاک یا ہے، تو حجت الہی ان پر قائم ہو گئی، انان بعد تفصل فابعدت رسالتہ لایہ
 اللہ انما ۶۷۔ مخلوق پر کوئی حجت قائم نہ ہوئی، کیونکہ پیغمبر یا اس شخص پر جو پیغمبر کی طرح ہوا
 ایمان لانا تب ضروری ہوگا، جب لوگوں کو پتہ چلے، یہی وجہ ہے کہ بہاؤ کی چوٹی پر رہنے
 والے انسان پر جس تک کسی رسول خدا کا پیغام نہیں پہنچا، ایمان لانا ضروری نہیں ہے، ورنہ
 تکلیف والا بیاطاق لایہ آئے گی،

علیؑ نے اس مفروضہ مشن کی دعوت دی، ہوتی تو ہم تک اس کی خبر تو اترا پہنچتی جس
 طرح کہ تو اترا یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب نے وحی نبوت فرمایا
 اور آپ کے ہاتھ پر معجزات سرزد ہوئے، آپ نے اللہ کا کلام پڑھا، جڑے جڑے فیصیح
 اس کے معارضہ سے عاجز آئے، اور جس طرح کہ یہ تو اترا ثابت ہے کہ لو کہنے نے ابتلا اسلام
 سے ایمان قبول کیا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات سر انجام دیں، وفات تک آپ کی رضا
 ان سے ظاہر ہوتی رہی علیؑ نے پچھن سے ایمان قبول کیا، وہ آپ کے ہم زادہ تھے آپ کی
 و خزان کے گھر تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات کیں، اور موت تک رضائے پیغمبر
 ظاہر ہوتی رہی، عقلاً اور شرعاً جس واقعہ میں تو اترا ہونا چاہیے تھا، تو اترا کا فقدان اس
 واقعہ کے جھوٹ اور کذب کی دلیل قطعی ہے، مثلاً ایک آدمی کہتا ہے، آج سورج گہن ہوا،
 مگر یہ خبر متواتر نہ ہوئی، تو یاد دلش آدمی ہی کہیں اور دوسرے تکذیب کریں، یقیناً وہ خبر
 جھوٹ ہوگی، ہماری اس تحقیق سے مصحف ظاہر یا اس طرح کی اور باتیں باطل ثابت
 ہوئیں، اور ختم نبوت سرور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شد۔

عصمت انبیاء اور امامیہ اللہ کے نبی اور رسول کفر سے معصوم ہوتے ہیں، وحی

ملنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور نبوت سے پہلے اعتقادات صحیحہ کے حامل ہوتے ہیں۔
امیر کہتے ہیں بعض رسول نبوت سے پہلے اور بعد ازاں ان اعتقادات سے واقف
نہ تھے جن کا ماننا ضروری اور فرض ہے۔

عمر بن ابوبکر قتی دمیون اخبار رضا اور کتاب التوحید میں علی بن موسیٰ الرضا سے
وہ اپنے ابا کرام ثانی سے علی بن ابی طالب سے۔

اور محمد بن یعقوب کلینی کا کافی میں ابو جعفر سے روایت کرتا ہے کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام
نے اپنے پروردگار سے سوال کیا، اور کہا اے میرے پروردگار تو دور سے، واکرم میں بلند آواز سے
پکاروں یا قریب، کہ اُہستہ ہوں۔

کلینی نے ابو عبد اللہ سے روایت کی کہ یونس علیہ السلام نے مسجد میں کہا اے اللہ کیا آپ
مجھے عذاب دیں گے، میں نے اپنا چہرہ خاک آلود کر لیا ہے، کیا آپ مجھے عذاب کریں گے؛
میں کہنے خود کو تیرے لئے پیاسا رکھا، کیا آپ مجھے عذاب میں مبتلا کریں گے؟ میں آپ کے
لئے اپنی رات بیدار کر چکا ہوں، کیا آپ مجھے عذاب میں مبتلا کریں گے؟ میں آپ کے
لئے خود کو گنہگاروں سے باز رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ سر اسٹان میں تجھے عذاب
میں مبتلا نہ کروں گا یونس علیہ السلام نے فرمایا اگر آپ نے فرمایا عذاب نہ کروں گا، اگر آپ نے
عذاب میں مبتلا کر دیا، تو کیا ہوگا، آپ میرے پروردگار میں وعدہ بھی آپ فرما رہے ہیں،
اللہ تعالیٰ نے وحی کی سر اسٹان میں عذاب نہیں کروں گا میں جو وعدہ کرتا ہوں اسے
پورا کرتا ہوں۔

یہ تمام آثار موضوع ہیں۔

انبیاء معصوم ہیں، گناہ و عساکر عہد یا خطا ہر طرح کے جرائم سے انبیاء کی عصمت شائع
مستفیہ ابوالحسن صفری، بالفتح، مسکنی، قاضی حیات سن، اور مالکیہ کی ایک جماعت کے نزدیک
متفق ہے۔

مالکیوں میں سے ایک گروہ کہتا ہے، وحی سے پہلے بعض اوقات صغیرہ کا صاغر
ہوجانا جائز ہے۔

ہامیر میں سے ابو یوسف گروہ کہتا ہے کہ جس رسولِ بعثت کے بعد بھی ایسے گناہ کے عذاب ہونے ہیں کہ اس حالت میں موت موجبِ ہلاکت ہو سکتی ہے۔

کلیبی کاغی میں ابو یوسف سے روایت کرتا ہے، اس نے کہا میں نے ابو عبد اللہ کو آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگتے سنا۔

رب لا تخلق الی نفسی طرفۃ
عین ابدا ولا اقل من ذلک۔
اے رب مجھے آنکھ بچکنے کے قدر
بھی میرے سپرد نہ کر، اور نہ اس سے بھی
کم دقت میں۔

اس کے بعد ابو عبد اللہ نے میری طرف توجہ کی، اور کہا اے ابو یوسف یونس بن متی کو اللہ تعالیٰ نے ایک لمحہ کے لئے چھوڑ دیا تھا، اس نے اس دقت گناہ کیا، میں نے کہا کہ اس گناہ سے وہ کفر تک پہنچے، فرمایا نہ البتہ اس حالت میں موت ہلاکت کا موجب تھی۔

نیز ہامیر کہتے ہیں، ائند میثاق کے وقت آدم علیہ السلام نے قرار نہیں کیا تھا۔ غذا تھائی اس قوم کو رب باد کرے، ایک پیغمبر کو کفر کی نسبت دے کر خود پر باد ہو گئے، محمد بن حنفیہ نے ابو یوسف سے میثاق کی خبر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت پیدا فرمائی، آدم اور اس کی اولاد سے فرمایا، البتہ جو بچو دیکھا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور علی میرا مومنین ہے، اور اس کے بعد اس کے بعد ولیدان امر ہو گئے میں اپنے دشمنوں سے مہدی کے ہاتھ سے انتقام لوں گا، اور طوعا کرہا میری عبادت کی جائے گی، اولاد آدم نے کہا ہم ان چیزوں کا اقرار کرتے ہیں، اور اس پر شاہد ہیں، آدم علیہ السلام نے اقرار نہ کیا، اللہ نہ ہی اس کی نیت اقرار کرنے کی تھی۔

نیز ہامیر کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے میثاق پر قائم نہ رہے، اور جو ان سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا اسے ترک کر دیا۔

عرج صفحہ ۱۲۔

ولقد عہدنا الی آدم من قبل
فمنی ولم نجد له عزما (طہ ۱۱۵)
ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا، وہ
بھول گیا، اور ہم نے اس میں پھنکی نہ پائی

کی تفسیر میں کہتا ہے، اہم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ائمہ کے حق میں عہد لیا تھا پس اہم علیہ السلام نے اس عہد کو ترک کر دیا، اور انہیں اس بات کا کہ عہد اور ائمہ ایسے ہیں، یقین و عزم نہیں تھا۔

امامیہ کے ہاں ہے یہ آخر مرفوع کے حکم میں ہے، مگر وہ حقیقت یہ موضوع ہے، صفار اپنے دادا فردخ مولیٰ بنی بن عبید اللہ اشعری کے مذہب پہنچا، یعنی کافر تشیع کے پردہ میں آیا، اور اس کی طرف جھوٹی بناوٹی باتیں منسوب کیں، جو کہ موجب قدر حقین، حالانکہ ائمہ کا دامن ان سے پاک تھا۔

ذمیلہ کہتے ہیں کہ خدا علی تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر بھیجا کہ آپ لوگوں کو اس کی طرف لائیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی دعوت شروع کر دی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی۔

امامیہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے امر کی مخالفت کی غدیر خم کے موقع پر دوبارہ وحی آئی، کہ علی کو خلیفہ بنائیں، صحابہ کے ڈر سے وحی کو رو کر دیا، اور استغفار دے دیا، تیسری بار جب خطاب نازل ہوا اس وقت قبول کیا۔

ان کا شیخ محمد بن النعمان "درودہ" وغیرہ میں روایت کرتا ہے، کہ حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، حجۃ الوداع سے فارغ ہونے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہونے کے بعد، جبریل نے کہا اے رسول خدا میرا پروردگار تجھے سلام کہتا ہے، اور حکم دیتا ہے کہ علی کو امامت پر قائم کر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بھائی جبریل خدا تعالیٰ میرے دوستوں کے علی کے ساتھ بغض کر جاتا ہے، میں اپنے اصحاب سے ڈرتا ہوں کہ میں وہ میری ایذا رسانی پر اتفاق نہ کر لیں، میرے لئے پروردگار سے استغفار اور اجر ملے پروردگار کے پاس گیا، اور پیغمبر کا جواب پیش کیا، حق تعالیٰ نے جبریل کو پھر بھیجا، اور وہی پہلا حکم دیا، پیغمبر نے پھر پہلے کی طرح استغفار دیا۔ پھر جبریل خدا کے پاس گیا، اور دوبارہ جواب دیا، پس حق تعالیٰ نے جبریل کو خطاب کے ساتھ بھیجا، اور یہ امت نازل ہوئی۔

۱۷۱ امیر ایک نصیر

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
 الیک من ربک وان لم تفعل
 فما یبلغک ومالتہ واللہ
 یتصحبک من الناس۔
 (المائدہ ۶۷)

جب تیسری بار جبریل علیہ السلام یہ آیت لائے، تو پیغمبر نے کہا چونکہ میری نگہبانی
 کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے لے لی ہے، اس لئے اب میں تبلیغ کروں گا، مکہ مدینہ کے درمیان
 غدیر غم کے مقام پر اونٹوں کے کچاویے جمع کئے، ایک دوسرے پر رکھ کر ان کا منبر بنایا
 اور کہا، اے لوگو! علی امیر المؤمنین اور رب العالمین کا خلیفہ ہے، میرے بعد کوئی شخص علی
 کے سوا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

من کنت مولای فعلی مولای
 اللہم وال من والاک و
 عاد من عاداک۔
 جس کا میں مولیٰ ہوں، علی اس
 کا مولیٰ ہے، اے اللہ جو اس سے دوستی کرے
 اسے دوست بنا، اور جو اس سے دشمنی
 کرے اس کو دشمن بنا۔

علی بن جعفر، محمد باقر سے اسی طرح روایت کرتا ہے۔
 کلیثی نے بھی کافی حد تک اس کے بسنے حصص روایت کئے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے، کیا قبائح اور شنائع انبیاء کی طرف منسوب کئے ہیں؟
 حق تعالیٰ تو انبیاء کی تعریف میں فرماتا ہے۔
 یبلغون رسالت اللہ و یحشونہ
 ولا یحشون احدا الا اللہ۔
 اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں، اسی
 سے ڈرتے ہیں، اور اللہ کے سوا کسی
 سے نہیں ڈرتے۔
 (الاحزاب ۳۹)

یہ لوگ رسول اللہ علیہ وسلم سے وہ چیزیں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اصحاب کے خوف سے
 لکھ دیجئے، اصل کافی باب اللہ رسول اللہ علیہ وسلم و احدا غیر اللہ۔

تبلیغِ مذکی اور دوبارہ وحیِ ربو فرمائی، اسلام کے ابتدائی دور میں کفار کے غلبہ کے باوجود تبلیغ نہ چھوڑی دینِ حسیبِ کل ہو گیا، اور نعمتِ الہی تمام ہوئی، اس وقت صحابہؓ کے خوف سے تبلیغِ مذکی؛ (کیسا غلط انداز سوچ ہے!) (سید علو الذین ظلموا ہی غلبہ تبلیغوں۔) اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے دلوں میں سے ایک دوسرے کی کدورت نکال، اور ان میں اتفاق پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ اس منشاوار احسان کا اظہار فرماتا ہے:-

واذکذا انعمت اللہ علیکم ۵۱
کنتم اعداء خالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔
(ال عمران ۱۰۳)

اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک
دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے
دلوں کو متحد کیا، اور اس کا احسان ہے کہ تم
بھائی بھائی ہو گئے ہو۔

نیز فرماتا ہے:-

والف بین قلوبہم لولا نفقت ما
فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبہم
ولکن اللہ الف بینہم۔
(ال انفال ۶۳)

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو متفق
کیا ہے، اگر تم زمین کی سب چیزیں خرب
کر دو تو بھی ان کے دلوں میں اتحاد پیدا نہ
کر سکتے مگر اللہ نے ان کو متحد کر دیا ہے،

یہ حضرات صحابہؓ کا مافی کے ساتھ بغضِ ثابت کرتے ہیں حالانکہ صحابہؓ باہم شیر و شکر
تھے، یہ گمراہ کیسے جاہل اور احمق ہیں۔
ابنِ مطہر علی کہتا ہے:-

المحبان لا یستحقن الامامة۔

یہ گمراہ تبلیغِ رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرفِ خوف کی نسبت کرتا ہے، جو
کہ ہر دلی کی وجہ سے ہوتا ہے، حالانکہ ان کے ہاں بڑوں امامت کا مستحق نہیں ہے، تو نبوت کا
مستحق کہاں ہوگا؟ گویا کہ انہوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا، حتیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کبھی بھی خیر خدا سے مخالفت نہیں ہوئے۔

ایک سوال اور جواب اگر کہا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے ڈر سے خدیں

رہے تو جواب یہ ہے کہ آپ خوف کی وجہ سے غار میں نہیں رہے، بلکہ اللہ کے حکم سے حکمت کی بناء پر اس میں رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر کو تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے فرماتا اس کی دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنہ صراطِ اپنا امر پورا کرتا ہے، تو دشمنوں کا خوف کیوں کرتے؟

ولأول عصمت انبیاء ہمارے نزدیک روافض کی انبیاء کی طرف گمراہی کی نسبت کفر ہے، حق یہ ہے کہ اللہ کے نبی کفر اور ماسی سے مطلقاً معصوم ہوتے ہیں، (۱) ارشادِ ربّانی ہے

لینال عہدی الظالمین (البقرہ ۱۲۳) یعنی میرا عہد نبوت ظالموں کو نہیں ملے گا، اور گناہ کا رخلام ہے۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔

لَا یُحِصُونَ اللہ مَا أَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ۔
(التحجیم ۶)

اس آیت سے فرشتوں کی عصمت ثابت ہوتی ہے، اور انبیاء، بالاتفاق فرشتوں سے افضل ہیں۔ تو وہ یقیناً معصوم ہوئے۔

۱۳۔ رسولوں کو اس لئے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے کہ وہ خدا کا پیغام بندوں تک پہنچائیں، اور بندے ان کی اتباع اور تقلید کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا تَأْكُرُ الرُّسُولَ فَاخَذَ دَا
وَمَا تَهْجُرْهُ فَانْتَهَوْا۔
(الحشر ۷)

اگر انبیاء سے عصمت کا سرزد ہونا جائز ہے، تو یہ قابلِ اتباع نہیں ہیں، اور ان کی بیان کردہ باتیں، اور احکام قابلِ اعتماد و وثوق نہ رہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
ان جاء کھ فاسق بنیا یعنی فاسق کی خبر کی تحقیق کرو، تب تک

فقینوا (المحجرات ۶) علی نہیں کرنا چاہیے۔

۱۲۔ خبر واحد مفید علم یقین نہیں ہے، کیونکہ احتمال کذب و خطا موجود ہے۔ اگر انبیاء کو مصوم نہ مانا جائے، ان کی اخبار سچی دوسری احادیث کی طرح غیر مفید علم بن جائیں گی۔ عصمت کے سبب سے ہی کذب اور خطا کا احتمال انبیاء کے کلام سے دور ہو سکتا ہے، اور انبیاء کی احادیث علم یقین کی موجب بن سکتی ہیں، ان کو مصوم نہ ماننے کی صورت میں ان کی احادیث و اخبار نہ تو موجب علم ہیں، اور نہ ہی مخلوق پر حق تعالیٰ کی بھت ہی قائم ہوتی ہے، وراضی جو روایات انبیاء کے عصیان کے بارے میں پیش کرتے ہیں موضوع ہیں اور بناوٹی۔

یونس اور ابراہیم کی طرف | یونس مایہ السلام نے کوئی گناہ نہیں کیا یہ جو قرآن پاک میں ہے، منسوب گناہ کی نفی ہو | **وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ اُلُوهًا ۚ سُبْحَانَ الَّذِي فِي يَدَيْهِ الْمَصْبُورُ** (الانبیاء ۲۲) یعنی پھل دالے کا ذکر کر جب کہ وہ ناراض ہو کر گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے لئے ایک ایسی قوم پر ناراض ہوئے جنہوں نے قرآن بانٹ کر کیا تھا اس کا سینہ تنگ ہو اور ان میں سے نکل کھڑا تھا جبکہ انہیں اللہ کی طرف سے ابھی وحی نہیں آئی تھی، ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تنگی نہیں فرمائیں گے۔ **وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ** (البقرہ ۲۲) یعنی اللہ کے ساتھ دوسرے معبود پر ہے، **(تَبٰرَكَ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا ۚ فَمَا يَكْفُرُ لِمَصْرُوفٍ ۖ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ)** (الشوریٰ ۱۷)

تاکید میں یونس پکارے، اے اللہ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، میں آپ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں واقعی خود پر زیادتی کر چکا ہوں، انتہائی انصرع اور عاجزی کے طور پر انہوں نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ قوم میں سے وحی آنے سے پہلے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

انبیاء جھوٹ بولنے سے مصوم ہیں، اس لئے کہ اخبار میں کذب بیانی دوسرے جرائم سے بدتر ہے، اور کبیر و گناہ ہے، اگر انبیاء سے جھوٹ سرزد ہو سکتا تو ان کی بیان کردہ خبروں پر سے اعتبار مٹ جاتا ہے۔

امیہ کہتے ہیں انبیاء اللہ کے جھوٹ بولتے تھے، بلکہ ان کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے، دیکھیے ابراہیم علیہ السلام نے تفتیشی وجہ سے انی سقیم کہا حالانکہ یہ واقعہ جھوٹ تھا۔

بیات بالکل غلط ہے، اسی طرح حدیث میں جو آتا ہے،
 اندھ لہریکا بٹ ابواھیدہ الا
 ابراہیم علیہ السلام نے تین
 کذبات کرے۔
 ثلث کذبات۔

سامعین کے فہم کے اعتبار سے تو کذب ہے، اور حقیقت بات جھوٹ نہیں تھی، بلکہ
 یہ کلام تعریفیات کے قبیل سے تھا۔

اخلاق و ذلیلہ سے انبیاء علیہم السلام کی فطرت اخلاق مذکورہ سے پاک اور منزہ ہوتی
 انبیاء پاک ہیں، ہے اخلاق خود پسندی، حسد بغض، اور بزدلی وغیرہ سے۔

کیونکہ یہ دل کے گناہ شمار ہوتے ہیں، اور مسمی قلب ظاہری اعضا کے گناہوں سے زیادہ
 شدید ہوتے ہیں، جبکہ شیطان کو انبیاء پر کوئی دسترس حاصل نہیں ہے، نتیجہ واضح ہے،
 قرآن پاک میں ہے۔

ان عبادی لیس لك علیہم
 بے شک میرے بندوں پر تجھے قدرت
 حاصل نہیں ہے۔

سلطان (الاسماء ۶۵)
 امامیہ گروہ علیہم السلام بعض پیغمبروں کے حق میں عجیب، حسد اور تشنگی شیطان کے
 قائل ہیں، محمد بن بابویہ قمی، "عیون اخبار رضا معانی" اخبار میں علی بن موسیٰ رضا سے روایت
 کرتا ہے۔

کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجود ملائکہ بنا کر اعزاز بخشا تو آدم علیہ السلام
 نے اپنے دل میں کہا میں سب مخلوق سے افضل و برتر ہوں۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم ساق عرش کی طرف سر اٹھاؤ، انہوں نے سر
 اٹھایا وہاں یہ لکھا پایا۔

ملے کچھ بخاری صحیحہ میں۔ ایذا لہری خراج کے خلاف ہی ہے، اور کذاب الی فہم السامعین امامی فضل ہر
 قدر داعیہ کچھ بخاری ایسی سامعین کے عقیدہ کے کذاب ہے، اگر یہ بات غلط واقع نہیں تھی، اتنی۔

امام ابن تیمیہ نے مسند الامام میں لکھا ہے کہ کذاب یعنی قرمض کے ہے۔
 کذاب اصل کافی صحت سے باب فیما یصلی اللہ عزوجل آدم وقت امتحان میں ہے، ابن ابی جعفر قال ان آدم کذاب
 سلطت علی الشیطان و امرتہ من بری الامم الا انہی اے اللہ وقتہ شیطان کو حق پر مسلط کر دیا ہے، اور اسے میرے
 خون کی جگہ دے دیا ہے، اتنی۔

لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ علی ولی اللہ امیر
المؤمنین و زوجتہ فاطمہ
سیدۃ النساء العالمین والحسن
والمحسین سید شباب
اہل الجنۃ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،
محمد اللہ کے رسول ہیں، علی اللہ کے ولی
اور ایمان داروں کے امیر ہیں۔ اور
اس کی بیوی فاطمہ جہان کی عورتوں
کی سردار ہے، اور حسن و حسین بہشت
کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

آدم علیہ السلام نے فرمایا ہے پروردگار یہ کون لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری
اولاد سے ہیں اور تجھ سے اور میری تمام مخلوق سے بہتر ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تجھے پیدا نہ کرتا
اور نہ بہشت و دوزخ کو، اور نہ آسمان و زمین کو، نہ کہ رہتا انہیں جس کی آنکھ سے نہ دیکھنا
ورنہ میں تجھے اپنی جوار سے نکال دوں گا، آدم علیہ السلام نے حملہ سے ان کو دیکھا، اور پھر
اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس پر مسلط فرما دیا، اور آدم نے ممنوعہ پردہ سے کھایا۔

نیز ابن بابویہ عن ابی بصیر عن فضیل بن عمر سے وہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے، کہ
اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو بہشت میں سکونت دی، اور فرمایا یہاں جہاں سے
پاہو کھاؤ، اس پردہ کے قریب نہ جانا، ورنہ ظالموں سے ہوجاؤ گے، آدم نے محمد، علی، فاطمہ، حسن
و حسین، اور ان کے بعد کھائے کے مرتبہ کو دیکھا اور انہیں افضل منازل بہشت میں پایا، تو
آدم اور ان کی بیوی نے کہا اے میرے پروردگار یہ مرتبہ کس کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ
جل جلالہ نے فرمایا اساقِ عرش کی طرف سر اٹھاؤ، پس انہوں نے سر اٹھایا، اساقِ عرش
پر یہ نام: محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور اماموں کے نام نور سید سے تحریر شدہ تھے، آدم
اور ان کی بیوی نے فرمایا اے پروردگار یہ مرتبہ کتنا اونچا ہے؟ اور یہ لوگ تجھے کتنے
پیارے ہیں! حق تعالیٰ نے فرمایا، اگر یہ نہ ہوتے، میں تجھے پیدا نہ کرتا، یہ میرے علم کے
خزانہ بردار ہیں، اور میرے رازوں کے امین۔ ان کی طرف جس کی نظر سے نہ
دیکھنا، اور ان کے مرتبہ کی آلودہ نہ کرنا، ورنہ تم میری نافرمانی میں آجاؤ گے، اور
ظالموں سے ہوجاؤ گے، شیطان نے دوسرے والا اور قریب دیا۔ اور انہوں نے ان

کے منزلت کی تسلی اور مساندہ نگاہ سے دیکھا، ان کو خوار کیا، اور زمین کی طرف پھینکا،
خدا تعالیٰ اس قسم کے کفر یا آثار و منہج کرنے والوں پر لعنت فرمائے۔

سہو اور غلط فہمی سے انبیاء کا | جن امور کا تعلق تبلیغ رسالت سے ہے ان میں سہو
معصوم ہونا اور ایمان یافتہ اور غلط فہمی سے انبیاء معصوم ہیں، ہاں جس حکم کو خدا تعالیٰ
منسوخ فرمادیں اسے فراموش کر دیتے ہیں۔
ارشاد ہے:-

ما تشيخ من آية او نفسها نأت | ہم جو آیت منسوخ کر دیں، یا جملہ ای
بخير منها او مثلها (البقرة ۱۰۶) | اس سے بہتر لاتے ہیں یا ہی طرح کی۔
نیز فرمایا:-

سنق، تلك فلا تنسى الا ما شاء | ہم آپ کو چڑھائیں گے، آپ نہ
الله (يعني ما شاء الله، نسختم | بھولیں گے، مگر جو چاہے، یعنی جسے اللہ
(الاحق ۷۰۶) | منسوخ کرنا چاہے۔
نیز فرمایا:-

ثم ان علينا بيان (القيامة ۱۹) | پھر اس کا بیان کرنا ہم پر ہے۔
اس لئے اگر فراموشی یا غلطی کا احتمال موجود ہو تو ان کے بیان کردہ احکام سے اعتماد
اٹھ جائے گا۔

بشریت انبیاء | اللہ کے رسول ہمارے حکامین کے نزدیک احوال دنیا، احوال نفس، اذکار قلوب
میں باقی انسانوں کی طرح ہیں، صوفیا فرماتے ہیں، انبیاء ذکر الہی سے معصوم ہیں، خطابیہ اور
معمریہ کہتے ہیں، کہ سہو سے معصوم نہیں ہیں۔

معراج نبی الشریف | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، اور وہاں
سے ساتوں آسمانوں اور اس سے اوپر حالت بیداری میں تشریف لے گئے، مگر معمریہ اور
انجیلیہ اور ذمیہ معراج کے حکم ہیں۔

آیت سبحان الذی اسویٰ جبہ، ۴، اور حدیث متواتر ان کی کذب ہے، آسمانوں

کاموازع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا ان کی توفی کے حکم میں ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں:-

اذ قال الله يا عيسى اتي متوفيك
ورفعك الی ومطهرک من الذین
کفروا وحبا علی الذین استعبدک
فوق الذین کفروا الی یوم
القیامۃ۔
(ال عمران ۵۵)

جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے
لیتا ہوں، اور اپنے پاس اٹھانا ہوں،
اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا، اور
ترے تابع داروں کو کفر کرنے والوں
سے اوپر کروں گا، قیامت کے دن
تک۔

دین عیسوی منسوخ ہونے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے متبع نصاریٰ تھے، اور اس
وقت اہل سنت و جماعت میں، تاکہ حق تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہ قرار دیا جائے،
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ما قلت لحد الاما امرتني به
ان اعبدا واللہ سامی وراکم
وکنت علیہم شہید اما دمت
فیہم قلما توفیتنی کنت امت
الرقیب علیہم (الانعام ۱۱۷)

میں نے ان کو وہی کہا جو آپ نے مجھے
حکم دیا، یہ کہ اللہ سامی وراکم، جو کہ
میرا اور تمہارا رب ہے، میں گواہ تھا جب
تک ان میں رہا، جب آپ نے مجھے لے
لیا تو آپ ہی ان پر نگران تھے۔

منصور یہ کہتے ہیں کہ اگر منصور علی کو بھی معراج آسمانی ہوا ہے، اور وہ خدا سے ہم
کلام ہوا۔

جو رسول نے دیکھا علی نے | قرآن تو فرماتا ہے، لقد رای من آیات ربہ الکلبی الفجہ۔
بھی دیکھا، امامیہ موقف | یعنی یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں
دیکھیں، مگر امامیہ کہتے ہیں، جو کچھ محمد نے دیکھا ہے، علی نے بھی دیکھا۔

ابن بابویہ نے کتاب معراج میں ایک ایسی روایت بیان کی ہے، لکھتا ہے:-

علیؑ شب معراج میں زمین پر تھے، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ آسمانوں پر دیکھا

علیٰ بن ابی طالب پر سے ہی دیکھتے رہے۔

اس سے علی کی باریک بینی نبی سے زیادہ معلوم ہوتی ہے، کبھی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو آسمانوں پر رکھا، جبکہ وہ ایک مادہ ہستی اور غنی پر مشتمل تھا۔ ان کے ہاتھ میں محمد کا جھنڈا اور اس کے ارد گرد شیعیان علی تھے۔ یہ روایت پہلی روایت کے متعارض ہے، اور ان کی ماکہ روایات باہم متناقض و متعارض ہیں۔

نصوص میں جو امور وارد ہوئے ہیں، سب ظاہر پر
 اس بارہ میں مبتدعین کا منوقت | عمل ہیں، البتہ کہ تواریک کے ذریعہ اس کا خلاف ظاہر
 ہونا ثابت ہو جائے،

اسلمیہ منصور پر خطاب، عمریر، باطنیہ، قرطبیہ اور قتیبہ کہتے ہیں، کتاب و سنت میں جو امور مثل وضو، تیمم، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، بہشت، اور ذخیرہ و قیامت وغیرہ وارد ہوئے ہیں، ظاہر پر محمول نہیں ہیں، ان سب کی تاویل کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نسخ | عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شراذخ احکام احکام کے بارہ میں مبتدعین کا منوقت | جائز نہیں ہے، مگر عمریر کہتے ہیں، احکام نبی کے ذمہ منقض تھے، البتہ خطاب کے بعد جب عمر صاحب نبی ہوئے احکام و فرائض اور دیگر تکالیف سب ساقط ہو گئے ہیں، اور عمرات کو بھی حلال کر دیے ہیں۔

منصور پر تکلیف احکام شرعی کے سقوط کے قائل ہیں، اور بہشت کی تاویل کرتے ہیں۔
 حیریر کہتے ہیں، امر و نہی پانچویں صدی کے امام و حجت من بن ہادی کے سپرد تھے، اس نے شرعی تکلیفات کو ساقط کر دیا۔

امامیہ کہتے ہیں، بعض قرآنی احکام کو ایام و وقت منسوخ کر سکتا ہے۔

محمد بن بابیر قمی ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اجساد آدمیان پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آدمیان اور ارج میں برائے پیدا کئے، اگر کھڑا ہوتا تو براہ کھڑے ہوتے۔ اہل بیت کو ان کا وارث بنایا، کیونکہ ازل سے حق تعالیٰ نے ان کو براہ بنایا تھا، جبکہ ولادت کے ذریعہ ان کا کوئی وارث نہ بنایا۔

کسی کو تکلیف والا بیانات جس کا کہ ان فوں کو طاق و وسعت حاصل نہ ہے اس کی تکلیف نہیں دی گئی | انہیں دی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا وِزْرًا

البقرہ ۲۸۶- یعنی اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

ایمان کیا ہے؟ | اللہ تعالیٰ پر ایمان دانا فرض ہے، اور اس کی فرضیت کے اور احکام کے لئے عقل کافی ہے ایمان تصدیق قلب یا انقیاد و اقرار کو کہتے ہیں، انقیاد اور اقرار کے بغیر تصدیق غیر مفید ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سجدوا برہا واستیقنہا انفسہم
ظلموا وعلوا۔
انہوں نے ظلم و علو کر کے اس کا انکار کیا، جب کہ دل میں یہ اس کا یقین رکھتے ہیں۔
(النمل ۲۸)

نیز فرمایا۔

یہا خونہ کما یہا فون ابناؤ ہم
(البقرہ ۱۲۶)
اسے ایسے بچاتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو بچاتے ہیں۔

آخر اس اور کمرہ پر سے اقرار ساقط ہو جاتا ہے، تصدیق قلب ساقط نہیں ہوتی ہے۔
اعمال داخل ایمان نہیں ہیں | اعمال ایمان کا جزو نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الذین امنوا وعلواصلحتہ (الرومل ۱۴)
ایمان پر عمل صالح کا عطف منابت کی دلیل ہے۔

ایمان میں کمی | حنفیہ فرماتے ہیں ایمان زیادہ و نقصان قبول نہیں کرتا، اس لئے کہ تصدیق بیشی ہوتی ہے، کے بغیر ایمان نہیں اور تصدیق علم الیقین کو کہتے ہیں اس میں زیادہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔

جن نصوص میں زیادہ ایمان کی تصریح ہے، وہاں مجاز ہے، یعنی کثرت اعمال کا درجہ سے اوصاف کا زیادہ ہونا۔

ملحہ میں بات ہے کہ اعمال میں کما جزو ہے، جس کا کوئی صحیح فرقہ میں ہے، ایمان بفتح و سیر، شعبۂ اعلیٰ سے قول اللہ تعالیٰ وانا آتوا من اللہ فی حق مسلم جلد ۱ ص ۱۰۳۔ یعنی ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ایمان کا مخرج و مخرج شرع، اور اس کی وسعت و صفات و احوال میں ہے۔

تامل کرنے والے پر غصہ نہ ہے کہ تصدیق انسانی کیفیات سے ہے کیفیات زیادہ
ونقصان سے متصف نہیں ہوتیں، زیادت ونقصان تو کم کے اوصاف ہیں تصدیق کا زیادہ
ونقصان سے متصف ہونا مجاز ہے، یعنی اس اعتبار سے کہ عمل کی وجہ سے بعض اوصاف
کا انضمام ہو گیا ہے۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ نفس تصدیق زیادہ ہوتی ہے اس لئے کہ خبر متواتر سے علم کے بعد
رویت مسمیٰ سے یقین زیادہ ہو جاتا ہے، اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے رویت بصری کا
مطالبہ فرمایا اور اس زیادت کو الہیمان قلب سے تعبیر فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے۔

اولھ تو من قال بلی و لا کون
لیطمئن قلبی (البقرة: ۲۶۰)

نہیں، مگر تاکہ میرا دل الہیمان حاصل کرے،
یہ زیادت ایمان کتاب و سنت و اقوال صحابہ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لیزدادوا ایمانا مع ایما فہم
(الفتحہ ۴)

تاکہ یہ اپنے ایمان کے ساتھ مزید
ایمان حاصل کر لیں۔

سزا دتھم ایما فا۔
(الانفال ۲)

آیات قرآنی ان کا ایمان زیادہ
کرتی ہیں۔

صحابہ کرام نے فرمایا۔

اجلس بنا نو من
صاعۃ۔

کچھ وقت ہمارے ساتھ بیٹھ تاکہ ہم
ایمان حاصل کریں۔

اس طرح کے کافی آثار ثابت ہیں، انہیں ظاہر کے خلاف محمول کرنا ضروری نہیں ہے، حدیث
کی خدمت میں رہتے وہ انسان جسے فیض محبت حاصل کرنے سے پہلے بھی یقین ایمان
مائل تھا اور جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ تھی، فیض محبت حاصل کر لینے کے
بعد اس کے ایمان کا رنگ اور ہی ہو جاتا ہے۔

لے سلف میں صحابہ کرام اور شیخ کا یہ مسلک ہے، یقین مند کے لئے کتاب میں نام نہیں لیا، مگر فرمایا ہے۔

مترکب کبیرہ کا ایمان اکبر و گناہ کا مترکب ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا کیونکہ تصدیق باقی ہے، مترکب کہتے ہیں، ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، گناہگار توبہ کئے بغیر مر جائے، تو اللہ عز و جل کی مرضی اسے بخشے یا سزا دے، وہ چاہے تو کبیرہ کو معاف کر دے، اور صغیر گناہ پر سزا دیدے، ایسا کر سکتا ہے، ہاں حق تعالیٰ کفر کو معاف نہیں فرماتے۔
ارشاد ربانی ہے۔

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (النساء ۱۱۶)
اللہ کے ساتھ شرک کیا جائے، نہیں بخشے گا اس کے علاوہ جس کو چاہے، بخش دے گا۔

نیز فرمایا۔

يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء (المائدة ۱۸)
جس کو چاہے عذاب کرتا ہے، اور جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

نیز فرمایا۔

ان الله يغفر الذنوب جميعا (الزمر ۵۲)
اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے،

اطاعت پر ثواب اور نافرمانی پر سزا دینا کیا خدا پر واجب ہے؟ وہ اپنے وعدہ کی بنیاد پر ایمان والوں کو اطاعت پر سزا دینا کیا خدا پر واجب ہے؟ ثواب دے گا، وعدہ سے قطع نظر اس پر مطیع کو ثواب دینا اور نافرمان کو عذاب کرنا واجب نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الله لا يخلف الميعاد (آل عمران ۹)
اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

موافقت کا عقیدہ ہے کہ مطیع کو ثواب دینا اور نافرمان کو سزا دینا خدا پر واجب ہے، یہ نظریہ نصوص کے خلاف ہے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔
کبیرہ گناہ کی توبہ جو بخش ایک کبیرہ سے توبہ کرتا ہے، مگر ایک اور کبیرہ گناہ بھی رکھتا ہے

پہلے کبیرہ سے اس کی توبہ قبول ہے۔

جس شخص نے کل کبرگناہوں سے توبہ کر لی، صغائر سے توبہ کرنا بھی اس پر ضروری ہے، اور نہ عذاب و سزا کا احتمال باقی رہے گا۔

کیا مرتکب گناہ کافر ہے؟ اخراج کفر و یک گناہ کافر ہے، گناہ صغیر ہو یا کبیرہ معترکہ کے نزدیک مرتکب کبیرہ سے ایمان خارج ہو جاتا ہے، مگر کافر بھی نہیں ہوتا، مرتکب کے نزدیک کوئی جرم بھی ایمان میں نقصان پیدا نہیں کرتا، جس طرح کوئی اطاعت کفر میں فائدہ نہیں کرتی۔

امامیہ جو کہ مرتبہ اور قدر یہ دونوں کی غلطیوں سے طوٹ ہیں، باوجودیکہ کہتے ہیں کہ صلح کو بدلہ دینا اور ماحی کو سزا دینا واجب ہے، تاہل ہیں کہ محبت علی جو گناہ کرے اس سے باز پرس نہ ہوگی، اور اس پر عذاب نہ ہوگا، اس بارہ میں اپنے ائمہ سے روایات پیش کرتے ہیں،

سوال منکر و نکیر و عذاب قبر میں منکر کبیر کا مروی سے سوال کرنا احادیث مستفیضہ سے ثابت ہے، اور حق تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی۔

بیشب اللہ الذین آمنوا
بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا
وفی الآخرة۔ (ابراہیم ۲۴)
اشر تعالیٰ ایمان قبول کرنے والوں
کو دنیا اور آخرت قول ثابت پر ثابت
قدم بناتا ہے۔ (ابراہیم ۲۴)

کافروں اور بعض نافرمان ایمان داروں کے لئے عذاب قبر حق ہے، اور اہل طاعت کے لئے قبر میں انعام و اکرام محقق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اعزقوا فادخلوا ناراً
کئیں ڈبو دیا گیا، اور آگ میں داخل
کئے گئے۔ (نوح ۲۵)

اس میں کفر میں ہے جو قرآن میں مذکور ہے، چاہے قلم بدو بدو ہو، اشر تعالیٰ اسے عذاب دے بشرح محض کرتا ہے، لیکن وہیں ہی آخرت میں ایمان داروں کا عذاب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

القدور موضة من دياض الجنة او حفرة من حفرة النيران۔
قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے، مگر سنی کے اعتبار سے مستفیض بلکہ متواتر ہے، بعض کہتے ہیں قبر میں عذاب روح کو ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں بدن کو۔ حق یہ ہے کہ دونوں کو اس کی کیفیت میں مشغول ہونا کوئی ضروری امر نہیں ہے، ردافض عذاب قبر کو غیر شیعہ کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں، مالا نکوابن بابویہ قمی عمران بن زید سے روایت کرتا ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا میں نے سنا ہے، کہ آپ فرماتے ہیں ہمارے تمام شیعہ بہشت میں ہوں گے، جو عمل بھی رکھتے ہوں، ابو عبد اللہ نے فرمایا میں نے شکیک کہا ہے، خدا کی قسم وہ ضرور بہشت میں جائیں گے۔ میں نے کہا چھوٹے بڑے گناہ بہت ہوتے ہیں، فرمایا، قیامت کے دن یہ انہی یا دوسری نبی کی شفاعت سے بہشت میں جائیں گے، البتہ برزخ میں تم پر عجب ظہور ہے، میں نے پوچھا برزخ کیا ہے؟ فرمایا موت سے قیامت تک قبر کا وقت انہی۔

حشر میں اجسام کا اٹھنا | موت کے بعد عالم حشر میں جسموں کا اٹھنا حق ہے، ازرا میر، کاظم، منصور، حمیر، باطنیہ، قمریہ، جناح، خطیب، میمون، مقفیہ، خلیفہ، بخاریہ، اور میر حشر کے قائل نہیں نہ اجماد کا نہ ادراج کا، بلکہ یہ فرقے اسی عالم میں تعلق کے قائل ہیں۔ ہمیشہ کے لئے۔

قیامت کے روز عقل مند، پاگل، بچے، جن، شیاطین، جانور، پرندے، اور حشرات وغیرہ سب اٹھائے جائیں گے، یہی کراہت ذیل کے عموم کا اقتضار ہے۔
قل یحییٰ الذی انشاءہا اول سے وہ پیدا کرے گا، جس نے

لے ۶۰ ترقی جلد ۳۳۔

لے روح کا ایک بدن سے نکل کر دوسرے میں داخل ہونا ۳۳۔ خیانت افات ۳۳۔

موتہ و هو بكل خلق عليم۔ پہلی بار بتایا، وہ ہر مخلوق کا جانتے والا ہے۔ (یونس ۷۹)

دردنوں اور جانوروں میں ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا اور پھر ختم کر دیئے جائیں گے۔

حساب اور نامہائے حساب حق ہے، مسلمانوں کو دائیں ہاتھ میں نامہ مال دیا جائے گا اور کافروں کو بائیں ہاتھ میں، اور پیٹھ کے پیچھے میزان اور اعمال نیک و بد کا میزان میں ٹھکانا حق ہے، مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں بعض کہتے ہیں، نامہ اعمال کا وزن کیا جائیگا، بعض کہتے ہیں اعمال جو کما عرض ہیں جو ہری صورت میں ہو جائیگے (والعلم عند اللہ)

پہل صراط اور روزخ کی پشت پر بال سے ہار یک اور تلوار سے تیز پہل صراط حق مخلوق کا گذرنا ہے اس پر سے کچھ لوگ برق رفتاری سے گذر جائیں گے، کچھ ہوا کی طرح، بعض عمدہ گھوڑے کی رفتاریں۔ بعض پیدل چال میں، بعض چوڑھی کی طرح کوئی سالم پار ہو جائیں گے، اور کوئی زخمی ہو کر، اور بعض روزخ میں گر جائیں گے۔ دیگر کوائف عالم حشر لگائے ہوں پر اعضا کا شہادت دینا حق ہے، جوش کو شریعت ہے، شفاعت انبیاء، اولیاء، صلیاء اور اطفال صغار حق ہے۔ مگر یہ شفاعت اللہ کے اذن کے بعد ہے۔

ارشاد ہے:-

من ذا الذي يشفع عنده الا باذن۔ (البقرة ۲۵۵) کون چاہے اس کے ہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے۔

بہشت اور روزخ حق ہے، اور اس وقت موجود و مخلوق ہیں ان پر ابد تک ایک آن کے سوا قاتلاً نیکی۔

جہیم کہتے ہیں مدت مدید کے بعد بہشت و روزخ اور ان کے ساکنین قنا ہو جائیں گے اس پر اتفاق ہے کہ کافر جنوں کو روزخ میں عذاب دیا جائے گا، مسلمان

جنوں کے بارہ میں اختلاف ہے، ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کیفیت ثواب میں توقفت کیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرح بہشت میں ثواب دیئے جائیں گے، ابو یوسف اور محمد نے بھی یہی کہا ہے، اللہ تعالیٰ جنوں اور انسانوں پر بہشت کی نعمتوں کا احسان جملاتے ہوئے فرماتا ہے

لھو یطمئنن انھن قلوبہم والجان
قبای الآء ربکا تکن بان۔
مردوں کو ان سے پہلے کسی انسان
اور جن نے ہاتھ نہیں لگایا، پس
رب کی کون کون سی نعمتوں کا
(الرحمن ۵۶-۵۷)

نعمتہائے بہشت اور عذاب و دوزخ | حق تعالیٰ نے بہشت میں حورو و قصور، انہار کے بارہ میں مبتدعین کے نظریات و اشجار، اور اطعمہ و اشربہ کی اہل بہشت کے لئے اور دوزخ میں زقوم اور حمیم سلاسل و اغلال اور گوناگوں عذابوں کی جہنمیوں کے لئے خبر دی ہے، یہ سب حق ہے۔

منصور، انزاریہ، قرطبی، جناح، کاملیہ، باطنیہ، خطابیہ، ازہریہ، ذہبیہ، سیوطیہ، خلیفہ، مقفیہ فرقتے بہشت اور دوزخ کی مذکورہ چیزوں کا انکار کرتے ہیں، مشرک کا غلو دینی انداز مشرک ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اس پر امت کا اجماع ہے، مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں اہل شرک کے سوا جو لوگ سواد اعتقاد کی وجہ سے دوزخ میں پڑیں گے، اور حدت مدینہ تک وہیں سزا پائیں گے، مگر آخر کار دوزخ سے نکالے جائیں گے، اور بہشت میں داخل ہوں گے، ان کے لئے غلو و نار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا
یرہ۔ (الزلزال ۷)
جو شخص ایک ذرہ کے قدر نیکی کرتا
ہے، اسے پائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ توحید اور اقرار رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نیکی ہے، اس کا ضرور ثواب ملنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۰

یخروج من النار من
قال لا اله الا الله وفي قلبه
ومن حية من خردل من
ایمان -

جہنم ہے وہ شخص نکالا جائے گا جو
اللہ کی وحدانیت کا قائل ہے اور اس
کے دل میں رائی کے دانہ کے قدر
ایمان ہے۔

اشنا عشریہ شیعہ کہتے ہیں مسلمانوں کے تمام فرقے اشنا عشریہ کے سوا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، اشنا عشریہ میں سے ایک شخص صاحبِ تقویم کہتا ہے، شیعوں میں بہتر فرقے ہیں، ان میں اشنا عشریہ نکات یافتہ ہیں، دوسرے دوزخ میں عذاب دیئے جائیں گے، اور پھر بہشت میں جائیں گے، شیعوں کے علاوہ جتنا اسلامی فرقے ہیں، سب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، انتہی۔

ابن مظہر علی شریعہ تحریر میں کہتا ہے: امامیہ کے سوا اسلامی فرقوں کے بارہ میں امامیہ کے عین قول ہیں۔

۱۔ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ۲۔ بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔
۳۔ عدم کفر کی وجہ سے جہنم سے باہر آجائیں گے اور عدم ایمان کی وجہ سے بہشت میں بھی نہ جائیں گے، بلکہ اعراف میں رہیں گے، اس کے برعکس شیخ روایت ملاحظہ فرمائیے!
ابن بابویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا:-
واللذی یبغی لا یجوز لیہ النار
جو شخص جہنم میں سزا نہ دی جائے گی۔

کلینی صرح مسند سے روایت کرتا ہے۔

عن زيارۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
انما ایت من حیاہ وصلی و

۱۔ اس وقت تک کہ میں نے اس شخص کو بہت فرقہ پرست اور کفریہ قرار دیا تھا اور اس کی نسبت اس وقت کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس شخص کو بہت فرقہ پرست اور کفریہ قرار دیا تھا۔

اجتنب عن المحاسن و حسن
 و رعه مهن لا یحذف فلا
 ینصب قال ان الله یدخله
 الجنة بروحہ -
 بڑے اور محاسن سے بچے پر مینر کار
 مگر اس نے امام کو نہ پہچانا، اور
 اس کے مقابلہ میں کھڑا نہ ہوا، فرمایا اللہ
 تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے جنت میں
 داخل کرے گا۔

یہ حدیث شیعہ کے نظریہ کی تردید کرتی ہے۔

کیا انسان اپنے مؤمن ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟
 اپنے ایمان کا دعویٰ قطعی طور پر کرنا چاہیے، اور کہنا چاہیے
 میں اللہ کے فضل سے مؤمن ہوں، یا یوں کہے میں اللہ اللہ
 مؤمن ہوں، ہاں غائبہ کی نگرانی چاہیے، اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے،
 ارشاد ہے:-

فلا یامن مکر اللہ الا القوم
 الخاسرون (الاحزاب ۹۹)
 صحیح حدیث میں آتا ہے:-

بعض وہ ہیں جو مؤمن پیدا ہوتے
 ہیں، ایمان پر زندہ رہتے ہیں، اور
 کفر پر مرتے ہیں، بعض کافروں کے
 ہاں پیدا ہوتے ہیں، کفر پر زندگی بسر
 کرتے ہیں۔ اور مؤمن ہو کر مرتے
 ہیں۔

اس معنی میں گروہوں کہے میں انشاء اللہ مؤمن ہوں تو کوئی منشاء اللہ نہیں ہے۔
 ناامیدی از رحمت خدا کفر ہے | اللہ کی رحمت سے ناامیدی اور یقین کر لینا کہ اللہ تعالیٰ
 میرے گناہ نہیں بخشنے گا، کفر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لے جاتے تھی، مکرانہ ۳۳ باب صبر و معرفت۔

انما لا یبیش من سادح اللہ الا القوم الکافرون (یوسف ۸۷) کوئی بھی ناامید نہیں ہے۔

اسی طرح خدا کے عذاب سے بے خوف ہو جانا اور قطعی سمجھنا کہ عجز سے گناہوں کا مؤثر نہ ہوگا، مجھے یقیناً بخش دیا جائیگا، یہ بھی کفر ہے کہ اس سے آیات وحیدہ کا انکار اور گناہوں کا استہلال لازم آتا ہے، اور یہ کفر ہے، رضی امیر المؤمنین سے بھیج البلاغۃ میں روایت کرتا ہے۔

لا تأمن علی خیر ہذا الامۃ عذاب اللہ - اس امت کے خیر پر اللہ کے لعول اللہ تعالیٰ - فلا یمن مکر وہ فرماتا ہے، اللہ کے وارث سے خاسر قوم بے خطر ہوتی ہے، اور اس امت کے شر پر اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، وہ فرماتا ہے، اللہ کی رحمت سے کافر قوم ہی ناامید ہوتی ہے۔ (یوسف ۸۷)

شیعہ کی صحیح ترین کتاب میں اس روایت کے باوجود امامین کہتے رہیں جس نے علی کے ساتھ نسبت کر لی چاہے۔ وہ اللہ کی نافرمانی کبیرہ یا صغیرہ کرتا ہے، معذب نہ ہوگا، اور جس نے نسبت مائل نہ کی چاہے مطیع خدا ہو، معذب ہے، اور ابدی جہنمی۔ اس حقیقہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا انکار لازم آتا ہے۔

من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرکبوا ایک ذرہ بھرنی کرتا ہے، اسے

لے بلکہ کسی بھی کام سے نسبت حاصل کرے مستحب ہوگا، چاہے ظالم ہو، جو کہ وہ نہیں نہ ہو، لیکن اصول کافی

ابن نمونہ حضرت امام سے نقل ہے۔
 علیہ السلام کہ اصل کافی میں وہاں سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو مسلمان قوم اعمال میں نیک اور برحق ہے، مگر جاہل یا کمزور یا غافل ہے، اس کو عذاب دینا، اور جو مسلمان قوم ظالم اور گنہگار ہے، مگر امام عادل کو مانتا ہے، اس کو عذاب دینا، انتہی۔

ومن یصل مثقال ذرة شدا
 دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے،
 میرے لئے بھی دیکھ لے گا۔ (الزوال، ۱۸۰)

نیز یہ قول ان کے پہلے قول کو طبع کو ثواب دینا اور نافرمان کو عذاب کرنا خدا پر واجب ہے، اس کے معارض و متضاد ہے۔

اور اس قول سے تمام شریعت کا انکار لازم آتا ہے، فرائض ہوں یا واجبات سنن ہوں یا مستہات، محرمات ہوں یا مکروہات اس لئے کہ جو محبت علی نہیں رکھتا وہ کافر ہے، اور ابدی جہنمی تو اس کے لئے اور اندر تو ابھی کا کیا فائدہ؟ اور جو شاعشری مؤمن ہے، چاہے فرائض و واجبات کا تارک ہے، اور محرمات کا ارتکاب کرتا ہے، اس حد تک کہ اپنے باپ کا قاتل ہو، اور ہمیشہ میں کے ساتھ مجاہدت کرتا رہا ہو، اپنے بیٹے سے لواطت کرے، اس پر کوئی حرج نہیں، اسے عذاب نہ ہوگا۔

یہ لوگ اپنے اس قول کی دلیل میں چند آثار بھی پیش کرتے ہیں۔

(۱) اسحاق ابن یابوب القی
 عن مفضل بن عمر قال
 قلت لابی عبد اللہ بہا
 صار علی قسیم الجنة والنار
 قال حبہ ایمان و بفضہ کفر
 وانما خلقت الجنة لاهل
 الايمان والنار لاهل الکفر
 فہو قسیم الجنة النار ولا یدخل الجنة الا المؤمن
 ولا یدخل النار الا المعضوہ۔
 ابن بابویہ قمی مفضل بن عمر سے
 روایت کرتا ہے، میں نے ابو عبد اللہ
 سے کہا علی بن جنت اور جہنم کے قاسم
 کیسے ٹھہرے، فرمایا اس کی محبت
 ایمان ہے، اور بغض کفر، جنت اہل
 ایمان کے لئے پیدا کی گئی ہے، اور
 دوزخ کافروں کے لئے، لہذا علی بن
 جنت قسیم جہنم و جنت ہے، جہنم میں داخل ہونے والے
 دشمنی رکھنے والے جہنم میں داخل ہوں گے۔

(۲) و اسودی ایضا عن ابن
 عباس قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جاد فی
 نیر ابن عباس سے مروی ہے،
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 میرے پاس جبریل خوش و خرم آئے،

اور کہا اے محمدؐ اللہ عظیم آپ کو سلام
کہتا ہے، اور فرمایا محمدؐ نبی ہے، اور رحمت
اور علیؑ کے ساتھ دوستی رکھنے والے
کو میں عذاب نہ دوں گا، اگرچہ میری
نافرمانی کرے، اور اس سے دشمنی رکھنے
والے پر رحمت نہ کروں گا، اگرچہ وہ
میری اطاعت کرے،

ابن مسلم جس کا ان کے ہاں شیخ
مفید لقب ہے، کتاب المعراج میں
روایت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کہا
اے محمدؐ اگر کوئی بندہ میری عبادت کرے،
اور سو کہہ کر پانی مشک کی طرح ہو جائے،
اور وہ ولایت محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و
حسینؑ کا انکار کرے، میرے پاس آئے
میں اسے اپنے بہشت میں بلے نہ
دوں گا۔

امام میر کا سرور اور ان کا بہت بڑا عالم حسن بن کیش ان روایات کے معارض اور
ان کو باطل قرار دینے والی ایک روایت لاتا ہے،

ابو ذرؓ سے مروی ہے، رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن طالبؑ کی
طرف دیکھا، اور فرمایا یہ آسمان زمین
کے بائیں دے اولین و آخرین سے
افضل ہے، صدیقین اور وصیین کا سرور

جبریل و هو قراہ مستبشرا
فقال یا محمد ان الله الاعل
یقرک السلام وقال محمد
نبی ورحمة وعلی لا عذاب
من والاه وان عصا فی ولا
ارحم من عاداه وان
اطاعتی۔

(۳) و مروی ابن المعلم الملقب
عندهم بالمفید فی کتاب
المعراج ان الله تعالی قال
یا محمد لو ان عبد اعبد فی
حتی یصیر کالنس البالی
اتانی جاحدا بولایت محمد
وعلی و فاطمة و الحسن
و الحسین ما اسکنه فی
جنتی۔

عن ابی ذر قال نظر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الی علی بن ابی
طالب فقال هذا خیر الاولین
و خیر الاخرین من اهل
السموات والارضین هذا

ہے اور متقین کا امام ہاتھ پاؤں اور
چہرے جن کے سفید ہوں گے ان کا
قائد ہے قیامت کے دن بہشت کی
اوٹنی پر سوار ہوگا قیامت اس کی
روشنی سے روشن ہو جائے گی اس
کے سر پر نہر جدا اور یا قوت سے مرصع
ایک تاج ہوگا، فرشتے کہیں گے
یہ کوئی ملک مقرب ہے نبی کہیں گے
یہ کوئی نبی کریم ہے، عرش کے نیچے
سے نکل آئے گی۔ یہ صدیق اکبر ہے: اللہ
کے حبیب کا وصی یعنی علی بن ابی طالب
جہنم کے در پر کھڑا ہو جائے گا اور اپنے
عجلوں کو نکالے گا اور دشمنوں کو اس
میں داخل کرے گا۔ بہشت کے دروازوں
پر آکر جیسے چاہے گا داخل
کرے گا۔

سید الصديق وسيد الوحيين
وامام المتقين وقائد الغر المحجلين
اذا كان يوم القيامة كان على
نوق من نياق الجنة قد
اضاءت القيامة من جنودها
على دأمة تاج مرصع من
الزبرجد والياقوت فيقول
الملئكة هذا ملك مقرب
يقول النبيون هذا نبى مرسل
فنادى منادى من تحت
العرش هذا الصديق الاكبر
هذا وصي حبیب الله على
بن ابی طالب فيقف على متن
جهنم فيخرج منها من يحب ويدخل
فيها من يبغض ويبقى ابواب الجنة
فيدخل فيها من يشاء بغير حساب۔

یہ روایت ولایت کرتی ہے کہ بعض گناہگار مومن دوزخ میں جائیں گے، اور
بعد ازاں انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا اور بہشت میں داخل ہوں گے،
اگر یہ لوگ محب علی تھے تو دوزخ میں کیوں گئے اور اگر محب علی نہ تھے تو بہشت
میں کیوں داخل ہوئے، اسی طرح ابن بابویہ وغیرہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں،
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان عبد امكث في النار
سبعين خريفا وخريفا
نبي صلي الله عليه وسلم سے مروی
ہے، آپ نے فرمایا ایک بندہ جہنم میں
ستر خریف رہے گا، ایک خریف ستر

سبعون سنہ قال ثمانہ سال کا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے بحق محمد
 سال اللہ بحق محمد وآلہ آل محمد سوال کرے گا کہ اے اللہ محمد
 ان یرحمہ فاخرجہ من پدرم فرما اللہ اسے جہنم سے نکال
 الناس وغفرالہ۔ دے گا اور اس کے گناہ معاف کر
 دے گا۔

اگر یہ دوزخ میں جانے والا شخص محب علی تھا تو پچاس ہزار سال جہنم میں کیوں
 رہا، اگر علی سے بغض رکھنے والا تھا تو پھر بہشت میں اس کا داخلہ کیوں ہوا، بہر صورت
 ان کا عقیدہ باطل ثابت ہوا ان الباطل کان مذہباً۔
 مسئلہ تنازع ارواح [تنازع ارواح باطل ہے] منصور یہ منضیہ، میسونیر، غلیفہ
 مقفیہ، جنابیر، زاریہ، اترامطیہ اس کے قائل ہیں۔

جو مرگیا قیامت سے پہلے وہ اس دنیا میں رجوع نہیں کرے گا اس کے برکس
 امامیہ کا سدک ہے کہ علی اور ان کے دشمن دنیا میں آئیں گے اور دشمنوں کو اس دنیا
 میں مزا دی جائے گی، یہ نظریہ باطل ہے، اس لئے کہ دنیا وار عمل ہے، دایرہ جہانیں
 جابر جعفری جو کہ قدامت و افض سے ہے کہتا ہے کہ علی اور اس دنیا میں آئیں گے اور
 آپ ہی دایۃ الارض کے مصداق ہیں، جو کہ قرآن میں واقع ہے،
 امام ابوحنیفہ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جابر جعفری کذاب اور وضاع شخص تھا،
 افضلیت انبیاء بر ملا نکلتی [کوئی دلی پیغمبروں کے ادنیٰ درجہ تک نہیں پہنچ سکتا
 جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اور انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں۔
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ اصطفیٰ ادم و اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل برہم
 نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران اور آل عمران کو جہان والوں پر
 علی العلمین۔ آل عمران ۲۳ انتخاب فرمایا

لہ اصل نوز میں جابر جعفری ہے جو کہ کائنات کی تخلیق ہے جیسا کہ جابر جعفری ہے۔

نیز فرمایا:-

كَلِمَاتُكَ تَبِينُ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (الانفطار، ۱۱-۱۲)
 باعزت سمجھنے والے فرشتے تم جو کچھ
 کرتے ہو جانتے ہیں۔

آسمانوں کا پھٹنا، ستاروں کا تباہ ہونا، اور آسمانوں کا بجلی کی مانند پھٹنا، پہاڑوں
 کا روئی کی طرح اڑنا، زمین کا دراز ہونا جو کچھ زمین میں ہے، اس کا باہر پھینکنا، خدائے
 میں یا اموات، تین بار صور پھونکنا۔ واحد قہار حق تعالیٰ کے سوا سب چیزوں کا باقی
 نذر ہونا، اور ان کا فنا ہونا حق ہے، اسی طرح وہ تمام چیزیں حق ہیں جن پر کتاب
 وصنت ناطق ہے۔

کفار فلاسفہ کی روش اپنا کہ نفوس شرعیہ کی تاویل کرنا کفر ہے، اور باطل۔ نفوذ
 بالائے منہا۔

تیسرا مقالہ

بحث امامت

اس مسئلہ کو ردائض اصول عقائد سے شمار کرتے ہیں، اور اس لئے وہ خود کو امامیہ کہتے ہیں، مگر اہل سنت اسے ایک فرعی مسئلہ قرار دیتے ہیں، پہلے لفظ امام کا معنی متعین ہو جانا چاہیے، تاکہ محل نزاع واضح ہو جائے۔

اہل سنت کے نزدیک امام اس شخص کو کہتے ہیں جو انسانوں پر مسلط ہو جائے، لوگوں کی خوشی و رضا سے یا قہر و غلبہ سے یہ بدیہی بات ہے کہ ان انوں کے معاشی اور اخروی معاملات کی اصلاح امیر کے بغیر نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کے بغیر تمام نظام تباہ ہو جائے گا، حدود قائم کرنا، سرحدوں کی حفاظت، ظالم سے مظلوم کے لئے انصاف حاصل کرنا، ملکی و نواح، اور علاقہ کلہ سے اللہ کے لئے لشکر اسلام تیار رکھنا، اور مظلوم کے حقوق کا تحفظ کرنا سربراہ مملکت کی ذمہ داری ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی مرتبہ نصوص اور اجماع امت وال ہے کہ اولوالامر کی اطاعت واجب ہے، اور ان کی نافرمانی موجب خدا و ہے۔ اور اس کی سزا قتل اور قید کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم (النساء ۵۹)

اے ایمان قبول کرنے والو! اللہ
کی اطاعت کرو، رسول اور حکومت
والوں کی اطاعت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امعوا ولو کان عبدا حبشیا
کان رأسہ خرا بیعتہ۔

سنو چاہے تمہارا امیر حبشی بد
شکل غلام ہی کیوں نہ ہو۔

اس بارہ میں بہت احادیث وارد ہیں، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قاتلوا الذی تعبی حتی یتلیق
جو لوگوں کو قتل کرے، اس کے ساتھ

الی امرالہ (الاجزات ۹) رسولنا محمد اللہ کے حکم میں آجائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا ابویع الخلیفتان فاختلوا جنہ و خلیفوں سے بیعت کی جائے، تو پہلے کو قتل کر دو۔

امت کا اجماع بھی اس پر واقع ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام شریک تمام امور سے پہلے امام مقرر کرنے میں مشغول ہوئے، اس وقت سے آج تک مسلمانوں کا یہی نظریہ رہا ہے کہ بادشاہ عادل یا ظالم قائم کرنے سے کوئی وقت غالی نہ چھوڑا ہے، جیسا کہ شام، اردن، ہند، ایران میں کہ کبھی بھی یہ علاقے بادشاہ سے غالی نہ رہے، ایران جو کہ روافض کا گڑھ ہے، یہی بادشاہ کے تعین سے غالی نہیں رہا، اس حد تک اہل سنت اور امامیہ کے مابین اتفاق ہے۔

مسئلہ امامت میں اہل سنت | اہل سنت مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل کی وجہ سے امامیہ میں وجہ اختلاف کہتے ہیں، کہ امام مقرر کرنا بندوں پر واجب ہے،

بلکہ اہم واجبات سے ہے۔ کیونکہ بہت سے دیگر واجبات اس پر موقوف ہیں، خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ وہ امام مقرر کرے، کیونکہ اس پر کوئی بھی چیز واجب نہیں ہے، امامیہ کہتے ہیں، اصلح اور اللطف کام اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، ان کے اس نظریہ سے لازم آتا ہے کہ امام یعنی بادشاہ مقرر کرنا بھی خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ہے، مگر انہوں نے امامت کا معنی بگاڑ کر ایک نیا معنی ایجاد کر لیا ہے، اس لئے وہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کو بادشاہ بنانے کو واجب نہیں کہتے ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک | اہل سنت امام (سربراہ مملکت) مقرر کرنا بندوں کی ذمہ داری قرار دیتے ہیں، وہ امام کے لئے چند شرطوں کے قائل ہیں۔

۱۔ وہ مسلمان ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لے صحیح مسلم باب اذا ابویع الخلیفتین ص ۱۳۸ ج ۲۔

سے ان کے خون کی حفاظت بہتر سمجھتا ہوں، صلح سے تہداری بہتری مجھے مقصود ہے، اور حضرت حسنؑ کی یہ صلح اللہ کے نزدیک قبول ہوئی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؑ کی مدح میں فرمایا تھا۔

ابنی هذا سیدا ولعل اللہ یصلح
مہمہ بین فتنین عظیمین
اللہ تعالیٰ اس کے فدیے مسلمانوں کے
وہ عظیم دھڑوں میں صلح کرا لے گا۔
من المسلمین ۔

اس صلح سے حضرت مساویہؑ کا اسلام اعلان کی عدالت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ اپنی مرضی اور شوق سے بلا اجبار احمدیے کس حضرت حسنؑ نے خلافت حضرت مساویہؑ کے سپرد کر دی، گو کہ انہوں نے یہ صلح مسلمانوں میں خون ریزی بند کرنے کے لئے کی تھی، ہاں اس سے حضرت مساویہؑ کی دوسروں پر افضلیت ثابت نہیں کیونکہ ان کی خلافت خلفاء اربعہ کی خلافت کی طرح اہل حل و عقد کے اجتہاد اور مشورہ سے نہیں ہوئی تھی،

امامیہ کے نزدیک امام اس شخص کو امام کہتے ہیں جو جھوٹے بڑے گناہوں اور امام کا تصور، خطا و غلطی سے نبی کی طرح مصوم ہو۔ اور محدث ہو گا، جبکہ اس کی آنکھ کے سامنے ہوئے بغیر فرشتہ نے اس کے ساتھ بات کی، اور خدا کا پیغام اس کو دیا، مخلوق پر اس کی اطاعت، پیغمبر کی اطاعت کی طرح واجب ہے، کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا، اور دیگر جملہ معاملات دین اس کے سپرد ہوتے ہیں جو چاہتا ہے، شریعت میں کوئی تبدیلی کر دے، کسی کو اس کے قول و فعل پر اعتراض کرنے کی طاقت نہ ہے، اس کے حکم کے بعد کسی کو اپنا اختیار نہیں رہتا، امام کے لئے دعویٰ امامت اور معجزہ ظاہر کرنا، اور پیغمبر یا پہلے امام کی صریح نص اس کی امامت پر شرط قرار دیتے ہیں۔

لے صحیح بخاری جلد ۱۰ باب ۱۰۱ فی منہ ۱۰۱

امامیہ کے تصور امام کی تخلیط اس قسم کا عظیم منصب جو کہ نبوت کے مثل یا اس کے قریب قریب ہے، بلکہ نبوت سے بھی اونچا کیونکہ روافض کے ہاں ان کے امام انبیاء سے افضل ہیں، سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوالخزم رسولوں کے۔ اگر اس منصب کا وجود مان لیا جائے، اور یہ بھی کہ دعویٰ امامت، شہادت معجزہ اور صریح نص کے بغیر اس کا ثبوت نہیں ہوتا، کیونکہ تفسیر اور اخفا تو ان کے منافی ہے، تو ایسی صورت میں نصب امام متواتر قرار پائے گا، جیسا کہ امامیہ نے تواتر کا دعویٰ بھی کیا ہے، اہل لکھ تواتر ثابت نہیں ہوا، کیونکہ بہتر فرحتے اس کا انکار کرتے ہیں، تحقیق تواتر کجا روایات امامیہ درجہ صحت تک بھی نہیں پہنچتی ہیں بلکہ ان کی روایات میں باہم ایسا اختلاف و تضاد ہے کہ ان کے ماہرین تطبیق محال ہے، اس لئے خود امامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ دعویٰ امامت، اظہار معجزہ اور نص صریح موجود نہیں ہے، جو کچھ اس سلسلہ میں پیش کرتے ہیں، سب روافض کا جھوٹ اور افترا کا پلندہ ہے، ان احتمول کے زعم کے سوا ان کے پیش کردہ معنی میں وجود امام ہوا ہی نہیں ہے۔

نصب امام پر امامیہ جن دلائل کی رو سے ہم امام (یعنی بادشاہ جو کہ ملکی نظم و کے دلائل کی حقیقت نسق کا زور دار ہوتا ہے) کے مقرر کرنے کو واجب کہتے ہیں، انہیں دلائل سے امامیہ استدلال کرتے ہیں کہ امام مقرر کرنا مخلوق پر مہربانی ہے، اور لطف و اعلیٰ خدا تعالیٰ پر واجب ہے، لہذا نصب امام اس پر واجب یہ استدلال بہ چند وجوہ باطل ہے۔

اولاً۔ اس لئے کہ اعلیٰ و لطیف اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔
ثانیاً۔ اس لئے کہ امام اگر بادشاہ کے معنی میں ہے، جو ملکی نظام چلاتا ہے، تو واقعی اعلیٰ ہے، جو بادشاہ یا امام پر شیعہ رہتا ہوا در کسی قسم کے تصرف سے عاجز ہوا وہ نہ تو بادشاہ کہلاتا ہے، اور نہ ہی اس کا وجود متضمن مصالح ہے، اگر اس

کے وجود میں کسی دیگر مصلحت کا تذکرہ کریں، تو یہ مصالح تو نہ ہوں گے جو ایک بادشاہ کے نصب میں تھیں، ان سے استدلال کرنا باطل ٹھہرا، ہاں وہ مصالح پیش فرمائیں جو پوشیدہ اور عاجز قسم کے امام مقرر کرنے میں ہیں، انکار ان کے قبول و رد کی بحث کی جاسکے۔

اگر کوئی کہے، ائمہ کے وجود میں بھی وہی مصالح ہیں جو انبیاء کے وجود میں تھیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعویٰ کی دلیل پیش کیجئے، نیز انبیاء کے وجود کی مصلحت تب ہے، جب وہ اظہار فرمائیں، اور مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔ ائمہ پر تو تفسیر کرنا فرض تھا، انہوں نے اظہار امامت فرمایا ہی نہیں، الا نادرا۔ تو انبیاء کے وجود کی سی مصلحت ان میں کہاں ہے؟

شتان ما بینہما۔ واللہ اعلم۔

خلافت و امامت میں فرق | اہل سنت کے نقطہ نظر سے امامت کے مفہوم سے آگاہ ہونے کے بعد جانتا چاہیے کہ خلافت، امامت سے خاص ہے، امام کا اطلاق جابر بادشاہ بلکہ ظالم عضو بادشاہ پر بھی ہو سکتا ہے، مگر خلافت کا اطلاق نہیں ہوتا، خلافت بمعنی خلافت نبوت یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد نبوت میں مخلوق کی رہنمائی فرمائی، اور اعلیٰ کلمتہ اللہ کیا، ترویج شریعت اور علوم دینیہ میں اپنے اوقات صرف کیے، اور کفر کا استیصال اور اس کی تیغ کٹی فرمائی، خلیفہ رسول آپ کی نیابت میں انہیں امور کو سرانجام دے، اور اس میں نفس اور شیطان کی دخل اندازی نہ ہونے دے، یہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سال تک رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم
یکون ملکاً عضواً۔
میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی پھر
شاہت قائم ہو جائیگی۔

لہ جامع ترمذی علیہ رحمۃ اللہ باب فی الخلافة جواب القسم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق کے بعد ترتیب خلافت اور پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے پھر حضرت عمرؓ

پھر عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت علیؓ بعد ازاں چھ ماہ حضرت حسنؓ

و انقیسوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام حضرت علیؓ ہیں، اور حضرت علیؓ کے بعد کما م کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا مابں سنت کے دلائل آیات قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجماع امت اور آثار میں۔

خلافت خلفاء پر قرآنی آیات

۱۔ وعدا اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیمیدلہم من بعد خوفہم امنا۔ (النور ۵۵)

تم میں سے جو ایمان لائے، اور نیک اعمال کئے، ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلوں کو بنایا، اور ان کے دین کو جسے اللہ نے پسند کیا ہے، تمکین عطا فرمائے گا، اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ تم میں سے بعض کو زمین پر خلافت عطا کروں گا، جیسا کہ بنی اسرائیل کو خلافت دی تھی، اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں خلف محال ہے، واقع میں خلافت مذکورہ ترتیب سے وقوع پذیر ہوئی، ظاہر ہوا کہ اللہ کا وعدہ یہی تھا، اور یہ سب کچھ اس کی رضا سے ہوا۔

اگر کوئی کہے کہ اس آیت استخلاف سے مراد حضرت علیؓ نہیں، تو میں کہوں گا

کہ رافضیوں کے زعم میں تو علیؑ اور ان کا گروہ اپنا دین اور عقیدہ تفسیر کرتے ہوئے اپنے مخالفوں کے خوف سے چھپاتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بننے والوں کے بارہ میں تو فرمایا ہے۔

لیمکن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیدلہم من بعدا خو فہم امنایعد وقتہ لا یشرکون فی شیئا۔

ان کے دین کو جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے، تمکین عطا فرمائے گا، ان کے خوف کو ضرور امن سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

(النورہ ۵۵)

شمیع نقطہ نظر سے یہ آیت حضرت علیؑ پر کیسے صادق آسکتی ہے!

۲۔ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اذنی بائس شدید تقا تلونہم او یطون فان تطیعوا یؤککہ اللہ اجبا حسنا وان تتولوا یعد بکم عذابا الیما۔ (الفتح ۱۶)

پچھے رہنے والے اعراب کو کہیے تمہیں عنقریب ایک طاقتور قوم کی طرف بلا دیا جائے گا، تم ان سے لڑو گے، یا وہ مسلمان ہو جائیں گے اگر تم نے اطاعت کی تمہیں اللہ تعالیٰ اچھا بدلہ عطا فرمائے گا، اور اگر اعراض کیا، تو وہ دنیا کا عذاب دے گا۔

اس داعی سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہے اور طاقتور قوم سے مراد بنو حنیفہ ہیں، اس آیت میں داعی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں، اس لئے کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئی، غزوہ تبوک کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی، جیسا کہ ابوالعاص بن شریح وغیرہ نے تصریح کی ہے، اور نہ ہی اس داعی سے مراد حضرت علیؓ

ہو سکتے ہیں، اس لئے کہ طلب اسلام کے لئے حضرت علی کی خلافت میں کفار کے ساتھ کوئی رڑائی نہیں ہوتی ہے، جو جنگیں ہوئیں وہ امامت کے لئے اور اس کے حقوق کی نگہداشت کیلئے تھیں، یہ بھی احتمال ہے کہ داعی سے مراد حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ ہوں، کیونکہ ان کے وقت میں بھی جہاد کی بہت مہمیں سر ہوئی ہیں۔

۳۔ من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأقی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائمہ۔
 تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا، تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم لائے گا، جس سے وہ محبت کرتا ہے، اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ ایمان والوں کیلئے نرم اور کافروں پر بھاری ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

(المائدہ ۵۴)

اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبائل عرب بنو حنیفہ، بنو اسد، غطفان، اہل بحرین و عمان وغیرہ مرتد ہو گئے تھے، حضرت ابوبکرؓ ہی ان کے خلاف برسرِ پیکار ہوئے، حضرت ابوبکرؓ کے سوا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی مرتدین کے ساتھ جنگ نہ کی کہ اس آیت کا محل بن سکے، حضرت علیؓ نے تو اپنے دوستوں سے فرمایا تھا۔

ابتلیغہم بقتال اہل القبلة۔
 تم اہل قبلہ کے ساتھ رڑائی میں آزمائے گئے ہو۔

نیز فرمایا: انا اخصبنا القتال فخوانا
 ہم اسلام میں داخل اپنے بھائیوں

لے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فی الاسلام علی ما دخل فیہ سے ہی طور ہے ہیں اس لئے کہ
من الذیخ والاعو جاسم و ان میں کچی ٹیڑھ اور شبہ و تاویل
البشہۃ والتاویل۔ اگئی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت علیؑ نے سب کرنے سے منع فرمادیا تھا جیسا کہ رضی
لہ عنہ نے بیخ البلاءؑ میں تحریر کیا ہے، نیز حضرت علیؑ کے دوست آیت میں مذکور
صفات سے متصف نہ تھے، حضرت علیؑ ان کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

واللہی نفسی بیدۃ لیظہرن
ہوکارا القوم علیکم لئین لانہم
ادلی بالحق منکم ولکن لاسراعہم
الی باطل مباحہم وابطا نکم
عن حق ولقد اصبحنا الامم
تخاف ظلم عاتبا واصبحنا
اخاف ظلم رعیتی استغفرکم
للجہاد فلم تنفروا واسمعتمکم
فلم تستمعوا ودعوتکم مبرا
وجہرا فلم تستجیبوا ونصحت
کم فلم تقبلوا شہود کغیاب
وعبید کا ریاب اتلو علیکم
الحکم فتنفروا منہا واعظکم
اعظکم بالموعظۃ المبالغۃ
فتنفروا عنہا واحکمکم

اس ذات کی قسم ہے جس کے
قبضہ میں میری جان ہے، یہ لوگ
تم پر غالب آجائیں گے، اس لئے نہ
کہ یہ تم سے حق کے زیادہ قریب
ہیں، بلکہ اس لئے کہ یہ اپنے امیر کے
باطل کی طرف تیزی سے چلتے
ہیں اور تم میرے حق سے سستی کرتے
ہو، اقوام اپنے سربراہوں کی زیادتیوں
سے خائف ہیں مجھے اپنی رعایا کے ظلم
کا خطرہ ہے، میں تمہیں جہاد کے لئے
ٹھکنے کو کہتا ہوں، تم نہیں ٹھکنے میں
تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں تم قبول
نہیں کرتے، تمہارا ہونا نہ ہونے
کے برابر ہے، غلام ہو، مگر آقا کی
طرح تم پر احکام پڑھتا ہوں تم نفرت

لہ دیکھئے صفحہ ۲۲۱۔

لہ بیخ البلاءؑ صفحہ ۲۲۲۔

علی الجہاد فما أتی علی آخر
 القول حتی ازایکم متفقین
 ایادی سبا ترجعون الی محاسکم
 وتتخادعون عن مواظکم
 اقومکم غدوة وترجعون
 الی عشیتہ کظہر الحیتہ
 عجز المقوم واعضل المقوم
 ایہا الشاہدۃ ابدا عنہم
 الغائبۃ عفو لہم المختلفۃ
 اہوارہم المبتلی بہم امرلہم
 صاحبکم بطیع اللہ وانتم
 تفصونہ وصاحب اہل
 الشام یعصی اللہ و ہم
 یطیعونہ لوددت واللہ
 ان معاویۃ لو صادفنی
 بحکم صفت الدینار
 بالدارہم واخذ منی
 عشرة منکر واعطانی
 مارجلا منہم

کرتے ہو تہیں وعظ کرتا ہوں، تم
 متفرق ہو جاتے ہو، تہیں جہاد پر
 آمادہ کرتا ہوں، ابھی آخری بات
 پر نہیں آتا کہ میں تہیں بکھرنے والے
 پاتا ہوں، تم اپنی مجالس کی طرف
 جاتے ہو، اور مواظ سے ہٹ جاتے
 ہو، تہیں صبح کو سیدھا کرتا ہوں،
 اور شام کو سانپ کی پیٹھ کی طرح
 لوٹ آتے ہو، سیدھا کرنے والا
 عاجز آگیا ہے، اور سیدھا کیا ہونا فرمائی
 کرتا ہے، اے وہ لوگو! جن کے بدن
 حاضر ہیں، مگر عقل غائب خواہشات
 مختلف ان کے امرا ان کے ساتھ
 مبتلا ہیں، تمہارا صاحب اللہ کی اطاعت
 کرتا ہے، تم اس کی نافرمانی کرتے
 ہو، اہل شام کا صاحب اللہ کی نافرمانی
 کرتا ہے، اور وہ اس کی اطاعت کرتے
 ہیں، تم خدا ہے، میں پسند کرتا ہوں
 اگر معاویہ تم سے دشمنی لے لے
 اور اپنے میں سے ایک مرد ویدے
 تو ایسا سودا کر لوں گا۔

کتب امامیہ میں حضرت علیؑ سے اپنے دوستوں کے بارے میں رقم
 کی کافی روایات ملتی ہیں۔

۴۔ مہاجرین کی مدد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

الذین اخرجوا من ديارهم بغیر حق الا ان يقولوا ربنا الله ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا ولينصرون الله من ينصرون ان الله تقوى عزيز الذین ان مکنا هم فی الارض اقاموا الصلوة واتوا الزکوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنکر والله عاقبہ الامور۔

(الحج ۴۰-۴۱)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مہاجرین کو زمین میں سلطنت عطا فرمائے، تو وہ فرائض اقامت صلوٰۃ - ایثار زکوٰۃ - امر بالمعروف - اور نہی عن المنکر سرانجام دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں گے، انہیں ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ہے، صرف یہی جرم ہے، کہ وہ کہتے ہیں ہمارا پالنے والا ایک اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں - تو مساجد ویران کر دی جائیں گی۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو قوت عطا فرمائی، کفار کو ان کے ذریعہ دفع فرمایا، فرائض اقامت صلوٰۃ - ایثار زکوٰۃ - امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سرانجام دیتے رہے، ایسا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ تھا۔ ومن صدق

ضباب الناس يعطون

حتی کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو
بٹھالیا۔

۴۰ عن ابن عمر بن الخطاب
رواه البخاری و
مسلم

حضرت ابن عمرؓ سے بھی اسی
طرح مروی ہے۔ بخاری اور مسلم نے
اسے روایت کیا ہے۔

۴۱ عن جابر بن عبد الله
ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال اريتني الليلة
رجل صالح ان ابا بكر خبط
برسول الله صلى الله عليه وسلم
ونيط عمر بابي بكر ونيط عثمان
نعم قلما اتنا من عند رسول
الله صلى الله عليه وسلم
قلنا اما الرجل الصالح فرسول
الله صلى الله عليه وسلم واما
نوط بعضهم فهم ببعض وكلا
الامر الذي لبثت اللما به
نبيه صلى الله عليه وسلم
اخرجه ابو داود له
والحاكم

جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مجھے رات کے صلح کی صورت میں
دکھایا گیا، کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باندھے گئے،
اور عمرؓ ابوبکرؓ کے ساتھ اور
عثمانؓ عمرؓ کے ساتھ، جب
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے آئے تو ہم نے کہا
رجل صالح مراد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہیں، اور بعض کا بعض
کے ساتھ بندھنا دین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
ان کا مستحق امر ہوتا ہے
(ابوداؤد و حاکم)

۴۲ صحیح بخاری جلد ۱۰ ص ۱۰۰۰ نیز صحیح البخاری باب نزول الملائکۃ بالتمیز علیہم علیہا۔

۴۳ باب من تشا ان یبکر علیہم مشی۔

۴۴ جہاد باب فی القنا، حاکم المستدرک ج ۱ ص ۱۰۰۰ کتاب منہ السنۃ ص ۱۰۰۔

۴۷۔ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال افى رأيت الليلة فى المنام ظلة تنطفئ السمن والعسل فارى الناس يتكفون منها فللستكثرو المستقل واذا سبب واصل من الارض الى السماء فاراك اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فعلا به رجال اخر فا نقطع الحديث اخرجه البخارى

۵۰۔ عن ابى بكر بن عبد الله بن النجى صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم من راي منكم رؤيا فقال رجل انا رأيت كان ميذا نازل من السماء فوجئت انت باى بكر فوجئت انت باى بكر ثم وذن ابو بكر وعمر فوجئ ابو بكر ثم وذن عمرو وعثمان

له طبردة باب من اسماء الاولين عابدين كتاب التفسير ص ۱۱۱

ابن عباس فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں نے آج رات نیند ایک سانپان دیکھی اس میں سے گئی اور شہد ٹپک رہا ہے، لوگ ہاتھ نیچے کئے ہوئے ہیں کوئی زیادہ سے رہا ہے اور کوئی کم ایک سرزمین سے آسمان تک ہے، میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ذریعہ آسمان پر چڑھ گئے، پھر دوسرے مرد نے اسے پکڑا وہ چڑھ گیا، پھر ایک اور مرد نے وہ بھی چڑھ گیا، پھر دوسروں نے اسے پکڑا مگر وہ ٹوٹ گیا۔ (بخاری)

ابو بکر نے فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھی ہے ایک مرد نے کہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک ترازو آسمان سے اتری، آپ اور ابو بکر کا وزن کیا گیا، آپ زیادہ ہو گئے، پھر ابو بکر و عمر کا وزن ہوا ابو بکر زیادہ ہوئے، پھر عثمان کا وزن ہوا اور عثمان

وَمَحْمَدٌ عَزَّ وَفَضَلَ الْمِيزَانُ نَرَأِيكَ الْكَاهِنَةَ
فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَخْرَجَ الْقُرْآنُ وَأَبُو دَاوُدَ

٦٠- عن شريك بن جندب أن رجلاً قال يا رسول الله إني رأيت الليلة كأن دلوًا دلى من السماء فجاؤا أبو بكر فآخذ بعراقيها فشرب مشروباً فبعثنا ثم جاء عمر فآخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فآخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء علي فآخذ بعراقيها فالتفت أو انتفضخ عليه منها شيء أخرجه أبو داود-

كانه عن سقينة مؤلف امر سلمة
رضي الله عنها قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا
صلى العجم ثم اقبل على اصحابه
قال ايكم راى روبا فقال
رجل انا يا رسول الله كان بيننا
نزل من السماء فوضعت في كفة

كلمة ابو داود في التلقا ومكتبة

آسمان پر سے اتری آپ ایک ترازو
میں رکھے گئے، اور ابو بکرؓ دوسری
میں، آپ اونچے ہو گئے، اور پھر
ابو بکرؓ آپ کی جگہ آئے، اور عمر
بن الخطاب، دوسرے پڑے میں،
ابو بکرؓ اونچے ہو گئے، ابو بکرؓ اٹھائے
گئے، اور عمرؓ ان کی جگہ آئے، اور
عثمانؓ دوسرے پڑے میں آئے،
عمرؓ عثمانؓ پر باری ہو گئے، پھر
ترازو اٹھالی گئی، سفینہ کتا ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ
متغیر ہو گیا اور فاضلات میں مل
ہے، پھر شاہت ہو گی، (دعالم)

کچھ احادیث میں خلفاء و اربعہ کی خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں ہیں

۱۸۔ عن عائشة ؓ قالت اول

حجرجملہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم لبنا غر المسجد ثم

حمل ابو بکر ثم حمل عمر حجرا

ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت

یا رسول اللہ الانی ہذا کیف

عائشہؓ فرماتی ہے، پہلا پتھر مسجد
کی عمارت کے لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا پھر ابو بکرؓ نے
اٹھایا، پھر عمرؓ نے پتھر اٹھایا، پھر
پھر عثمانؓ نے پتھر اٹھایا، میں
نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہذا کتاب مرزۃ الصحابة من المستدرک ص ۱۰۰ جلد ۲

لہذا المستدرک للحاکم جلد ۲ ص ۹۰ قال فی حدیث صحیح

اخرجه الترمذی - غیر مناسب ہے - (ترمذی)

۱۱۔ عن عریاض بن ساریہ مرفوعاً قال علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهتدين عضوا عليها بالنواجذ۔
عریاض بن ساریہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا میری سنت اور خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو لازم پکڑو، اور مضبوطی سے قابو رکھو،

(ابن ماجرہ، احمد)

۱۲۔ ۱۳۔ عن حفصة وابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا بالذين من بعدي أبو بكر وعمر، وإماما الترمذی صحاحم۔
حفصہ اور ابن مسعود روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد والے ابو بکر و عمر اور عمر بن الخطاب کی اقتداء کرو (ترمذی، حاکم)

۱۴۔ عن انس قال بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا صل لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال فأتيتهم فسالته قال الى ابي بكر فاتيتهم قالوا ارجع اليه فاسئله فان حدث بابي بكر حدث فاني من۔
انس بن مالک سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، کہ میں انہیں آپ سے پوچھ دوں کہ آپ کے بعد وہ صدقات کس کو ادا کریں، میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ابو بکرؓ کو ادا کرنا۔ میں ان کے پاس آیا انہوں نے کہا آپ سے پھر لو،

۱۔ باب بعدد اب قتائل بن بكر بن مسعود جلد ۲۔

۲۔ باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين ص ۵۔

۳۔ ترمذی باب فضائل اب بكر ص ۲۳ مستدرک ص ۵۵ جلد ۲۔

فَاتَيْتَهُ فَسَأَلْتَهُ فَقَالَ إِلَى عَمْرٍ
فَقَالُوا ارجع اليه فاسئله
فَانْ حَدَّثَ بَعْدَ حَدَثٍ
فَالَى مِنْ فَاتَيْتَهُ فَسَأَلْتَهُ
فَقَالَ إِلَى عَثْمَانَ فَاتَيْتَهُمْ
فَاخْبَرْتَهُمْ فَقَالُوا ارجع فاسئله
فَانْ حَدَّثَ بَعَثَانَ حَدَثٍ
فَالَى مِنْ فَاتَيْتَهُ فَسَأَلْتَهُ
فَقَالَ اَنْ حَدَّثَ بَعَثَانَ
حَدَثٍ فَتَبَا لَكَوَالِدُهُمَا فَتَبَا
اُخْرِجَهُ الْمَحَاكِمَ۔

۱۵۔ عن جبير بن مطعم ان امراة
سالت رسول الله صلى
الله عليه وسلم شيئا فامرها
ان ترجع اليه فقالت يا
رسول الله ارايت ان جئت
فلما جد لك فني الموت قال
قال ان لم تجدني فاتي ابا بكو
امراة البخاري ومسلم۔

امام ابن عبد البر استيعاب میں لکھتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

۱۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۰ کتاب النکاح۔
۲۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۰ کتاب النکاح۔
۳۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۰ کتاب النکاح۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم فرمایا، یہ بھی ان کی خلافت پر دل ہے۔

۱۶۔ عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ خفیۃ فلما فرغ من خطبہ قال یا ابوبکر تم فاعطی فلما فرغ من خطبہ قال لعمر تم فاعطی مقام ابی بکر فخطب فقصہ دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودون ابی بکر مہذا الحاکم۔

ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ یا خطبہ سے فارغ ہوئے تو ابو بکرؓ کو کہا تم خطبہ دو، ان کے بعد فرمایا، عمرؓ تم خطبہ دو، انہوں نے ابو بکرؓ کی جگہ خطبہ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے خطبات سے کم۔ (حاکم)

خلافت ابوبکرؓ پر یہ بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ابو بکرؓ کو امام مقرر فرمایا اور لوگوں کو ان کی اقتداء کا حکم دیا، اور امامت غیر ابی بکرؓ کے مشورہ کو سختی سے رد فرمایا، چنانچہ حدیث میں ہے۔

۱۷۔ عن ابی موسیٰ الاشعری قال مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مردا ابابکر فلیصل بالناس ثلاث عائشۃ یا ما رسول اللہ انما رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یصلی بالناس

ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری سخت ہو گئی، تو فرمایا ابوبکرؓ کو حکم دو، لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ زہم دل ہے، جب آپ کی جگہ کھڑا ہو گا، نماز نہ پڑھا سکے گا،

لے فی المستدرک کتاب مرضہ العظام ملاحظہ

قالت عائشة رضي الله عنها فقالت لحفصة
قولي له ان اياك اذا قام
مقامك لم يسمع الناس
من البكاء فامر عمر بن الخطاب
بالناس فقالت حفصة
فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم انكن صواحب
يوسف مروا ابا بكر بن الخطاب
بالناس فقالت حفصة
لعائشة رضي الله عنها
لا صيب منك خيرا۔

فرمایا ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز
پڑھانے، عائشہ کہتی ہے، میں
نے حفصہ کو کہا کہ تم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ابو بکر حب
آپ کی جگہ کھڑا ہوگا، رونے کی
وجہ سے لوگوں کو نہ سنوا سکے گا،
عمرہ کو حکم دیں نماز پڑھانے حفصہ
نے آپ سے یہ بات کہی تو آپ
نے فرمایا تم یوسف کے ساتھ والیوں
کے طرح ہو، ابو بکر کو حکم کو لوگوں
کو نماز پڑھانے، حفصہ نے عائشہ
سے کہا میں نے تیرے سے
اچھائی نہ پائی۔

۱۲۰۔ من عبد الله بن زمعة
قال لما استعذ رسول الله
صلى الله عليه وسلم وبجسده
انا عندك في نفر من الناس دعا
بلال الى الصلوة فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم مروا
ابا بكر بن الخطاب بالناس فقال فخرجنا
فاذا عمر بن الخطاب وكان ابو بكر
عائشة فقالت يا عمر قم فصل
بالناس فتقدم فكبر فلما سمع

عبد اللہ بن زمعہ فرماتے
ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیماری زیادہ ہو گئی، میں بھی
لوگوں کے ساتھ وہاں تھا، بلال
نے آپ کو نماز کے لئے بلایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز
پڑھانے، ہم باہر آئے، ابو بکر موجود
نہ تھے، عمر بن الخطاب موجود تھے، میں نے
عمرہ سے کہا آگے اور نماز پڑھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صوتہ وکان عمر رجلاً جہیراً
قال فاین ابو بکر یا بنی اللہ
ذلک والمسلمون فیعت الی
ابی بکر فجاہ بعد ان ھلے عمر
تلمک المصلوۃ فعیل بالناس
د زاد فی دواۃ قال لما سمع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صوت عمر خرج النبی صلی اللہ
علیہ وسلم حتی اطلع رأسہ
من حجرته ثم قال لا لایصل
بالناس ابن ابی قحافة یقول
ذلک مغضباً۔ اخر حبابہ واد
وابو عمرو فی الاستیعاب۔

۲۱۔ عن انس بن مالک ان
المسلمین بینا ھم فی الفجر لیوم
الاثنين وابو بکر یصلی ہم فجاہم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فما کشف یتدرجۃ عاشۃ
فنظر الیہم وھم صموت
فتنبہم فیضحک فکص ابو بکر

عمرؓ آگے بڑھا اور کھڑکی پر بیٹھ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا ابو بکرؓ
کہاں ہے، اللہ تعالیٰ اور مسلمان
اس کا ابا کرتے ہیں، ابو بکرؓ کو
بلایا گیا، وہ عمرؓ کے نماز پڑھانے
کے بعد آئے، اور پھر ابو بکرؓ نے
نماز پڑھائی۔ ایک دوسری روایت
میں یہ الفاظ مذکور ہیں، جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کی آواز سنی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا سر مبارک کمرہ سے باہر نکالا،
اور غضبناک ہو کر فرمایا انہیں نہیں۔
لوگوں کو ابو بکرؓ ہی نماز پڑھائے
(ابوداؤد، البرعم واستیعاب میں)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں،
مسلمین صوموار کے دن صبح کی نماز
پڑھ رہے تھے، اور ابو بکرؓ ان کو
نماز پڑھا رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کے حجرہ
کا پردہ کھولا، اور مسلمانوں کو صفوں
میں کھڑا دیکھا، آپ دیکھ کر مسکرائے

لفہ اسبقی استکون ابی بکرؓ من کتاب السنۃ جلد ۱ ص ۱۱۱۔

کتاب الاستیعاب مع الامارۃ علیہ ص ۱۱۱۔ یہ حدیث مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۱۱ میں بھی موجود ہے۔

علی عقبیہ فظن ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں ان
یخرج الی الصلوة و هم
المسلمون ان یفتنوا فی صلواتهم
فرجا بالنہی صلی اللہ علیہ
وسلم حین داوۃ فاشاریہ
ان اتوا ثم دخل الخیمۃ دارخی
السترو فوفی ذلک الیوم صلی اللہ
علیہ وسلم اخرجوا بخاری۔

ابوبکرؓ بھی جھٹنے لگے، اور یہ سمجھا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
آیا چاہتے ہیں، مسلمان نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی وجہ سے خوشی میں آکر
نماز میں بھرتے گئے، آپ نے اشارہ
فرمایا کہ نماز پوری کرو، اور پھر آپ
حجرہ میں داخل ہو گئے، اور پر وہ
شکادیا، اور اسی دن وفات پا گئے
صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ حدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو مرغن موت
میں نماز کا امام مقرر فرمانا، تواتر سے ثابت ہے، مذکورۃ الصدر صحابہؓ کے علاوہ
حضرت عمرؓ، علیؓ بن ابی طالب، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، وغیرہ جلیل القدر صحابہؓ
سے بھی مروی ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ ایسے فقہا صحابہؓ نے اس حدیث
سے استدلال کیا ہے، اس لئے یہ مسئلہ جماعی ہوا، جبکہ امام حاکم نے مستدرک
میں اور ابوعروان بن عبد البر نے استیعاب میں مذکور کیا ہے۔

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، قرآنصار نے کہا ایک امیر
ہمارا اور ایک امیر تمہارا ہونا چاہیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے جماعت انصار
کیا تمہیں معلوم نہیں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو لوگوں کی
امامت کے لئے حکم کیا تھا۔ تم کون ہے، جس کا دل یہ گوارا کر سکے کہ وہ
ابوبکرؓ کے آگے کھڑا ہو۔ انصار نے جواب دیا معاذ اللہ ہم ابوبکرؓ
کے آگے نہیں ہو سکتے۔

۱۔ باب السنۃ فی الصلوة و بیان فی علم المسلمین ۱۶۷ ص ۵۵۰ من کتابہ از ابن عبد البر
۲۔ المستدرک جلد ۲ ص ۱۶۷ من مؤلفہ ابن عبد البر استیعاب مع الصحابہ ۲ ص ۲۵۰

اور مستدرک حاکم میں ہے۔

قال علی ما استخلف
ما رسول الله صلى الله عليه وسلم
علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر نہیں کیا، کہ
ما استخلف
میں خلیفہ مقرر کروں!

احادیث مذکورہ اور ان آثار کے مابین تطبیق کی کیا صورت ہو سکتی ہے!

جواب | ان آثار اور مذکورہ احادیث کے مابین تطبیق یہ ہے کہ ان آثار میں
استخلاف کی نفی سے مراد یہ ہے کہ متنازع طریق پر کہ آپ لوگوں کو جمع فرماتے
اور ان سے بیعت لیتے، جس طرح حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کے لئے بیعت
لی، خلیفہ نہیں بنایا۔

خلافت خلفاء اربعہ پر ہماری بیان کی ہوئی ترتیب پر خلفاء اربعہ کی خلافت
اجماع امت مسلمہ پر امت کا اجماع ہے حقیقی کہ مخالفین بھی اس سے
انکار نہیں کرتے بلکہ فرض عصیت اور عناد کی وجہ سے یہ لوگ تکفیر صحابہ کے
مرکب ہوئے ہیں، اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ فاطمہؓ اور حسن و حسین
کو ساتھ لے کر مہاجرین اور انصار اور اہل بدر کے گھر گھر گئے، اور ان سے مدد
طلب کی چار شخصوں کے علاوہ کسی نے بھی ساتھ نہ دیا۔ زبیر، مقداد، سلمان
اور ابوذرؓ

ایک سوال | اگر کوئی کہے کہ علیؓ ان کے بغیر اجماع منعقد نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ
اکابر فقہاء صحابہ سے ہیں، اور علیؓ ہمیشہ اپنی مظلومی اور مقہوری کا اظہار کرتے
رہے، ہر جگہ قریش کی شکایت کی، اور ان کو بدو عائلیں دیں۔
جواب | یہ جھوٹ اور باطل اور رافضیوں کا اختراع ہے کسی صحیح یا حسن بلکہ
کسی ضعیف روایت میں بھی حضرت علیؓ کا شکایت کرنا ثابت نہیں ہے۔

۱۔ جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ کتاب المغازی

۲۔ یہ بات کسی روایت سے ثابت نہیں ہے، بعض جھوٹ اور پھوپھی گتہ ہے۔

بلکہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ نے خوشی و درخشاہی سے بیت کی، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ حضرت علیؑ سے باساتید متواترہ فضائل شیخین ثابت ہیں۔ جیسا کہ اُگے بیان ہوگا۔

خلافت ابوبکرؓ پر آثار صحابہؓ

۱۔ امام ذہبیؒ نے حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا۔

والذی فلق الحبة و
برأ النحلة لو عهد الی
رسول الله صلى الله
عليه وسلم عهد الجاهدات
عليه ولو لاجد الازدائی
ولم اترك ابن ابی قحافة
يصعد درجة واحدة
من منبره صلى الله عليه
وسلم ولكن صلى الله عليه
وسلم وضيه لدايتنا
فوضينا له لدايتنا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ
پیدا کیا، اور روح پیدا فرمائی، اگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی
وصیت فرماتے، میں اس کے لئے
ضرور جہاد کرتا، اگرچہ میری چادر کے
سوا کسی کو دلچسپی نہ پاتا، اور
میں البرق خانہ کے بیٹے کو منبر کے ایک
درجہ پر بھی نہ چڑھنے دیتا، لیکن
جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمارے دین کے لئے پسند
فرمایا، ہم اسے اپنی دنیا کے
لئے پسند کرتے ہیں۔

۲۔ ابن ابی شیبہؒ محمد بن سیرینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، میرے پاس عہد فیہ پر سحائے نے القریب دے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پانچ گئے، اور لوگوں نے ہم پر بیعت کی، میں نے بھی بیعت کی، اور رضی ہوا، پھر ابوبکرؓ فرمت ہوئے اور عمرؓ اختیار نہ گئے، میں نے بھی بیعت کی، اور رضی ہوا، پھر عثمانؓ فرمت ہو گئے، اور رضی ہوا، اور عثمانؓ کے بعد عمرؓ فرمایا، میں نے بیعت کی، اور رضی ہوا۔
(کتاب فضائل ابوبکرؓ ص ۱۴۱)

صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ پر عہد فیہ پر سحائے

حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے وقت بعض لوگ حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس بیعت کرنے کے لئے آئے، ابو عبیدہؓ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا، میرے پاس آتے ہو نہ لاکھ تم میں نہ اٹھ تلافی موجود ہیں، یعنی حضرت ابو بکرؓ۔
۱۳۔ امام احمدؒ بھی ابن سیرین کا اثر روایت کرتے ہیں، مگر اس میں ابو عبیدہؓ کا استدلال ابو بکرؓ کا امام نامزد مقرر ہونا مذکور ہے۔

۱۴۔ امام حاکم مستدرک میں مرتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سفیانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے، اور کہا خلافت کے معاملہ میں کیسا حال ہوا، کہ قریش کے کمزور گروہ میں چلی گئی، یعنی ابو بکرؓ کے پاس خلافت کی قسم اگر میں زندہ رہا تو تیرے لئے گھوڑوں اور فوج سے زمین پر کروں گا، یعنی وہ علیؓ سے کہہ رہا ہے، اگر تم دھوی خلافت کرو، میں تیرے لئے لشکر فراہم کروں گا، حضرت علیؓ نے جواب دیا، ابو سفیانؓ تم اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کر رہے ہو تیری عداوت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ہم نے ابو بکرؓ کو خلافت کا ستمن پایا ہے۔
حضرت علیؓ کا ابو بکرؓ کو خلافت کا شیخینؓ کی مدح و تعریف کرنا عمرؓ کا مدح کرنا۔ | تو اس سے ثابت ہے۔

۱۵۔ امام احمدؒ عبد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:-

قبض رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم واستخلف	فوت ہوئے، اور ابو بکر خلیفہ بنائے
ابو بکر فعلم بعلمه وساد ببيتہ	گئے، وہ آپ کے عمل اور اس
حتی قبض اللہ علی ذلک ثم	کی سیرت کے مطابق عمل کرتے
استخلف عمر فعلم بعلمہما	رہے، پھر عمرؓ خلیفہ بنائے گئے

۱۶۔ مستدرک مطبوعہ صفحہ ۱۷۱ کتاب معرفة الصحابة فی الاصل والاعتقاد لابن عبد البر علیہ السلام
صفحہ ۳۳۵ مع الاصابہ۔

وہ بھی دونوں کی سیرت و سنت کے
مطابق عمل کرتا رہا، اور اس پر ان
کو اللہ تعالیٰ نے قیص فرمایا۔
وہ اس پر بسید تھما
حتی قبضہ اللہ عزو
جل علی ذلک۔

یہ روایت متعدد طرق سے ثابت ہے۔

۱۲۔ امام حاکم ثقفی بن محمد الصادق سے وہ امام باقرؑ سے وہ عبداللہ بن جعفر
سے روایت کرتے ہیں۔

قال علی ولینا ابوبکر
فکان خیر خلیفۃ اللہ
وادحمہ علینا واحنا
علینا۔
علیؑ نے کہا ابوبکر ہمارے والی ہونے
وہ اللہ کے اچھے خلیفہ تھے، اور ہم
پر رحم کرنے والے، اور شفقت
کرنے والے۔

۱۳۔ امام حاکم اور بخاری متعدد طرق سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ مقولہ روایت
کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کے بعد ان کے پاس گیا، میں نے
کہا، اے امیر المؤمنین آپ کے لئے بہشت کی خوشی و مسرت ہو، آپ اس وقت
اسلام لائے، جب دوسرے کفر میں تھے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی معیت میں جہاد کیا، جبکہ لوگ آپ کو تاخوش کر رہے تھے، اور رسالت آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تو آپ پر راضی تھے، اور آپ کی خلافت
میں دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا، اور بالآخر آپ شہادت کا مرتبہ پا گئے،
(الحمدیث)

فیقر کی کوشش یہ ہے کہ اس کتاب میں روایات اہل سنت کم ہی درج کی

۱۴۔ کتاب فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ

۱۵۔ المستدرک جلد ۲ ص ۱۰۱ و فیہ قال عبد اللہ بن جعفر ولینا ابوبکر و لینا ابوبکر و لینا ابوبکر و لینا ابوبکر
اور الامام بن حنفی ص ۱۰۱ و فیہ قال عبد اللہ بن جعفر و لینا ابوبکر و لینا ابوبکر و لینا ابوبکر و لینا ابوبکر
میں ملے گی کہ طرف بہت سہو ہے۔ یہ سنہ ۱۰۱۰ھ میں ہے۔ قال علی خلیفۃ فی الشہادۃ من الخلفاء
۱۶۔ المستدرک جلد ۲ ص ۱۰۱

جائیں کہ اہل تشیع پر ازام نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اہل سنت کی احادیث قبول نہیں کرتے، چھونکہ اس بارے میں روایات متواترہ اسانید سے ثابت ہیں، انہیں بھی ان سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے، الا یہ کہ وہ مکابرہ کریں۔

روافض اس قسم کی روایات کو تفسیر پر عمول کیا کرتے ہیں، تفسیر کا بطلان اور حضرت علیؑ کے بارہ میں عدم تفسیر کے قرآن پہلے بیان ہو چکے ہیں، انہیں وجہ کی بنا پر یہ احادیث درج ہوئیں، اب کتب روافض سے آثار نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۲۷۔ رضی تہج البلاغہ میں حضرت علیؑ کا ایک مکتوب جو کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کو سکھا درج کرتا ہے۔

اما بعد فان بيعتي يا	اے معاویہ تجھ پر میری بیعت
معاوية تلزمتك وقت بالشام	لازم ہے، جبکہ تو شام میں ہے،
لانه بايعني القوم الذين	اس لئے کہ میرے ساتھ ان لوگوں
بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان	نے بیعت کی ہے، جنہوں
علي ما بايعوهم فلم يكن	نے ابو بکر و عمر و عثمان کے ساتھ
للساهد ان يختاروكا للغائب	بیعت کی تھی، اور انہیں باتوں
ان يدوانا الشورى للمهاجرين	پر من پر ان سے بیعت کی کسی
والانصار فان اجتمعوا على	حاضر کو اب اختیار نہ ہے اور کسی
رجل وسموه اما ما كان	غائب کو کہہ کر سکے۔ شوری
للك رضى فان خرج منهم	مہاجرین اور انصار کے لئے ہے،
خارج بطعن او بدعة رجعة	اگر یہ کسی مرد پر جمع ہو جائیں
الى ما خرج منه فان	اور اس کو امام نامزد کریں، اس
ابي ففان تلوكه على اتباعه	پر الشکر کی رضا ہے، اگر کوئی

غیر سبیل المؤمنین دولاہ
ما قونی واصلاہ جہنم
خروج کرتا ہے، طعن کر کے تو اسے
والیں لاؤ، اگر انکار کرے، تو اس
وساعت مصدرا۔
سے ڈو کر ایمان داروں کی راہ
بھیج البلاغۃ۔
پھوڑے ہوئے ہے۔

۱۵۔ امیر المؤمنین نے فرمایا خدا کی قسم ہے فلاں نے کفار کے ساتھ جہاد
کیا، اور مرتدوں کے ساتھ لڑائی کی، ان کو قتل کیا، یا مسلمان ہو گئے اس کی
وجہ سے اسلام پھیلا، جزیہ وضع کیا، مساجد بنائیں، اس کی خلافت کے ایام
میں فتنے نہ واقع ہوئے، انتہی۔ بھیج البلاغۃ۔ فلاں سے مراد یا ابو بکر رضی اللہ
یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

۱۶۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو علیؓ گھر کے دروازے پر کھڑے
ہوئے، اور فرمایا:۔

كنت والله يحسوبا
للمؤمنين وكنت كالجبل
لا يحركه، الحواصيف
ولا يذبله۔
خدا کی قسم تم ایمان والوں کے لئے
یسوب کی مانند تھے، اور پہاڑ کی
طرح جسے تیز ہوائیں نہ ہلا سکیں،
اور نہ مٹا سکیں۔

۱۷۔ حافظ ابو سعید بن السمان وغیرہ محمد بن عقیل بن ابی طالب سے روایت
کرتے ہیں، کہ جب حضرت ابو بکر صدیق وفات پا گئے، اور کفنائے گئے، مدینہ
رومنے کی آواز سے حرکت میں آگیا، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات کے دن ہوا، حضرت علیؓ روتے ہوئے آئے، اور کہا آج خلافت
بنوۃ کا ایک دور ختم ہو گیا، علیؓ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے، اور کہا:۔
رحمك الله ابا بکر كنت الف
اے ابو بکر خدا تجھ پر رحم

لہ حضرت علیؓ۔

لہ: بھیج البلاغۃ کی عبارت اعلیٰ معنی ہے دیکھئے طرزا ۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳ سے مستند زیر ۱۸۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور انہیں (وذكر الحديث بطوله في فضائل أبي بكر وفيه) وقت بالاموال تقصد به خلیفہ نبی کفایت حین وہن اصحابك وبراءات حین استکانوا وقوت حین ضعفوا ولزمت منها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ كنت خلیفہ حقاً۔

فرمائی، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور انہیں تھے، تم نے ایسی قوم طاری حکومت نبائی کہ کسی نبی کے خلیفہ نہیں نبھائی جب تیرے سامنے گزورے تھے، تو اٹھ کھڑا ہوا، اور طاقت کا مظاہرہ کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہاج کو قابو رکھا کہ تم اس کے سچے خلیفہ تھے۔

۱۸۔ نیز کتب شیعہ میں ابو جعفر محمد الباقر سے مروی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کا جنازہ دیکھا تو فرمایا:

واللہ ما احدث من الناس احب الی ان التی بصیغۃ من هذا المسجی۔

اللہ کی قسم لوگوں میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا صمیمہ اعمال مجھے مل جائے مجھے پسند ہو سوا اس ڈھانچے ہوئے،

یہ اثر البرقیہ نے کتاب الآثار میں محمد باقر سے منسلک روایت کیا ہے، اور امام حاکم، محمد باقر سے وہ جابر بن عبد اللہ سے منسلک روایت کرتا ہے۔

۱۹۔ امام احمد بن عمرؓ اور ابو جعفر سے روایت کرتا ہے، اور بخاریؒ ابن عباس سے کہ علیؑ نے حضرت عمرؓ کا جنازہ دیکھا تو کہا:

ما خلقت احدا احب الی ان التی اللہ بمثل عملہ منک والیر اللہ وان کنت

مجھے کوئی آدمی پسند نہیں کہ اس کے سے اعمال کے ساتھ رہ سے ملوں، تیرے سوا خدا کی قسم

۱۔ المستدرک ۲۵ ص ۱۳۲ کتاب مرزۃ الصحابہ۔

۲۔ صحیح البخاری ۵ اس ۵۱۱ باب فضل ابی بکر کتاب مناقب۔

لاظن ان يجعلك الله مع صاحبك حيث افي كنت
كثيرا سمع النبي صلى
الله عليه وسلم يقول
ذهب انا وابوبكر وعمر
دخلت انا وابوبكر وعمر
وخرجت انا وابوبكر وعمر۔

میں یقین کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے
میرے ساتھیوں کے ساتھ کرے
گا، اگر میں عام طور پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا،
آپ فرماتے ہیں گیا، اور ابوبکر و عمر
میں داخل ہو، اور ابوبکر و عمر میں
نکلا، اور ابوبکر و عمر۔

۱۰۔ اور یہی کشف الثمہ فی معرفۃ الأئمۃ میں وہ روایات لاتا ہے، جنہیں
اہل سنت و اہل شیعہ دونوں قبول کرتے ہیں یہ کہ۔

انه سئل الامام ابو
جعفر محمد عن حلیۃ السیف
هل يجوز قال نعم قد حلی
ابوبكر الصديق سيفه،
بالفضة قال الراوى
انقول هكذا فوثب
الامام من مكانه فقال نعم
الصديق فمن لم يقتل له
الصديق فلا جسد قتله الله تعالى
في الدنيا والاخرة۔

امام ابو جعفر محمد سے حلیۃ السیف
کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے
فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ابوبکر
صدیق نے ایسا کیا تھا، راوی نے
کہا آپ اسے صدیق کہتے ہیں۔
امام اپنی جگہ سے کود پڑے، اور
فرمایا، ہاں وہ صدیق ہے، جو
اسے صدیق نہ کہے، انہوں اس کی
بات دنیا و آخرت میں پہنچ
نہ کرے۔

۴۔ خلافت بلا فصل حضرت علیؑ پر شیعہ کے دلائل قرآن پاک سے

روافض اپنے مدعا پر غلط فہم اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطاعن

سے استدلال کرتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ اور دیگر اصحاب اس قابل ہی نہیں تھے، کہ ان کا اجماع حجت ہوتا، مطاعن کا تفصیلی جواب مقالہ رابعہ میں آجائے گا انشاء اللہ، نیز چند آیات سے بھی ان کے مفہوم توڑ موڑ کر استدلال کرتے ہیں، کچھ اولہ عقیدہ جنہیں خرافات کا نام دیا جانے تو بہتر ہے بھی پیش کرتے ہیں، کچھ روایات بھی ہیں، جو ان کے مدعا پر دلالت نہیں کرتیں، اور کئی ایک موضوع روایات ہیں۔ اس بارہ میں سات آیات سے استدلال کیا کرتے ہیں۔

شیعہ کی پہلی دلیل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

انہا ولیکھ اللہ ورسولہ	تمہارا اللہ اللہ ہے، اور اس کا
والذین آمنوا یقیمون	رسول اور جو لوگ ایمان لائے
الصلوۃ ویؤتوا الزکوۃ	نماز قائم کرتے ہیں ازکوۃ ادا کرتے
وہم مراکعون (المائدہ ۵۵)	اور وہ رکوع کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت باجماع مفسرین حضرت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جبکہ انہوں نے رکوع میں اپنی انگشتی ایک سائل کو صدقہ کر دی تھی، وہی متصرف کے معنی میں ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے لئے ولایت ثابت کی، جس طرح کہ اپنے اور اپنے رسول کے لئے ثابت کی واضح ہے کہ خدا کی ولایت عام ہے، اس طرح علیؓ کی ولایت بھی عام ہوگی، لہذا وہی امام ہیں، کوئی اور نہیں۔ کیونکہ کلمہ انما کا تقاضا یہی ہے جو کہ سر پر ولایت کرتا ہے۔

جواب | یہ استدلال بچند وجوہ باطل ہے۔

اولاً۔ اہل تغیر کا اس پر اجماع کا دعویٰ باطل ہے، نقاش ابو جعفر محمد باقرؑ سے روایت کرتا ہے کہ یہ آیت صحابہ مہاجرینؓ اور انصار کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

ظاہر بھی یہی ہے جیسا کہ الذین اور حج کی ضار سے واضح ہو رہا ہے، حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ثعلبی کہتا ہے، کہ حضرت علیؓ کے بارے میں اتری ہے، ثعلبی صاحب لیل ہے، بلا تحقیق روایات درج کرتا ہے، صحیح ہوں یا ضعیف قاضی غس الدین خلکان فرماتا ہے، کہ ثعلبی عبداللہ بن سبا کے اصحاب سے تھا، اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ واپس دنیا میں آئیں گے، کبھی اس کے ساتھ محمد بن مروان سدی صغیر کی روایت منم کی جاتی ہے، وہ بھی ایک جھوٹا اور کذاب و ضاع رافضی تھا۔

صاحب لباب روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت عبادة بن الصامت کے بارے میں نازل ہوئی، جب کہ انہوں نے اپنے حلیفوں اور ابن ابی ایسے منافقین سے بیزاری کی تھی، سیاق آیت کا تقاضا یہی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يا ايها الذين آمنوا لا تأخذوا
اليهود والنصارى اولياء۔ اور نصاریٰ کو ساتھی
(المائدة ۵۱) نہ بناؤ۔

اہل سنت محدثین میں ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی، جبکہ انہوں نے فرمایا تھا، یا رسول اللہ ہماری قوم نے ہمیں چھوڑ دیا ہے، بہر صورت سبب نزول کی تفصیل سے آیت کے عموم میں تخصیص نہیں ہوا کرتی ہے۔

ثانیاً یہ لفظ دلی کے کئی معنی ہیں، محب صدیق، النصیر۔ الاولی بالتصرف الجار۔ ابن العم۔ المحقق۔ بغیر قرینہ کوئی ایک معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ اس مقام پر سیاق آیت قرینہ ہے کہ دلی کا معنی محب یا دوست یا مددگار کے ہیں، امام یا اولیٰ بالتصرف کا معنی نہیں ہو سکتا۔

صیغہ جمع بھی اس کا قرینہ ہے،
 ثالثاً: حضرت علیؑ کا نماز میں انگشتی صدقہ کرنے کو اس بات کا قرینہ
 بنایا جاتا ہے، کہ آیت میں وہی مراد ہیں، حالانکہ یہ قصہ اہل حدیث کے
 ہاں ثابت ہی نہیں۔

اگر واقعہ کو سچا تسلیم کر بھی لیا جائے، وہ ایک نفلی خیرات تھی، اسے زکوٰۃ
 نہیں کہا جاسکتا، وہم را کون کا واؤ حال کے لئے نہیں، بلکہ مطلق عطف
 کے لئے ہے، معنی یہ ہوگا کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ نماز میں رکوع
 کرتے ہیں۔ ایمان دار اہل کتاب کی مانند نہیں کہ وہ بے رکوع نماز ادا کرتے
 ہیں، اگر واؤ حال کے لئے تسلیم کر لیا جائے تو را کون کا معنی تھانوں ہے رکوع
 کا اصل معنی مخصوص کا ہے، جیسا کہ اہل لغت نے بیان کیا ہے۔

والجاء۔ نخاة کو نہ کے نزدیک کارنا حصر کے لئے نہیں ہے، بلکہ وہ اسے
 ان اور ما کا ترجمہ سے مرکب کہتے ہیں، اس لئے آیت سے استدلال کرنا درست
 نہیں ہے، بالفرض تسلیم کر لیا جائے، تو بھی حضرت علیؑ کو آیت میں دلی معنی
 امام و خلیفہ قرار دینا غلط ہے، کیونکہ دلی وہ ہوگا، جو اپنے معنی میں بالمثل
 مستصفا ہو، اور علیؑ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صفت امامت
 و خلافت سے مستصفا ہوئے تھے، فكيف التطبيق۔

شیعہ کی دوسری دلیل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اتحاد بين الله وبين	اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اے
عنكم المرجس اهل البيت	اہل بیت تم سے رجس دور کر
ويطهركم تطهيرا (الاحزاب ۳۳)	وسے، اور تمہیں پاک کر دے

رافضی اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ علماء و فقہاء

اہل جہاد امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ روایت باجماع صحیح روایت جھوٹ ہے، اور اس کے کذب جرنی
 کی متعدد وجوہ بیان کیں، تفصیل کیلئے درمنہاج السنہ جلد ۱ ص ۱۵۵

کے نیچے لیا، ایک اور روایت میں ہے، کہ اُن کو رسول اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دوسری دُخْرُحْن اور رشتہ دار اور بیویوں کو بھی چادر میں داخل کیا تھا، اور بہت محنتیں یہ بھی روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عباسؓ اور ان کے فرزند ان فضل عبد اللہ عبید اللہ، قثم، سعید، اور عبد الرحمن کو بھی سیاہ غنظلہ سرخی چادر میں لیا اور فرمایا:-

اللہم هؤلاء اهل بيتي
وعنقني خاستهم من النار
کستری بھذا الشملة۔

اے اللہ یہ میرے اہل بیت
اور میری اولاد ہیں، ان کو آگ

سے پردہ میں رکھ جس طرح میں نے
چادر میں انہیں ڈھانپ لیا ہوا ہے۔

درود یوں سے کرتی چیز باقی نہ رہی کہ اس پر آمین نہ کہا ہیہ حدیث ابن عباسؓ اور بیہقی نے روایت کی ہے۔

ثانیاً، اس لئے کہ یہ آیت عصمت پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ اس میں جس سے پاک کرنے کا جہد کیا۔ جس سے مراد شیطانی وساوس ہیں، تطہیر سے مراد خدا تعالیٰ کا ان کی نگہداشت کرنا ہے، اسی طرح اولیاء اللہ کے حق میں بھی درود ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فتقيموا صعيدا طيبا
فامسحوا بوجوهكم وابدانكم
ما يريده الله ليجعل
عليكم من حرج ولكن يرين
ليطهركم وليتم نعمته وبعلمكم
تشكرون (المائدة ۶)

پاک مٹی کا قصد
کرو، اور چہرے اور ہاتھوں
کا مسح کرو، اللہ تعالیٰ تم پر حرج
نہیں کرنا چاہتا، لیکن تاکہ پاک
کرے، اور اپنی نعمت چاہے اور
تم شکر کرو۔

اس میں بھی تطہیر سے مراد غلطیوں کا معصوم بنانا نہیں ہے، کمالاً بخفی۔
ثالثاً اس لئے کہ امام کے لئے معصوم ہونا ضروری نہیں ہے معصوم کے

لئے یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں نہیں ہے، لیکن جہاں کی کسی اور کتاب میں ہو۔

ہوتے ہوئے بھی ایک غیر معصوم امام بن سکتا ہے، جیسا کہ شریعت نبوی علیہ السلام
(معصوم) اور داؤد علیہ السلام کی موجودگی میں طاہریت کو حکومت دی۔
شیعہ کی تیسری دلیل (۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا
الامودة في القرني .
(الشوری ۲۳)
فرمائیں میں اس پر مزدوری
نہیں لیتا۔ سوائے محبت
قربت کے۔

شیعہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا گیا، وہ کون قرابت داریں، جن کی محبت واجب ہے،
فرمایا علیؑ فاطمہ اور ان کے پسران جبکہ محبت غیر علی واجب نہیں ہے اور جب
محبت واجب اطاعت کو مستلزم ہے، لہذا علیؑ کی اطاعت واجب اس
بناد پر وہی امام ہیں۔

جواب | اس آیت سے استدلال بھی کئی وجوہ سے باطل ہے۔
اولاً۔ اس لئے کہ اس آیت کی مراد میں مختلف روایات آئی ہیں، احمد و طبرانی
نے اسی طرح روایت کیا ہے، مگر یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ یہ سورت
مکی ہے، اور مکہ میں حسنین موجود ہی نہ تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں پیدا
ہوئے، اس حدیث کے رواتہ میں ایک غالی شیعہ ہے۔ صحیح بخاری طبری
حدیث اسی بارہ میں واضح ترین ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرنی سے وہ لوگ مراد ہیں جن سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری ہے۔ اکثر ائمہ تفسیر نے ابن عباس سے اس آیت
کے یہ معنی نقل کئے ہیں کہ میں رسالت پر تم سے اجرت نہیں مانگتا، ہاں ایک

لے صحیح بخاری کی حدیث کا ترجمہ یہ ہے، ابن عباس سے پوچھا گیا کہ الامودة في القرني کا معنی کیا
ہے، سعید بن جبیر نے جواب دیا اس سے قرنی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، ابن عباس نے فرمایا قرنی سے قرنی کی
قریش کے سب ہی خاندان کی آپ سے قربت ہے، صحیح مقداد آیت یہ چار مقام سے تفسیر نہیں ہو سکتی
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے۔

محبت جو تم غم سے قرابت کی وجہ سے رکھتے ہو، مہدی کبیر، عبدالرحمن اور عسکین کی ایک جماعت اس معنی کا یقین کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں قریش کے جمیع قبائل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری تھی، قریب یا بعید۔

ثانیاً۔ وجوب محبت ان چاروں کے ساتھ مخصوص نہ ہے، ابن بابویہ (شیخ مصنف) "اعتقادات" میں ذکر کرتا ہے، کہ امامیہ کے نزدیک محبت ملوکیان واجب ہے، اہل سنت کہتے ہیں کہ ان نبی اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا بھی واجب ہے، غیر علی کی محبت کے وجوب کی نفی غلط ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے۔

حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضہما کفر۔
ابو بکر و عمر کی محبت ایمان ہے،
اور ان کا بغض کفر ہے۔

شیخ کی چوتھی دلیل انمن حاجک
فیہ من بعد ما جاءک من
العلم فقل تعالوا ندع
اہنا ونا وابناءکم وبنیانا ونا
و بنیانا وبنیانا وبنیانا وبنیانا

ذال عمران (۶۱)
تقریباً استدلال یوں کرتے کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ ابناؤ سے مراد حنین
میں، اور نانا سے مراد فاطمہ اور انسا سے علیؑ اس لئے کہ انہی چہار کس
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ نبی خجراں میں اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

لے کتاب فضائل ابی بکر و عمر و علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب ابی بکر
و عمر ایمان و بغضہما کفر۔
کہ بنی نبیون کا وفد شہر میں آیا تھا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی روکی فاطمہ
زہراؑ تھی، وہ چھٹے مہینہ السنۃ لابن تیمیہ ۲ ص ۱۱۱، تاریخ ۴ ص ۲۲۲، ۲۲۳ میں اس روایت سے
شیخ استدلال کی تفصیل سے یہ فرق ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے، اور اس سے مراد ان کے ساتھ برابری ہے، اور مساوی ہی اولیٰ بالتصرف ہوتا ہے، لہذا وہی امام ہیں۔

جواب | یہ استدلال کئی طریق سے باطل ہے۔

پہلا طریق یہ ہے، الفتنہ سے مراد علیؑ ہیں اس پر دعویٰ اجماع مجوٹ اور لاف ہے، بلکہ اس سے مراد خود ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، کلام عرب میں ایک مشہور معادہ ہے، دعوت نفسی بکذا۔ یا امرت بنفسی بکذا۔ میں نے خود یہ حکم دیا، یہ بھی ہوتا ہے کہ نفس میں وہ لوگ مراد ہوتے ہیں، جو نسب اور دین میں باہمی اتصال رکھتے ہوں، جیسا کہ آیات ذیل میں ہے۔

(۱) لَا تَخْزِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ (البقرہ ۸۴) (۲) لَا تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ

(البقرہ ۸۵) (۳) ظَنَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (النور ۱۲)

(۴) وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ (الحجرات ۱۱)

دوسرا طریق یہ ہے کہ نفس سے مراد اگر بالفرض علیؑ نہیں ہیں تو مساوات ضروری نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ علیؑ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکمل مساوات جمع صفات میں اتفاق باطل ہے، کسی ایک صفت میں مساوات کا کوئی قائلہ نہیں کہ اس سے اولیٰ بالتصرف ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

چوتھا طریق یہ ہے، اگر اس آیت سے شیعہ کا دعویٰ ثنابت ہو جائے، تو

علیؑ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں امام ہونا لازم آتا ہے، (ملاحظہ

یہ بالکل غلط اور باطل ہے)

شیعہ کی پانچویں دلیل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَمَّا اَنْتَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ وَمِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ
ہاں (الرعد ۷۰)

آپؑ وراثت والے ہیں اور
ہر قوم کا ارہ نما ہے۔

ثعلبی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:-

انا المنذر و علی الہاد۔ میں ڈرانے والا اور علی راہنما ہے۔
جواب یہ روایت منعیث ہے، ثعلبی اور اس کی مرویات کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے، لہذا اس آیت سے استدلال باطل ہے۔ اگر اس آیت کا یہ مفہوم آنا انت منذر و علی ہاد تسلیم کیا جائے تو اس میں تقسیم کا مفہوم سمجھا جاتا ہے یعنی تم صرف ڈرانے والے ہو اور علی راہنما ہے

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہادی ہونے کی نفی لازم آتی ہے اور اس آیت کا انکار رہتا ہے۔ جو کہ صریحاً باطل اور لغو ہے۔
ہاتھ مستہدی الی صراط
آپ سیدھے راہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ مستقیم۔

شیعہ کی چٹھی بیل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وقطروہوا انہم مسئولون۔ ان کو ٹھہراؤ ان سے پوچھا جائے گا۔ (الصافات ۲۴)

مسند الفردوس میں اور تفسیر واحدی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

انکھو مسئولون عن ولایت تم سے علی کی ولایت کے بارے

میں ان کا یہ تجزیہ فرماتے ہیں کہ اس کا شاگرد احمدی بلا تحقیق موضوع روایات درج کرتے ہیں یہ مطالب لی ہے، امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہ موضوع روایات کوئی ایسا ہے، جسے تفسیر غیر مشہور میں نہیں منہاج السنۃ جلد ۱ ص ۱۸۱ میں مذکور ہے یہ حدیث صحیح ہے، خلاص کے مطابق کہنا کہ کوئی ایسا ہے کہ تفسیر حدیث حدیث ہے۔

۱۸۱ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں، یہ حدیث باطلان غلطین موضوع ہے، اس کی کذب اور تردید کرنا لازم ہے، ومنہاج السنۃ جلد ۱ ص ۱۸۱

۱۸۲ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس کا شاگرد احمدی یہ موضوع روایات ہیں اس کا مصنف غریب بن شہر پدری ہے، اگرچہ رواۃ حدیث سے ہے، مگر اس نے اسانید صحیح اور ضعیف اور موضوع کا امتیاز کئے بغیر حدیث کردی ہیں، اسی لئے اس کتاب میں اکثر روایات موضوع ہیں ومنہاج السنۃ جلد ۱ ص ۱۸۱

حدیث (۱) احمدی اس مطالب لیں گے کہ اس

علی رضی - میں سوال کیا جائے گا۔

جواب یہ حدیث باطل ہے، اور اس کی سندیں ناقابل احتجاج راوی ہے نیز لفظ ولایت اہل سنت کے نقطہ نظر سے امامت پر ولایت نہیں کرتا، جس کی تائید یہ ہے، کہ ولحدی دوسری سند سے یہ الفاظ نقل کرتا ہے، عن ولایت علی و اهل البیت۔ اور واضح ہے کہ تمام اہل البیت باتفاق امام نہیں ہیں۔ اگر اس آیت کی ولایت امامت علیؑ پر تسلیم کر لی جائے، تو میں کہتا ہوں اہل سنت کے نزدیک امامت علیؑ ختم ہے، مگر حضرت عثمانؓ کے بعد اس آیت سے امامت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی ہے۔

شیعہ کی ساتویں دلیل السابقون السابقون اولئك المقربون الآتية (الواقعة ۱۱) طبرانی اور ابن مزیہ حضرت عائشہؓ اصحاب عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

السابقون ثلثة السابقون
الی موسیٰ یوشع والساہق
الی عیسیٰ صاحب فین و
السابق الی محمد علی بن ابی طالب۔

جواب یہ اس روایت کی سندیں ابوالحسن شافعیؒ و جمہور نے اسے ضعیف کہا ہے، امام عقیلیؒ فرماتے ہیں ابوالحسن شافعیؒ ہے، اور متروک الحدیث۔

طحاویؒ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور موضوع ہے، و منہاج السنہ جلد ۱ ص ۱۱۱۱ کہ روایت موضوع ثابت ہوئی، اس سے آیت کا نسخا ولایت علیؑ سے متنبہ کرنا غلط ہے۔ آیت غرابت کا صحیح معنی یہ ہے کہ آیات پر متنبہ کر رہی ہے، اور شاہ ہے۔

اشتر والذین یملکوا و الذین یدعون من دون اللہ فاعلم انی امر بالحقیم و حقو صوابہم مسنونہ العاقبات ۲۵۶۲۔

لے منہاج السنہ کے معنی یہ ہیں کہ روایت غلط ہے اس لئے کہ اس کا قول ہے کہ سب پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے، علیؑ سے پہلے ان کا اسلام ثابت ہے، بعض کہتے ہیں کہ ان کے بعد اسلام قبول کیا، مگر وہ اس وقت اسلام لائے، انھیں کیلئے منہاج السنہ ابن حجرؒ جلد ۱ ص ۲۲۔

نیز یہ روایت امامت علی پر ولایت بھی نہیں کرتی، اس طرح تو اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کے حق میں بھی فرمایا ہے:-

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
سَبَّحَهُمُ اللَّهُ فِي سَبْعِينَ
مِائَةً أَلْفًا مَرَّةً
(التوبة: ۱۰)

مستدرکات شیعہ از احادیث

کتاب اہلسنت میں مروی احادیث جن سے امامیہ مستدرک لال کرتے ہیں بدوہ ہیں
احادیث سے شیعہ کی پہلی دلیل ابریثہ بن خسیف اور چند ایک دیگر صحابہ پر
روایت کرتے ہیں کہ مکہ مدینہ کے درمیان تالاب خیم کے پاس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور کہا:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ مَوْلَى
وَأَنَا مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا
أَوَّلُ بَهْمٍ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَا فِهَذَا
مَوْلَا اللَّهِ وَاللَّهُ مَوْلَى
وَاللَّهُ وَعَادٌ مِنْ عَادٍ
يَعْنِي عَلِيًّا -

اے لوگو! اللہ میرا مولیٰ ہے اور
میں مطمئن کا مولیٰ اور میں ایمان داروں
کے اپنے نفس سے بھی ان کے لئے
اولی ہوں، میں جس کا مولیٰ ہوں یہ
اس کا مولیٰ ہے، اور جو اس سے
دوستی کرے اس کو دوست رکھ
اور جو اس سے دشمنی کرے، اس
سے دشمنی کر۔

یہ حدیث صحیح ہے، بلکہ درجہ تواتر تک پہنچی ہے، تیس صحابہ رسول صلی اللہ
علیہ وسلم اسے روایت کرتے ہیں، ان میں چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں، علی
بن ابی طالب، البراء بن مالک، زید بن ارقم، براء بن عازب، عمرو بن مرقہ، ابو ہریرہ،
لحمیہ بن عقیقہ کی حدیث اللہ کے حکام جلد مسائل میں ہے نیز نوین مسلم کا نفس روایت بھی۔

ابن عباس۔ عمارہ بن یزید۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابن عمر۔ انس۔ جریر بن مالک
مالک بن حویرث۔ ابو سعید الخدری۔ طلحہ۔ ابو الطفیل۔ حذیفہ بن اسید وغیرہ وغیرہ۔
محمد ثنیں نے اس حدیث کو صحاح۔ سنن اور مسانید میں روایت فرمایا ہے
بعض روایات میں یہ لفظ ہیں۔

من كنت اولى به
من نفسه فعلی ولیہ
اللهم وال من والاه
وعاد من عاداه۔

میں جس کے اپنے نفس سے بھی
اولی ہوں، علی اس کا ولی ہے، اے
اللہ جو اس سے دوستی کرے، اسے
دوست بنا، اور جو دشمنی کرے، اسے
دشمن بنا۔

روانص اس حدیث کو استخلاف علی پر نفس جلی قرار دیتے ہیں، وہ مولی
بمعنی اولی بالتصرف کہتے ہیں، فہو الامام۔
مذکورہ بالا الفاظ متواترہ پر رافضی ان الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں۔
وهو الخليفة من بعدی
وهو وليكم بعدی۔

وہ تمہارا ولی ہے، اور میرے
بعد خلیفہ۔

حالات کے الفاظ اس روایت میں منکر اور موضوع ہیں، اور رافضی تغیرات کا ایک نمونہ
جواب اس حدیث سے امامت پر استدلال بوجہ باطل ہے۔
اولاً۔ اس لئے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ کسی جگہ نہیں آتا کوئی عالم عربیہ اس کا
قائل نہیں کہ مَنَعْلٌ رَأْفَعُکَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
ثانیاً۔ مولیٰ بمعنی اولیٰ بالفرض تسلیم کر لیا جائے، تو اولیٰ بالمحبۃ والتظیم
والقرب کے معنی میں ہی ہو سکتا ہے، نہ اولیٰ بالتصرف کے معنی میں۔
جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

ان اولی الناس بابراہیم
لذا یناتبوہ وهذا النبی

تحقیق ابراہیم کے ساتھ زیادہ
تعلق ان لوگوں کا ہے جو اس کی

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِي الْمُؤْمِنِينَ
 اتباع کرتے ہیں اور اس نبی کا اور
 ایمان والوں کا اور اللہ مؤمنین
 کا دوست ہے۔ (ال عمران ۶۸)

لفظ مولیٰ معانی ذیل میں مشترک ہے، مستحق۔ معتمد۔ دوست۔ مالک
 قریب، ہمسایہ، مددگار۔ منعم۔ منعم علیہ۔ رب۔ محبوب۔ محبوب۔ تابع۔ ظہیر۔
 حدیث مذکورہ میں مولیٰ سے مراد محبوب ہے، حدیث کے آخری دعائیہ
 الفاظ اس پر قرینہ ہیں، حدیث میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں جو اس بات کا قرینہ
 بن سکے کہ مولیٰ سے مراد امام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں جس
 کا مولیٰ ہوں اس سے بعد والی بات کو سامعین کے ذہن میں پختہ کرنے کی غرض
 سے ہے۔ اگر آپ اس موقع پر امامت علی ہی کا اعلان فرما رہے ہوتے، تو اس سے
 صریح اور واضح تر لفظ میں امامت کا اعلان کر سکتے تھے، امام ابو نعیم امدادی
 فرماتے ہیں۔

عن الحسن المثنی بن	حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ سے
الحسن المجتبی انہ لما	کسی نے کہا میں کنت مولایہ امامت
قیل لہ ان من کنت مولایہ	علی میں نص ہے، تو فرمایا اگر
نص فی امامتہ علی قال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
اما والله لو یعنی النبی صلی	سے امامت اور حکومت مراد
الله علیہ وسلم بذلک	لیتے تو اس سے صریح اور
الامامة والسلطان لانهم	واضح تر لفظ بول سکتے تھے۔
لهم فاته صلی الله عليه	کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلمه كان افصح الناس	سب مسلمانوں میں سے
للمسلمين۔	زیادہ افصح تھے۔

حضرت بلوہن عازب روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو غزوہ تبوک میں مدینہ میں چھوڑا علیؑ نے کہا کیا آپ مجھے عہد توں اور پہل میں چھوڑے جارہے ہیں، تو آپ نے فرمایا۔

اما ترضی ان تكون
مضى بمنزلة هارون من
موسى الا انه لا نبى بعدى۔
کیا تم راضی نہیں کہ تمہارا مقام
وہی ہو جو ہارون علیہ السلام
کو موسیٰ سے تھا۔

اس حدیث سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ لفظ ”منزلۃ“ اہم جنس ہے، اور علم کی طرف مضائقہ ہے، لہذا اس میں جیسے مراتب آجائیں گے، استثناء کی وجہ سے درجہ نبوت مستثنیٰ ہوگا، باقی تمام مراتب و مدارج میں شامل لازمی ہوگا۔
حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ اور مقرر من الطاعة تھے۔

جواب اس حدیث سے استدلال اس لئے باطل ہے کہ جمیع مراتب میں مشارکت ہو کر کوئی لفظ ولایت نہیں رکھتا۔ بلکہ سیاق قصہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مدۃ غیبت میں استخفاف مراد ہے آپ کے مدینہ سے غائب رہنے کے ایام میں حضرت علیؑ کے مدینہ میں موجود رہنے کا یہ مطلب کہاں نکلتا ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ خلیفہ ہیں اس حدیث میں اضافت برائے عہد خارجی ہے۔ اور الامم یعنی غیر برائے دفع توہم نیز حضرت ہارون تو حضرت موسیٰ کی زندگی میں وفات پا گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد کے لئے حضرت علیؑ کو خلیفہ نہیں بنا رہے بلکہ مدت غیبت کے لیے جانشین بنا رہے ہیں جیسا کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی مدت غیبت کے لیے جبکہ وہ ظہور پر تشریف لے گئے تھے، ان کے جانشین تھے۔

بقیہ صفحہ ۲۳۵۔۔۔ جہاں اس لفظ سے معلوم ہوا علیؑ نے بھی اس سے الزام خارجی دیکھ جہاں کی نہایت مزاحمتی تھی مگر خلافت دفع و مدت لغات شرعاً مشکوک ہیں، غزوہ تبوک کے موقع پر ابن ام مکتومؓ کو امت کے لئے مقرر کیا جاتا۔ ۱۲۔۔۔
لے دیکھئے آخر غزوہ خندق علیؑ صحیح مسلم ص ۵۲۵۔

احادیث سے شیعہ کی تیسری دلیل

عن بريد بن جابر عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال
علي مني وأنا من علي وهو
ولي كل مؤمن من
بعدي۔

بريقہ فرماتے ہیں، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ
میرے سے ہے، اور میں علی سے
وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست
ہے۔

جواب اس روایت کی سند میں اصل شیعہ راوی ہے، جو کہ شہم ہے اس کی
روایت قابل احتجاج نہیں ہے، جیسا کہ ملا نصر اللہ نے کہا ہے۔

ہاں اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے حضرت عمران جعین سے بسند صحیح
روایت کیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ولی معانی کثیرہ میں مشترک ہے، جیسا کہ
اوپر بیان ہوا، لہذا اس سے استدلال باطل ہے

کتب احادیث سے شیعہ
کی چوتھی دلیل

عن
ابن

انس بن مالک فرماتے ہیں،
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
ایک پرندہ لایا گیا، جو کہ آپ کے لئے
بھونگیا، آپ نے فرمایا اے اللہ
میرے پاس وہ آدمی لا، جو مجھے سب
سے زیادہ محبوب ہے، میرے ساتھ
کھائے، پس علیؑ کئے۔ (ترمذی)

بن مالک رحمہ اللہ کان عندا
النبي صلى الله عليه وسلم
طائر قد طبع له فقال اللهم
أتني بأحب الناس الي ياكل
معى فجار علي سواه الترمذی

جواب شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی تلخیص میں لکھتے ہیں، کافی مدت

میں متکرمہ مسلم بن حنین کی حدیث میں ہے اس میں بعد اس کے کہ فرمایا ہے، اور میں علیؑ کی حدیث میں۔
کہ وہ پرندہ لایا گیا، آپ نے فرمایا اے اللہ میرے ساتھ کھائے، پس علیؑ کئے۔ (ترمذی)
اس حدیث میں جہاں تک کہ امام ترمذی فرماتے ہیں، بلکہ حدیث غریبہ و غریبہ حدیث غریبہ حدیث غریبہ حدیث غریبہ
اس حدیث میں جہاں تک کہ امام ترمذی فرماتے ہیں، بلکہ حدیث غریبہ و غریبہ حدیث غریبہ حدیث غریبہ حدیث غریبہ
اس حدیث میں جہاں تک کہ امام ترمذی فرماتے ہیں، بلکہ حدیث غریبہ و غریبہ حدیث غریبہ حدیث غریبہ حدیث غریبہ

ہے میں جانتا تھا کہ امام اکرم نے مستدرک میں حدیث طبر روایت کی ہے جب اس کتاب کی میں نے تعلیقات لکھیں تو مجھے پتہ چلا کہ محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اسی طرح شمس الدین جدی نے بھی اس حدیث کے موضوع اور بتائی ہوئے کی تصریح کی ہے نیز یہ روایت امامت پر دلالت بھی نہیں کرتی۔ کمال بخشنی۔

اس طرح کے الفاظ حضرت عباسؓ کے حق میں بھی وارد ہوئے ہیں۔ ابن عساکر بروایت سبکی میرے بیان کرتے ہیں، وہ کہتا ہے۔

قدمت من الشام	میں شام سے آیا، اور رسول اللہ
واهدیت الی النبی	صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خشک میرے
صلی اللہ علیہ وسلم	پستہ باوم اور کلچر پیش کئے تو آپ
فاکہتہ یا بسۃ من منق	نے فرمایا اے اللہ میرے پاس میرے
ولونہ وکفک فقال اللہم	اہل میں سے میرا محبوب ترین شخص
أتخی باحب اہلی الیک	لا جو میرے ساتھ کھائے، چنا پنہ
یا کل معی فطلع العباس	عباسؓ آگئے، آپ نے فرمایا چچا جی
فقال أدن یا عمر فجلس	تشریف لائے، چچا پنہ وہ بیٹھ گئے
فاکل۔	اور کھایا۔

اس روایت کی سند بھی کمزور ہے۔

شیعہ کی پانچویں حدیثی دلیل

جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	جابرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
علیہ وسلم قال انا	بیان کرتا ہے، آپؐ نے فرمایا میں
مدینۃ العاصم وعلی بابہا	علم کا شہر ہوں، اور علی اس کا دروازہ
سماواہ البناس والطہرانی	ہے، دربارہ طبرانی، اس حدیث
عن جابر وہ شواہد من حدیث	کے خواہر بھی ہیں، ہذا روایات ابن

وال نہیں ہے، جیسا کہ واضح ہے۔ شیعہ کی جھٹی مدعی دلیل

انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ينظر الى آدم في علمه والى نوح في تقواه والى ابراهيم في حلمه والى موسى في هيبته والى عيسى في عبادته فليتنظر الى علي بن ابي طالب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آدم کے علم، نوح کے تقویٰ، ابراہیم کے علم موسیٰ کی ہیبت کو اور عیسیٰ کی عبادت دیکھنا چاہتا ہے وہ علیؑ کو دیکھے۔

جواب ایہ سے کر یہ روایت اہل سنت کی روایات میں سے نہیں ہے، ابن مظہر علی نے اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، کبھی اسے یہ بھی کی طرف منسوب کرتا ہے اور کبھی بخوی کی طرف حالانکہ ان کی کتابوں میں یہ روایت موجود نہیں ہے لہٰذا نیز یہ روایت شیعہ کے مدعی پر دال بھی نہیں اس لئے کہ کسی ایک چیز میں انبیاء سے مشابہت سے ان کے ساتھ مساوات لازم نہیں آتی، بعض اہل حدیث میں حضرت ابوذر کو زہید میں حضرت عیسیٰ کی مانند فرمایا ہے، اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لحن میں دافؤ علیہ السلام کے مشابہ قرار دیا ہے۔

شیعہ کی ساتویں مدعی دلیل

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من صاحب علیا فی الخلافة فهو کافر۔
ابوذرؓ فرماتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خلافت میں علی کا مقابلہ کرے وہ کافر ہے

جواب ایہ حدیث بھی اہل سنت کے مرویات سے نہیں ہے، ابن مظہر علی نے اس کی نسبت خطیب کی طرف کی ہے، اور ابن مظہر نقل میں غائب ہے، ایسے

۱۔ امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ہذا الحدیث کذب موضوع علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ روایت جھوٹی اور موضوع ہے منہاج السنۃ ۲ ص ۲۰۰
۲۔ امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں: یہ روایت کا نسبت حق خطیبؒ کے لئے ہے، اس نے ترک کر دیا اور صحیح کہا ہے حدیث کی روایت غلط ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، حدیث غلط ہے، حدیث غلط ہے، حدیث غلط ہے۔

خطیب کی مرویات منیعت ہوتی ہیں یا منکر یا موضوع، ضابطہ حدیث انہیں قوی قرار دیتے ہیں اور نہ فقہاء ان سے استدلال کرتے ہیں، پھر کسی ثقہ نے خطیب سے یہ روایت نقل نہیں کی ہے، اگر اس حدیث کی صحت تسلیم کر بھی لی جائے، تو بھی واضح ہے کہ یہ حدیث مدعی بدولت نہیں کرتی، کیونکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جو علیؑ کے ساتھ اس کی خلافت میں نزاع کرے گا وہ میرے احسانوں کا منکر ہے نزاع تب ہی ممکن ہے جب علیؑ خود علی خلافت کریں۔

اخلاق ثلاثہ کے دور میں کسی بھی حضرت علیؑ نے خود علی خلافت نہیں فرمایا، اگر یہ حدیث صحیح ہو تو معاویہؓ کے خلاف تو محبت بن سکتی ہے، اخلاق ثلاثہ کے خلاف نہیں۔
(میں نے یہ روایت ثابت ہی نہیں تو حضرت معاویہؓ کے خلاف بھی اسے حجت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔)

شیعہ کی اٹھویں حدیثی دلیل

ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال كنت انا وعلی بن ابی طالب
نوما بین یدئ الی اللہ قبل ان یخلق
ادم باربعة عشر الف عام فقسو
ذلك النور جزئین جزءا نارا وجزءا علی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے مروی
ہے فرمایا میں اور علیؑ آدم کی تخلیق
سے چودہ ہزار سال پہلے فوراً تھے، اس
نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ
میں اور دوسرا حصہ علیؑ ہے۔

جواب ابراہیم اہل حدیث یہ حدیث موضوع ہے، اس کی سند میں محمد بن خلث مرقزی ہے، امام بیہقی بن معین فرماتے ہیں یہ کذاب ہے، احاد قطعی نے اسے مترک قرار دیا ہے اس کے کاذب و جھوٹا ہونے میں کسی نے خلافت نہیں کیا ہے، اس کی دوسری سند میں جعفر بن احمد الرضی غالب ہے، جو کہ کذاب اور متاع تھلا س نے قدح صحابہ میں کافی احادیث وضع کیں، امام شافعی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میں ابو بکر، عمر و عثمان اور علی

كنت انا و ابو بکر و عمر و عثمان

عثمان و علی قبل ان یخلق آدم بالہ
 عام فلما خلق اسکننا ظہرہ
 فلم نزل تنقل فی الاصلاب
 الطامرة حتی نقلنی الی صلب
 عبد اللہ ونقل ابابکر الی صلب
 ابی قحافة ونقل عمار الی صلب الخطاب
 ونقل عثمان الی صلب عفان نقل
 علیا الی صلب ابی طالب۔
 آدم کی تخلیق سے ہزار سال پہلے تھے،
 جب آدم کی تخلیق فرمائی، ہمیں اس
 کی پشت میں رکھا، اور پاک نسلوں
 میں منتقل ہوتے رہے، تا انکہ مجھے
 عبد اللہ کی پشت میں نقل کیا، ابو بکرؓ کو
 ابو قحافہ کی پشت میں عثمان کو عفان کی
 پشت میں اور علی کو ابوطالب کی
 پشت میں۔

یہ حدیث بھی اگر پر ضعیف ہے، مگر اس بیجا کذب کوئی راوی نہیں ہے۔
شیعہ کی نالیوں مدعی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے روز فرمایا:-

لاعطین الرأیة خدا
 من جلا یفتح اللہ علی
 یدایہ یحب اللہ ورسولہ
 و یحبہ اللہ ورسولہ۔
 میں کل جہنم ایک شخص کو دوں گا
 جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، اور
 وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے،
 اور اس سے اللہ اور رسول محبت
 کرتے ہیں۔

جواب یہ حدیث صحیح ہے، مگر شیعہ کے مدعی ذکر امامت بلا فصل حضرت علیؓ
 کے لئے ہے، اپر دلائل نہیں کرتی، اس صفت میں اکثر صحابہ کرامؓ داخل ہیں۔
 قرآن پاک میں ہے:-

اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، وہ اس
 سے محبت و یحبونہ۔

لہٰذا اس قسم کی کوئی بھی ہدایت صحیح یا منہج کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اس لئے
 یہ روایات کسی عقیدہ کو بنیاد نہیں بن سکتی۔ حضرت ابو بکرؓ کی خدمت اور ان کے فضائل کا ذکر صحیح سے ثابت ہیں، اس کام کی
 ضرورت ہدایات کی اس بارے میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مترجم)

حقیقت یہ ہے اس حدیث میں ایک خبر کا بیان ہے، جملہ خبریہ ثبوت مدعی کے لئے جملہ دلائل سے واضح تر ہے۔

نیز یہ حدیث جو کہ حضرت علیؑ کے بارہ میں وارد ہے، اہل سنت کی دلیل ہے، اس لئے کہ حضرت علیؑ خلفاء ثلاثہ کے ساتھ رہے، ان کی وفات اختیار کی، ان کی خیر خواہی فرماتے رہے، بیعت کی، ان کی خلافت میں منازعت نہیں کی، دیکھئے عمرؓ نے علیؑ سے مشورہ طلب کیا کہ ردیوں کے قتال کے لئے وہ خود جائے، یا افواج روانہ کرے، علیؑ نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ آپ خود حرکت نہ کریں، فوج بھیج دیں۔ اگر وہ فتح یاب ہوئے تو ہتر ورتہ ان کے لئے آپ پشت پناہ ثابت ہوں گے، اور قتال فارس کے موقع پر بھی حضرت علیؑ نے اسی طرح کا مشورہ دیا، معلوم ہوا، ان بزرگوں کی خلافت حضرت علیؑ کی رائے کے موافق تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہم ادر الحق مع علی حیث داس کے بموجب ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔

ایک سوال اگر کوئی کہے کہ علیؑ نے وصیت پیغمبر کے لئے نزاع اس لئے نہیں کی کہ ابو بکر و عمر و عثمان کے ساتھ انہیں منازعت سے روک دیا گیا تھا، یا ان کے ساتھ معاون و مددگار تھوڑے تھے،

جواب میں کہتا ہوں وصیت والی بات غلط ہے، اگر بالفرض ثابت ہو بھی جائے، تو اس سے محض یہ ثابت ہوگا کہ ان کی خلافت حق ہے، اور اس لئے حضرت علیؑ کو ان کے ساتھ منازعت سے روک دیا گیا، اگر ان کی خلافت درست نہ تھی، اور خلافت علیؑ ہی لطف تھی، تو اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ پیغمبر معصوم نے کیوں بندگان خدا کو لطف سے محروم رکھا، اور علیؑ نہ کو اس کا ظہار سے روکا معاونین کی قلت والی بات بھی منوع ہے، ایک طوطی میں ہے۔

سادی ایمان بن عیاش ابان بن عیاش، سلیم بن قیس
مسلم بن سلیم بن قیس الہلالی ہادی وغیرہ سے روایت کرتا ہے کہ عمرؓ

تے علیؑ کو کہا تو نے ابو بکرؓ سے بیعت نہ کی، تو ہم تجھے قتل کر دیں گے علیؑ نے کہا اگر ایک وصیت نہ ہوتی، جو میرے دوست نے مجھے فرمائی ہے، جس کی میں خیانت نہیں کرتا، تو تجھے پتھر چل جاتا، کس کے مددگار کمزور اور تعداد میں تھوڑے ہیں۔

(بخاری، ابلاغہ)

مرۃ کہا ہے، ابوسفیان بن حرب علیؑ کے پاس آیا، اور کہا کیا وجہ ہے یہ امر خلافت قریش کے کمزور گروہ میں چلا گیا، یعنی ابو بکرؓ کے پاس اسٹر کی قسم اگر میں زندہ رہا، اس کی خلافت گھوڑ سوار اور پیدل فوج جمع کر لائن گا، علیؑ نے فرمایا بہت مدت سے تم اسلام اور مسلمانوں کی عداوت کر رہے ہو، اب ابوسفیان، ابو بکرؓ کو اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ہم نے ابو بکرؓ کو اس کا مستحق پایا ہے۔

شیعہ کی گیارہویں حدیثی دلیل

ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ

عن ابی سعید الخدری ان

۱۔ المستدرک ج ۳ ص ۳۸۱ کتاب منہج الصحابہ کرامؓ ج ۱ ص ۱۰۱ ج ۲ ص ۲۳۵
۲۔ اس روایت کا بھی کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کی مستادی حالت معلوم کی جاسکے، اس قسم کی جدول
۳۔ مستدرک ابیات کو کس طرح کس تنقیدی کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔

وغیرہ عن غیرہ ان عمر قال
لعلی والله لئن لم تبایع
ابا بکر لنقتلنک قال له
علی والله لولا عهدا عهدا
انی غلیلی لست اخوتہ
لعلیت اینا اضعف ناصرا
واقول عداوا کذا ذکک
الروای فی نجر البلاغۃ

وعن مرۃ قال جاء ابوسفیان
بن حرب الی علی بن ابی طالب
فقال ما بال هذا الامر فی اقل
قریش قلۃ واذلہم ذلایعنی
ابا بکر والله لئن غشبت
ملائمتہا علیہ، خیلا ورجالا
فقال لہ علی لظالمہا عادیۃ
الاسلام واهلہ یا ابا
سفیان فلم یضرب ذلک
شیئا انا وجدنا ابا بکر
لہا اہلا اخرجہ الحاکم

النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي
 انك تقا تل على تاويل القرآن
 كما قاتلت على تنزيله
 صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا
 تم تاویل قرآن پر لڑو گے، جس طرح
 میں نے تنزیل قرآن پر لڑائی کی ہے۔
جواب ایہ روایت خبروتی ہے، کہ کسی وقت حضرت علیؑ خلیفہ ہوں گے، چنانچہ
 خلیفہ بھی ہوئے، اور خوارج کے ساتھ ان کی لڑائی بھی ہوئی، یہ حدیث خوارج کے
 خلاف اہل سنت کے لئے حجت ہے۔

شیعہ کی بارہویں دلیل

زید بن ارقم روایت کرتے ہیں،
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم
 میں وہ چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اسے قابو
 کرو، اگر نہ ہوو گے۔ اللہ کی کتاب
 اور میری اولاد۔ ترمذی۔
 امام مسلم زید بن ارقم سے نقل
 کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ایک تالاب پر کھڑے ہو کر
 خطبہ دیا، جو کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان
 تھا، اور جسے خم کے نام سے موسوم
 کیا جاتا ہے، اللہ کی تعریف کی اشنا
 کہی، وعظ فرمایا، اے لوگو! میں انسان
 ہوں، اقرب ہے، میرے پاس میرے
 رب کا قاصد آجائے، اور میں اس کی
 وجہیت کروں، میں تم میں عظیم الشان
 زید بن ارقم ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال انی
 تارک فیکم ما ان تمسکم
 بہ، لن تضلوا کتاب اللہ
 وعترتی۔ (اخرجہ الترمذی)
 وروی مسلم عنہ قال
 قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم خطیباً بامدین عی خبابین
 مکة والمدینة فحمد اللہ
 واثني علیہ، ووعظ وذكروا
 قال اما بعد ایہا الناس انما
 انا بشر یوشک ان یاتینی
 رسول ربی فاجیب وانا
 تارک فیکم الثقلین اولہما
 کتاب اللہ فیہ الہدای

لہ جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۰۱، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث من غریب ہے۔

والنور، فخذوا بكتاب
الله واستمسكوا به
فحث على كتاب الله
ومرغب فيه ثم قال
واهل بيته اذكركم
الله في اهل بيته
اذكركم الله في اهل
بيته وفي رواية كتاب
الله وهو حبل الله من
اتبعه كان على الهدى
ومن تركه كان على
الضلالة۔

چیزیں چھوڑے جبار ہوں، ایک
اللہ کی کتاب اس میں ہدایت اور نور
ہے، اللہ کی کتاب کو لو، اور اس کو
مضبوط پکڑو، اللہ کی کتاب کا شوق
دلایا، اور ترغیب دلائی، پھر فرمایا
اور میرے اہل بیت کے بارہ میں
میں تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں، ان کے
بارہ میں پھر خدا یاد دلاتا ہوں، ایک
روایت میں ہے، اللہ کی کتاب اللہ
کلمہ ہے، جو اس کی اتباع کرے گا،
وہ ہدایت پر ہے، اور جو چھوڑ دے گا،
وہ گمراہی پر ہے۔

جواب یہ حدیث مسئلہ امامت پر دلالت نہیں کرتی، اس سے یہ واضح ہوتا
ہے کہ فلاح کے لئے اہل بیت کی دوستی بہت ضروری ہے، دینی مسائل میں ان
سے راہ نمائی حاصل کرنی چاہیئے۔ یہ حدیث اہل سنت کے لئے حجت ہے کہ اہلسنت
کی کتاب اللہ کو حکم اور واجب الاتباع یقین کرتے ہیں، ایسے نہیں کہ ذمہ بعض و تکفیر
بعض (النساء ۱۵) اہل بیت کے ایک ایک فرد سے محبت رکھتے ہیں، حدیث و فقہ میں
ان سے روایات لیتے ہیں۔

اس کے برعکس روافض کا دونوں باتوں پر عمل نہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان انالہ
لخافظون الا یہ (الحجۃ) کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ قرآن کی حفاظت خلفائے ثلاثہ کے ذریعہ
کی گئی ہے، تمام قرآن پر اعتماد نہیں رکھتے، اور اس میں تحریف کے قائل ہیں، انہوں نے
اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

اہل بیت میں سے بعض زید بن علی کو امام مانتے ہیں، اور محمد بن علی کی تکذیب

کرتے ہیں۔ اور دوسرے اس کے برعکس کے قائل ہیں، اسی طرح بعض اسمعیل بن جعفر کو اور بعض اسحاق بن جعفر کو اور کچھ دوسرے عبد اللہ بن جعفر کو اور ان کا ایک گروہ موسیٰ بن جعفر کو امام مانتا ہے اور ہر ایک فرقہ دوسروں کی تکفیر و تکذیب کرتا ہے، اس کی پوری تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور دختران پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رقیہ ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہن پر سنت کرتے ہیں، احادیث اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

امامت علی پر شیعہ کے عقلی دلائل

پہلی دلیل حضرت علی کی امامت پر پہلی عقلی دلیل یہ ہے کہ امامت کے لئے عصمت شرط ہے، لہذا امام وہ ہوتا ہے جو کسی وقت بھی کافر نہ رہا ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرمایا تھا، اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا مَّعْرُوْمًا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ومن ذریعتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لایزال عہدہ علی التالین جو مصوم نہیں ہے وہ ماسی کا مرتکب ہوگا، لہذا وہ ظالم قرار پائے گا، کفر تو ایک بدترین جرم ہے، لہذا جس سے کبھی بھی کفر نہ ہو امام نہیں ہو سکتا۔

نیز غیر مصوم امام سے امامت کی مہمیں کماحقہ سر انجام نہیں پا سکیں گی، اس لئے غیر مصوم امام بنانے میں انسانوں پر کوئی مطلق نہیں ہے۔

نصیر الدین طوسی نے تجربہ میں اشتراط عصمت پر چار دلیلیں دی ہیں۔
۱۔ غیر مصوم امام سے خطا کا احتمال ہوگا، اس کی اصلاح کے لئے اور امام ہو تو پھر تسلسل لازم آئے گا۔

۲۔ امام شریعت کا محاطہ ہوتا ہے، مگر اس سے خطا کا امکان ہے، محاطہ شریعت نہ ہو سکے گا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر ام کلثوم نے ایک شیعہ مسیحی بنو ہاشم کی تفسیر کی اور منہ بنام یہ عہدہ فرمایا۔

۱۳۔ اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم (سنن ابوداؤد) کی مدد سے امام کے احکام و نواہی واجب الامتثال ہیں، امام مقرر کرنے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، اگر معصوم نہ ہو اور گناہ کر بیٹھے، تو اس پر انکار کرنا واجب ہو جائے گا، اور پھر غرض انتقال فوت ہو گئی۔
۴۔ اگر امام معصیت کا مرتکب ہو جائے، تو اس کا حد حیر عوام سے کتر ہو جائے گا، اس لئے اس سے معاصی کا سادہ ہونا بہت برا ہوگا۔

چونکہ عصمت ایک صفت ہے، جس کا پترہ اللہ عظام الغیوب کے سوا کسی کو نہیں چل سکتا لہذا نصب امام کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شارع اس کی عصمت پر نص فرمادیں کہ یہ شرط امامت ہے۔

مذکور بالا شرط یعنی عدم سبق کفر عصمت، اور نص شارع صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ میں پائی جاتی ہیں، کسی اور خلیفہ میں نہیں لہذا اعلیٰ رضی اللہ عنہ ہی امام ہوئے۔
جواب ۱ یہ عقلی دلیل پسند و جرحہ باطل ہے

۱۔ امامت کے لئے امام کا معصوم ہونا شرط نہیں ہے۔ دیکھئے شمولی نبی کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت طاہر کو امام بنایا، نیز بیخ البلاغۃ میں رضی امیر المؤمنین سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔
لا یدل للناس من امیر
بدا و فاجر۔
امام کا ہونا ضروری ہے۔

کتاب امامیہ میں اس اثر کے ثابت ہونے سے عصمت کی شرط باطل ہو گئی، یہ فقرہ امیر المؤمنین نے خوارج کے کلام کے جواب میں فرمایا تھا۔ فرطحت ہیں۔

کلمۃ حق اریب بہ الباطل
نعم لاحکمہ الا للہ ولكن
هو لاع القوم یقولون لامرۃ
وانہ لا یدل للناس من امیر
بدا و فاجر یعمل فی اماتہ
یہ کلمہ حق ہے، جس کا غلط مطلب لیا جاتا ہے، واقعی اللہ کے سوا کوئی حکم نہ ہے، مگر یہ لوگ کہتے ہیں، امیر اللہ کے سوا نہیں ہے، حالانکہ لوگوں کے لئے امام ہونا ہے، انک ہونا فاجر

و یستفتح فیہا الکافر و
 ۱ یبلغ اللہ فیہا الاجل
 ۲ و یجمع بہ الفی و یقابل
 ۳ بہ العدا و تامن بہ
 ۴ السبل و یوخذ بہ
 ۵ للضعیف من القوی
 ۶ حتی یستریح بہ و
 ۷ یستراح من فاجر۔

اپنی حکومت میں ایمان والوں کو رحمت
 بنائے گا، اور کافر فائدہ حاصل کریں گے
 اس کے ذریعہ فنی کا مال جمع ہو گا،
 دشمن کا مقابلہ کیا جائے گا، راستے
 پر امن ہوں گے، طاقت ور سے کمزور
 کے لئے حقوق لئے جائیں گے،
 تاکہ اس کے ذریعہ راحت حاصل
 ہوگی، اور فاجر سے راحت طلب
 کی جائے گی۔

حضرت علیؓ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ امام کے لئے معصوم ہونا شرط
 نہیں ہے، فاجر کی امارت بھی جائز ہے، اور یہ کہ غیر معصوم امام مال فنی جمع کر
 سکتا ہے، کفار کے ساتھ جہاد کر سکتا ہے، اور خصومات کے فیصلے صادر کر سکتا
 ہے، امام مقرر کرنے کی حکمت بھی یہی ہے۔

ہاں چھپ جانے والے اور دنیا سے الگ تھلگ رہنے والا امام تو یہ فرائض
 ادا نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

اشترط عصمت پر ائمہ تعالیٰ کے فرمان لایزال عہدی الظالمین والبقیۃ ۱۳۳۷ سے
 استدلال کرنا بھی باطل ہے، اس لئے کہ آیت میں امامت سے مراد نبوت ہے، نہ کہ
 سلطنت، اس لئے کہ حضرت ابراہیم بادشاہ نہ تھے، اور زورہ مرتبہ رکھتے تھے جو دروغ
 نے اختراع کیا ہے، اور جس کی شرع و سنت میں کوئی اصل نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نبوت و رسالت کے علاوہ کسی دیگر صفت سے متصف نہ تھے، اور یہ یقینی بات
 ہے کہ نبوت و رسالت میں عدم سبق کفر اور عصمت شرط ہے۔

ویسے یہ نظر یہ بھی غلط ہے کہ اگر کبھی کسی سے کفر ہوا یا گناہ وہ اسلام اور توبہ کے
 بعد بھی ظالم ہے، اجماع فاعل الاسلام مفسول کا اخذ اشتقاق سے اتعبات زمان حال

میں ہوتا ہے، جمع ازمنہ میں نہیں، تو یہ آیت عدم سبق کفر والی شرط پر دلالت نہیں کرتی، دیکھئے ایک شخص کا فرقہ، پھر اسلام قبول کر لیا، اس پر ظالم کا اطلاق بدترین ظلم ہے، اسی طرح مومن سے گناہ کبیرہ یا صغیرہ سرزد ہو گیا، اور توبہ کر لی، پھر اسے فاسق یا ظالم نہیں کہا جاسکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہ۔

التائب من الذنب
کمن لا ذنب له۔
جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

نیز سورہ فرقان میں توبہ کر لینے کے بعد ایمان کا اطلاق ہوا ہے۔
ارشاد حق تعالیٰ ہے:-

یضاعف له العذاب
یوم القيامة ويخلد فيه
مهانا الا من تاب وامن
وعمل عملا صالحا اولئك
يبدل الله سيئاتهم حسنات
وكان الله عفورا رحیما۔
(الی قولہ تعالیٰ) یقولون
ربنا هب لنا من اذنا جننا واذربنا
قرۃ اعین واجعلنا للمتقین
اماماً (الفرقان ۶۹ تا ۷۷)

اس کے لئے قیامت کے دن
عذاب دوگنا کیا جائے گا، اس میں
ذلیل ہو کر رہا کرے گا، مگر وہ جس نے
توبہ کر لی ایمان لایا، اور اچھے عمل
کئے، یہ لوگ اللہ ان کے جرائم کو نیکیوں
میں بدل دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا
اور مہربان ہے، (الی) یہ کہتے ہیں اے
ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں
اور بچوں میں آنکھوں کی ٹھنڈک
عطا فرما یا، اور ہمیں متقین کا امام بنا۔

یہ کہنا کہ مامت کی ذمہ داریاں خیر معصوم سر انجام نہیں دے سکتا، اگر اس کا مطلب
ہے، کل ذمہ داریاں سر انجام نہیں دے سکتا، تو یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی
بھی کل ذمہ داریوں کے سر انجام دینے پر قدرت نہ پائے، جیسا کہ حضرت عثمان غنی کے
قائلین سے قصاص لینا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما بہ ذکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما۔

شیعہ کھدیجہ امام تو کسی بھی ذمہ داری کو پورا کرنے پر قدرت نہ رکھتے تھے جیسا کہ عہد مہدی نو تئیس سال سے قائب ہے، تو معصوم بھی امامت کی جمیع ذمہ داریاں نہ پوری کر سکے، اگر مطلب ہے اکثر ذمہ داریوں کا پورا کرنا۔ تو مسلم عادل عالم بادشاہ ہی فرائض سرانجام دے سکتا ہے، نہ کہ گوشہ نشین چھپ جانے والا امام (دوہ تو مخلوق کے کسی کام بھی نہیں کر سکتا)۔

نصیر طوسی کا خط امام معصوم تسلل قرار دینا اور یہ کہنا کہ امام محافظ شریعت ہے، اور واجب الامتنال لہذا اسے معصوم ہونا چاہیئے، بالکل غلط ہے، اس لئے کہ کتاب و سنت کی رو سے خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اتباع اور اطاعت واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ رضی بنج البلاغہ میں روایت کرتا ہے۔

لا طاعة لمخلوق في
معيضة الخالق۔
خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی
اطاعت نہیں ہے،

اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ مخالف شرع حکم نہ کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اطيعوا الله واطيعوا	اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی
الرسول واولی الامر منكم	اور تم میں حکومت والوں کی اطاعت
فان تنازعتم في شئ فردوه	کرو، اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو
الی الله والرسول ان كنتم	اللہ اور اس کے رسول کی طرف رو
تؤمنون بالله والیوم الآخر۔	کرو، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن

(النساء ۵۹) پرایمان رکھتے ہو۔

شریعت کی محافظۃ اولی الامر کی خطا کا ازالہ کرنے والی اللہ کی کتاب قرآن پاک ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث۔ اور اجماع امت معصومہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اگر آپ مسموم ہوتے تو تمام لوگوں کے ساتھ مشورہ کے محتاج نہ ہوتے۔
 نیز خج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دعا میں فرمایا:-
 اللہم اغفر لی ما
 میں نے تیرے تقرب کے لئے کام
 کیا، مگر میرے دل نے اس کی مخالفت
 کی۔

شیعہ کا یہ کہنا کہ علما و فلاسفہ نے بت پرستی کی ہے، حضرت ابو بکرؓ کے بارے
 میں ایسا کہنا غیر مسلم ہے، اس لئے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام سے قبل بھی موحّد
 تھے، جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل تھے، شیخ ابو الحسن اشعریؒ اور اکابرین اہلسنت
 نے دماحت کی ہے کہ ابو بکرؓ قبل از بعثت اور بعد از بعثت مؤمن تھے، یہی
 وجہ تھی کہ بعثت سے پہلے بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے
 تھے، قاضی ابوالحسن زہدؒ کی ایک طویل حدیث میں درج فرماتے ہیں:-

ان ابا بکر قال للنبی صلی
 اللہ علیہ وسلم یحض من
 المهاجرین والانصار وعیشک
 یا رسول اللہ لیراجعنا قط
 فنزل جبریل علیہ السلام وقال
 صدق ابو بکر۔
 ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے مہاجرین اور انصار کی جماعت
 کے سامنے کہا یا رسول اللہ میں نے
 کبھی بھی بت پرستی نہیں کی۔ جبریل
 نازل ہوا، اور ابو بکرؓ کی تصدیق کی

ایک ضروری فائدہ

اہل سنت خیر انبیاء سے عصمت کی جو نفی کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں
 کہ اکابرین سے گناہ صادر ہوتے رہے ہیں، احادیث و کلام بلکہ مقصد یہ ہے
 کہ انبیاء کے علاوہ دوسروں کا مسموم ہونا کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں
 ممکن ہے کہ صغیرہ یا کبیرہ یا اجتہاد میں خطا یا کسی حدیث کی روایت میں۔

ان سے نسیان ہو جائے۔

صوفیہ علیہ تو اس حد تک فرماتے ہیں کہ حبیب تک بائیں کاندھے کا فرشتہ
بین سال تک بیکار نہ ہو جائے، سرید کے مقام میں انسان نہیں پہنچ سکتا، پھر جانیکہ
درتہ شارح تک پہنچے۔

ایک سوال | صوفیہ کا ایک مقولہ القبط قل یوفی اور حدیث ذی ماعون جو
صوفیہ کے مستزکر الصدق قول کے مخالف ہیں۔

جواب | اگر کسی بزرگ سے بزرگ تقدیر کوئی معصیت ضغیرہ یا کبیرہ سرزد ہو
بھی جائے، فوراً انہیں توبہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے، اور اس قدر قدامت دامن
گیر ہوتی ہے کہ وہ معصیت اور اس پر قدامت اس کے لئے موجب قرب ہو جاتی ہے
حسنات الابرار سیئات المقربین۔ کامطلب یہی ہے، نیز ارشاد ہے:۔
فاولئک ینبذ اللہ سینئہما

نیکوں میں بدل دے گا۔

حسنات (الفرقان ۷۰)

چونکہ انہیں فوراً توبہ کی توفیق حاصل ہو گئی ہے، اس لئے کاتب شمال میں
گناہ کو نہیں سمجھتا، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے، مسلمان سے گناہ صادر ہو جائے،
تو ملک مژکل تین ساعت توقف کرتا ہے، اگر تین ساعت کے اندر توبہ کر لیتا
ہے، تو وہ اس گناہ کو تحریر نہیں کرتا، اس لئے یہ بات درست ثابت ہوئی کہ
آگہی والوں کا کاتب شمال بیس سال تک کوئی چیز نہیں سمجھ پاتا۔ اہل سنت مرید اور
شیخ کے بارہ میں جب اتنا بلند نظریہ رکھتے ہیں، تو اکابرین اہل کمال اور خلفاء
راشدین کے بارہ میں کب کہہ سکتے ہیں کہ وہ خطا کار تھے۔

حالاں کہ کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے ان کے لئے شہادت بالخیر
ثابت ہے، اہل سنت کی اصطلاح میں اسے تحفظ خداوندی کا نام دیا جاتا
ہے، تاکہ نبیاد اور غیر انبیاء کے حال میں فرق ملحوظ رکھا جاسکے۔

تحفظ خداوندی پر اے | خلفاء ثلاثہ کے لئے ریاض تحتفظ خداوند کا انکار
خلفاء راشدین کرتے ہیں، درحقیقت یہ کتاب وسنت سے

انکار کے مترادف ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

محمد رسول اللہ و
الذین معہ اشدا علی
الکفار رحماء بینہم الا یہ
(الفتح ۲۹)
محمد مصلیٰ اللہ علیہ وسلم اللہ کے
رسول ہیں، اور آپ کے ساتھ ملے
کافروں پر سخت اور آپس میں
رحم دل ہیں۔

نیز فرماتا ہے:-

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس
الایۃ (آل عمران ۱۱۰)
تم افضل امت ہو جو لوگوں
کے لئے لائے گئے۔

نیز فرماتا ہے:-

و کذلک جعلنا کبرامۃ وسطا
لتکونوا شہدا علی الناس
الایۃ (البقرۃ ۱۴۳)
اسی طرح ہم نے تم کو افضل ہمت
بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن
جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما سئلک عن فحشاء الا سئلک الشیطان
فجا خبرہ۔
عمرؓ جس گلی سے گزرتا ہے۔
شیطان دوسری گلی ہو جاتا ہے۔

امت کا اجماعی فیصلہ ہے:-

کل صحابہ کرام عادل ہیں۔

الصحابۃ کلہم عادلون۔

۱۳۔ شیعوں کی بیان کردہ عقلی
دلیل کے بطلان کی تیسری وجہ
یہ ادعا کہ حضرت علیؓ کی خلافت پر نص جلی
موجود ہے، باطل ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

۱۔ صحیح بخاری باب ۵۴۵۵۔ صحیح مسلم جلد ۲، باب فضائل عمرؓ۔

۲۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے المعانی فی تفسیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۷-۲۳۔

اس کے برعکس واضح نص حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے لئے ثابت ہے حضرت علیؓ کے لئے جو نصوص پیش کی جاتی ہیں، ان کی حقیقت بھی واضح کی جا چکی ہے، اگر حضرت علیؓ کی خلافت میں کوئی نص موجود ہوتی تو حضرت معاویہؓ کے ساتھ احتجاج میں اسے ضرور پیش کیا جاتا، حالانکہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا تو اس میں اپنی خلافت کی دلیل پیش فرمائی کہ مجھے مہاجرین اور انصار کے شورشی کے فدلیہ خلیفہ تجویز کیا گیا ہے، دیکھئے بیخ البلاۃ۔

خلافت و امامت علیؓ پر حضرت علیؓ کے ہاتھ سے کئی معجزات ظاہر ہوئے، شیعوں کی دوسری دلیل درخبر لکھاؤ کر پینک دیا۔ جنوں کے ساتھ مجاہدہ کیا، ایک پتھر جسے ایک بہت بڑی جماعت اٹھانے سے عاجز تھی اٹھالیا، اور اس کے نیچے سے پانی نکلا۔

نماز عصر کے لئے سورج کا دایس آنا۔ ان خوارق عادت معجزات کی بنا پر ان کا دعویٰ امامت اس طرح قابل تسلیم ہونا چاہیے، جس طرح انبیاء کا دعویٰ نبوت۔

جواب | دعویٰ امامت سے مراد اگر خلفائ ثلاثہ کے بعد کا دعویٰ ہے تو یہ تسلیم ہے، اہل سنت کا نظریہ بھی یہی ہے کہ حضرت علیؓ خلفائ ثلاثہ کے بعد خلیفہ صادق تھے، اور اگر مقصد یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ خلافت کیا ہے تو یہ جھوٹ اور افتراء ہے، اگر انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو اسے ثابت ہوتا جیسا کہ حضرت عثمان سے بعد ان کا دعویٰ امامت تو اثر ثابت ہے، بلکہ حضرت علیؓ سے اس کے خلاف ثابت ہے، خود رد افض بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو خاموش رہنے کا حکم دیا تھا۔ دکنانی کتاب الہلال۔

باقی رہا مذکورہ خوارق کا ان سے سرزد ہونا مسلم ہے، مگر ظہور کرامات و خوارق خلفاء راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے، بلکہ اولیاء امامت سے بھی بعض کرامات

شیعہ روایت کرتے ہیں کہ حبيب علیؑ نے مصنفین میں اپنے ساتھیوں کی طرف توجہ فرمائی تو انہیں پیاس میں مبتلا پایا، اس وقت ان سے یہ کرامت ظاہر ہوئی، یہ کرامت واقعی دعویٰ امامت کے مقابلہ میں ہے، مگر اہل سنت کے خلاف نہیں کہ اس وقت ان کا دعویٰ امامت تھا اور وہ خلیفہ وقت تھے، اس کے اہل سنت منکر نہیں ہیں۔ امامت علیؑ پر شیعہ | نصیر طوسی نے قیسری دلیل یہ دی کہ علیؑ سخاوت و غیرہ کی قیسری دلیل | تنساب و مناقب میں دوسری خلفا سے افضل تھے ناقص کے ہوتے مفضل کی امامت قیح ہے، لہذا حضرت علیؑ ہی پہلے خلیفہ تھے۔

جواب | اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ افضل کے ہوتے مفضل امام ہو سکتا ہے، جیسا کہ شمول کے ہوتے طاووت امام بنائے گئے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت علیؑ کا خلفا ثلاثہ سے افضل ہونا باطل ہے حق یہ ہے انصافیت بھی ترتیب خلافت کے موافق ہے، اس کی مکمل وضاحت آگے آئے گی، ان شاء اللہ۔

امامت علیؑ پر شیعہ | حضرت علیؑ کے بارے میں موافق و مخالفت کسی نے بھی ان کی چوتھی دلیل | کی خلافت میں موجب قلعہ کوئی روایت ذکر نہیں کی جبکہ خلفا ثلاثہ کے حق میں کافی روایات موجب قلعہ مروی ہوئی ہیں۔

جواب | یہ بات بالکل غلط ہے، حقیقت یہ ہے کہ اہل حق یعنی اہل سنت نے چاروں خلفاء کے بارے میں کوئی روایت موجب قلعہ بیان کی ہے، بعض احادیث اہل سنت سے روایت غلط نہیں کی بنا پر موجب اعتراض باتیں استنباط کرتے ہیں شیعہ مطاعن اور ان کا تفصیل جواب آگے مذکور ہوگا، ان شاء اللہ۔

البتہ خارجی اور افضی اکابر دین کے بارے میں جھوٹی اور بے بنیاد باتیں خود بناتے ہیں اور انہیں روایت کرتے ہیں۔ جس طرح خارجیوں نے حضرت علیؑ پر بدترین اور

سلسلہ بدترین پہنچ کر تکبیر ثابت نہ ہے، منیر صوطی نے علیؑ کے فضائل کتب روایت میں مذکور طریقوں سے تمہیکی روایت کر دی ہے ان کی فضیلت موقوف نہ ہے، دیکھئے منہاج السنۃ جلد ۱ ص ۱۴۳۔

قیح ترین باتیں نسبت کی ہیں، اسی طرح رافضیوں نے خلفاء ثلاثہ پر جھوٹ اور بہتان
 باندھے ہیں، ان خبیثوں نے حضرت علیؑ کی طرف دعویٰ الوہیت تک کی نسبت کی
 ہے کہ علیؑ نے کہا میں نے میثاق کے روز عہد لیا تھا میں ہی مخلوق پیدا کرنے والا ہوں،
 دعویٰ الوہیت کفر کے بدترین اقسام سے ہے، اسی طرح دیگر شنائے ڈراہیہ عزقی
 اور جھوٹ وغیرہ کی نسبتیں حضرت علیؑ اور دوسرے خلفاء کی طرف ان لوگوں نے کیں
 ہیں، وسیعہ الدین ظلوا ای منقلب ینقلبون۔

چوتھا مقالہ روپا عن میں

یہ مقالہ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین، سنت پر عائد کردہ شیعہ مطاعن و معائب کی تردید میں ہے اس میں چھ فصل ہیں۔

فصل اول خلیفہ اول پر عائد کردہ مطاعن کے جواب میں

ابو بکر صدیق اکبر جو کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور اللہ کی مخلوق میں انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل و برتر ہیں۔ اس ذات گرامی پر شیعہ نے گیارہ طعن اور اعتراض کیے ہیں۔

پہلا طعن | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جہنم واجبش اسامة لعن الله اسامة کا لشکر تیار کرو جو اس سے

من تخلف عنه۔ پیچھے رہا اس پر خدا کی لعنت ہے۔

چونکہ ابو بکرؓ ہمیشہ اسامہؓ میں شریک نہیں ہوئے لہذا اس وعید کے مستحق ہیں

جواب | اس روایت میں لعن الله من تخلف عنه کے الفاظ خود ساختہ ہیں کسی

سنی روایت سے ثابت نہیں ہیں امام شہرستانی مؤلف الملل والنحل فرماتے ہیں یہ لفظ

موضوع ہے، روایت کے یہ لفظ جہنم واجبش اسامة یعنی اسامہ کا لشکر تیار کرو

صحیح ہیں اس کی بناء پر حضرت ابو بکرؓ پر کوئی اعتراض کرنا بوجہ باطل ہے۔

اسی یہ حکم تمام صحابہ کرام کیلئے نہیں تھا اور حضرت علیؓ پر بھی اعتراض ہو گا، کیونکہ

وہ بھی جیش اسامة میں نہیں گئے تھے۔

۱۲۔ حدیث میں لشکر اسامة کی تجویز یعنی تیار کرنے کا حکم ہے، نہ کہ ہر ایک کو

لے جانا مستحب نہیں ہے، یہ حدیثیں جن کو سنی مشرکین نے ایک لشکر دیکھا اور اس کو سنیوں کا لشکر کہا، انہوں نے

طعن کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بار مجھے سب لوگوں سے نیا ہوا محبوب ہے، اتنی غصہ۔

اس میں جانے کا تجیز شکر کا مطلب یہ ہے، کہ ایک فوج تیار کی جائے، ان کے لئے سامان ہتھیار اور خورد و فروش کا انتظام کیا جائے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے پہلا پروا عمل کیا۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت نماز حکم فرما چکے تھے، انہیں شکر اس امر میں جانے کا حکم ہی نہیں تھا۔

۴۔ اگر بالفرض شکر اس امر میں جانے کا انہیں حکم تھا بھی تو ان کو امامت نماز کے حکم سے وہ منور ہو گیا۔

دوسرا طعن ابوبکرؓ نے خود اقرار کیا ہے۔

لی شیطان یقرب بینی میرے لئے شیطان ہے، جو میرے
فان استقنمت فاعینونی عارض آتا ہے، اگر سیدھا رہوں تو
وان زحنت فقومونی میری مدد کرنا اور ٹیڑھا ہو جاؤں
تو مجھے سیدھا کرو۔

جس شخص کے ساتھ شیطان رہے، اور وہ عمل میں کچی کرتا ہو، وہ امام بننے کے قابل نہ ہے۔

جواب اسی طعن کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ آخر موضوع ہے، حضرت ابوبکرؓ کا گفتہ نہیں ہے، اس کے برعکس حضرت ابوبکرؓ سے صحیح روایت یوں ثابت ہے، کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا۔

واللہ ما تحت فحلہمت و اللہ کی قسم ہے مجھے نیند میں
ما شبہت فتوہمت وافی آوارہ خواب نہیں آتے، اور میں تو ہمت
لعلی السبیل فما تراخت میں مبتلا نہیں ہوتا، میں راستہ پر گھٹن

۱۵۔ ابوبکرؓ اس پر کہ اللہ نے انہیں نیند سے کبھی ہٹایا دلی ہو جانے کا کوئی حکم سرزد ہو جائے تو مجھے بتا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان بقرآن کی پیش اور عقبہ کی بنیاد پر ایمان لانا، اور اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنا۔ (مسند ابوبکرؓ ص ۱۵۰)

ولہد آل جہدا و سانی
او صیک بتقوی اللہ۔

ہوں بیکتا نہیں میں جہد میں کی نہیں
کی میں تھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت
کرتا ہوں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ اثبات ہو جانے کی صورت میں حضرت ابو بکرؓ کے
امام ہونے میں خلل انداز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ معصوم ہونا امام کے لئے شرط
نہیں ہے، امیر المؤمنین علیؓ سے بھی اس طرح کا کلام ثابت ہے، جیسا کہ بحوالہ
نیج البلاغہ مذکور ہوا۔

نیز نیج البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؓ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:-

اللہم اغفر لی ما
تقربت الیک بلسانی ثم
خالقہ قلبی۔

اے اللہ مجھے بخش دے کہ میں اپنی
زبان سے تیرا تقرب حاصل کروں، مگر
میرا دل میری مخالفت کرے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ خطرات شیطان تو انبیاء کی عصمت میں بھی مختل نہیں چہ
مائیکہ اولیاء کے بارہ میں اعتراض کیا جائے، قرآن پاک میں ہے:-

وما ارسلنا من قبلك
من رسول ولا نبی الا اذا اغتفی
النقی الشیطان فی امنیۃ فینسج
اللہ ما ینلقی الشیطان الایۃ
(الحج ۵۲)

ہم نے آپ سے پہلے جو رسول
اور نبی بھیجے ہیں، مگر شیطان نے
ان کے امنیہ میں القا کیا، اللہ تعالیٰ
شیطان کا القا کیا ہوا ختم کر دیتا
ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فذلہما بغرور (الاعراف ۲۲)

ان کو دھوکہ دیکر بہلایا:-

اس حدیث کا مستند نہیں کہ شیطان انبیاء کے دل میں افکار بکھاتے ہے، کیونکہ یہ صحیح ہے کہ انبیاء
اللہ کے پاس ہوا حکام آتے ہیں ان کے بارہ میں شیطان دگر دیں یا اپنی باتیں اپنے ساتھیوں کے ذریعے پھیلاتا
ہے، اللہ تعالیٰ انہیں غم کر کے، اور اپنے حکام کی حفاظت فرماتا ہے۔

فوسوس لهما الشيطان (الاعراف ۲۰) اور ان کو شیطان نے دوسرہ کیا۔

چوتھا جواب یہ ہے اس طرح کا کلام بطور کسر نفسی اکثر اکابر دین سے ثابت ہے ضرور نہیں کہ واقع میں بھی ایسا ہی ہو، چونکہ کسر نفسی کے طور پر اور حق تعالیٰ کے اس فرمان فلا تمزکوا لانفسکم کی تعمیل میں ایسا کلام صادر ہوتا ہے، اس لئے جھوٹ بھی نہیں قرار دیا جاسکتا، بلکہ یہ لایواخذک اللہ بالغفوی یا ناکم (البقرہ ۲۵۹) کے قبیل سے ہے۔
یوسف صدیق علیہ السلام نے فرمایا۔

وما ابرئ نفسی ان النفس لاملقة
بالمسوء (یوسف ۵۳) میں اپنے نفس کا تبریہ نہیں کرتا
نفس آلودہ بالسوء ہے۔

علی بن الحسین خرمایں فرمایا کرتے تھے۔

قد ملک الشيطان عنانی فی سوء
النظر وضعف البقین وانی اشک السوء
شیطان میری باگ کا مالک
بن گیا ہے۔ میرے سوء ظن اور
ضعف یقین میں۔

پانچواں جواب یہ ہے، ابوبکرؓ کا یہ مقولہ شرطیہ ہے، اس وقت یہ مقولہ صادق ہوگا۔ جب اس کے دونوں طرف (مقدم و تالی) صادق ہوں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

قل ان کان للرحمن ولد فانا
اول العابدین (الزخرف ۸۱)
اگر رحمن کا ولد ہے تو میں سب
سے پہلے عابد ہو جاؤں گا۔
اس کے برعکس زین العابدینؓ کا مقولہ قضیہ حملیہ ہے۔

تیسرا طعن | عمر بن الخطابؓ نے کہا۔

کانت بیعة ابی بکر
بغیة وسمت دق الله
ابوبکرؓ کی بیعت اچانک ہوئی اور
کل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں

سے الخیر ۲۲۔ لے کہ فی اصل سے لے جو نہیں ہوا۔

کلمہ مجھ باری ۱۵ ص ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶

المؤمنین شرھا فمن عاد الے کو اس کے شر سے بچالیا جو ایسا کام دوبارہ
مثله فاقتلوه۔ کرے اس کو قتل کر دو۔

کہتے ہیں عمرؓ کے اس صحیح، انکا اتفاق ہے کہ ابو بکرؓ کی خلافت مبنی بر اصل نہیں ہے،
لہذا امام حق نہ ہوا۔

جواب اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت فوراً بلا تامل اور بلا تردد
ہم گئی تھی، اس لئے کہ ابو بکرؓ کی فضیلت و برتری دوسروں پر نہایت واضح اور عیاں تھی،
تامل اور تردد کی ضرورت ہی نہ تھی، ان کی خلافت ثابت ہو جانے کے بعد اگر کوئی کسی
اور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے، اسے قتل کر دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:-

اذا ابویع للخلیفتین جب دو خلیفوں کے لئے بیعت
فاقتلوا اخرهما۔ کی جائے، تو دوسرے کو قتل کر دو۔

ان کے کلام کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ بیعت صحیح نہیں ہے، مذکورہ بالا مطلب
کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ نے مہاجرین اور انصار کے
سامنے فرمایا:-

ابوبکر خیرنا و سیدنا ابوبکر ہم سب سے افضل اور ہمرا
ولیس ہیننا من ہوا افضل سرور ہے، ہم میں اس سے افضل اور
مستما۔ کوئی نہیں ہے۔

ابو بکرؓ کی اس فضیلت کا کسی نے بھی انکا انکار نہیں کیا۔

شروع میں شر کی مخالفت بیعت کی طرف زمان کی طرف مخالفت ہے، یعنی

۱۔ صحیح مسلم ۲۵ ص ۳۱۔
۲۔ صحیح بخاری ۵ ص ۳۱۔
۳۔ بعض علماء بھی کہتے ہیں شراب گنہگار بیعت کی طعن واضح ہے، یعنی جیڑی کرنے کے شر سے بچالیا، ابو بکرؓ کی سنی نماز صحیح
ہے، اس لئے کہ لفظ بیعت صرف قرب ہے، جو حرام صورت عہد کا یہ قول ہے جس کے بعد کسی نے کسی کو بیعت نہ کی، خواہ صورت
عہد کی بات کے بعد نکال شخص سے بیعت نہ کرے، صورت عہد غرضاً صورت عہد کی صورت ہے، کیونکہ ہر ایک کو بیعت کرنی چاہیے اور یہ سب
ابو بکرؓ کے لئے ہی ہے، لیکن جو نہیں تھا، اس حالت کے بعد اس کی بیعت قائم ہوئی، اور اللہ تعالیٰ تعالیٰ (جو تعالیٰ)

جواب یہ ہے کہ کسی سنی روایت میں یہ بات موجود نہیں ہے کہ چور کی پہلی چوری میں بایاں ہاتھ کاٹا ہوا، بلکہ ناسی۔ طرانی اور حاکم اپنی اپنی کتابوں میں عمارث بن عاصم سے روایت فرماتے ہیں کہ اس چور کا بایاں ہاتھ تیسری چوری میں کاٹا تھا، حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا، اسی طرح امام مالک نے طوطا میں عبد الرحمن بن قاسم سے وہ قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ چور مسطور علیہ السلام تھا یعنی پہلی چوریوں میں اس کا دایاں ہاتھ اور ایک پاؤں کٹ چکا تھا اس لئے ابو بکر نے تیسری چوری میں اس کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اور یہی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

ماوی عن ابی سلمة عن ابی ہريرة	ابو سلمة ابو ہريرة سے روایت
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في السارق ان سرق فاقطعوا يده	کہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور چوری کرے، تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر چوری کرے، تو پاؤں کاٹو
ثمران سرق فاقطعوا رجله	پھر چوری کرے، تو ہاتھ کاٹو، اور
ثمران سرق فاقطعوا يده ثم ان سرق فاقطعوا رجله	پھر چوری کرے، تو اس کا پاؤں کاٹو۔

امام قسارہ، مالک، شافعی، اسحق بن راہویہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کٹنے کے بعد تیسری چوری میں ہاتھ نہیں کاٹنا چاہیے، بلکہ قید کر دینا چاہیے۔ حضرت علیؓ سے بھی یہی مروی ہے، فرماتے ہیں۔

ان لا يستحي من الله ان لا يكون له يد ياكل منها وليستنجي منها	مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ اس کا کوئی ہاتھ نہ رہے۔ جس سے وہ کھانے گا، اور استنجاء کرے گا۔
--	---

لے سنن نسائی ص ۱۱۲ باب تطهير الرجل من عروق الجوارح
لے ذخيرة السائح باب تطهير المرأة من عروق الجوارح ص ۱۱۲

اصول وقواعد کی رو سے ابو بکرؓ کا قول راجح ہے، اس لئے کہ نص کے مقابلہ میں عقلی استحسان غیر مستبر ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس امتحان سے مانع ہے ارشاد ہے:-

لَا تَأْخُذْ بِهِمَا لَافَةً فِي دِينِ اللَّهِ - اللہ کے دین میں ہتھیں ان پر شغفت کا جذبہ نہ جانے۔

نیز قرآن پاک میں بصیغہ عام ارشاد ہے:-
السَّادِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا
چور مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔
ایدہما (المائدہ ۳۸)

اس حکم کا اطلاق دائیں ہاتھ کٹنے کے بعد دوسری چوری پر بھی ہے، کیوں کہ ابھی ایک ہاتھ موجود ہے، ظاہر نص کا تقاضا یہی ہے کہ دوسری چوری میں بایاں ہاتھ کٹے۔ مگر حدیث ابو ہریرۃؓ مذکور بالا کی بناء پر اجماع امت ہے کہ دوسری چوری میں پاؤں کاٹنا چاہیئے۔ اور تیسری چوری میں نص کتاب و سنت کی بناء پر بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

اس طعن کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے، کہ ابو بکرؓ نے پہلی سرقت میں ہی بایاں ہاتھ کاٹا تو وہ اس بناء پر ہے، کہ انہوں نے آیت سرقت کے اطلاق پر عمل کیا، قرآن میں مطلق ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے، دائیں یا بائیں کی قید نہیں ہے، یہ فیصلہ کرنا کہ کون سا کاٹنا جائے، ام کی سمجھ پر موقوف کر دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا دایاں کاٹنا یہ اتفاق پر عمل ہے، باقی سب پہلی چوری میں دایاں ہاتھ کاٹنے پر اجماع امت سورہ اجماع حضرت ابو بکرؓ کے بعد منقطع ہوا ہے، اس لئے انہیں اس کا الزام نہیں دیا جاسکتا۔

شبیخ کا ابو بکرؓ نے ایک شخص نے لوطی عمل کیا، حضرت ابو بکرؓ نے اسے آگ سا تو اس طعن میں جلادیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کی سزا دینے سے منع فرمادیا تھا۔

جواب اس ضمن کے کئی جواب ہیں۔ اولاً تہذیب نامہ سے منع کی روایت ابوذر سے مروی ہے، مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ اس بارہ میں کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں ہے۔

بر تقدیر صحت روایت یہ بھی ہو سکتا ہے، یہ روایت حضرت ابو بکرؓ تک نہ پہنچی ہو، یہ بھی ممکن ہے، ان کو کوئی ناسخ یا مختص روایت معلوم ہو یا ان کے نزدیک یہ اپنی تفسیر ہی ہو۔

۱۲۔ اس اثر میں یہ نہیں ہے کہ ابو بکرؓ نے اسے زبردہ جلا یا تھا، بلکہ سوید بن غفلہ کی روایت میں ہے کہ ابو بکرؓ نے حکم دیا کہ اگر وہ ان کو جلا یا جائے، ہاں یہ امر تفسی اس معنی کا اعتراض کرتا ہے۔

۱۳۔ لوطی کے آگ میں جلانے کا حکم حضرت علیؓ سے بھی بروایت امامیہ ثابت ہے، امر تفسی یہ تفسیر الانبیاء والاولیاءؑ میں لکھا ہے۔

ان علیا احرق رجلا اقی قلافا علیؓ نے ایک شخص کو جلا دیا جس فی دہرہ۔ نے نوکر کے ساتھ دہر میں بد فعلی کی تھی۔

۱۴۔ حضرت ابو بکرؓ نے لوطی کے جلانے کا حکم حضرت علیؓ کے مشورہ سے دیا تھا، یہ بھی الشعب میں اور ابن ابی الدنیا محمد بن النکدر سے باسناد جیدہ اور واقدی کتاب الردۃ میں روایت کرتا ہے۔

ان ابابکرؓ استشارا الصحابة فی هذا ابی اللہ لوطی قال علی اری ان یحرق بالنار واجتمع رأی الصحابة علی ذلك فامروا ابوبکرؓ ابو بکرؓ نے لوطی کی سزا کے بارہ میں صحابہؓ سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے کہا میرا خیال ہے، اسے آگ سے جلا دیا جائے، اور اس پر صحابہؓ کی رائے، عجت ہو گئی، چنانچہ ابو بکرؓ

سند بہت مضبوط ہے، مگر مکتبۃ الساجیہ کتاب الحدود ص ۲۲۲ قال ابن عباس ان علیا احرقہا ابابکرؓ ام علیہما السلام، یعنی علیؓ نے ان کو جلا دیا، ابو بکرؓ نے حکم دیا کہ ان کو جلا دیا جائے۔

فاحقہ بالنامہ۔
نے حکم دیا اور آگ سے جلادیا۔

یہ اعتراض حضرت علیؓ پر بھی وارد ہو سکتا ہے، مابہر حال حکم فہر جوا بننا۔

شیعہ کا ابو بکر پر میراث عہدہ کے بارہ میں ابو بکرؓ کو کوئی جواب نہیں بنایا
اٹھواں امر نالواں طعن | حتیٰ کہ خیر بن شعیبہ اور محمد بن مسلمہ نے انہیں خبر دی،
اسی طرح مسئلہ کلام میں توقف کیا، اور کوئی جواب نہ دیا۔

جواب | دونوں اعتراضوں کا جواب یہ ہے کہ کسی مسئلہ کا عدم علم کوئی طعن نہیں ہے،
قد روی عبد اللہ بن
بشیران علی ابن ابی طالب
سئل عن مسئلۃ فقال
لا علم لی بہا۔
عبد اللہ بن بشیر روایت کرتا
ہے کہ علی بن ابی طالب سے ایک
مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا مجھے
اس کا علم نہیں ہے۔

اس طرح کے واقعات سے ابو بکرؓ کی ایک خوبی کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی علوت
تھی کہ ہر پیش آمدہ مسئلہ میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش فرماتے
تھے، کوئی حدیث نہ ملتی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ فرماتے
ان کا متفقہ فیصلہ صادر ہوتا تو اجماع منعقد ہو جاتا، جس میں خطا اور غلطی کا امکان
نہ تھا، حضرت عمرؓ کی عادت شریفہ بھی یہی تھی، اکثر اجماع انہیں کے زمانہ میں
واقع ہوئے، اور شریعت اسلامیہ کا تیسرا اصل اجماع جو کہ علم قطعی کا موجب ہے
کی بنیاد پڑی۔ اور اختلاف کا سد باب ہوا۔ جزاھا اللہ عن امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم۔

شیعہ کا دسواں طعن | ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو ان کے باپ کا میراث نہیں
بابت میراث انبیاء | دیا، فاطمہؓ نے کہا تھا، تو ثروت اہلک ولا وارث
ابن ابو بکرؓ نے ایک ایسی صورت سے استدلال کیا جسکی روایت میں وہ منفر و تھے کہا۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سواء میراثی یا غیر میراثی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارث ہر کس، حدیث صحیحہ ۱۹۶۶-۱۹۶۷۔

علیہ وسلم نحن معاشر الانبياء نے فرمایا ہم انبیاء و وارث ہوتے
لا نورث ولا نورث ما توکناہ میں، نہ ہمارا ورثہ ہوتا ہے، جو
صدقہ ہے۔ چھوڑ جاتے ہیں اور صدقہ ہے۔

یہ حدیث قرآن پاک کے صریح حکم کے خلاف ہے۔ ارشاد ہے۔
یوصیکم اللہ فی اولادکم اللہ تمہیں تمہاری اولادوں کے
لذلک کر مثل حظ الانثیین۔ بارہ میں حکم دیتا ہے، لڑکے کو دوڑکیں
والنساء ۲۱۱۔ جتنا ملے گا۔

بیات عام ہے، نبی اور غیر نبی سب اس میں آجاتے ہیں۔
نیز قرآن میں ہے۔

وعدت سلیمان داؤد (النمل ۱۶) سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔

نیز حضرت زکریا کے واقعہ میں ہے۔

فہب لی من لدنک ولیا یوشی ویدث من آل یعقوب میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

(مدیر ۵)

جواب اولاً۔ یہ ہے اس حدیث کے بیان کرنے میں اگر ابو بکرؓ اکیلا بھی ہو تو بھی ان
کے حق میں تو اتار سے بھی قوی ہے، کیونکہ ابو بکرؓ نے خود زبان پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، بخیر اور اس روایت کو کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کرنے والا کوئی ایک شخص ہو، اور تواتر کے مقام تک نہ پہنچے۔ مذکورہ حدیث
ابو بکرؓ تک کسی اور نے نہیں پہنچائی، لیکن کے حق میں خبر واحد قرار دی جائے، بلکہ خود
سنی ہے، قرآن کے حق میں یہ حدیث قطعی ہے، اگر دوسروں کے حق میں ظنی ہو،
ان کے حق میں اسے خبر واحد کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کے روایت کرنے میں ابو بکرؓ منفرد بھی نہیں ہیں
ایک جماعت صحابہؓ اسے روایت کرتی ہے، مثلاً عبداللہ بن ابیہان، زبیر بن العوام،

ابو الدرداء۔ عائشہؓ نے ابو ہریرہؓ سے بھی اسے بیان کرتے ہیں۔
صحیح بخاری میں ہے ۱۔

۱۔ مالک بن انس روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے خطابؓ نے علیؓ، عباسؓ، عثمانؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، زبیر بن العوامؓ، سعید بن ابی وقاصؓ رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے فرمایا، میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری وراثت نہیں ہوتی، جو چھوڑ جاتے ہیں، صدقہ ہوتا ہے، صحابہؓ نے جواب دیا قسم بخدا واقعی ایسا ہی ہے، حضرت علیؓ اور عباسؓ کو کہا میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں تم جادو کیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے، دونوں نے جواب دیا ہاں آپؐ نے ایسا فرمایا ہے، عمرؓ نے کہا اب میں اس معاملہ میں تم سے گفتگو کرتا ہوں۔ تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے نے مال فنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص کیا اور یہ آیت پڑھی۔
وَمَا آتَا اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ (الی قولہ قلہ) یٰ اَہْلَ الْبیتِ ۶۔ یہ مال فنی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا اسے تنہا اپنے لئے اختیار نہ فرمایا، بلکہ تمہیں بھی اس میں سے جیتے رہے، باقی رہا بنو نضیر کا مال اس میں سے آپ اپنے اہل و عیال کا ایک سال کا خرچہ نکالتے، جو باقی بچتا اسے راہ خدا تقسیم فرماتے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے رہے، حاضرین نے حضرت عمرؓ کے اس بیان کی تائید کی، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے بھی تائید کی، حضرت عمرؓ نے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وفات دی، اور ابوبکرؓ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہوں، وہ تمام احوال ابوبکرؓ نے اپنے قبضہ میں لے لئے اور ان میں وہی عمل فرمایا، جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے، خدا جانتا ہے، ابوبکرؓ راسدست گوا، فیکو کار، اور حق پر عمل کرنے والا تھا ۷

۱۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یرث ما ترکنا صدقہ من کتاب القرآن ج ۲
۲۔ یزید سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۵۱ باب سفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو داؤد میں مالک بن ادیس سے یوں مروی ہے۔

”حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین منایا تھے“

۱۱۰ بنو نضیر۔ (۲۵) خیر۔ (۳۰) ندک۔ بنو نضیر کو اپنے ذاتی خرچہ جرات کے لئے موقوف فرمایا ندک کی آمدنی مسافروں پر خرچ فرماتے تھے، خیر کے تین حصے کئے ایک حصہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ میں اپنے اہل کا خرچ نکالا۔ اس سے جو بچتا فقرا و مہاجرین پر صرف فرماتے“

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابو بکرؓ کے پاس مطلق میراث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساملا آیا، انہوں نے اس کے جواب میں لا نعت والی حدیث مذکور پیش فرمائی، اور عمر فاروقؓ کے سامنے بنو نضیر کے اموال کا تنازعہ آیا انہوں نے کتاب و سنت اور عقلی دلیل سے استدلال کیا، قرآنی آیات فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ الْاَيَةُ الْخَرَاءُ... (مفقہاء المہاجرین والذین تبعوا الدار والایمان الاية (المزہ) والذین جاءوا من بعدھو الاية (المزہ)) سے انہوں نے مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے حضرت عمرؓ نے استدلال کیا، پہلے مذکور ہو چکی ہے، یعنی لا نعت ما توکنا صدقة اور عقلی دلیل یہ دی کہ ان اموال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف بحیثیت مالک رقبہ نہیں تھا، بلکہ بحیثیت متولی بیت المال کے تھا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال فنی کو اپنی ملکیت میں نہیں لیا تھا، بلکہ بیت المال میں رکھا، اس سے آپ کی ملکیت رقبہ ثابت نہیں ہوتی کہ وراثت کا سوال پیدا ہو۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ نے اس مال فنی کو مالک رقبہ کی حیثیت میں حاصل کیا تھا، تو یہ مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ملکیت وراثت میں تقسیم نہیں ہوتی، جیسا کہ جلد حاضرین صحابہؓ نے اس کی شہادت دی، اور علیؓ و عباسؓ نے بھی اس حدیث کا اقرار فرمایا۔ یہ حدیث ہمارے حق میں بھی تو اتر کے درجہ تک پہنچ

لے اب مضافاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اموال مستحک۔

گنتی ہے کہ ایک جماعت صحابہؓ سے یہ حدیث مروی ہے۔

امامیہ بھی اس حدیث کو اپنی صحاح میں روایت کرتے ہیں، چنانچہ محمد بن یعقوب الرازی کافی میں بروایت ابو النضر ہی امام ابو عبد اللہ جعفر الصادق سے روایت کرتا ہے، انہوں نے فرمایا:-

<p>علماء انبیاء کے وارث ہیں، اس لئے کہ انبیاء و مرجم اور دینار و رثمہ میں نہیں چھوڑ جاتے وہ اپنی باتیں وراثت میں چھوڑتے ہیں، جو انہیں لے لیتا ہے، اس نے یوراحصہ یا لیا۔</p>	<p>العلماء ورثۃ الانبیاء و ذلك ان الانبیاء لم یجوروا و درهما ولا دینارما و انما اورثوا احادیث من احادیثہم فمن اخذ بشی منہا فقد اخذ بحظ وافر۔</p>
---	--

کلمہ انما امامیہ کے نزدیک بھی حصر و تخصیص کے لئے ہے، لہذا انبیاء کی وراثت صرف امامیہ میں ہے۔

اکثر اہل سنت اور جمہور امامیہ کے نزدیک کتاب اللہ کے عموم کی تخصیص خبر واحد کے ساتھ ہو سکتی ہے، جیسا کہ علی نے شرح النازیؒ مولیٰ لعلی میں تصریح کی ہے۔

نیز اکثر ائمہ نے بعض ترکہ سے اپنے وارثوں کو حصہ نہیں دیا، جیسا کہ تکرار
افہ معصوم دغیرہ سے اور خبر واحد سے استدلال کیا، جس کی روایت میں وہ
منفرد ہے، یہ کہنا کہ امام معصوم ہے، وہ جو کہے یا کرے لازمًا صحیح ہے، باطل
ہے کہ ان کا دعویٰ عصمت ثابت نہیں ہوا۔ باقی رہا آیت وودث سلیمان
داؤد والعلیٰ (۱۶) اور آیت چرثنی وودث من آل یعقوب (مریم ۵) سے استدلال
شیعہ سو یہ غلط ہے اس لئے کہ ان آیتوں میں درث و علم و نبوت مراد ہے
نہ کہ درث مال، چنانچہ کئی روایت کرتا ہے۔

۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲

عن ابی عبد اللہ ان سلیمان ورث داؤد وان محمد اورث سلیمان -
 ابو عبد اللہ کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے وارث ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان کے -

دیہ روایت بابا نگ وصل اعلان کرتی ہے کہ سلیمان کی وراثت علم و نبوت کی وراثت تھی) آیت میں مال کی میراث مراد ہوتی تو وہ صرف حضرت سلیمان کے لئے نہ ہوتی، بلکہ ان کے بھائی اور بہنیں بھی اس میں ان کے شریک ہوتے۔ رکذا رواہ الکلیفی عشر

یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ یحییٰ علیہ السلام نہ کیا علیہ السلام سے میراث مال لے جائے، ممکن ہے، مگر تمام آل یعقوب سے میراث مال لینا کیسے مقصور ہو سکتا ہے؟ آیات مذکورہ کا سیاق بھی یہی دلالت کرتا ہے کہ وراثت سے مراد علم و حکمت کی میراث ہے۔

ایک سوال ابو بکر نے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرات کیوں دیئے جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جائیداد وراثت میں تقسیم نہ ہو سکتی تھی۔

جواب جن گھروں میں ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکونت پذیر تھیں وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ان کی ملکیت تھے، قرآن پاک میں ہے:-
 وقدن فی ہونکن اللیۃ
 تم اپنے گھروں میں ٹھہری

رہو۔

(الاحزاب ۲۳)

بیوت کی اضافت ازواج کی طرف اس پر دلالت کرتی ہے۔

نیز ازواج کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوالہ عام لوگوں سے مختلف تھا، عام انسانوں کے فوت ہونے کے بعد ان کا نکاح منع ہو جاتا ہے، اس لئے ان کی عورتیں عہدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ کا نکاح منع نہیں ہوتا قرآن پاک میں ہے:-

ولا ان شکوا اذا جہ من بعدہ ابدا (الاجواب ۵۲) ۱۔ آپ کی بیویوں سے تم کبھی بھی نکاح نہ کرو گے

اس دلیل کی بنیاد پر ان رواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفقہ سکنی بیت المال کے ذمہ تھا۔

ایک سوال اگر مسئلہ ہی تھا تو حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کیوں دی؟

جواب حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث نہیں تھے، کہ ان کو وراثت میں تلوار دی جاتی، بلکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی بناء پر تلوار دی تھی، لہذا حضرت ابو بکرؓ کے قول دخل میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں تھا، ابو بکرؓ پر شیعہ کا قاطعہ طعن نے دعویٰ کیا تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہواں طعن اسے فدک ہبہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ قاطعہ معصوم عقیدین ابو بکرؓ نے تصدیق نہ کی، علیؓ اور ام ایمن کو گواہی میں پیش کیا، تو ان کی گواہی رد کر دی، قاطعہ اس پر غضب ناک ہو گئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:-

فاطمۃ بضعتہ منی ۱۔ فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جو ہے من اعظمی ہذا فقد اعظمی
 ناراض کرے گا، اس نے تجھے ناراض کیا۔

جواب قاطعہ کا دعویٰ ہبہ کرنا اور پھر اس پر حضرت علیؓ اور ام ایمن کا گواہ ہونا شیعی مفروضہ ہے، کسی صحیح روایت میں یہ بات نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہؒ قدس سرہ نے قرۃ العینین میں اسی طرح فرمایا ہے:-
 ابو بکرؓ میں سے ہے۔

۱۔ جوش سرور کا میں تیرے گرد ہی قبول کی ہر فدک کی تیرے گردی کا قاطعہ کہہ رہی ہے، لیکن اصل کافی مستند ہے۔
 ۲۔ صحیح بخاری ۵۱۱۱ باب مناقب قریبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
 ۳۔ باب اہل بیت مفاہیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱۵۔

عن النخاعة بن شعبة ان عمر بن
عبد العزیز جمع بنی مروان
حين استخلف فقال ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كانت له
فداك فكان ينفق منها ويعود
منها على صفير بنی هاشم ويزج
منها لکرمه و ان فاطمة
سالتهم ان يعطوها فاني نكحت
کذا لك في حصة رسول الله
صلى الله عليه وسلم حتى مضى
لسبيله فلما ان دلی ابو بکر عمل
فيها بما عمل رسول الله صلى
الله عليه وسلم حتى مضى لسبيله
فلما ان دلی عمر بن الخطاب
عمل فيها بمثل ما عملا حتى
مضى لسبيله ثم اقطعها مروان
ثم صارت لعمر بن عبد العزيز
فرايت امرأته رسول
الله صلى الله عليه وسلم و سألته
فاطمة اليس لي بحق و اني
اشهد کما اني رددتها على ما
كانت یعنی علی محمد رسول
الله صلى الله عليه وسلم

مغیرة بن شعبہ نے فرماتے ہیں عمر
بن عبد العزیز نے بنی مروان کو جمع
کیا، حبيب کہ وہ خلیفہ ہونے کہا
فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے تھا، آپ اس سے خرچ
کرتے، بنی ہاشم کے چھوٹے بچوں پر
خرچ کرتے، ان کے یوگان کی
خادی پر خرچ کرتے، ناظر نے
آپ سے مانگا تھا، مگر آپ نے انکار
کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی میں اسی طرح رہا، آپ
چلے گئے، ابو بکر اس کا متولی بنا اور
اسی طرح کیا جس طرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہ بھی چلے
گئے عمر نے بھی اسی طریق پر عمل کیا جو
پیلے تھا۔ وہ بھی چلا گیا۔ بعد ازاں
مروان نے اسے جاگیر بنالیا۔ اب
عمر بن عبد العزیز کے پاس ہے
میں سوچتا ہوں کہ جو چیز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو نہ
دی۔ میرا اس میں کوئی حق نہیں
ہے۔ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دور کی پوزیشن میں دلوں

کرنا چاہتا ہوں۔

یہ حدیث پوری وضاحت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ فاطمہؓ کو بخشش نہیں کر دیا تھا۔ اور نہ ہی مذکورہ آپ کی ملکیت تھا، بلکہ آپ کا اس پر تصرف بحیثیت متوفی بیت المال کے تھا۔ اس لئے کہ یہ جائیداد اگر آپ کی ملک ہوئی تو فاطمہؓ ایسی عزیز بیٹی کو آپ انکار نہ فرماتے۔

بالغرض واقعہ مذکورہ بالا کی صحت تسلیم کر لی جائے، تو یہی مدعی کے دعویٰ کو بچا ہے۔ وہ بقول شیعہ معصوم ابو بکرؓ نہ اہل سنت کے نزدیک ان کی عصمت ثابت نہیں، ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حضرت ابو بکرؓ نے تسلیم نہیں کیا، تو قرآن پاک کے عین مطابق کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

واشهدوا ما شہدین من وجاہلکم
فان لکم بیکوناً و جہلین فوجل
واحدان (المقرة ۲۸۲)
تم اپنے مردوں میں سے دو گواہ
بناؤ، اگر دو گواہ نہ ہوں تو ایک
مرد اور دو عورتیں۔

یہ حکم معصوم اور غیر معصوم سب کے لئے یکساں ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بھی مطابق ہے، اس لئے کہ یہ وہ محبوب لڑکے قبضہ کئے بغیر نام نہیں ہوتا اور وہ محبوب لڑکے ملک میں نہیں آتا، موافق و مخالف سب ہی اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مذکورہ حضرت فاطمہؓ کے قبضہ میں نہ آیا، یہی وجہ ہے کہ علیؓ نے بھی یہ جائیداد اپنے انعام خلافت میں فاطمہؓ کی اطلاع میں تقسیم نہ فرمائی۔

امامیہ علمائے سنی سے مؤلف منہاج السنن الکبیر اور علما زید نے بیان کیا ہے کہ جب فاطمہؓ غصہ ہو گئیں، اور اس بارہ میں ابو بکرؓ سے گفتگو کرنا چھوڑ دی، تو یہ بات ابو بکرؓ پر شاق گزری انہوں نے فاطمہؓ کو مٹانا چاہا۔ آپ فاطمہؓ کے ہاں گئے، اور فرمایا اے دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا، آپ نے دعویٰ کیا ہے، میں دیکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تمہارا خرچہ نکالتے

اور باقی فقراء مساکین اور مسافروں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ فاطمہؓ نے فرمایا تم بھی اسی طرح کرتے رہو، جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، ابو بکرؓ نے فرمایا تم بخدا میں اسی طرح کروں گا، فاطمہؓ نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے، اسی طرح کرو گے، ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ! آپ میرے اس عہد پر گواہ ہیں، تو فاطمہؓ راضی ہو گئیں ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو ان کا خرچہ دیا، اور باقی فقراء مساکین اور مسافروں میں تقسیم کیا؟
ابن مطہر علیٰ نبیج الکلامۃ میں لکھتا ہے:-

لما دعت فاطمة باقی بکرو رضی اللہ عنہا فی فداک کتب لہا
جب فاطمہؓ نے ابو بکرؓ کو فدک کے بارہ میں وعظ کیا، تو اس کے لئے ایک کتابا ورد ہا علیہا۔
تحریر مکھی، اور فاطمہؓ کے سپرد کر دی۔

علامہ امیر کی روایات مذکورہ سے واضح ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی باقی نہ رہی تھی۔ اگر بالفرض یہ بھی تسلیم کر لیا جائے، کہ فاطمہؓ راضی نہ ہوئیں، اور وفات تک عیشہؓ میں رہیں۔ تو بھی ابو بکرؓ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا، فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غضبنا نقدا غضبنا سے مراد وہ شخص ہے، جو اپنی ذاتی ضرورت کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے، جو فاطمہؓ کے غضب کا موجب بنے یا اس قسم کی کوئی بات اس سے سرزد ہو، اور اس کا منشا فاطمہؓ کو ناراض کرنا ہی ہو اور وہ شخص اس کی زور میں نہ آئے گا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی معاملہ میں فرمان پیش کرے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ کرے، اور فاطمہؓ ناراض ہو جائے، کیونکہ یہ قول فعل اس صورت میں ابو بکرؓ کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ شارع علیہ السلام کی طرف منسوب ہو گا۔
دیکھئے اللہ کا ارشاد ہے:-

ومن یقتل مؤمنا متعذرا
فجزاؤہ جہنم (النساء ۹۳)
جو جان بوجہ کر مؤمن کو قتل کرتا ہے اس کی سزا جہنم ہے۔

اگر کوئی حاکم وقت حد یا قصاص میں کسی مؤمن کو قتل کر دے، تو وہ اس

لئے جہنم کا مستحق ہے، نیز اہل سنت کی شہر کا بے بسن بکڑا جیتنی حد میں بھی مذکور ہے۔ ص ۶۳

آیت کی زد میں نہ آئے گا۔

حضرت فاطمہؓ پر ایک اعتراض

قصہ طلب میراث یا دعویٰ ہبہ میں جو یہ لفظ مروی ہیں۔ تنصبت یعنی فاطمہؓ و بعد تکلم اس سے ابو بکرؓ پر کوئی اعتراض نہیں آتا، اٹا، اٹا حضرت فاطمہؓ پر اعتراض آگے آ سکتا ہے کہ حسب ابو بکرؓ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ڤرث سے استدلال فرمایا یا دعویٰ ہبہ میں قرآن پاک کے حکم کے مطابق فاطمہؓ سے گواہ طلب کئے، اور نصاب شہادت پورا نہ ہونے کی وجہ سے باتباع نصوص کتاب و سنت شہادت غیر مسموع قرار دے دی، اور فاطمہؓ کی مرضی کے مطابق فیصلہ نہ کیا، تو اس پر فاطمہؓ ناراض کیوں ہوئیں، ان کا اس فیصلہ پر ناخوشی کا اظہار کرنا۔ آیات ذیل کے خلاف ہے۔

۱۔ ما کان ملو من ولا مؤمنه اذا قضی اللہ ورسولہ امر ان یکن لہما الخیر من امرہ۔ (الاحزاب ۳۶)

۱۲۔ فلا یدیک لا یؤمنون حتی یحکموا فیما یجد بینہما ثم لا یجدوا فی انفسہما حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (النساء ۶۵)

جواب بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فاطمہؓ بھی ایک انسان تھیں وہ بھی نفس رکھتی تھیں بعض اوقات صفات نفس بے اختیار ظاہر ہو جاتے ہیں جس پر کوئی سزاخیز نہیں ہوتا۔ (لا یدیک اللہ نفسا الا وسیعہا) ابو بکرؓ کا فیصلہ ہر چند شرح کے عین موافق تھا، مگر حضرت فاطمہؓ کی طبیعت کے خلاف تھا اس لئے بے اختیار انہیں جھٹسا گیا اور ناراض ہو گئیں۔

فقیہ کے نزدیک یہ جواب کہ مرد اور خیر لپٹنید ہے، کیونکہ اس طرح کے نفوس
مطمئنہ سے صفات انسانی کا ظاہر ہو جانا بعید ہے، درحقیقت یہ کوئی جواب ہی نہیں
ہے، الا تاسیم کرنا ہے کہ صفات انسانی ظاہر پانا کام کیا تھا، اگرچہ اس سے عدالت
میں خلل واقع نہ ہوا۔

فقیہ کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے۔
طلب میراث کا جو واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے، اس میں یہ لفظ وارد ہیں۔
فوجیات دلیر تکملہ حتی نام ہوئی یا غلبین ہوئی اور گفتگو
نہ کی جتنی کہ عزت ہو گئی۔

صافیت۔
وجدت ایک مشترک لفظ ہے اس کے معانی غضبیت۔ ندمیت۔ اعتنت
آتے ہیں۔ اس جگہ اصل راوی نے دو حدیث بمعنی بدست یا اغنیت استعمال کیا تھا بعض
رواۃ نے سمجھا کہ شاید دو حدیث بمعنی غضبیت کے ہے اور پھر اس نے روایت بالمعنی
کرتے ہوئے غضبیت روایت کر دیا اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں۔

جب حضرت فاطمہؓ نے ابو بکرؓ کا جواب سنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا فرمان سن کر پتہ چلا کہ سوال درست نہ تھا، تو نام ہوئیں یا غلبین ہوئیں کہ یہ فعل
مجھ سے کیوں ہوا اس صورت میں تو تکملہ حتی صافیت کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ
ابن بارہ میں پھر کوئی بات چیت نہ کی۔

ایک سوال حضرت فاطمہؓ کیراث طلب کرنا فی قرآن کے موافق تھا اور حدیث
ادودث کی آپؐ کو اطلاع نہ تھی۔ اطلاع کے بعد طلب میراث سے بدست ہوا ہو گئیں
پھر نام ہونے اور غلبین ہونے کی کیا وجہ ہے۔

جواب اس سلسلہ میں فاطمہؓ الزہراءؓ سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا، بات یہ ہے
کہ اللہ کے مقرب ترین بندوں سے اگر کوئی ایسا قول یا فعل بھول کر صادر ہو جائے
جو جان بوجھ کر نہیں صادر ہونا چاہیے تھا۔ اسے بھی یہ عظیم انان معصیت تصور

کر کے نادام ہوتے ہیں، اور عذروہ ہوتے ہیں کہ کاش ایسا نہ ہوتا تو بہتر تھا۔

جس طرح آدم علیہ السلام نے پورہ بھول کر کھایا ارشاد ہے۔

فَضَلِي وَلِيَدُ نَجْدٍ لَّعَذَابًا
میں بھنگی نہ پائی۔
(دعوت ۱۱۵)

اسی طرح نوح علیہ السلام نے اپنے کافر فرزند کے بارہ میں حق تعالیٰ کی جناب میں فریاد کر دی ارشاد ہے۔

رَبِّ اِنَّ اِبْنِي مِنْ اَهْلِي
وان وعدك الحق وانت
اے میرے رب میرا بیٹا میرے
اہل سے ہے، اور آپ کا وعدہ سچا
اسکھما المحاکمین (ہود ۴۵)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں سے فدیہ قبول فرمایا
فدیہ لینے کے مباح ہونے کی بنا پر، مگر حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللّٰهِ سَبَقَ
اگر اللہ کی طرف پہلے فیصلہ نہ
لمسكده فَمَا اخذْتُم مِّنْ عِذَا ب
ہو چکا ہوتا تو تمہیں فدیہ لینے پر
عظیم۔ (الانفال ۶۸)

یہ افعال صراحتہ اللہ کی نافرمانی نہیں تھے، مگر اللہ کی منشا اور اس کی رہنمائی کے
مطابق نہ تھے، یہ ظاہر ہوتے ہی انھیں انھوں نے استغفار کرتے ہیں، اور نادام ہو جاتے
ہیں، چنانچہ آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

سَابِقًا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اَنْ لَّهِ
تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَمْ كُنْ مِنَ
اے ہمارے رب ہم نے اپنی
جانوں پر ظلم کیا، اگر آپ ہمیں نہ بخشیں
اور نہ رحم کریں، ہم نقصان ڈالوں
میں انھیں ساریں۔

(الاعراف ۲۳)

نوح علیہ السلام نے عاجزی کی۔

اَعُوذُ بِكَ اَنْ اَمْلِكَ
میں آپ کی حفاظت میں آتا ہوں

مالیس فی بدہ علمہ ۱۔ ۲۔ کہ وہ مانگوں جس کا مجھے علم ہے، اور
تغفر لی و ترحمتی! کن من اگر آپ نے مجھے نہ بخشا، اور میرے
الخاصمین۔ پر رحم نہ کیا، تو نقصان والوں سے
(ھود ۲۷) ہو جاؤں،

سرورِ دُنیا عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے قیدیوں سے قدیر لینے پر بہت غمگین ہونے
روئے، اور فرمایا اگر اللہ کا عذاب آجاتا، تو اس سے عمر کے سوا کوئی نجات نہ پا سکتا
کیونکہ اس نے قیدیوں کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا، واللہ اعلم۔
بزرگوں کا مقولہ ہے: حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اور کسی نے کیا سچ کہا ہے۔
کارِ پا کاں راقیاس از خود بیکر گر چہ ماند در نوشتن غیر دیر
غیراں باشد کہ آدمی خورد غیر آن باشد کہ آدمی بخورد

دوسری فصل حضرت عمرؓ پر شیعہ عائد کردہ مطاعن کے جواب میں

اس فصل میں نازق بن عظیم غلیفہ ثانی امیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب پر شیعہ کے عائد کردہ
گیروہ اعتراضات کا جواب پیش کیا گیا ہے۔
حضرت عمرؓ پر پہلا شیعہ | بخاریؒ اور مسلم حضرت ابن عباسؓ رضی
طعن مسئلہ و دوات | سے راوی ہیں۔

انہ امتداد بر رسول؟ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجہ۔
فقال ما سول الله صلی اللہ
علیہ وسلم ابیتونی تکنت
اکتبکم کتابا لینی تفعلوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکلیف زیادہ ہو گئی، آپ نے فرمایا
کا فذنی! کہ تمہیں کتاب لکھ دوں،
اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوؤ گے،
جگڑا کیا، اور کہنے لگے، آپ کا کیا

لے بیچ سلم علیہ وسلم ابیتونی؟ اللہ
لے بیچ ما ابیتونی؟ اللہ ابیتونی؟
لے بیچ سلم علیہ وسلم ابیتونی؟ اللہ
لے بیچ ما ابیتونی؟ اللہ ابیتونی؟

قَالَ لَكَ هَذَا الْكَافِرُونَ (المائدة ۴) فیصلہ نہیں کرتا یہ لوگ کافر ہیں۔
 نیز عمرؓ نے اوب و احرام کو ملحوظ نہیں رکھا کہ کہا تھا علیہ الوجہ یعنی آپ پر
 تکلیف کا علیہ ہے نیز اھجراستقبہ میں ہدایاں کی نسبت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جو کہ عصمت نبوت کے منافی ہے، اور انکار عصمت
 سے انکار نبوت لازم آتا ہے۔

جواب پہلی بات کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ
 اظہار وحی کی کیفیت اور کفار کے ساتھ جہاد کے طریقوں میں اور جن معاملات میں
 ابھی وحی الہی نازل نہ ہوئی تھی ان سب امور میں آپ فقہا صحابہؓ سے حکم خدا
 و شاہد صدق الامور اک عمر ان ۵۹ مشورہ فرمایا کرتے تھے خصوصاً شیخین ابوبکر
 و عمرؓ سے جن کے بارہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَذَلَّلَی مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ابُو بکر
 و عمر اخذجه الترمذی۔
 نیز فرمایا۔

لَا غَنَیَ لَی عَنْهُمَا اِنْ هُمَا مِنَ الدِّینِ
 کا لستم و البصر۔ اخذجه
 الحاکم۔
 میں ان دونوں سے بے نیاز
 نہیں ہو سکتا، یہ دین میں کمال احد
 آنکھ کی طرح ہیں۔

یعنی ابوبکر و عمرؓ کو میں باہر بھیج کر اپنے سے جدا نہیں کر سکتا، یہ دونوں
 بھی ہمیشہ آپ کو مشورے دیتے اور عام طور پر ان کی رائے کے مطابق
 وحی اتری،

جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بارے میں اس طرح منافقوں کے جنازہ پڑھنے میں اس طرح کے اور بھی کئی

ماہ جامع ترمذی مطبوعہ مکتبہ باب مناب ابوبکر
 مکتبہ المدینہ کراچی مرکز الصحابہ مطبوعہ مکتبہ۔

واقعات ہیں، حضرت عمرؓ کا مذکورۃ الصدور واقعہ میں توقف فرمانا گویا آپ کا مشورہ ہے کہ اس ہتکنا ترک کتابت زیادہ بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی رائے کو درست قرار دے کر تسلیم کر لیا، خمیس کا بقیہ دن اور جمعہ، ہفتہ اور اتوار تک آپ زندہ رہے، پھر کتابت کا حکم نہیں دیا، اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی کتب امامیہ میں ملتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ قَالِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَلَّ الْجَنَّةَ** میں ارشاد کے لوگوں تک پہنچانے کا نذرہ میں عمر بن الخطاب کی رائے کو آپ نے قبول فرمایا، اور حضرت ابو ہریرہؓ کو عام منادی کرنے سے منع فرما دیا۔

اس سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے کچھ دینے پر اللہ کی طرف سے ماحور نہ تھے، اور نہ رکاوٹ کرنے والوں کو نہ جبر فرماتے اور قلم و دوات پیش کرنے کا تاکید بھی فرماتے، جس طرح کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو حضرت عمرؓ کے اہم بنانے کے مشورہ میں نہ جبر تو نہ بیخ کی اور تاکید فرمایا۔

مَنْ دَا ابَا بَكْرٍ فليصل
بالناس۔ کو نافرمان نہ چائے۔

اگر اللہ کی طرف سے کوئی حکم پہنچانا تھا، جو کہ نہ پہنچایا جاسکا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ آپ نے اس آیت پر عمل نہ فرمایا، اور یہ بات عصمت کے خلاف ہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا
انْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ
إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا يَبْلُغْ
رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ
النَّاسُ (المائدہ ۶۷)

اے رسول آپ کے رب کی طرف سے جو آپ کی طرف اتارا گیا، اسے پہنچا دیں، اگر آپ نے نہ پہنچایا تو رسالت کو نہ پہنچایا، اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

اس لئے یہ مفروضہ ہی غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی

۱۔ صحیح مسلم ج ۱ باب الدلیل علی ان کتابت علی توحید فی الجنۃ ص ۴۵۔

۲۔ صحیح بخاری جلد ۱۰ باب الذنوب ص ۱۰۱۔

بات کھونا چاہتے تھے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا، اور نہ کچھ سکے، اور نہ پہنچا سکے۔ (غور باشد)۔

ما ينطق عن الهوى
ان هو الا وحى يوحى علمه
شديد القوى۔
والنجم ۲۵)

آپ اپنی خواہش کے تحت
نہیں بولتے یہ تو صرف وحی ہے،
جو آپ کی طرف القا ہوئی اسحت
قوت کے مالک نے آپ کو
تعلیم کی۔

اس آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے۔
ما ينطق القرآن عن
الهوى ان هو ليعنى القرآن
الادعى يوحى۔

قرآن کو آپ اپنی خواہش سے
نہیں بولتے، بلکہ یہ قرآن اللہ کی
طرف سے وحی شدہ ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع منطوقات مراد نہیں ہیں
ورنہ علمہ شدید القوى (النجم ۲۵) میں بھی جمیع منطوق کی تعلیم جبریل مراد
ہونی چاہیے، حالانکہ ایسا کوئی نہیں کہتا۔
اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع منطوق اللہ کی وحی ہوتے تو
اللہ تعالیٰ کیوں فرماتا۔

لقد اذنت لهن۔
(التوبة ۲۲)

آپ نے ان کو اجازت کیوں
دی؟

نیز یہ آیت نازل نہ ہوتی۔
لقد خدص ما احل الله لك۔
(التحريم ۱)

آپ وہ چیز کیوں حرام کہتے
ہیں، جو اللہ نے حلال بتائی۔

امام بیہقی اس کے قائل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل بولتے ہیں۔
سب وحی ہوتا ہے، دیکھئے محمد بن الحنفیہ امیر المؤمنین علیؑ سے راوی

ہیں انہوں نے فرمایا:-

لقد أکثر الناس علی ماریة
القطیبة أما إبراهیم ابن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ابن
عمہ لها قطیة کان یزورها ویختلف
الیها فقال لی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم خذ هذا السیف
وانطلق فان وجدتہ عندہا
فاقتله فلما اقبلت غرقت فی الماء
اربعة اقی غلظت فرق الیہا ثم
رعی بنفسہ علی قفاز وشفا
رجله فاذا بہ احب اسمہ
مالہ ما للرجال لا للیل ولا
کثیر قال فعدت السیف
ورجعت الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرته فقال
الحمد لله الذی صارت
عنا الرجس اهل البیت -
کذا ذکرہ الشریف فی کتاب
الدلائل -

ماریتہ قطیبہ کے بارہ میں
جو کہ ابراہیمؑ فرزند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی والدہ ہیں، لوگوں نے
اس کے چچے بھائی سے متعلق بہت
باتیں بنائیں، جو اس کے پاس آتا جاتا
تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یہ تلوار لو، اگر تم اسے مدیر
کے پاس پاؤ تو قتل کر دو، علیؑ اس
کی طرف گیا تو وہ ایک کھجور کے درخت
پر چڑھ گیا، اور گدی کے بل خود کو
نیچے گرایا، اس کی ٹانگ اڑ گئی، وہ
مقطوع الذکر تھا، مردوں کی طرح
نہ تھا، نہ سٹوڑا نہ زیادہ میں نے
تلوار میان میں کی، اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا، اور
آپ کو اس کی اطلاع دی، آپ
نے فرمایا اللہ کا شکر ہے، اس نے
ہمارے اہل بیت سے جس کو دودھ
فرمایا ہے -

اگر جمیع منطوق وحی ہوتا، حضرت علیؑ کو قطبی کے قتل کرنے کے لئے نہ
بھیجتے، بشورہ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مراجعت جرم
نہیں ہے، بلکہ اس کا حکم ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ

کے مشورہ سے دوبارہ اللہ کی جناب میں مراجعت کی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم بچا پاس نماز کا ہو چکا تھا۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو حکم مل چکا ہے۔

ان ائت القوم الظالمین قوم ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس فرعون الا یتقون۔ الایۃ جاؤ، وہ کیوں نہیں ڈرتے۔

مگر موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد رب قدوس کی جناب میں مراجعت فرماتے ہیں
 اخی اخاف ان یکذلکون (اخی تو! ہاں تعالیٰ) گئے۔ (اخی) میں ڈرتا ہوں، تجھے قتل نہ کر دیں۔
 فاخاف ان یقتلون۔

(الشعرا ۱۲-۱۴)

لہذا حضرت عمرؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بارہ میں مراجعت فرمانا کیسے دجی رو کرنے کے مترادف بن سکتا ہے!
 حضرت عمرؓ کا مقولہ ”قد غلب الوجد“ انہما شفقت کے طور پر ہے، تکلیف کا غلبہ ایک بشری تقاضا ہے، ”انبیاء وغیرہ انبیاء سب اس میں برابر ہیں، اس میں ترک ادب کی کوئی بات نہیں۔“

نیز مقولہ ”احبدا استفہمہ“ دوسمائی کا متکل ہے۔ (۱) جو لوگ قلم و دوات لانا چاہتے تھے۔ وہ استفہام انکار کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ کیوں نہ قلم و دوات لائی جائے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہذا ین محال ہے اس لئے آپ جو فرماتے ہیں اس پر عمل کرنا چاہئے۔ (۲) وہ لوگ جو قلم و دوات لانے میں توقف کر رہے

لے نامی حاضر ہے یہی مفہوم واضح کیا ہے، دیکھیے، شرح النووی ص ۲۵۔ نیز لفظ ”بحر“ سے ہے جس کا معنی ”مہر“ جوڑنے کا ہے، تامل کا مقصد یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑتے ہیں، آپ جیسے چھوڑ دیتے ہیں، یہ منہم بھی ہو سکتا ہے، آیا وہ ہے قد غلب الوجد اور عندک القرآن حبیب کتاب اللہ عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلہ میں نہیں فرمایا، بلکہ عمرؓ کے ساتھ کسی نے منازعت کی ہے۔ اس کے جواب میں کہا ہے، ”دیکھئے شرح النووی ص ۲۵“

تھے، یہ ابن کا مقولہ ہے، اس صورت میں ہجر کا مقصد یہ ہے کہ آلات تکلم کے کمزور ہونے اور زبان پر خشکی کے غلبہ کی وجہ سے آپ کی بات بخوبی نہیں سمجھی جا سکی اور بارہ آپ سے پوچھو تا کہ آپ کے حکم کی بجا آوری کریں، کبھی صحیح روایت میں نہیں ہے کہ یہ مقولہ احمد و مستفیہ و حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔

کیا قلم و دوات منکولانے کا مقصد یہ سوچنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علیؓ نہ سکھوانا تھا؟ حضرت علیؓ کی خلافت سکھوانا چاہتے

تھے، باطل ہے، ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ کچھ اور سکھوانا چاہتے ہوں، امام احمد و نعیم بن زید سے روایت کرتے ہیں۔

عن علی بن ابی طالب قال امر فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اتیہ بطبق یکتب فیہ ما لا تفضل امتہ من بعدہ فخشیت ان یفوتنی نفسہ قال قلت انی احفظ و اعی قال اوصی بالصلوة و الزکوۃ و ما ملکت ایما نکر۔

علیؓ فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا میں ایک طبق لائوں جس پر آپ سکھ دیں تاکہ امت آپ کے بعد گمراہ نہ ہو، میں نے خطرہ محسوس کیا، آپ میرے لانے سے پہلے نہ فرقت ہو جائیں، میں نے کہا جی آپ مجھے بتادیں میں یاد رکھوں گا، آپ نے فرمایا میں نماز اور زکوٰۃ اور غلاموں کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں۔

اگر خلافت کا فیصلہ کرنا چاہتے تھے، تو وہ ابو بکرؓ کی خلافت ہی ہو سکتی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

ادخنی لی اباک و اخاک اکتب لابی بکو کتابا الحدیث میرے لئے ابو بکرؓ اور اپنے بھائی کو بلاؤ میں ابو بکرؓ کے لئے کتاب

۱۔ صحیح مسلم ۲۔ مسند ابی بکرؓ ۳۔ مسند ۴۔ مسند ۵۔ مسند حسن

مکھ دوں۔

اکابرین امت پر شیعہ کی غلط بیانیوں

شیعہ گروہ ائمہ عظام پر غلط بیانی کر کے ان کی طرف ایسی چیزیں منسوب کرتا ہے جن میں صریح مخالفت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخالفت احکام قرآن لازم آتی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو فاسد اور کمزور تاویلیں کر کے مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرتے ہیں، اور ان کی تکفیر کرتے ہیں ما اصابہم وما اکفر بہم۔

ائمہ پران کی غلط بیانیوں کے چند حوالے ملاحظہ کیجئے۔

۱۱۔ محمد بن بابویہ امانی میں اور طبری ارشاد القلوب میں روایت کرتے ہیں: ”رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؑ کو سات درہم دیئے، اور کہا علیؑ کو دسے، وہ اہل خیال کے لئے طعام خرید کر لائے، کیونکہ ان پر بھوک کا غلبہ تھا۔ فاطمہؑ نے علیؑ کو دسے دیئے، اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے لئے طعام خرید لاؤ، علیؑ دو درہم لے کر دروازہ سے باہر نکلے ایک سائل کی آواز سنی وہ درہم اس کو دے دیئے۔“

شیعہ کی بیان کردہ اس روایت میں علیؑ کو مخالفت امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے، اور اس میں دوسرے کے مال میں بلا اجازت تصرف بھی ہے، اور اہل پرستش کرنا بھی کفر کی بھوک کا خیال نہ کیا، اور یہ بھی کہ ایک متفرد کام کیا، اور اہل و خیال کا نفقہ جو کہ واجب تھا ترک کر دیا، عمرؓ اور علیؑ کے افعال پر رخصا ظاہر کرنا، اور ان کی زندگی کا خیال رکھنا اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دونوں برابر ہیں۔

۱۲۔ ما انزل اللہ کے خلاف اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے غیر ملوک برٹری کے ساتھ باذن مالک مجامعت کی اجازت دی ہے، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْفَاسِقَ الَّذِي يَبْتَغِي الْجَنَّةَ وَلِغَايَةِ الْحِلِّ يَحْتَبِئُ بِالْمَلِكِ يَخْرُجُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي تَجْعَلُ الْيَوْمَ جَارِئًا لِّرُؤُوسِهِ

والذین هم لفوا وجہہم
حافظون الا علی انعام
او ما ملکت ایمانہم فانہم
غیر ملومین فمن ابغی
وراء ذلک فاولئک ہم
العادون (المجاد ۲۹-۳۱)

جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت
کرتے ہیں، بیویوں اور اپنی ملکوں
لوٹنڈی کے سوا کہ ان کو کوئی طاقت
نہ ہے، ان کے علاوہ جو تلاش
کے گا، پس وہ حد سے بڑھنے
والے ہیں۔

دیکھیے ماریشلی ہونی لونڈی نہ بیوی کے حکم میں ہے، اور نہ ملک یسین
کے حکم میں۔

۱۳۔ خون اور زخم سے آلودہ کپڑے میں نماز پڑھنا جائز کہتے ہیں، حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وشایک فظہو (المائدہ ۴۸)

اپنے کپڑے پاک کر۔

۱۴۔ جس ذمی نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا ہے، اس کی اولاد کو غلام بنالینا حکم لگاتے
ہیں، حالانکہ مکمل النبی اس بارہ میں قصاص ہے۔

۱۵۔ بعض ترکہ میں بعض ملائش کو مخصوص کر دیتے ہیں، حالانکہ نص قرآنی عام ہے،

۱۶۔ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عورت کو مسئلہ اسلام کی
تعلیم سے منع کر دیا ہے۔ اور امام کاظم سے نسبت کیا کہ اس نے مخلوق کو اصول دین
سیکھنے سے روکا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم علوم کا حکم فرمایا ہے۔

۱۷۔ فرود کاٹی ۳۵ مسند باب اول مصنف فی الثوب و ہر خیر ما ملکا او جابلا۔
۱۸۔ فرود کاٹی ۵۰ مسند میں ہے، غفرانی نے مسلمان کو قتل کر دیا، امام ابو جعفر کہتے ہیں مقتولی کے در ثما
کے سپرد کر دیا جائے، چاہیں قتل کو پس چاہیں معاف کریں، اور چاہیں اسے غلام بنالیں۔ انتہی۔
۱۹۔ کتاب الدیات، باب العلم بقول الذمی والیقین الذی صلا۔

۲۰۔ فرود کاٹی جلد ۱ ص ۷۲۔ ۷۳ کتاب المورث، باب ما یورث من الذمیر من الذمیر و ہر خیر ما ملکا۔
ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب ایک شخص فوت ہو جائے تو اس کی تدفین، کفن، مصحف اس کی کتابیں اور مال کا
ملکان اور عیال اس کی ساری اور کپڑے جسے چاہے یا بیٹی کو شہین کے۔ انتہی۔

۲۱۔ فرود کاٹی جلد ۱ ص ۷۲ غفرانی نے ہذا فی تہذیبہ مسند انتہی۔ باب حکم الرجل والمرأة۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ کا دوسرا طعن
حضرت فاطمہؓ کا گھر جلاتا
عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے
گھر جلانے کا حکم دیا۔

جواب | یہ باطل ہے، اور روافض کی من گھڑت کہانیوں میں سے ایک کہانی
روافض اس بارہ میں باہم اختلاف ہیں اکثر کہتے ہیں کہ گھر جلایا، بعض کہتے ہیں جلانے
کا ارادہ کیا۔

اگر بقول روافض گھر جلایا یا جلانے کے لئے سامان جمع کیا تو ایسا اہم واقعہ کو امت
تک متواتر ذرائع سے پہنچنا چاہیے تھا۔ اگر دل میں جلانے کا ارادہ کیا تھا تو اس کی اطلاع
کیسے ہوئی۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ
کا تیسرا طعن
عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے انکار
کرایا تھا، اور حنفیہ کہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فوت نہیں ہوئے۔

جواب | یہ بات طعن کے قابل نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر دلیل کہ عمرؓ کو ان حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے جواز کا علم نہ تھا۔ یہ سب حضرت عمرؓ کے والدہ ماجدہ محبت
اور فرط عشق کی بنا پر ہوا جو حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے
آپ کی وفات سے عمرؓ حوان باختہ ہو گئے، اور معلومات سے ذہول ہو گیا، ایسے موقع
میں عارضی طور پر ایسا ہونا بعید نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ پر
چوتھا طعن
عمرؓ سائل شریعہ کا علم نہ رکھتا تھا، ایک حاملہ عورت کے رحم کا
حکم دیا، حضرت علیؓ نے سمجھایا۔

ان کان ذلک علیہا سبیل
فلیس لك علی ما فی بطنہا
سبیل فقال عمرؓ لولا علی
لہلكی عمرؓ۔
اگر عورت تصور وار ہے تو اس
کے پیٹ والا تو تصور وار نہیں ہے
عمرؓ نے کہا علیؓ نہ ہوتا، عمرؓ
ہلاک ہو جاتا۔

اسی طرح ایک پاگل عورت کے رحم کا حکم صادر کیا تو حضرت علیؑ نے کہا:-

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما وقع القلم عن النائم حتى يستيقظ وعن المجنون حتى يعقل وعن الطفل حتى يجتهد -

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا نیند والے سے قلم اٹھا دیا گیا ہے حتیٰ کہ جاگے اسی طرح مجنون سے عقل آنے تک اور اسی طرح نابالغ بچہ سے بلوغت تک۔

اسی طرح اپنے فرزند ابوشمہ کو حد زنا میں درے مارے حتیٰ کہ وہ مر گیا اور باقی درے موت کے بعد لگا دیئے حالانکہ میت غیر مکلف ہے، اس پر جہد قائم نہیں کی جاسکتی۔

اسی طرح عمرہ کو شراب پینے کی حد کا پتہ نہیں تھا ان واقعات سے معلوم ہوا عمرہ کو مسائل شرعیہ کا علم نہیں تھا، لہذا وہ امامت کے قابل نہیں ہے۔

جواب حضرت عمرہؓ کا معاملہ عورت کو رحم کرنے کا حکم دینا موضوع ہے، کسی روایت میں ثابت نہ ہے، مجنونہ کے رحم کا ارادہ بھی اہل سنت کی کسی کتاب میں پسندیدہ ثابت نہیں ہوا۔

اگر بالفرض حضرت عمرہؓ نے مذکورہ دو حکم صادر فرمائے تھے، تو ہو سکتا ہے، انہیں عورت کے حمل اور جنون کا علم نہ ہوا ہو، امام پر یہ واجب نہیں کہ وہ حمل کے بارہ میں سوال کرے،

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو ایک عورت پر حد مارنے کا حکم دیا جو کہ نفاس میں تھی، علیؑ نے اس خطرے کی بنا پر کہ کہیں یہ عورت مر نہ جائے، اہل قائم نہ کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی، تو آپؐ نے فرمایا تم نے

ٹھیک کیا ہے، حب نفاس سے فارغ ہوگی اس وقت اس پر جو قائم کر دینا۔
 محمد بن بابویہ قمی رقمہ من لم یحضّر لا الفقیہ میں لکھتا ہے کہ علیؑ نے ایک نہایت
 بڑے کے پر چوری کی حد مارنے کا حکم دیا۔

یہ روایات وال ہیں کہ حضرت عمرؓ کا مبتیہ قصہ کرا نہیں نے رحم جنونہ کا حکم
 دیا، اور علیؑ نے اعتراض کیا، باروں کا خود ساختہ ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علیؑ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرے، اور اپنی مردہ روایت کے
 برعکس نہایت بڑے کے کو حد سرت مارنے کا حکم دے، اور پھر حضرت عمرؓ پر رحم جنونہ
 کا اعتراض کرے۔

ابو شحمہ کی موت کے بعد سوڈے مکمل پورے کرنے کا واقعہ بھی دروغ اور باطل
 ہے، یہ صحیح ہے کہ ابو شحمہ کی زندگی میں ہی سوڈے مارے گئے، اس کے بعد وہ
 زندہ رہا، زخم درست ہو گئے، کافی مدت بعد انہوں نے وفات پائی۔
 شراب کی حد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متین نہ تھی۔
 صحیح مسلم میں ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب
علیہ وسلم یجلبدا فی الخمر بالجاری	کی حد میں کھجور چھڑیاں اور جوتوں سے
والنعال وضرباً مرة فی شرب	مارتے تھے، ایک دفعہ دو چھڑیاں
الخمر بجریدين تین نخار یجین۔	اندازاً چالیس بار ماریں۔
ثم جلد ابو بکر ورجلین	پھر ابو بکرؓ نے بھی چالیس ماریں
ولما افضت نوبة الخلافة	عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں
الی عمرو استشار الصحابة	صحابہؓ سے اس بارہ میں مشورہ کیا،
فی حد الخمر فقال له علی ان	علیؑ نے کہا میرا خیال ہے، اسٹیٹ

لہذا عمرؓ نے ان کی تصدیق کر دی کہ حد ایک سو چھڑیاں تھیں ۲۵ مثلاً۔
 ۲۵ مثلاً باب حد الخمر کتاب الحدود۔

صحیح ابن حبان میں ہے۔

عن ابی عیاس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خیر النساء الیسرۃ من صد اقا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بہتر عورتیں وہ ہیں، جن کی مہریں آسان ہیں۔
 عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال من بین المرائج سہل امہا و قلة صد اقربا۔
 عائشہ فرماتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی برکت سے ہے اس کے امور کا آسان ہونا، اور مہر کا کم ہونا۔

امام احمد اور امام بیہقی روایت کرتے ہیں۔

اعظم النساء بركة الیسرہن صد اقا۔
 جن عورتوں کی مہریں آسان ہوتی ہیں، وہ زیادہ برکت والی ہیں۔

اس کی سند جدید ہے۔

حضرت عمرؓ کا عورت کی بات تسلیم کر لینا، اس وجہ سے تھا کہ مہر بہر علی شروع ہے چاہے کثرت یا پسند انداز کردہ ہے، احکام وقت کو یہ اختیار ہے کہ مباح امور پر جن میں کراہت ہو، بوقت ضرورت پابندی لگا سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو زینب کی طلاق سے منع فرمایا۔

امسك عليك زوجك اپنی بیوی اپنے پاس رکھو اور واقعہ اللہ۔
 خدا کا خوف کرو۔

علامہ حکم طلاق مباح ہے حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ زیادہ مہر بیعت المال میں جمع کر دی جائے گی، ایک سیاسی حکم ہے، اور منع کرنے میں مبالغہ کے طور پر ہے،

۱۔ سند احمد بن حنبل (صحیح الترمذی)
 ۲۔ بیہقی فضیل بیان میں دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۳۰
 ۳۔ بیہقی فضیل بیان میں دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۳۰

واخطانا فوق كل ذي علم عليهما۔
ہم نے غلط کہا۔ اور ہر علم والے کے
اد پر علم والا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے یہ

پسندیدہ و شاہ مروان جواب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ
عمر نے اہل بیت کو خمس سے محروم کر دیا، جبکہ وہ ذوی
شیعہ کا چچا طعن القریٰ کی حیثیت سے اس کے مستحق تھے، قرآن پاک میں ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسہ وللا رسول
لذی القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل (الانفال ۴۱)
جو چیز بھی غنیمت میں آئے اللہ
کے لئے خمس ہے، اور اس کے رسول
کے لئے اور قربات والوں، یتامی
مساکین اور سافروں کیلئے بھی۔

جواب ذوی القریٰ کو حصہ دینے یا نہ دینے میں حضرت عمرؓ سے مختلف
روایات آئی ہیں۔ ابو داؤد میں ہے:-

عن عبد الرحمن بن ابی
لیلی عن علی ان ابا بکر وعمر قسما
سہما للذوی القربی۔
علی خمس سے مروی ہے، ابو بکرؓ اور
عمرؓ ذوی القریٰ کا حصہ نکالتے
تھے۔

نیز ابو داؤد میں ہے:-

عن جہد بن مطعم ان عمر
کان یعطی ذکا القری من خمسہ۔
جہد بن مطعم کہتا ہے، عمرؓ ذوی
القریٰ کو خمس سے حصہ دیتے تھے۔

حافظ عبد العظیم المنذری فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے، امام شافعیؒ اور
امام مالکؒ کے نزدیک بھی حاکم رہی ہے، اگر غنیمت میں سے خمس پانچ سہام
پر تقسیم ہوگا۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تھا، خمس میں سے رسول

ﷺ باب فی من ماعی خمس دہم ذوی القری ص ۳۳۰۔

ایک ایک فرد تک پہنچانا ضروری نہ ہے۔ بلکہ محال ہے، حضرت عمرؓ نے ذوالقرنی کے جمیع افراد سے حصہ نہیں روکا تھا، بلکہ غیر مستحق افراد سے منع کیا تھا۔
جسیر بن مطعم وغیرہ کی روایات کا عمل بھی یہی ہے، تاکہ دونوں طرح کی روایات میں تطبیق کی صورت پیدا ہو سکے، اس سے کسی طرح بھی حضرت عمرؓ پر طعن ثابت نہیں ہوتا ہے۔

امایہ میں ایک جماعت کا مسلک بھی حضرت عمرؓ اور ابو حنیفہؒ کے مذہب و مسلک کے مطابق ہے، اس جماعت کا استدلال اپنے ائمہ سے روایات سے ہے۔
نیز امیر المؤمنینؓ نے بھی خمس خفیت کی تقسیم میں حضرت عمرؓ کی مخالفت نہیں فرمائی، جب کہ کئی دیگر مسائل میں اپنی رائے پر چلے، اور حضرت عمرؓ کی مخالفت کی۔
طحاوی اور دارقطنی محمد بن اسحق سے روایت کرتے ہیں۔

انہ قال سألت ابا جعفر	محمد بن اسحاق نے محمد بن علی بن
محمد بن علی بن الحسين	حسین سے دریافت کیا، کہ علیؓ
ان علی بن ابی طالب لما دلی	جب لوگوں کے امور کے متعلق ہوئے
اموال الناس کیف صنع فی مہم ذوی	ذوی القربی کے حصہ میں کیا کیا فرمایا
القربی قال سلك به والله	وہ بھی عمرؓ کے مسلک کے مطابق
سلك ابی بکر و عمر۔	عمل کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ پر شیعیہ کا سا تو اس طعن مغیرہ پر حد زنا قائم نہ کی اور گواہ کو خود ملقین کی۔

جواب ایہ جھوٹ اور افترا کا پلندہ ہے، صحیح بات وہ ہے، جو طبری۔ امام بخاری، ابن جوزی، شمس الدین بسطامین جوزی نے اپنی اپنی کتب تواریخ میں درج کی ہے۔ کہ

مغیرہ بصرہ کے امیر تھے، وہاں کچھ لوگوں نے ام جمیل کے۔ تھے اس پر زنا

لے، بلکہ شمس جوزی نے یہ کہہ کر گواہی دی ہے کہ میں نے اس کا یہ ذکر نہ کیا۔

کا دعویٰ کر دیا اور حضرت عمرؓ کے پاس کچھ بیجا، عمرؓ نے مغیرہ اور گواہوں کو طلب فرمایا، گواہی میں ایک گواہ نے کہا میں نے مغیرہ کو عورت کی دورانوں کے درمیان دیکھا ہے، عمرؓ نے کہا یہ گواہی خیر معتبر ہے، کیا تو یہ گواہی دے گا، کلاس نے عورت کے ساتھ دخول کیا، جس طرح سراوان میں میل ہوتا ہے، گواہ نے کہا ہاں میں نے ایسے ہی دیکھا ہے، دوسرے گواہ نے کہا میں پہلے کی طرح گواہی دیتا ہوں، عمرؓ نے فرمایا نہیں۔ یہ گواہی دے کہ اس نے دخول کیا، جس طرح کھلمہ میں میل ہو، گواہ نے کہا ہاں، تیسرے نے بھی پہلے دو گواہوں کی طرح گواہی دی، چوتھے گواہ کو طلب فرمایا، وہ موجود نہ تھا، جب آیا، اس نے جماع کے لئے بیٹھنے، اور دیگر دواعی جماع کی شہادت دی، عمرؓ نے پوچھا کیا تو نے ایسے دیکھا جیسے کھلمہ میں میل ہو، اس نے کہا نہیں۔

حضرت عمرؓ نے گواہوں کو اتنی اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا، حد زنا لگانے سے حضرت عمرؓ کا رک جانا بالکل صحیح تھا، کیونکہ نصاب شہادت پورا نہیں ہوا، تھا، گواہوں کو تکفین کرنا۔ یہ حضرت عمرؓ پر بہتان محض ہے، محمد بن بابویہ قتی فقہ میں روایت کرتا ہے، کہ ایک شخص امیر المؤمنین علیؓ کے پیش ہوا، جس نے پجوری کا اقرار کیا، جس سے اس پر بائعہ کا قطع لازم آتا تھا، مگر امیر المؤمنین نے بائعہ قطع نہ فرمایا۔

فقیر کے خیال میں امیر المؤمنین کو بھی کوئی شبہ پیدا ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے حد زنا لگائی، ان الحدود و التدریج بالشبهات۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے دین میں اضافہ کیا، تراویح کو باجماعت کا آٹھ ال طعن | قائم کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ خود اس کے بدعت ہونے کا ترف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کل بدعت من بعدی ضلالۃ
ہر بدعت گمراہی ہے

طہ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ ابی بنی علیہ السلام۔

جواب نماز تراویح بدعتِ خبیثہ ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا۔

فرمیں علیکم صیامہ و سن لکم قیامہ۔
روزہ تم پر فرض کیا گیا، اور رات کا قیام تمہارے لئے مستنون ہوا۔

آپ نے تین رات تراویح (قیام رمضان) باجماعت ادا فرمائی۔ دیکھئے سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، مسند احمد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، بروایت ابو ذر۔ باجماعت قیام رمضان بعد ازاں آپ نے ترک کر دیا، اور اس کی مسندت بیان کی۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔

عن عائشة أنه صلى الله عليه وسلم صلى في المسجد وصلى بصلوته ناس ثم صلى من القابلة فكثرت الناس ثم اجتمعوا في الثالثة قلعه فخرج اليهم فلما أصبح قال قداميت الذي صنعتكم فلم يمنعني من الخروج اليكم الا اني خشيت ان يفاضن عليكم وذللك في رمضان۔

عائشہ فرماتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، آپ کے ساتھ لوگوں نے نماز پڑھی، اگلی رات بھی نماز پڑھی، لوگ بہت جمع ہو گئے، پھر میری رات آپ ان کی طرف نہ نکلے، صبح کے وقت آپ نے فرمایا تم نے جو کیا میں نے دیکھا میں اس لئے نہیں نکلا کر تجھے تمہارے اوپر اس کے فرض ہونے کا خطرہ تھا، اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک مواظبت باجماعت کی وجہ بیان کرنا

۱۔ شعب الایمان ص ۱۱۰ و ۱۱۱ ج ۱ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ کتاب الصوم۔
۲۔ سنن ابی داؤد ص ۱۱۰ ج ۱ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ کتاب الصوم۔
۳۔ سنن ابی داؤد ص ۱۱۰ ج ۱ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ کتاب الصوم۔
۴۔ سنن ابی داؤد ص ۱۱۰ ج ۱ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ کتاب الصوم۔
۵۔ سنن ابی داؤد ص ۱۱۰ ج ۱ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ کتاب الصوم۔

درحقیقت یہ اطلاع دینا ہے، اگر اس علت کے ذرائع ہونے کے بعد پھر سوانحیت سنون ہوگی۔
حضرت عمرؓ کے قول نصبت الہدۃ حدۃ میں بدعت سے مراد فتویٰ ہے، شرعی
بدعت نہیں، شرعی بدعت اس چیز کو کہتے ہیں، جس کی اصل کتاب اللہ، سنت رسول
اللہ، سنت خلفاء راشدین اور اجماع امت میں نہ پائی جائے، سنت خلفاء بھی سنت
میں داخل ہے، نہ کہ بدعت میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من یعش منکم بعدی	جو تم میں سے میرے بعد زندہ
فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم	رہا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، تم
بسنن و سنت الخلفاء الراشدين	میری سنت اور خلفاء راشدین کی
المہدیہ میں عضو علیہا بالانواجہ	سنت کو لازم کرنا، اور اس کی
وایاکم ومحدثات الامور	پوری پابندی کرنا نئی باتوں سے
فان کل بدعة ضلالة۔ اخرجه	خود کو بچاؤ، کہ بدعت گمراہی ہے
الترمذی وابن ماجہ عن	ترمذی، ابن ماجہ، بروایت عربانی
العرباض بن ساریۃ۔	بن ساریہ۔

قابل انکس وہ جماعت ہے، جو دین میں ایبادات کر کے اللہ کلام کی طرف
منسوب کرتی ہے، جیسا کہ تمیل فرج، نماز غدیر، حضرت عمرؓ کی وفات کے روز
نماز گزارنا، بعض اولاد کو بعض ترک نہ دینا۔ مثلاً کہتے ہیں کہ دختر کو زرعی زمین نہ دی
جائے۔ جیسا کہ کلینی نے لکھا ہے، یہ سب باتیں دین میں اختراعی ہیں اور بے بنیاد۔
صحابہ کرامؓ پر جنہوں نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجراء فرمایا طعن
کرتے ہیں، اور ادھر اصرار کا دعویٰ ہے کہ شریعت سازی اللہ کے سپرد تھی، درحقیقت

مذہب سلف جہاد میں سنت خلفاء راشدین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل بھی موجود ہے کہ آپ نے
نماز روزہ، عت کے ساتھ نماز پڑھائی اور حج کا عت سے حج نہیں کیا، اگر تم آئندہ عت نہ کرنا، بلکہ فرض
ہونے کا غرض ظاہر کیا، جس کے ختم ہونے کے بعد پھر حج عت کا مستحق ہوا ثابت ہوا، جیسا کہ صحابہ کرامؓ
نے درج کر رکھے، تم کے گھٹتے۔ بخاری۔

۱۰۰ باب الاخذ بالسنة العرب العجم۔ ابن ماجہ ص ۵ باب اتباع الخلفاء
الراشدين۔

ان کے اس قسم کے باطل نظریات سے ختم نبوت کا انکار لازم ہے۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے حدنہا میں موشاخ مارنے کا حکم دیا حالانکہ
کانا نواں طعن | حدیث میں سدرے مارنے کا حکم ہے۔

جواب | یہ جھوٹ اور افتراء ہے، حضرت عمرؓ سے کوئی ایسا واقعہ ثابت نہیں،
بالعرض اگر صحیح ہو تو جسے حد ماری وہ صحت مند تھا اسے صحیح اور مضبوط شاخ سے
مارا یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

عن انس بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ضرب فی الخمر بالجمل
والنعال وحبل ابو بکر
اربعة سماوات البخاری
انسؓ سے مروی ہے، نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے شراب کی سزائیں
کھجور کی چھڑی سے اور جوتے مارے
اور ابو بکرؓ نے چالیس مارے،
(بخاری و مسلم) و مسلح۔

اس حدیث کے مطابق حد شاخ درود کے بھاٹے ماریں، کیونکہ وہ محدود
خیمہ محض تھا۔ ہو سکتا ہے، وہ شخص ناقص الاعضا اور بیمار ہو، اور حد شاخ سے
مراد کھجور کے خوشے کے شترخ ہوں، تو یہ بھی سنت رسول سے ماخوذ ہے۔

عن سعد بن عبادۃ بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان سعد بن عبادۃ اقی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم رجل
کان فی الخمر مخدج سقیم
فوجد علی امتۃ من امارہم
جذبت بما فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم خذ ولہ عسکالا
فیہ ماء شمر اخر فاضہ بوجہ
سعد بن عبادۃ بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و مسلم کے پاس ایک شخص کمزور
تھقلت اور بیمار کو لائے کہ یہ ایک
لوٹڈی کے ساتھ بد فعلی کرتے
ہوئے پایا گیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ایک خوشہ لے لو جس
میں ایک سو شترخ ہوں، اور وہ
اسے ایک مار دو۔

لے صحیح البخاری، مسئلہ ۱۰۱۰۱، العربیہ، جلد ۱۰، کتاب الحدود، ص ۱۰۱، باب ۱۰، کتاب الحدود۔

فمن بلغها النہی انتہی عنہا
ومن لم يبلغ النہی کان یقول
یا یا حتمہا فعملہ ذلک عمر
ایام خلافتہ نہی عنہا و
بالغہ فی النہی ۔

پہلے اس کا اس وقتا جنہیں مانتا تھا
پتہ چل گیا، وہ رک گئے، اور جنہیں
پتہ نہ چلا، وہ اس کی اباحت کے
قائل رہے، عمرؓ کو پتہ چلا تو اپنے
دور خلافت میں شدت سے روکا
اور نہی میں مبالغہ فرمایا ۔

مسلم شریفؒ میں ہے :- عن سلمۃ
بن الأكوع انه قال رخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم المتعة یوم اوطاس
ثلاثا ثم نہی عنہا اثنی واثما
رخص المخطوط من اهل العک
لا المسلمین کافۃ کما رخص
زبیرا لبس الحریر لدم تولد
النقل ثم نہی ہم غیا مؤبدا

سلم بن اکوعؓ فرماتا ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس
کے دن تین روز کے لئے متعہ کی
اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا
رضعت بھی مجبور اور مضطر لوگوں کو
دی تھی، امام مسلمانوں کو نہیں، جس
طرح کہ ایک ضرورت کے تحت کورہ شہم
پہننے کی رضعت دی، بعد میں ان
کو ہمیشہ کے لئے متعہ سے منع
فرما دیا۔

نیز مسلمؒ میں ہے :-

انه صلی اللہ علیہ وسلم
قال قد کنت اذ مت لکم
فی الاستمتاع من النساء و

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے تمہیں عورتوں کے متعہ
کی اجازت دی تھی، اب قیامت تک

لعج ما صوفی ۲۵۵ -
لعج کا قال ابن ابی مرثدہ رحمہ اللہ مسلم مجبور اور مضطر
تعمہ ما صوفی ۲۵۵ بحدیث یرواہ ابی بنی اسید کمال التعمہ ۶۱ -

احرم ذلك الى يوم القيامة
فمن كان عندا منهن شيئا
فليخل سبيلها ولا تاخذوا
مما اتيتوهن شيئا۔
کے لئے حرام قرار دیتا ہوں، جس کے
پاس ایسی کوئی عورت ہو، اس کو
چھوڑ دے، اور جو دے چکے ہو اس
میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

حضرت ابن عباسؓ نے بھی اضطرابی اور مجبوری کی حالت میں جواز متعہ کا فتویٰ
دیا تھا۔ جیسا کہ امام شافعیؒ یہ طریق خطابی، سید بن جبیرؒ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے
حضرت ابن عباسؓ سے کہا لوگ آپ سے یہ فتویٰ نقل کر رہے ہیں کہ متعہ جائز ہے،
تو انہوں نے فرمایا۔

سبحان الله ما هذا
افتيت واغاهي كالميتة
والدم ولحم الحنظل ولا يجل
الا للمضطر۔
خدا کی تعزیر میں نے یہ فتویٰ
نہیں دیا۔ یہ تو مرد اور خون اور
خنزیر کے گوشت کی طرح ہے مضطر
کے لئے البتہ حلال ہے۔

مگر بعد ازاں حضرت ابن عباسؓ نے اس فتویٰ سے بھی رجوع فرمایا تھا، اور
مطلقاً حرمت متعہ کا فتویٰ دیا، جیسا کہ مجہور کا فتویٰ ہے۔

سوال حضرت علیؓ نے جنگ خیبر کے موقع پر جو کہ شہر میں واقع ہوئی متعہ
روایت کی ہے، جنگ ادطاس شہر میں متعہ ہوا۔ لہذا متعہ ناجز حرمت ہوا۔

جواب اس اشکال کے جواب میں (۱) متعہ کی حرمت درحقیقت غزوہ ادطاس کے موقع پر
صادر ہوئی، غزوہ خیبر کے موقع پر تحریم متعہ کو فراموش کر کے بعض لوگوں کو یہ گمان اس وجہ سے ہوا کہ حضرت علیؓ
نے تحریم متعہ کو تحریم مطلق نہ کر لیا، یہ حدیث میں کیا ہے، بلکہ علیؓ کی تحریم کا موقع غزوہ خیبر بتلایا، اس
سے لوگوں کو وہ گمان گھبرا گیا کہ وہ تو تحریم ایک ہی موقع پر ہوئی، یہ وہم ہے دلیل ہے
اصل میں ابن عباسؓ نے تحریم متعہ اور تحریم حمر اعلیٰ میں اختلاف کیا، تو ان کو الزام

لے کتاب الامتداد ج ۱ صفحہ ۱۹۳۔

لے دیکھئے جامع ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۱ باب نکاح النکاح۔

ان تتبعوا باموالکم حصین غیر مافحین
تمہارے لئے حلال ہیں یہ کہ اپنے اموال کے
ساتھ حاصل کرو، گھر بسانے کے لئے نہ
کہ شہوت رانی کے لئے۔ (النساء ۲۴)

علاوہ فریقین میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔
حلت متعہ کیلئے | رد اقص متعہ کی حلت ثابت کرنے کے لئے یہ آیت
شیعہ کی دلیل پیش کیا کرتے ہیں۔

فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن
ان میں سے جس سے فائدہ حاصل
کرو، ان کو لازماً ان کی مزدوری
فما رضت۔ (النساء ۲۴) دو۔

کہتے ہیں اس آیت میں متعہ مراد ہے، نہ کہ نکاح۔

اولاً۔ اس لئے کہ نکاح میں محض عقد سے نصف مہر لازم ہو جاتی ہے، اور
دخول کے بعد پوری مہر دینا پڑتی ہے، اس آیت میں کوئی ایسا عقد مراد ہے، جس
میں دخول کے بغیر کچھ بھی واجب نہیں ہوتا اور ایسا عقد متعہ ہی ہے۔

ثانیاً۔ اس لئے کہ متعہ درحقیقت عقد مؤقت کا نام ہے، جس میں ولی اور گروہوں
کا ہونا شرط نہیں ہے، لہذا آیت میں یہی معنی مراد ہے، اگر کوئی اور معنی مراد لیا جائے
تو وہ مجازی معنی ہوگا، حقیقی معنی کے ہوتے مجاز نہیں ہو سکتا۔

ثالثاً۔ ابن مسعود کی قرأت میں الفاظ یوں ہیں۔

فما استمتعتم به منهن ان میں سے جس عورت سے مقرب
الی اجل مسمی۔ میعاد تک فائدہ حاصل کرو۔

ابن عباس اور ابی بن کعب بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔ یہ قرینہ ہے کہ آیت
میں متعہ ہی مراد ہے۔

جواب | پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں یہ بات تو موجود ہے، کہ
دخول سے مہر لازم ہو جاتی ہے، اگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بے دخول واجب نہیں

ہوتی، اس سے آیت میں سکوت ہے، ایک دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے، قول سے پہلے نصف مہر واجب ہے، ارشاد حق تعالیٰ ہے:-

وان طلقوهن من قبل
ان تمسوهن وقد فرضتم
لهن فرائضه فنصف ما
فرضتم۔ الآية

اور اگر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے
طلاق دے، اور ان کے لئے مہر مقرر کر چکے
ہوں تو جو مقرر کر چکے ہو، اس کا نصف
ان کو دے دو۔ (البقرة ۲۳۷)

نیز حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے، کہ بغیر قول بھی نصف مہر دینا واجب ہے۔

دوسری وجہ کا جواب یہ ہے، کہ آیت میں مروجہ شیعہ متعہ مراد لینا اس کا حقیقی معنی ہونا غیر مسلم ہے، متعہ ہی اگر مراد ہو تو مہر محض عقد متعہ سے لازم ہو جاتا پہلے تھی، حالانکہ اس کا کوئی بھی تامل نہیں، قرأت میں متعہ سے مراد معروف متعہ نہیں ہے، بلکہ اس سے عقد نکاح صحیح میں وطی کرنا مراد ہے، جس کا قرینہ لفظ منہن ہے، جو کہ شادی شدہ عورتوں کی طرف راہج ہے، (دعائیوں ہو گا جب ان منکوحہ عورتوں سے تم قائدہ حاصل کرو تو ان کی مہر یہ مکمل لے کر دو۔)

نیز آیت سابق میں لفظ طعنات بھی اس کا قرینہ ہے، کیونکہ متعہ موجب تخصیص نہ ہے،

تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام سے یہ قرأت ثابت نہیں ہے۔ اگر فرض تسلیم کر لی جائے، تو یہ متروک ہے، جامع ترمذی میں ہے:-

عن ابن عباس قال انما
المتعة في اول الاسلام
كان الرجل يقدم الليلة
ليس له بها مصارفة فتزوج

ابن عباس فرماتے ہیں، ابتداء
اسلام میں متعہ تھا، ایک نادر وقت
مرد آٹا کسی عورت سے وہ شادی
کر لیتا، اتنا دن کے لئے جتنا وہاں

طہ باب ہادئ المتعہ ص ۱۰۰

المراة یحکم ما یری احدا مقیم فحفظ له متاعه و تصلح له شیء حتی نزلت الایة الاعلیٰ انما واجه احد ما ملک یمانهما قال ابن عباس کل فہاجہ سواہما فہو حرام۔

رہتا ہوتا وہ اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے حال کی درستگی کرتی۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ الاعلیٰ انما واجه او ما ملک یمانهما (المعارف ۱۲۹) ابن عباس رضی فرماتے ہیں ان مسئلے دو طرح کی عورتوں کے علاوہ سب عورتیں حرام ہیں۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ کا گیارہ سوال طعن | عمرؓ نے متعرج سے منع کیا، حالانکہ متعرج قرآن پاک میں ہے۔

فمن قنع بالعمرة الی الحج فمما استیس من الهدی الایة (البیضاء ۱۶۶)

جو حج کے ساتھ عمرہ سے فائدہ حاصل کرتا ہے، تو جو قرآن پائی آسان لگے دے۔

جواب | حضرت عمرؓ کے متعرج سے منع کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے منع کر دیا تھا، یہ تو قرآن پاک۔ حدیث، اور اجماع سے ثابت ہے۔

حضرت عمرؓ نے اس بات سے منع کیا تھا کہ کوئی شخص جو حج کا احرام باندھ چکا ہے اور احرام توڑ کر عمرہ کرے اور پھر حج کا احرام باندھے، ایسا کوئی نہ کرے، حضرت عمرؓ کا یہ حکم منشاء قرآن کے موافق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واقموا الحج والعمرة للہ (البقرہ ۱۹۶) اللہ کے لئے حج اور عمرہ کا

ملہ حضرت عمرؓ کے حج سے منع کا نام نفاق ہے تو میری یہ کہ عمرہ کے نہ کر کے فورا داخل تھاں چاہتے تھے، اور میری کہجی اخصیت چاہتے ہیں، ان کا کہنا عمرہ کا نہ کر کے حج کی قربان چھوڑ دینا، یہی شرع اللہ تعالیٰ مسلم ہے۔

اتمام کرو۔

اتمام حج کا تقاضا یہ ہے کہ حج مکمل کیا جائے، حجۃ الوداع کے موقع پر البتہ صحابہ کرامؓ نے حج فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھا تھا، یہ اسی سال کے لئے جائز قرار دیا تھا، کیونکہ اہل جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے، صحابہ کرامؓ مکہ میں آئے وہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام حج فسخ کرنے کا حکم صادر فرمایا صحیح مسلم میں ہے۔

عن ابی ذر اذ ما قال کانت
المتعة بالحج لا صحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم خاصة
سنة ثانی میں ہے۔

ابن زبیر فرماتے ہیں متعہ حج
صرف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے تھا۔

عن حادث بن بلال قال
قلت یا رسول اللہ فسخ الحج
لنا خاصة امر للناس عامة
فقال بل لنا خاصة

حادث بن بلال کہتا ہے میں
نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حج فسخ کرنا صرف ہمارے لئے ہی
ہے، یا عام لوگوں کے لئے بھی فرمایا
صرف ہمارے لئے ہی ہے۔

دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا، حضرت عمرؓ کا متعہ نکاح اور متعہ حج سے
منع کرنا شریعت کے عین مطابق ہے، اتباع ہوا کی بنا پر انہوں نے ایسا حکم نہیں
دیا تھا، انھوہ بالشر۔

سوال حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔
متعتان کانتا علی عهدا
دو طرح کے متعہ رسول اللہ

۱۔ اب جواز التمتع و احرام
۲۔ اجماع شیخ ابی یوسف و ابی حنبلہ و ابی شیبہ و ابی ثور
۳۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زنا نہ کرتے اور
وسلحہ دانا انہی عنہما۔
میں ان سے منع کرتا ہوں۔

اس کا کیا مطلب ہے۔

جواب یہاں عبارت کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے بلکہ مجاز ہے، ان کا مقصد ہے، انا
اظہار تحریم میں ان کی تحریم واضح کر رہا ہوں، جیسا کہ عبارت ذیل میں کہا جاتا ہے۔
نہی المشافعی عن شرب
ام شافعی مرنے پر مسکر کے پینے
کل مسکر قلیلا کان اکثر۔
سے منع کیا ہے، قلیل ہو یا کثیر۔

حضرت عمرؓ کا ان دونوں متفرق حوست نکال کر دیکھنا، اس قبیل سے نہیں، جیسا کہ
امیر اپنے ائمہ پر تمہید لگا کر ان سے تحلیل کو مباح قرار دیتے ہیں، کیونکہ حاکمہ نہ زوجہ
ہے، اور نہ ملک، یہیں ایسی تحلیل ثابت کرنے سے حکم خداوندی کا نسخ لازم آتا ہے، اور
اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال بنانا (افادنا اللہ)

تیسری فصل حضرت عثمانؓ پر شیعہ مطاعن کی تردید میں

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمانؓ پر پندہ طعن کرتے
ہیں، جن کے جوابات پیش ہیں، ونقصنا اللہ لایجب ویضاه۔

حضرت عثمانؓ پر
شیعہ کا پہلا طعن
عثمانؓ نے ایسے استغناس کو دانی اور حاکم مقرر کیا، جن سے
خیانت سرزد ہوئی۔

جواب حضرت عثمانؓ نے علم غیب نہیں رکھتے تھے، جس شخص کو جس کام کے لائق
سمجھا اس کے ذمہ حکومت کے کام سپرد کئے، اگر ان میں سے کسی فرد سے کوئی خیانت
ظاہر ہو گئی، اسے معزول کر دیا، والمرأأنا یصدق عند العامة۔

لے حضرت عثمانؓ کے بارے میں علیؓ فرماتے ہیں، کان عثمان اولنا بالوحدۃ کان من الذین
امنوا ثم اقصوا وحسنوا واللہ بحسب الحکماء لا استغاب حجۃ بنی عثمان ہم سب سے زیادہ
صلہ رکھ کر بنائے تھے، ہمارا خداوندی میں وہ اتنی دیر رہے کہ ان میں سے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں سے رحمت کرے۔

حضرت علیؓ بھی اپنے حسن ظن سے لوگوں کو ولایت و حکومت پر فائز فرمایا کرتے تھے، اور جنہا ایک سے جن میں ان کے بعض پچھرے بھی تھے خیانت ظاہر ہوئی، ان کو معزول کر دیا، جیسا کہ حضرت علیؓ کا ایک مکتوب گرامی اس پر دل ہے۔

اما بعد فانى اشركتک فى
امانتى وجعلتک شعارى و
بطاننى ولهم يكن فى اهل رجل
او ثقتى منك فى نفسى لمواسا قى
وموازماتى واداء الامانة
الى قلما رايت الزمان على ابن
عمك قد كلب والعدو قد
حرب وامانة الناس تمخزيت
وهذه الامة قد فطمت
وشغرت قلبت لا بن عمك
ظهور المحين ففارقته مع الفارقين
وخاذلت مع الخاذلين و
خنت مع الخائنين فلا
ابن عمك ما سیت ولا
الامانة اديت -

اما بعد میں نے تمہیں اپنی امانت
میں شریک کیا، اور اپنا راز دان بنایا،
میرے خان دان میں میرے نزدیک
تجہ سے زیادہ با اعتماد آدمی نہ تھا،
جو میری مواساۃ کرتا، اور ادا امانت
میں میرا ساتھ دے، مگر جب تو نے
دیکھا کہ زمانہ تیرے ابن عم (علیؓ) رضی اللہ عنہ
کے خلاف ہے، اور دشمن آماج جنگ
ہے، اور لوگوں کی امانت فساد میں ہے،
اور یہ امت غیر قاطع ہو گئی ہے، جس
کے مماثلہ نہیں تو بھی اپنے ابن عم
کے لئے بدل گیا، اور جہلہ ہونیوالوں
کے ساتھ جہلہ ہو گیا، اور بد عہدی
کی، اور خیانت کرنے والوں کے
ساتھ خیانت کی، نہ تو تو نے ابن عم
کی مواسات اور بہرہ روى کی، اور
وہی امانت کو ادا کیا۔

عدہ شکایات ہماری رکھتے ہوئے، آگے فرماتے ہیں۔
طعام و شراب سے تو کیسے
کیف تشبع طعاما و شرابا
طعام و شراب سے تشبع کیسے۔

اپنا پیٹ بھر رہا ہے، مال نکرتو جانتا
 ہے، کہ تو حرام کھا، اور پی رہا ہے،
 تو لونڈیاں بیچتا ہے، اور عورتوں
 سے نکاح کرتا ہے۔ یتیموں اور
 مساکین کے مال سے اہل ایمان
 داروں، اور مجاہدین کے مال سے
 جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ اموال فنی میں
 عطا کئے ہیں،

وانك تعلم انت تاكل
 حراماً و تشرب حراماً
 و تباع الاماء و تنكح النساء
 من اموال اليتامى و المسكين
 و المؤمنین و المجاهدين
 الذين افاض الله عليهم
 هذه الاموال۔

اس خط کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

میں تجھے اپنی تلوار سے اٹھا
 دوں گا، جس کو بھی وہ تلوار مارتا ہو،
 وہ جہنم رسید ہو جاتا ہے۔

لا ضربتك بسيفي الذي
 ماضى بت احدا الا دخل
 النار۔

حضرت علیؑ کے مقرر کردہ ایسے اشتہا میں مذبذب جاوود عبدی بھی تھا اسے
 حضرت علیؑ نے کئی جگہ مائل مقرر کیا۔ اس کی خیانت معلوم ہونے پر آپؑ نے کھانا۔

تیرے آپ کی نیکی نے تیرے
 بارہ میں مجھے دھوکے میں رکھا میں نے
 سمجھا تو بھی اس کی سیرت پر چلے گا اور
 اس کی راہ پر گامزن ہوگا، تیرے متعلق
 میرے پاس جو معلومات پہنچ رہی ہیں
 تو اپنی خواہش کی انبیاد کر رہا ہے،
 اور آخرت کے لئے کوئی حصہ باقی نہیں
 چھوڑے گا، آخرت بر باد کر کے دنیا آباد

اما بعد فضلاح ابيك
 غرني منك و ظننت انك
 تتبع هدايه و تسلك سبيله
 فاذا انت فيما راقى الى منك
 لا تدع لهواك الفقاها
 ولا تبقى لآخرتك عتادا
 فقهر دنياك بخواب
 آخرتك و فصل عشيرتك

علیؑ نے ابودرداءؓ کو اس خط پر لکھا۔

بقطیعة دینک فمن
کان بصفتک فلیس
بأهل ان یسر به
الشعراد ینفذ به
امراء و یعلی له قدر
او یشرک فی امانته
ادیو من علی خیانت
فاقبل الی حین یصل
الیک کتابی هذا
ان شاء اللہ۔

کر رہا ہے، دین ختم کر کے اپنی رشتہ
داری بنارہا ہے، جو شخص تیری سی
صفات کا حامل ہو، وہ اس قابل نہیں کہ
سرحدوں کی حفاظت کر سکے، اور کوئی
حکم نافذ کر سکے، اور نہ اس قابل کہ
اس کا قتلہ بلند کیا جائے، یا اسے کسی
امانت میں شریک کیا جائے، یا اسے
کسی امانت میں شریک کیا جائے،
یا کسی خیانت پر امین سمجھا جائے، جب
میرا خط تیرے پاس پہنچے، فوراً میرے
پاس آؤ۔

مذکورہ بالا دونوں خطوط حضرت علیؑ کے مشہور مکتوبات سے ہیں، جنہیں نبیؐ نے
نبیؐ البلاغۃ میں ذکر کیا ہے، امامیہ کا عقیدہ ہے، حضرت علیؑ ائمہ تمام اسماکان
و مایکون کے علوم سب کچھ جانتے ہیں، محمد بن یعقوب کلینی نے اس معنی میں
کافی روایات اپنے ائمہ کی نقل کی ہیں، امامیہ کے اس فاسد عقیدہ کی رد سے
حضرت علیؑ پر یہ وزنی اعتراض لازم آتا ہے، اگر جان بوجھ کر آپؑ نے اس قسم
کے لوگ کیوں مقرر فرمائے، اہل سنت کے نقطہ نظر سے کوئی اعتراض نہیں آتا،
کیونکہ اہل سنت کسی شخص کے لئے علم غیب کے قائل نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر و ما صنی السوء۔
میں نے علیؑ ہفتے فارسی کا انگریز یاد کر مقرر کیا تھا، جس کی والدہ کا نام سمیہ تھا، اس کا
اگر میں غیب جانتا بہت اچھا

۱۔ اصل کافی ص ۱۲۱ باب الائمہ علیہم السلام و ما یقولون۔

۲۔ نبیؐ البلاغۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۳

جانبی دود میں ابوسفیان کے ساتھ ناجائز تعلقی تھا، اس وقت یہ عبید بن ہارث کی بیوی تھی، انہیں ایام میں زیاد پیدا ہوا۔ بڑا ہر کلاس نے فصاحت و بلاغت اور یرمکی میں نام حاصل کیا، ایک دن عمرو بن حاص نے کہا یہ نوجوان قریش سے ہوتا تو عرب کو لاسطی سے چلاتا، ابوسفیان نے کہا میں اس کی وضع جو اس کی ماں کے شکم میں تھی کو جانتا ہوں، علی بن ابی طالب نے پوچھا کیسے؟ ابوسفیان نے کہا میرے لطف سے ہے زیاد اپنے نانا زادہ ہونے پر فخر کرتا تھا، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے کسی مصلحت کی بنا پر اس زیاد کو امیر فارس بنایا، اور اس کے نسق و مخور پر نظر نہ کی، اس علاقہ میں اس کے ہاتھ سے نظم و نسق درست ہو گیا، حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے زیاد کی طرف لکھا تاکہ اسے اپنی طرف کھینچے۔

علی بن ابی طالب نے زیاد کو لکھا مجھے پتہ چلا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی طرف کھینچنے کیلئے خط لکھ رہا ہے، اس سے بچ کر رہ یہ ہر طرف سے حملہ آور ہوگا، تیری نسبت ابوسفیان سے ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی تو اس کی وراثت کا مستحق ہے، علی بن ابی طالب وفات تک زیاد ان کے ساتھ رہا۔ علی بن ابی طالب کی شہادت اور حسن بن ابی طالب کی مصالحت کے بعد وہ معاویہ بن ابی سفیان کے پاس چلا گیا۔

۳۳؎ میں زیاد کی نسبت ابوسفیان کی طرف کر دی گئی معاویہ بن ابی سفیان نے جب اسے عراق کا والی بنایا، وہ اولاد علی کا بدترین مخالفت بن چکا تھا، سعید بن مسروق ایک شخص کو زیاد نے دھمکا یا، سعید مدینہ میں حسین بن علی بن ابی طالب کے پاس آیا، اور زیاد کی شکایت کی، زیاد نے اس کا گھر منہدم کر دیا، اس کا مال لوٹ لیا، اور اس کے اہل و عیال کو بڑھ لیا، حسین بن ابی طالب نے لکھا زیاد تم مسلمانوں کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو، اس کا گھر بنو ادو اس کا مال واپس کرو، جواب میں زیاد نے حسین بن ابی طالب کو سخت و سست کہا، اور بے ادبی کے کلمات بکھے۔

حسین بن ابی طالب نے معاویہ بن ابی سفیان کو حالات کی اطلاع دی، معاویہ بن ابی سفیان نے زیاد کو تنبیہ کی، کہ اگر تم نے

سمید پر ظلم کیوں کیا، اور حسینؑ کے ساتھ بے ادبی سے کیوں پیش آیا۔ اسے حکم دیا کہ سعید کا گھر بھاڑو۔ اور اس کا مال واپس کرو۔

زیاد نے عراق میں بہت خون ریزی کی، ایک رات میں پندرہ سو آدمی بے گناہ قتل کرا دیئے۔ امیر المؤمنین علیؑ اگر زیاد کی خباثت نفس اور اس کے کاموں کے انجام سے واقف ہوتے اسے کیوں امیر نامس مقرر کرتے۔

حضرت عثمان غنیؓ | حکم بن ابوعاص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ بدر شیعہ کا دوسرا طعن | کر دیا تھا، ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اسے مدینہ میں واپس نہ آنے دیا، عثمانؓ جب غلیفہ ہوا اسے مدینہ میں جگہ دے دی،

جواب | اس بارہ میں خود حضرت عثمانؓ سے لوگوں نے استفسار کیا تھا، آپ نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں میں نے حکم کے داخلہ کی اجازت حاصل کر لی تھی، جبکہ حکم جس جرم کی بنا پر نکالا گیا تھا، اس سے توبہ کر چکا تھا، چونکہ عثمانؓ اس اجازت حاصل کرنے میں تنہا تھے، کوئی دوسرا شاہدان کے پاس نہ تھا، حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے ایک شخص کی گواہی پر حکم کو داخلہ کی اجازت نہ دی، اس لئے اسے مدینہ میں نہ آنے دیا۔ حضرت عثمانؓ چونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے داخلہ کی اجازت سن چکے تھے، اس لئے اس پر عمل کیا، اور اسے مدینہ میں جگہ دی، اس لئے عثمانؓ پر کوئی طعن نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت عثمان غنیؓ | عثمانؓ نے اپنی رشتہ داروں کو مالہائے عظیم عطیہ شیعہ کا میسر اطعن | کئے جس کا انہیں حق حاصل نہ تھا۔

جواب | جو دوسرا اور صلہ رحمی ایک مدوح صفت ہے، طعن اس صورت میں ہوتا

۱۔ اصحابہؓ فی تمیز صحابہؓ صحیح ۳۳۲ میں ہے، ۲۔ قتال میں عثمانؓ نے اعتذار لیا ان ۳۔ عبادہ ابی المذنبہ بیانہ کا کہ استاذہن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ قتل کیا کہتے تھے، ۴۔ فوفی جہہ یعنی حضرت عثمانؓ نے حدیث کی پیروی کی تھی کہیں غاس کے واپس نہ گئے، ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سفارش کی تھی، آپ نے اس کے واپس جانے کا وعدہ کر لیا تھا۔

کہ حضرت عثمان غنیؓ خیر سخاوت اور صلہ رحمی بیت المال سے کرتے حالانکہ صورت حال ایسے نہیں، بلکہ حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی دولت مند تھے جیسا عمرہ کو سامان جنگ مہیا کیا، اور قوس، پچاس اونٹ دیئے، دور خلافت میں بھی اپنے ذاتی مال و جائیداد سے صلہ رحمی فرماتے تھے اور سخاوت کرتے تھے۔ ان کے عطایا جو بیت المال سے دیئے جاتے تھے، وہ رشتہ داروں کے ساتھ خاص نہ تھے، بلکہ جمیع اہل اسلام میں تقسیم کئے جاتے تھے۔

عن الحسن البصری قال
سمعت عثمان یخطب یقول
یا ایہا الناس ما تنقصون علی ذما
یومر الا وذا تم تنقصون فیہ خیرا۔
ابن ابی عمیر نے استیعاب میں حضرت عثمانؓ کے عطایا کا تذکرہ کیا ہے، امام ذوالفقار عفا عنہم نے جواب میں ارشاد فرمایا:-

عن سالم بن جعد کہتا ہے، عثمانؓ نے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
سے کچھ لوگوں کو بلایا ان میں عمار بن یاسر
بھی تھے، فرمایا میں تم سے پوچھتا ہوں
اور توقع ہے تم میری تصدیق کر دے گے،
میں تمہیں قسم دیتا ہوں تمہیں معلوم
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش
کو باقی لوگوں پر فوقیت دیتے تھے اور
نبی اکرمؐ کو باقی قریش پر، لوگ
خاموش ہو گئے، عثمانؓ نے فرمایا

عن سالم بن ابی الجعد
قال دعا عثمان ناسا من
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال انی سائکم فی ما احب
ان تصد قولي انشدکم
اللہ هل تعلمون ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یؤثر قریشا علی سائر
الناس ویؤثر بنی ہاشم

لہذا دیکھئے، متنبیؒ صحابہؓ سے متعلقہ صورت حال عثمانؓ کی طرف سے نہایت ہی دلچسپ ہے۔

علی سائر قدیش فکت المقم نقال عثمان : اگر میرے ہاتھ میں بہشت کی کھیاں
لو ان بیدی مفاتیح الجنة لاعطیتہا ہوں تو میں بنی اسیرہ کو دے دوں تاکہ
بنی امیہ سے بیدار خلوا من آخرہم۔ وہ سب اس میں داخل ہو جائیں۔

ابنہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا، میں خطہ پاتا ہوں کہ عثمان بنو امیہ کو لوگوں کی گردنوں
پر سوار کر دے گا۔ یہ قول بدشاہوت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی لائے اس بارہ میں زیادہ مفید نہ تھا
چونکہ وہ مجتہد تھے اس لئے معذور ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

شہید کا حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراگا ہ متعین کرنے سے
پر چھوٹا طعن منع فرمایا تھا کہ بانی اور گھاس میں سب مسلمانوں کا حضرت
ہے، مگر عثمانؓ نے چراگا ہ (حمی) مقرر کی۔

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی کا مطلب ہے کوئی شخص اپنی ذاتی چراگا ہ
(حمی) متعین نہیں کر سکتا، حضرت عثمانؓ نے بیت المال کے سولشی کے لئے حمی متعین
کی تھی۔ یہ بھی مروی ہے کہ جس زمین کو حمی کے لئے مقرر کیا گیا، وہ حضرت عثمانؓ کی
اپنی ذاتی ملکیت تھی جو کہ بیت المال کے سولشی کے لئے چراگا ہ کے طور پر دقت کی، یہ
بھی مروی ہے، مجاہدین کے گھوڑوں کے لئے ایام قحط میں باجماع صحابہ کرامؓ حمی کا
تعین ہوا۔

شہید کا ذوالنورینؓ عثمانؓ نے عبداللہ بن مسعود کو اتنا مارا کہ ان کی پسلیاں
پر پانچوڑاں طعن ٹوٹ گئیں۔

جواب ایہ سب جھوٹ اور افتراء ہے، اگر کسی جرم میں تعزیر اور تادیب ثابت
ہو بھی جائے تو حق حضرت عثمانؓ کی جانب ہوگا۔ ہوشنگتا ہے، وجہ یہ ہو کہ حضرت
عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع کیا تھا، تاکہ امت میں اختلاف کا قلع
قبع کیا جائے، مگر عبداللہ بن مسعود اپنی قرأت پر مصر رہے، اور اولوالامر کی اطاعت

لے یہ محض مفروضہ ہے کہ ہوشنگتا ہے، اس بنا پر بلا جہد اور ناختمیت ہی نہیں تو محض مفروضات نام نہان
ہے نامہ ہے، اللہ اعلم بالصواب یہاں یہ جھوٹ اور افتراء ہے۔

شرکی، اور مسلمانوں کے ایک اجماعی فیصلہ کی خلاف ورزی ہوئی، اس لئے کسی تعزیر کے مستحق ہو گئے ہوں۔

حضرت عثمان پر چھٹا طعن | عمار بن یاسر کو اتنا ملکہ انہیں قتل ہو گئی۔

جواب | حضرت عثمانؓ نے حضرت عمار بن یاسر کو یہ خود مارا نہ مارنے کا حکم دیا، بات اتنی ہے کہ ایک موقع پر حضرت عمارؓ نے حضرت عثمانؓ سے ذرا سخت انداز میں گفتگو کی، جو کہ سربراہ مملکت کے ساتھ ایسی گفتگو الٹی نہ تھی، حضرت عثمانؓ کے بعض لوگوں نے جنہیں حضرت عمارؓ کی جرات شان اور بلند مرتبت کا پتہ نہ تھا، انہیں مارا حضرت عثمانؓ کو پتہ چلا تو بہت مغذرت کی، اور قسم اٹھائی کہ میری اطلاع کے بغیر ایسا ہوا، ان کے منانے کے لئے حضرت نے سسی بسیر کی۔ وہ راضی ہو گئے، رفق ہو جانے کی بات مجھوٹ ہے۔

حضرت قزو الثورینؓ | حضرت ابوذرؓ کو مدینہ سے دور ربذہ مقام پر پر ساتواں طعن | جلا وطن کر دیا۔

جواب | یہ سب مجھوٹ ہے، ابن جباری اور ابن عبد البر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد مدینہ سے شام کی طرف چلے گئے، اور حضرت عثمانؓ کی خلافت تک وہیں رہے، حضرت ابوذرؓ اظہارِ حق میں سخت مزاج رکھتے تھے، دور خلافت عثمانؓ میں معاویہؓ نے عثمانؓ کو اس بارہ میں لکھا۔

عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ میں طلب فرمایا، اور انہیں نصیحت کی، ابوذرؓ نے حج یا عمرہ کے لئے مکہ جانے کی اجازت چاہی، اس جہالت سے فارغ ہو کر وہ از خود ربذہ چلے گئے، اور تا وقت وفات وہیں رہے، یہ بات نہ تھی کہ انہیں کسی نے مدینہ سے نکالا تھا، اگر فرضاً غریب اور جلا وطن کرنا ثابت ہو جائے، تو اس

ملہ یہ جہلی اغیار پر مغرور ہے، دورِ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی اخلاقی دنیا میں مغرور فساد کے جواب میں جہنم کی ضرورت ہے۔

کی دوجہ ہو سکتی ہے، اگر ان کی رائے اجماع کے خلاف تھی، دیکھئے کعب جبار کو حضرت ابوذرؓ نے ایک بار ایک حق بات کہنے پر لاپٹی سے ملا، اور بعض کہتے ہیں، کعبؓ کو زخمی کر دیا، ایسی صورت میں ابوذرؓ کی تعزیر یا جلا وطنی، اگر مہنگی ہو تو اس میں امام ہی حق پر ہے، روایت مذکورہ کا مستند یہ ہے۔

مالک بن عبد اللہ بیان کرتے

ہیں، ابوذرؓ عثمان کے پاس آئے۔ اجازت طلب کی، اجازت مل گئی ان کے ہاتھ میں لاپٹی تھی، عثمانؓ نے فرمایا کعب عبد الرحمن فوت ہو گیا ہے، اور کثیر مال چھوڑ گیا، تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے، کعب جبارؓ نے کہا، اگر وہ اللہ کا حق ادا کرتا تھا، تو کوئی حرج نہیں، ابوذرؓ نے لاپٹی اٹھائی اور کعبؓ کو صے ماری، اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، اگر میرے لئے یہ پہاڑ سونابن بولنے تو میں اسے خرچ کر ڈالوں، اور میرے سے قبول ہو جائے، اپنے پیچھے چھوڑ دیتے بھی نہ چھوڑوں، اے عثمانؓ میں تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں، تو نے یہ حدیث سنی ہے، تین بار فرمایا۔

عن مالک بن عبد اللہ

یحدث عن ابی ذرانہ جاء یستاذن عثمان بن عفان فاذن له ویدع عصاه فقال عثمان یا کعب ان عبد الرحمن توفی وترك مالا فبا تری فیہ فقال ان کان یصل فیہ حق اللہ عزوجل فلا بأس به۔ فرفع ابوذر عصاه فضرب کعبا وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما احب لوان لی هذا الجبل ذہبا انفقته ویتقبل منی۔ اذ خلق منی اواقی الشدک اللہ یا عثمان اسمعتہ ثلاث مرات اخرجه احمد۔

قرآن پاک میں ہے۔

لہ حکمہ عصایہ من الہب الفائق کلا منہ اساک۔

والذین یکنزون الخاھب
والفضلة ولا ینفقونها فی
سبیل اللہ فبئس ہمد بعدای
الیم۔ (التوبة ۲۲)

وہ لوگ جو سونا چاندی جمع رکھتے
ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ
نہیں کرتے، انہیں عذاب الیم کی
خوشخبری سنا۔

ابورزخ فرماتے ہیں اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ مال مطلقاً رکھنا ناجائز ہے،
کل مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا لازم ہے، مگر حق مذہب یہ نہیں ہے،
ابورزخ کی پیش کردہ روایت جس پر حضرت عثمان کو گواہ بنایا، اس بارہ میں خاموش
ہے کہ یہ اسراستحاب ہے، یا فرض ہے، مفروض اتفاق نزکوة کے قدر ہے نازلہ نہ۔
ابورزخ اپنے قول سے باز نہ آئے، کعب بنے مذکورہ بالا حرکت کی اور انہیں یہودی کہا، ہونکا
ہے، حضرت عثمان نے اس پر ان کو سزا دی ہو۔

حضرت عثمانؓ پر بشیم
کا آٹھواں طبقہ
صحابہ عثمان سے بری الذمہ ہو گئے تھے، یہی وجہ ہے
محاصرہ دار کے وقت کوئی بھی ان کے ساتھ نہ ہوا جب
قتل ہو گئے، اس کی لاش کو مزبلہ پر ڈال دیا گیا، تین روز تک کسی نے دفن نہ کیا۔

جواب حضرت حسینؓ کے واقعہ شہادت کی طرح یہ واقعہ بھی ایک عظیم اور ہولناک
معاشرہ تھا، بلکہ اس سے بھی اشد ہوتا وہی ہے، جو منظور خدا ہو۔

اہل سنت و جماعت دونوں حادثات پر منہ پیٹتے۔ گریبان پھاڑنے اور نوحہ
لیے جاہلی کبار کے مرکب نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا
ہے اور شائد ہے۔

قالوا انا لله وانا الیہ
راجعون اولئک علیہم کلوات
من ما بہمد رحمتہ واولئک
ہم المقتدون۔
(البقرة ۱۵۶-۱۵۷)

کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں، اور
ہم نے اسی کی طرف رجوع کرنا ہے
ایسا کہتے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہیں،
اور مہربانی اور یہی لوگ ہدایت
یا فخر ہیں۔

صحابہ کا ان سے بری ہو جانا بالکل غلط اور عجیب بات ہے، اس قسم کے بہتان
روافض کے اختراعی ہیں، صحابہ دفعِ فتنہ اور باغیوں کے ساتھ جہاد کرنا چاہتے تھے،
اکٹھے ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس آئے، ان میں عبداللہ بن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ بھی
تھے، زیدؓ نے کہا، انصار کہتے ہیں، حکم ہو تو ہم اب بھی انصار اللہ ہیں، عثمانؓ نے
فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کے گھریں میں تھوڑے
عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زیدؓ، ابوبکرؓ، عبداللہ بن عامرؓ اور دیگر مسلمان
آئے، حضرت عثمانؓ نے ان سب کو ہتھیار اوتار کر اپنے اپنے گھر چلے جانے کا حکم
اور شاد فرمایا، اور کہا میں قتل ہو جاؤں خون ریزی سے یہ بہتر ہے، جب یہ سب حضرت
باہر آئے، تو حضرت محمدؐ نے اپنے فرزند زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کے فرزند ان اور قسبر
کو دروازہ پر متعین کر دیا، اسی طرح اکثر صحابہؓ نے اپنے اپنے فرزندوں کو بیچ دیا کہ باغیوں
کو اندر جانے سے روکیں، وہ باغیوں کو اندر جانے سے روکتے رہے، اس مہم میں
حسن بن علیؓ اور عبداللہ بن مظہرؓ زخموں سے خون آلود ہو گئے، قسبر کو بھی سر پر چھوٹیں آئیں
جب باغی دروازہ سے اندر نہ جا سکے، انصار انہوں نے محسوس کیا کہ میں نہیں علیؓ کا دشمن
ہو جانے کی وجہ سے ہو سکتا ہے، بنو ہاشم غفہ میں آجائیں، اس لئے انہوں نے جلدی
کی، اور مکان کے عقب سے اندر داخل ہو کر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا، حضرت عثمانؓ
کے قتل ہو جانے کے بعد فتنہ اتنا بڑھا کہ موجود صحابہؓ کو اس پر کنٹرول نہ ہو سکا، نیز
حضرت عثمانؓ کے شہید ہو جانے کے بعد پھر قتال و جہاد میں کوئی فائدہ بھی نہ تھا، چونکہ
حضرت عثمانؓ کے قتل ہو جانے کے بعد ہنگامہ برپا ہوا، اس لئے دن سے رات تک
حضرت عثمانؓ اسی طور پر پڑے رہے، جب رات ہوئی، جبیر بن مطعمؓ اور کچھ دیگر

۱۔ حضرت عثمانؓ سے یہ چھائی ناپ والی ہاتھ لگ کر نہیں دیتے، آپؓ نے فرمایا مجھے اللہ کے رسولؐ کا چھائی ملے، یہ ایک
وصیت تھی، چاہی اس پر قائم رہوں، ۲۔ استیعاب جلد ۳ صفحہ ۴۵۵
۳۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص عثمانؓ کے دین سے بری ہو، وہ ایمان سے خالی
ہے، ۴۔ استیعاب جلد ۳ صفحہ ۴۵۵ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سن کر علیؓ کا پہلا رد عمل یہ
نہا کرنا تھا کہ حق میں ابی براءؓ کی ہمدردی، ۵۔ استیعاب جلد ۳ صفحہ ۴۵۵۔

اشخاص نے جنازہ پڑھا اور جنت البقیع میں دفن کیا، یہ بات صحیح روایت سے کہ تین دن تک کسی نے نہ دفنایا۔

شہادت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کا افسوس کرنا | حضرت عثمان کی شہادت فاجعہ پر حضرت علیؓ نے بہت افسوس کیا، اور اپنے فرزند ان کو زبردستی کی اور من کو من پر قبضہ کر لیا، حسین کو سینہ پر ہاتھ مارا، محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو گالیاں دیں۔ کیونکہ یہ پارسی حضرت عثمان کے دروازہ کی حفاظت پر مامور تھے، پنج ابلاغہ میں ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا:-

والله قد دفعت عنه -
نہلا کی قسم میں نے مکی طرف سے دفن کیا،
اکثر شراح پنج ابلاغہ -
کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے باغیوں کو مٹانے کی پوری
کوشش کی ان میں سے بعض کو دوسرے مارے اور سخت دھت کیا، ان دلائل
سے ثابت ہوا کہ روافض کا یہ ادعا کہ صحابہؓ حضرت عثمانؓ سے بری ہو گئے تھے، باطل
ہے اور سفید جھوٹ۔

ابو نعیم ابن عساکر خطیب اور بیہی نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت حضرت
عمر بن الخطابؓ سے روایت کی ہے:-

قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم يوم
موت عثمان نقضى عليه ملائكة
السماء قلت يا رسول الله
لعثمان خاصة وللناس عامة
قال لعثمان خاصة -
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس دن عثمانؓ وفات پائیں
گے، آسمان کے فرشتے دعائیں کریں
گے، میں نے کہا صرف عثمانؓ کے
لئے یا سب انسانوں کے لئے فرمایا
عثمان کے لئے۔

شہادت زوی النورینؓ پر حضرت سعید بن السیبؓ کے تاثرات | بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن
صحابہؓ نے حضرت عثمان کی امداد میں مباہرہ
نہیں فرمائی انہیں شبہ پیدا ہو گیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد ان کے عہد میں جو لوگ نہ تھے ان کے لیے ابلاغہ ۱۲

نہ ہی اہل مصر نے سعید بن السیب سے حضرت عثمان کے قتل اور لوگوں کے کردار پر روشنی ڈالنے کو کہا تو سعید نے فرمایا :-

قتل عثمان مظلوماً ومن قتلہ کان ظالماً ومن خذله کان معذراً وما۔
عثمان مظلوم شہید ہوئے، قتل کرنے والے ظالم تھے، اور جو ان کی مدد کو نہ پہنچے وہ معذور تھے۔

اس وقت موجود صحابہؓ کے معذور ہونے پر سعید نے ایک طویل بیان دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے، اہل مصر نے عبداللہ بن سعد بن سرح (جو کہ والی مصر تھا) کی حضرت عثمانؓ کے پاس شکایت کی۔ حضرت عثمان نے صحابہؓ کے مشورہ سے عبداللہ کو مصر کی ولایت سے معزول کر دیا، محمد بن ابی بکر کو ولایت پر متعین کیا، محمد بن ابی بکر نے تین منزل پر حضرت عثمان کے غلاموں میں سے ایک سیاہ غلام کو پکڑا، جو کہ حضرت عثمان کی ادا دہنی پر سوار تھا، تفتیش کے بعد اس کے ہاں سے ایک خط بھر حضرت عثمانؓ کے پاس ہوا۔ جس میں تحریر تھا، محمد بن ابی بکر اور غلام فلاں فلاں تیرے پاس حبس پہنچیں، انہیں قتل کر دینا اور اپنے منصب پر قائم رہنا۔ محمد وہ خط لے کر واپس مدینہ آیا۔ علیؓ طلحہ اور زبیر کو خط دکھایا، علیؓ نے عثمانؓ کو لے کر خط اور غلام پیش کئے، حضرت عثمان نے فرمایا غلام، اونٹ اور مہر واقعی میری ہیں، لیکن تم بھلا مجھے اس خط کی کوئی خبر نہیں۔

رمح الخط مردان کے خط کی طرح تھا، جس سے معلوم ہوتا تھا، یہ سداقتہ اس کا کھڑا کیا ہوا ہے، اسی وجہ سے صحابہؓ کو اجتہادی خطا ہو گئی، جس طرح کہ علیؓ فرمادیتے

لے یہ ایک نیا ادعا ہے، جس کا تاریخ میں ثبوت نہیں ملتا، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ سداقتہ بدو ایہوں کا کھڑا کیا ہوا تھا، جب حضرت عثمانؓ نے اس علاقہ کے لوگوں کا مطالبہ تسلیم کر لیا تو خلافت اسلامی کے فرائض وین تحریک کو عیسویوں ہمارا کہہ دیا، انہیں گلیچ تراہنوں نے خود کو عیسویک دیا، حضرت عثمان کے غلام کو اپنے ساتھ بلا لیا، جس کی مراد انٹ حاصل کرنا، اور ہر حال میں ایسی مواقع میں چھوڑ دینے کے جاتے۔ خط کے شاہد خط بھی لکھا جاتا ہے، اس وقت کا قتل عثمانؓ جلتی ہوئی بات کو بھی قرین قیاس بتاتا ہے، یہ بھی کہ وہ غلام اس کی راستہ کیوں جاتا ہے، جس راستہ پر محمد بن ابی بکر احد اس کے سامنے جا رہے ہیں۔

منافقات میں اجتہادی غلطی سے گئی اگر وہ ہو گئے، جیسا کہ آگے تفصیل بیان ہوگی، صحابہؓ اس میں مذکور تھے، جبکہ حق خلفاء کی جانب تھا، حضرت عثمان سے نہ تو علیؓ بری ہو گئے تھے اور نہ ہی دیگر صحابہؓ اگر وہ برأت کا اظہار کرتے، تنخواہ روایات مہیا ہوتیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور ان کے متبعین اہل سنت و جماعت جب عثمانؓ کو اسلام کا ایک جزو سمجھتے ہیں، حضرت عثمانؓ کی مدح میں تنخواہ کے ساتھ احادیث صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔

حضرت عثمانؓ پر ہرمزان جو کہ ہوا ز کا بادشاہ تھا، اسلام قبول کر چکا تھا، شیعہ کائناتوں طعن عبید اللہ بن عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا، مگر عثمانؓ نے ہرمزان کا قصاص نہ لیا۔

ایک وضاحت ہرمزان کے قتل کا پس منظر مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ کے قتل کا بدلہ لہذا نے جب حضرت عمرؓ کو شہید کر دیا، حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو پتہ چلا کہ ابو لؤلؤہؓ کو اس کا پسر ہرمزان نے لگایا تھا، جب عبید اللہ اپنے والد کے دفن سے فارغ ہوئے تو ہرمزان کو جا کر قتل کر دیا۔

جواب حضرت عثمانؓ نے ہرمزان کے وارثوں کو مالِ کثیر عے کر راضی کر لیا تھا جس کی وجہ سے قصاص ساقط ہو گیا، نیز یہ ثابت نہ ہے کہ ہرمزان کے وارثوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس کبھی بھی قصاص کا مطالبہ کیا ہو۔

حضرت عثمانؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو رکعت فرض ادا دسواں طعن کرتے تھے، مگر عثمانؓ نے رسول خداؐ کے تعامل کے خلاف چار رکعتیں ہی ادا کیں۔

جواب ایسا دو وجہ سے ہوا ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ کے نزدیک سفر میں قصر اور اکمال دونوں جائز ہیں، جیسا کہ ہر آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

فلیس علیک جناح انت
تم نماز میں قصر کرو، تم پر کوئی نقصان (النساء: ۵۸) لگا نہیں ہے۔

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے
دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مکہ میں اہل نبایا تھا، اس لئے چار رکعتیں
پڑھتے تھے چنانچہ مسند احمد میں ہے :-

عن عبد الله بن عبد الرحمن
بن أبي ذياب عن أبيه أن
عثمان صلي على بني اربع ركعات
فانكر الناس عليه فقال ايها
الناس اني تاهلت بمكة منذ
قدمت واني سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم
يقول من تاهل في بلدته فليصل
صلاة المقيم - وروى ابن أبي شيبة
والطحاوي والبخاري وعبد البر بنحوه -

جواب حضرت عثمان ذوالنورین کے نزدیک محمد بن ابی بکر کی خطا اور غلطی ظاہر ہو چکی تھی، جس کی بنا پر اسے نہ جرم و تہدید کا مستحق سمجھا۔

حضرت عثمانؓ پر شیعہ کا تیر ہواں | عثمانؓ جنگ بدر میں شریک نہ ہوا تھا بیعت
چھوڑ ہواں پندرہواں طعن | ان رضوان میں بھی شریک نہ تھے مادہ ۱۱ احمد کے
دن بھی بھاگ گئے۔

جواب ان تینوں شبہات کا جواب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ارشاد فرمایا ہے۔
صحیح بخاری میں ہے:-

”حضرت عثمان بن مہذب دیت کرتے ہیں کہ ایک مصری شخص حج کا لالہ سے گریا، اس نے وہاں
ایک حالت کو دیکھا اور پوچھا کہ کن لوگ ہیں جواب ملا یہ قریشی ہیں، اس نے کہا یہ بڑا کم ہے جو یہ“
عبداللہ بن عمرؓ نے یہ حدیث سن کر عمرؓ سے پوچھا میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں، بتائیے عثمانؓ اور سکون
بھاگ گیا تھا؟ ابن عمرؓ نے فرمایا ہاں اس نے پوچھا غزوہ بدر سے بھی عثمانؓ غائب تھے؟
ابن عمرؓ نے فرمایا یہ بھی صحیح ہے، اس نے کہا بیعت الرضوان میں بھی حاضر نہ تھا؟ ابن
عمرؓ نے فرمایا ہاں، اس شخص نے کہا اللہ اکبر۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اور حراؤ میں تھیں؟ ان
باتوں کی حقیقت بتاؤں، احمدؒ کے دن عثمانؓ کا ایک طرف ہٹنا اس کو اللہ تعالیٰ
معاف کر چکا ہے، غزوہ بدر سے ان کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں چھوڑا تھا، اور فرمایا تھا، تجھے بھی جنگ میں شریک مجاہد اتنا
ثواب ملے گا، بیعت الرضوان میں ان کا حاضر نہ ہونا اس لئے تھا کہ بیعت الرضوان اس
وقت ہوئی جبکہ حضرت عثمانؓ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر
گئے ہوئے تھے۔ اگر کوئی اور شخص عثمانؓ سے زیادہ عزیز ہوتا اسے بھیجتے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیعت میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر مارا، اور فرمایا یہ عثمانؓ

لے مادہ ۱۱ ص ۵۱۳۔

تکہ قرآن پاک میں ہے وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ الْآیۃ۔

تکہ جس طرح حضرت علیؓ نے کہ جنگ تبوک کے موقع پر عرسہ میں چھوڑا تھا۔

کا ہاتھ ہے، اور یہ اس کی طرف سے بیعت ہے، ابن عمرؓ نے اس شخص کو فرمایا میرے
یہ جواب بھی پکے ہاتھ لے، حضرت عثمانؓ کا غزوہ بدر سے غائب رہنا اور بیعت رضوان
میں موجود نہ ہونا، انہیں ان کے لئے مزید منقبت کا باعث بنا اس لئے کہ مجاہد کے ثواب
کے ساتھ ساتھ، خدمتِ رعیض اور مجرگوں کو شہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا ثواب اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفا مندی اور امثالِ حکم کا اجر مزید حاصل کیا، بیعتِ رضوان
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ قرار پایا، دوسروں نے اپنے ہاتھوں سے
بیعت کی اور عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے۔

این سعادت بقربانیت تاجنشد خدائے بخشندہ

اور یہ دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمانؓ پر مکمل وثوق اور اعتماد حاصل
تھا، اب یہی تو ان کی عدم موجودگی میں ان کی طرف سے بیعت ہوئی ہے۔

چوتھی فصل

حضرت طیبہ طاہرہ ام المؤمنین زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ الصدیقہؓ
الکبریٰ بنت ابوبکر الصدیقؓ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم پر عائد کردہ شیعہ الزامات کے جواب
میں حضرت طیبہ طاہرہؓ پر پیش طعن کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر پہلا | عائشہؓ نے بصرہ کا سفر کیا حجاب کے حکم کی خلاف ورزی
شیعی اعتراض | کر کے خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی، سولہ
ہزار افراد کی جماعت کی سمیت میں سفر کیا، اللہ کا شکر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وقرن فی بیوتنکم ولا تبجن | تم اپنے گھروں میں ٹھہریں
تبہج الجاہلیۃ الاولیٰ | اور جاہلیتِ اولیٰ کی طرح تریں
(الاحزاب ۳۳) | نہ کرو،

جواب | اس آیت سے سفر کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے، اس لئے
کہ قرن یا تو قرینہ، مقادار سے مشتق ہے، اور یا قلد یغار سے جس کا معنی اجتماع کا ہوتا

ہو سکتا ہے، قرعہ قرار سے ہوا احتمال کی وجہ سے استدلال نام نہیں۔ اگر استغفار کے معنی میں بھی ہر تو بھی ظاہر ہے کہ اس سے مراد تسبیح اور پڑھ کرنا ہے، جس کی تاکید تبرج کی نفی سے کی جا رہی ہے، تو اس میں سفر کرنے کی نفی نہیں ہے، اس لئے کہ پڑھ رکھتے ہوئے بھی سفر ہو سکتا ہے، دیکھئے ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی معیت میں حج کے موقع پر اور غزوات کے متعدد مواقع پر آپ کے ساتھ باقی تھیں، اگر ایت میں مطلق خروج سے منع ہوتی تو آپ نہ لے جاتے۔

حضرت عائشہؓ کا بصرہ جانا کسی فساد کے لئے نہ تھا، بلکہ آپس کی اصلاح کے طور پر تھا، جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک روایت جو کہ ظہر اور زہیرہ کے بارے میں ہے اس پر دال ہے، اس لئے کہ یہ دونوں بزرگ اس جنگ میں قتل ہوئے، اگر باغی ہوتے تو حدیث بالا میں ان پر شہید کا اطلاق نہ ہوتا۔

حضرت عائشہؓ پر | عائشہؓ حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے میں کوشاں رہی، وہ شیعہ کا دوسرا طعن | کہتی تھی کہ عثمانؓ فاجر ہے، حبیب عثمانؓ قتل ہو گئے، تو آیت ہی عداوت کی وجہ سے علیؓ کے ساتھ دوطرفہ اختیار کر لی۔

جواب | یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے، نہ وہ قتل عثمانؓ نہ ہر حربیں تھیں، اور نہ علیؓ سے کوئی دشمنی رکھتی تھیں، اس کے برعکس عثمانؓ کو امام حق سمجھتی رہیں، محبت علیؓ کو عداوت جانتی تھیں، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ہے۔

عن عائشہؓ رز انہا قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان یا عثمان اجابہ اللہ | عائشہؓ فرماتی ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو فرمایا اے عثمانؓ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک تمہیں پہنائے گا

صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۲ میں ہے عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی حراہ وحر ابیک وحر وطنی وثمان وطلحہ واذہیر وحرک العنقرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احذروا علیک الابن ابی اوسدق وادشیدہ استخرا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو تلحہ واذہیر وحرک کے ساتھ ابیک وحر وثمان وطلحہ واذہیر وحرک کے ساتھ بھیجے تھے، ابی عثمانؓ وحرک ابی اوسدق نے نزل سکون کرنا چاہا، یہ صحیح وادشیدہ۔

تفسیر قرآن ج ۲ ص ۲۲۲، سنن ابن ماجہ ص ۲۔

کہ جو کہ حضرت علیؑ کی طرف سے بھروسہ کے حامل تھے، انکال دیا۔

جواب یہ روایات صحیح نہیں ہیں، مؤرخین کا فیصلہ ہے کہ واقعہ جبل کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے، وہ ابن سبا یہودی منافق کی افواہ پر دایاں ہیں، یہ شخص یہودی تھا، روافض کی شکل میں نمودار ہوا، علیؑ کو خدا کا سب سے افضل کی بنیاد رکھی، مؤرخین نے اس کی بیان کردہ باتوں سے جو کہ تحقیق سے کوسوں دور تھیں، یہ واقعہ اخذ کیا ہے، ابن قیبتہ، ابن اعثم کوئی اور مساطی نے جو کچھ اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے، سب اسی قبیل سے ہے، یہ واقعات درجہ صحت کو نہیں پہنچتے۔ اس قسم کی خرافات اور باوجود گروہوں کو حضرت عائشہؓ پر طعن قائم کرنے کے لئے بنیاد بنانا اس انسان کا کام ہے، جو اللہ کے کلام قرآن پاک پر ایمان والیقان نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل فرمائی، اور آخر میں فرمایا۔

الطیبت للطیبین و
الطیبون للطیبات اولئک
مبدعون مما یقولون لہم
مغفراۃ و ساقی کدیرہ۔

پاک عورتیں، پاک مردوں کے
لئے، اور پاک مرد پاک عورتوں کے
یہ بری ہیں اس سے جو لوگ باتیں
بتاتے ہیں، ان کے مغفرت اور
باعزت روزی ہے۔

(النور ۲۶)

حضرت عائشہؓ پر شیعہ
کا پانچواں طعن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہؓ نے
راز ظاہر کر دیا، قرآن پاک میں ہے۔

فلما نبأت بہ و اظہرہ
اللہ علیہ عرف بعضہ
و اعرض عن بعض۔

جب اس نے اس کی خبر دی،
اور اللہ تعالیٰ اس پر ظاہر کر دیا،
بعض بات بتادی، اور کچھ سے
اعراض کیا،

(التحریم ۳)

۱۔ دیکھئے رجال کشی ص ۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲ امت علی کو فرض کہنے والا سب سے
پہلے ہی شخص ہے، حوالہ مذکور ص ۱۰۱۔

قَاتِلَتْ عَلِيًّا وَلَوْ دَدْتُ اَنِي میں نے علیؑ سے جنگ کی ہے
کنت نسیا منسیا۔ کاش کریں نہ ہوتی۔

جواب | اس سے بھی حضرت عائشہؓ پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ مصنف مزاج
انسانوں کی عادت ہے کہ اجتہادی کوتاہی کی وجہ سے کوئی غلطی صادر ہو جائے تو
کو تا ہی ملامت ہو جانے پر ندامت کرتے ہیں، اور اس سے استغفار کرتے ہیں۔

شعبہ کا اٹھواں طعن | اپنے گمراہوں کو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے لئے مقبرہ بنادیا، حالانکہ یہ مکان
ان کی ملکیت نہ تھا۔

جواب | یہ باطل ہے، قرآن پاک کی آیت دھرم فی بیوتکم میں بیوت کی انزواچ
کی طرف اضافت ان کی ملکیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کو گھروں کا مالک بنادیا تھا۔ ان کی ملکیت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے، کہ
حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے عائشہؓ سے اجازت طلب فرمائی، اس وقت
تمام صحابہ حاضر و موجود تھے، کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔

حضرت صن رنے بھی حجرہ میں دفن ہونے کی حضرت عائشہؓ سے اجازت چاہی
تھی، مگر مروان نے جو کہ اس وقت والی مدینہ تھا، دفن نہ ہونے دیا، جیسا کہ فضول المہنت
فی معرفۃ الانۃ وغیرہ کتب امامیہ میں مذکور ہے۔

فیروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو پیشگی اطلاع دی تھی، جبکہ
حضرت عائشہؓ نے حجرہ میں دفن ہونے کی اجازت چاہی تھی، آپ نے فرمایا:-

اِنِّیْ لَکَ مَا ذِیْہِ الْاَمْرُضِعْمِ تیرے لئے اس میں کہاں
قبری و قبرانی ہو کہو جبکہ ہے اس میں میری اور ابو بکر
وعمر و قبر عیسیٰ بن مریم کی قبروں
موجود ہے۔

یہ بات بھی کسی صحیح سند کے ساتھ نہیں ہے۔

شیعہ کا عائشہ صدیقہؓ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور
 پر ناناواں طعن عائشہ کا حجرہ جو کہ منبر سے مشرق کی جانب تھا اشارہ
 کر کے کہا، اس جگہ فتنہ ہے، جہاں سورج طلوع ہوتا ہے، شیعہ کہتے ہیں، فتنہ
 سے مراد عائشہ ہے، جو کہ امیر المؤمنین کے ساتھ رہنے کے لئے بصرہ گئیں، اور
 ہزاروں مسلمانوں کے قتل کا باعث ہوئیں۔

جواب | یہ سب باطل اور زعم فاسد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مشرق
 جانب تھی، جیسا کہ الفاظ حدیث :-

من حیث تطلع قران الشمس . جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے،

اس پر دلالت کرتے ہیں، روافض کوفہ سے برآمد ہوئے، معتزلہ بصرہ سے قرامطہ
 سواد کوفہ سے اور خوارج ہمزدان سے ظاہر ہوئے، یہ سب مقامات مدینہ سے مشرق
 کی طرف واقع ہیں، وہاں بھی مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا، اور ایلان جو کہ روافض
 کا گڑھ ہے، بھی مشرق کی طرف واقع ہے، اگر عائشہ مراد ہوتی تو ان کے بارے میں قرآنی
 آیات کیوں اتریں، یہ نیز خود صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بدلہ میں دوسری عورتیں لانے سے
 کیوں منوع ہوئے، اس سلسلہ میں اصل عائشہ تھیں، جن کی وجہ سے یہ منع کافی
 دوسری ان کے تابع ہیں۔

چونکہ روافض کا قرآن پر ایمان نہ ہے، اس لئے یہ خرافات کہتے رہتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر دو سوال طعن | ایک روکی عائشہؓ نے تیار کی اور کہا:-

نعلنا نصید بہا بعض ہم اس کے قدیمہ کسی فوجوان

شبان قدیش - قریش کا شکار کریں گے۔

جواب | اس اثر کے ادل سے آخر تک سب رواۃ مجہول ہیں، ایک مجہول راوی
 بھی روایت کو ناقابل اعتبار بنا دیتا ہے، چہ جائیکہ سلاسلہ ہی مجہول ہو۔

لہذا یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہے، بر تقدیر محض روایت جواب یہ ہے،
 کہ یہ کوئی طعن کی بات نہیں کیونکہ یہ شریف روکی کے لئے مناسب کلمہ تلامش

کرنا کوئی عیب کی بات نہیں لڑکے والوں کی عورتوں کے سامنے لڑکی کے حسن و جمال اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ مندوب ہے کسی بھی مہذب معاشرہ میں یہ بات قابل طعن و عیب نہ ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے، شکار کرنے سے عائشہؓ کی مراد اپنے لئے ہے، انصاف سے ایسا شخص خبیث ہے، مؤمن نہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

سبحانك هذا عتبان عظيم
يعظكم الله ان تقولوا مثله
ابدا ان كنتم مؤمنين۔
(النور ۱۶-۱۷)

ہم اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں
یہ بہت بڑا ہتھان ہے، اللہ تمہیں
نصیحت کرتا کہ اُنڈہ ایسی بات نہ
کہتا، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

نیز حق تعالیٰ نے فرمایا:-

الخبیثات للخبیثین
والخبیثون للخبیثات -
(النور ۲۶)

خبیث عورتیں خبیث مردوں
کے لئے، اور خبیث مرد خبیث عورتوں
کے لئے ہیں

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان نازل ہو جانے کے بعد جو شخص بھی عائشہؓ پر
اس قسم کی بہتان تراشی کرے گا، وہ مؤمن نہیں ہے، منطقی قضایا کی رو سے یہ نتیجہ
واضح ہے:-

ان كنتم مؤمنين لا تقولوا
لكنهم عادوا لمثله فما هم
بمؤمنين -

اگر تم ایمان دار ہو ایسی بات
پھر نہ کہنا۔ لیکن انہوں نے ایسی
بات کہی۔ نتیجہ پس یہ مؤمن نہیں۔

ایسا شخص خبیث ہے، اگر ایسا کلمہ خبیثہ اس کے ساتھ مختص ہے۔

پانچویں فصل صحابہ کرامؓ پر عائشہؓ کا وہ طاعن کجواب میں
اس فصل میں ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، جو کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے حق میں شیعہ نے عائد کئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگاروں پر طعن کرنا اور حقیقت خدا و رسول پر طعن کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان برگزیدہ ہستیوں کی قرآن پاک میں مدح و تعریف فرمائی ہے، یہ عظیم ہستیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں آپ کے ساتھ رہے، اگر شیعہ موقف درست قرار دیا جائے، تو آپ کی صحبت کا فائدہ اتنا ہی ہو کہ مطعون بطلا عن شیعہ شخص آپ کی صحبت سے نکلے؛ نعوذ باللہ۔

علامہ شیعہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

لقد رأيت أصحاب محمد
صلى الله عليه وسلم فاضاؤی
أحدًا يشبههم شعثًا غبرًا۔
الحديث بطوله

میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پایا، کہ کوئی بھی ان کی طرح کا نہیں غبار آلود اور پر لگندہ رہتے۔

جیسا کہ مقالہ اولیٰ میں بیچ اللہ فتنہ کے حوالے سے پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

صحابہ کرامؓ پر بھی شیعہ دشمنی طعن ذکر کیا کرتے ہیں۔

صحابہؓ پر پہلا شیعہ طعن [جنگ سے فرار کبہ گناہ ہے، صحابہؓ دوبارہ فرار کے مرتکب ہوئے، ایک احد کے دن دوسرا حنین ہیں۔

جواب [احد کے دن جنگ سے فرار اس بناء پر ہوا کہ اس وقت فرار کی نہیں نازل نہ ہوئی تھی، نیز حق تعالیٰ اسے صاف بھی فرما چکے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الذين تولوا منكم
يوما لتتقوا لجمعان انما استزلهم
الشیطان ببعض ما كسبوا و
لقد عفا الله عنهم ان الله
غفور حلیم۔ (آل عمران ۱۵۵)

جو لوگ دو جماعتوں کی دو بھیڑ کے دن چمچے پھر گئے تھے، ان کو شیطان نے پھیلایا ان کی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے، اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر چکا ہے شک الشریعت

کرنے والا حوصلہ والا ہے۔

حنین میں قبائل عرب پیادہ اور سوار آگئے تھے، ان کے ساتھ ان کی اولاد، عورتیں اور غلام سب ہی موجود تھے مسلمانوں نے دور سے سب کو لڑنے والی فرج سمجھا، اور تصور کیا کہ یہ لوگ ہم سے دشمن گنا زیادہ ہیں، اس لئے پیچھے ہٹنے کو اس حکم ربانی کی بنا پر جائز سمجھا۔

الَّذِينَ خَفُوا اللَّهَ عَنكَ
اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی
وعلہم ان فیکم منعطاء (الانفال ۶۶) وہ جانتا ہے کہ تمہارے اندر کمزوری ہے
نیز کفار کے مقدمہ الحبش میں تیر انداز تھے جنہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی،
مسلمانوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا، اور واپس ہٹے، درحقیقت مسلمانوں میں خود پسندی
کے جذبات ابھرنے لگے تھے کہ اب ہم بہت زیادہ ہیں، ہمیں کوئی طاقت شکست
دے سکے گی، حق تعالیٰ نے تادیب کے طور پر اسباب فرار قائم فرمائیے، تاکہ
معلوم ہو کہ فتح کثرت لشکر سے نہیں بلکہ تائید خداوندی سے ہوتی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ
اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت
کَثِيرَةٍ وَفِي مَدِينَةِ مَكَّةَ
جگہوں میں مدد فرمائی، اور حنین کے دن
اِجْتَبَاكُمْ كَثْرَتَكُمْ (التوبة ۲۵) جب تمہیں اپنی کثرت کا گمراہ ہو گیا۔
امامیہ بھی موت کے اندیشہ سے فرار کو جائز قرار دیتے ہیں، ابو القاسم بن سعید نے
الشرائع میں اس کی تصریح کر دی ہے۔

جب حضرت عباسؓ نے آواز دی، اور نصرت خداوندی نے ساتھ دیا، آپر مسلمان
واپس آگئے، اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد رجوع کرنا اور طوائفی میں بھرپور حصہ لینا
جرم کی تلقین اور توبہ ہے،

کتنا انوس ہے یہ لوگ ایک ایسی جماعت کے حق میں ظلم کرتا رہا سمجھتے ہیں، جنہوں
نے تمام زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اپنے خون سے دین کے پردے

کو سینچا، اور کمال تک پہنچایا، قرآن پاک انہیں ورع، شجاعت، شدت برکفہ، آپس میں ان کا مہربان ہونا، اور ان کے زہد و غیرہ صفات سے متصف کرتا ہے، اس جماعت پر کمزور اور لامعنی شبہات کی تاثرے کر طعن کرتے ہیں، اور تمام زندگی میں ایک بار یا دوبارہ کی کسی معمولی کوتاہی کا تذکرہ زبان پر جاری رکھتے ہیں، اور آیات منفرت اور ضابطی کی بشارتوں سے چشم پوشی کرتے ہیں مگر ان لوگوں پر قرآن پاک کا حکم صادر نہ ہوگا؛

ليخيط بهما الحداد الابية صحابه كرام رضك عنك ذريرع كفار كو

(الفجر ۲۹) غصہ دلاتا ہے۔

صحابہ پر شیعہ کا دوسرا طعن | ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ترک کی، اور تجارت کے لئے چلے گئے، جیسا کہ سورہ جمعہ میں وارد ہے۔

جواب | ایسا کرنا تمام عمر ایک بار ہوا، اور پہلے جمعہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید میں ادا فرمایا، مہاجرین جو کہ تجارت سے نا آشنا تھے، وہ گئے ہی نہیں، البتہ اہل مدینہ جو اس وقت تفصیلی احکام سے واقف نہ تھے، اپنی عادت کے مطابق چلے گئے، جب ان کے ایسا کرنے پر عتابِ الہی نازل ہوا، پھر انہوں نے یہ حرکت نہ کی، ان کی بھی توبہ معتمد ہو گئی، نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امر فرمایا کہ ان کے لئے استغفار فرمائیں، اس لئے منفرت الہی ان کے شامل حال نہ ہوئی۔

صحابہ پر شیعہ کا تیسرا طعن | ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے کچھ افراد کو بائیں ہاتھ میں نامزد اعمال کرنے کے روزِ آخر کی طرف روانہ کیا جائے گا، میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عرض کروں گا۔

كنت عليه شهيدا ما جبن ان پر گواہ تھا، جب تک دمیت فیہم فلما تو فیتنی ان میں رہا جب تو نے مجھے لے لیا۔

كنت انت الرقيب عليهم (المائدہ ۱۱۷) تو قوسی ان پر نگراں تھا۔

حق تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائے گا، اگر یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

جواب | جو شخص بھی عقل و دین سے معمولی تعلق رکھتا ہے، اس پر یہ بات غنی نہ

ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چند افراد مرتد ہو گئے تھے جو کہ کفر پر مرسے یا نقل کر دیئے گئے، وہ بنو منیفہ، بنو قیس وغیرہ قبائل میں سے تھے، تمام صحابہؓ انہیں جن کے بارہ میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اوصاف صحابہؓ قرآن میں

۱۔ الفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واماوالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسولنا اولئك هم الصابرون •
والذين تبوءوا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة (الحشر ۸-۹)

دوسلے مہاجرین فقر و کجوائپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں، ایسی لوگ سچے ہیں، اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے ایمان لائے تھے ان کی مدد کرتے ہیں، ان کے ایمان لایکے ہیں وہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں، امداد کو جو دیا جائے اس پر حسد نہیں کرتے، ان کو کچھ ہے سبک ہو، مگر دوسروں کے لئے اشیاء کرتے ہیں۔

نیز فرمایا :-

۲۔ الذين هم من خشية ربهم هم مشفقون والذين هم بايات ربهم يؤمنون والذين هم بربهم لا يشكون والذين يؤتون ما اوتوا وقلوبهم وحلة انهم الى ربهم راجعون اولئك يبارك في الخيرات وهم لها سابقون

وہ جو اپنے رب کی خشیت رکھتے ہیں، اور اپنے رب کے احکام تسلیم کرتے ہیں، اور اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں کرتے، اور جو دیتے ہیں، دل میں ڈر رہے ہوتے ہیں انہوں نے رب کی طرف لوٹنا ہے یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں، اور نیکی

(المؤمنون ۵۷ تا ۶۱)

کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔

نیز فرمایا:-

۳۔ والذین معاشدوا علی الکفار رحماء بینہم تراحموا کما سجدوا یستغفون فضلا من اللہ ویرضوا ناسیجا ھم فی وجوھہم من اثر السجود ذلک مشہد فی التوراة و مشہد فی الانجیل کذریع اخریج شطائے فاذرہا فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یحجب الزنا و لیخفیظ بہم الکفار وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات منہم مغفرة و اجرا عظیما۔

(الفقرہ ۲۹)

نیز فرمایا:-

۴۔ وکن ذلک جعلنکم امتوسطا لتکونوا شہدا علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (البقرہ ۱۴۳)

نیز فرمایا:-

۵۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف

اور جو لوگ آپ کے ساتھ ایمان لائے، کافروں پر سختی میں اور آپس میں نرمی تم انہیں رکوع اور سجدے میں پاؤ گے، اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور اس کی رضامندی ان کی نشانی ان کے چہروں پر ہے سجدہ کے اخراجات سے قورات اور انجیل میں ان کی یہی صفت مذکور ہے، جیسے کہیتی نکالے اپنی سوتی پھر اس کو موٹی کرے، وہ اپنی جڑ پر کھڑی ہو جائے، کہیتی کرنے والے کو خوش لگتی ہے، تاکہ ان کے سبب کافروں میں خسر میں لائے، اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ مغفرت اور بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔

اسی طرح ہم نے تم کو افضل امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ ہو۔

تم انھل جو جو لوگوں کیسے لانے گئے، اچھا نیک کا حکم کرتے ہو، اور باز

وَتَهْمُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ تَوَمْتُونَ بِاللَّهِ
سے روکتے ہو، اور ان شر پر ایمان لاتے ہو۔

(آل عمران - ۱۱)

نیز فرمایا :-

۳۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحِبُّ الذّٰلِیْنَ
جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صفیں بنا کر، گویا کہ وہ سیرہ پلائی دیلا رہیں۔

یَقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهِ
کاتھم بنیان موصوف۔ (المعنا)

نیز فرمایا :-

۴۔ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
المہاجرین والافضار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعدا لہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدا فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم۔
(التوبة - ۱۰)

مہاجرین اور انصار میں سے سب سے پہلے اور جو اخلاص کے ساتھ ان کی اتباع کرتے ہیں خود ان پر راضی ہوا، اور وہ اس پر راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں، جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں، اس میں ہمیشہ رہا کریں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

نیز فرمایا :-

۸۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ
من قبل الفتح وقاتل اولئک اعطی درجۃ من الذین انفقوا منہ بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ احسنی۔
(الحديد - ۱۰)

فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے، اور لڑنے والے تم میں برابر نہ ہیں، بلکہ یہ ان لوگوں سے درجہ میں فائق ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا، اور لڑائی کی، اور ہر ایک سے اللہ اچھائی کا وعدہ کرتا ہے۔

نیز فرمایا :-

معذروں کو مستثنیٰ کر کے دوسرے
بیٹھ رہنے والے ایمان دار اور وہ
جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں
کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، برابر ہیں،
اللہ نے اپنے اسوئل اور اپنی جانوں کے
ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے
والوں پر فضیلت دی ہے، بڑے
اجر کی، اس کی طرف سے درجے ہیں،
اور مغفرت و رحمت، اور اللہ تعالیٰ
بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

مگر وہ مرد اور عورتیں اور بچے
جو کمزور ہیں کوئی حیلہ نہیں کر سکتے نہ
راستہ کی سوچہ رکھتے ہیں، ایسے
لوگوں کو امید ہے، اللہ معاف فرما
وے گا، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے
والا بخشنے والا ہے۔

اور دوسرے جو اپنے گناہوں
کا اعتراف کرتے ہیں، اور عمل صالح
اور عمل پرے دونوں کر چکے ہیں، امید
ہے، اللہ تعالیٰ ان پر رجوع
فرمائے گا۔

۹۔ لا یتوی القاعدون من
المؤمنین غیر اولى الضمیر و
المجاهدون فی سبیل اللہ
باموالہم وانفسہم فضل اللہ
المجاہدین باموالہم وانفسہم
علی القاعدین حدیثہ وکلا
وعدا اللہ الحسنی وفضل اللہ
المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما
درجۃ منہ ومغفرۃ ورحمۃ وکان
اللہ عفوا رحیما۔ (النساء ۹۵-۹۶)

تیز فرمایا :-

۱۰۔ الا المستضعفین من
الرجال والنساء والولدان
لا یستطیعون حیلۃ ولا یتدبرون
سبیلا۔ فاولئک عسی اللہ ان
یعفو عنہم وکان اللہ عفوا غفورا
(النساء ۹۸-۹۹)

تیز فرمایا :-

۱۱۔ واخرون اعترفوا بذنوبہم
خلطوا عملہما صالحا واخر سینا
عسی اللہ ان یتوب علیہم
(التوبۃ ۱۰۲)

نیز فرمایا:-

۱۲۔ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْإِيمَانِ
وَتَرَيْنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرِهَ
الْيَكْمُ الْكَفْرَ وَالْفُسُوقَ وَ
الْعَصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ
الرَّاشِدُونَ - فَضْلًا مِنَ اللَّهِ
وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ
(الحجرات، ۱)

مگر اللہ تعالیٰ نے ہی ایمان کو
تمہارا محبوب بنایا، اور تمہارے دلوں
میں اسے مزین کیا، اس نے کفر،
حدود شرعیہ سے نکلنا اور نافرمانی
کی تمہارے اندر نفرت پیدا کی
یہی، سعادت مند ہیں، یہ اللہ کا فضل
ہے اور اس کی نعمت اور اللہ جانتے
والا حکمت والا ہے۔

نیز فرمایا:-

۱۳۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ
الَّذِينَ آمَنُوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ
مُزَاقٌ كَرِيمٌ
(الأنفال، ۷۲)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور
ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جہاد
کیا، اور جنہوں نے جگہ دی، اور مدد
کی یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان
کے لئے مغفرت ہے اور باعزت
روزئی۔

نیز فرمایا:-

۱۴۔ اتَّخَذَ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ
وَأُفِدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيَدْخُلُهُمُ

جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن
پر ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو نہ
دیکھیں گے مگر ان لوگوں سے دوستی
رکھیں، جو اللہ اور اس کے رسول
کے مخالف ہیں، چاہے ان کے
باپ، یا بیٹے یا بھائی یا قبیلے والے

ہی کیوں ہوں، ان لوگوں کے دل میں
 الشرفایمان ثبت فرمایا ہے، اور
 اپنی روح کی تائید دی ہے۔ ان کو
 باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے
 نہریں بہتی ہیں، اس میں ہمیشہ رہا کریں،
 الشران پر رافعتی ہوا، اور یہ اللہ پر رافعتی
 اور یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، اور
 یہی کامیاب ہیں۔

جنت تجری من تحتہا
 الانہار خالدين فیہا
 رافعی اللہ عنہم ورضوا
 عنہ اولئک حزب اللہ
 الان حزب اللہ ہم
 المفلحون۔
 (المجادلة ۲۲)

نیز فرمایا:-

اسی نے تمہیں جن لیا ہے، اور
 تم پر دین میں کوئی حرج نہیں بنایا،
 یہ دین تمہارے باپ ابراہیم کی ملت
 ہی ہے، اسی نے تمہارا نام بیٹے سے
 مسلمان رکھا ہے، رسول تم پر گواہ ہوگا،
 اور تم لوگوں پر گواہ ہو گے، پس نماز
 قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ کے
 دین کو مضبوطی سے تھامو، وہی تمہارا
 مددگار ہے، وہ اچھا معاون اور بہتر
 مددگار ہے۔

۱۵۔ ہوا جنتا کم وما جعل
 علیکم فی الدین من حرج
 ملتہ اہیکم ابراہیمہ فوسمکم
 المسلمین من قبل لیکون الرسول
 شہیداً علیکم وتکونوا شہداء
 علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ واتوا
 الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ہو
 مولاکم فنعم المولیٰ ونعم
 النصیر۔
 (الحج ۷۸)

نیز فرمایا:-

لیکن رسول اور ایمان قبول کرنے
 والے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ
 جہاد کرتے ہیں، انہیں لوگوں کے

۱۶۔ لکن الرسول والذین آمنوا
 جاهدوا بأموالہم وانفسہم
 واولئک لہم الخیرات

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - ۱۷۸
اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ مَا خَالَهَا مِنْ قَبْحٍ ذَلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ -

(پ-۱۰ وکو ۱۷۸)

نیز فرمایا:-

۱۷۹- يَوْمَ لَا يَجْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ
يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
يُتْلَوْنَ سُبْحَانَ اللَّهِ لَمَّا تَوَارَآ
وَعَقَبُوا لَكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ -

(التحريم ۸۴)

نیز ارشاد ہے:-

۱۸۰- وَلَا تَقْطَعْ دَٰلِذِينَ يَدْعُونَ
سَاءَ لَهُمُ الْغَدَاةُ وَالْعَشَىٰ
يُعَذِّبُهُمْ مِنْ دُونِ وَجْهِهِ مَا عَلَيْهِمْ
حِسَابٌ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ يُصْهِبُكَ
عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتُطْرَدُ هُمُ فَتَكُونُ
مِنَ الظَّالِمِينَ -

(الانعام ۵۲)

نیز فرمایا:-

۱۸۱- قُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

لئے اچھائیاں ہیں اور نبی لوگ
کامیاب ہیں، اللہ نے ان کے لئے
باقات تیار کر رکھے ہیں، ان کے نیچے
نہریاں بہتی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے
یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

جس دن دروسا کرے گا اللہ تعالیٰ
نبی اور اس کے ساتھ ایمان لانے
والوں کو ان کا نور ان کے آگے داخل
دوڑ رہا ہو گا، کہتے ہیں اے ہمارے
رب ہمارا نور مکمل کر اور ہمیں بخش
بے شک آپ ہی ہر چیز پر قادر
ہیں۔

ان لوگوں کو نہ بھگائیں جو صبح
شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس
کی ذات ان کا مطلوب ہے، آپ
پر ان کا حساب بالکل نہیں ہے، اور
نہ آپ کے حساب سے کچھ ان پر ہے
کہ تو ان کو بھگاوے، اور ظالموں
سے ہو جائے۔

فرمائیں تم پر سلام ہو تمہارے

رب نے اپنے پر رحمت لکھی ہے جو
تم میں سے از روئے جہالت برائی
کرے گا، پھر اس کے بعد توبہ کرے
اور نیکی کرے، تو وہ بخشنے والا
مہربان ہے۔

يُكْرِمُ عَلَىٰ لِقَاكَ الرَّحْمَةُ إِنَّهُ
مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سَوْماً يَجْهَلُ
ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَاصْلَحَ
فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ -
(الأنعام ۵۲)

نیز فرمایا:-

یقیناً اللہ نے ایمان داروں سے
ان کی جہان اور ان کے مال خرید لئے
ہیں، اس میں کہ ان کے لئے بہشت
ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں بڑے
جس قتل کرتے ہیں، اور قتل کئے جاتے
ہیں، تو رات، انجیل اور قرآن میں یہ اللہ
کا پختہ وعدہ ہے، اور اس سے بڑھ
کر کون دعوہ پورا کر سکتا ہے، تم اس
بیع پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس
سے کی، اور یہ بڑی کامیابی ہے،

۲۰۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنْ
الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسِهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ
بِاَنْ لَّهُمْ الْجَنَّةَ يَفْعَلُوْنَ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ
وَعَدًا عَلَيْهِمْ فِي التَّوْرَةِ و
الْانجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ اَوْفَى
بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَمَا يَسْتَبْشِرُ وَا
بِیْعِیْكُمْ الَّذِیْ یَاۤیْعُمُ بِنَا و
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ -

(التوبة ۱۱)

نیز ارشاد ہے:-

ایمان داروں کو خوش خبری دیں
کہ ان کے لئے اللہ کی طرف بڑا
فضل ہے۔

۲۱۔ ونبشّر المؤمنین بان لهم
من اللّٰه فضلا کبیرا -
(یٰۤاٰۤرَکُوۡم ۲۱)

نیز ارشاد ہے:-

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ
میں ہجرت کی، قتل کئے گئے یا

۲۲۔ وَاَلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی
سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَتَلُوْا اَوْ مَاتُوْا

۱۰۔ دیر، قہار اللہ، سازگار، احسان دہان: اللہ! ہو خیر الوافین
نیں ختم ہر مدخل برضوہ
وان اللہ حلیم رحیم۔
(پ ۱۷ ع ۱۵)

ان کو اللہ تعالیٰ بہترین رزق دے گا
اور بے شک وہی اچھا رزق دینے والا
ہے، ان کو ایسی جگہ داخل کرنے کا جسے
یہ پسند کریں گے، اور اللہ جانتے
والا علم والا ہے۔

نیز ارشاد علی ہے:-
۲۳۔ وان یرید وان یجدک
فان حسبک اللہ هو الذی
ایدک بنصرہ وبالمؤمنین
والف بین قلوبہم لو انفق
ما فی الارض جمیعاً ما الفت
بین قلوبہم و لکن اللہ الف
بینہم انہ عزیز حکیم۔
(پ ۱۷ ع ۱۶)

نیز فرمایا:-
۲۴۔ لقد رضى الله عن
المؤمنین اذ بیایعواک تحت
الشجر فاعلم ما فی قلوبہم و
انزل السکینۃ علیہم واثابہم
فخاقم بیبا و مغانہ کشیدہ
یاخذ و ثوبا و کان اللہ عزیزا
حکیم۔ (پ ۲۶ ع ۱۰)

یقیناً اللہ ایمان داروں سے راضی
ہو چکا ہے، اس لئے کہ انہوں نے
درخت کے نیچے آپ سے بیعت
کی، اللہ ان کے دل کی بات جانتا ہے
اور ان پر سکینت اتاری، اور ان کو
قریبی فتح کا بدلہ دیا، اور بہت غلیمتیں
دیں، جو میں گئے، اور اللہ تعالیٰ غالب

حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے بارے میں جن کے حق میں قرآن پاک کی مذکورہ شہادتیں آپ نے ملاحظہ کیں۔ تاثر یہ کہتے ہیں یہ لوگ مرتد ہو گئے یا منافق تھے۔
(نعوذ باللہ)

یہ بہتر قرآن پاک کی تفسیریں بکثرت نکل کر نکلاں گے اس عقیدہ کا حامل انسان خدا تعالیٰ کے علم عواقب اور کا گویا انکار ہی ہے ایسی بات کوئی صاحب عقل و فراست اور کوئی صاحب دین و علم نہیں کہہ سکتا۔

صحابہ پر شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں صحابہ نے مخالفت کی کا جو تھا طعن کہ آپ کو باوجود طلب فرمانے کے قلم و دوات نہ لاکر دی بلکہ
کہا: اجماعاً مستفہمہ۔

جواب: یہ اعتراض تمام صحابہ کے حق میں نہیں ہو سکتا، انہیں لوگوں کے بارے میں کہا جا سکتا ہے جو حجرہ میں موجود تھے حجرہ میں اکثریت اہل بیت کی تھی وہ بھی دو فریق ہو گئے تھے، کچھ کہہ رہے تھے قلم و دوات لاکر دیں، ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا، بعض اس بارے میں توقف کر رہے تھے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی حالت میں کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے، جبکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہ امر جائز نہیں ہے، یا وہ یہی پوچھ رہے تھے کہ یہ امر پختہ ہے، اسی لئے انہوں نے کہا: اجماعاً مستفہمہ، یعنی اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو یا اس کا مکمل جواب پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

صحابہ پر شیعہ کا قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتثال اور امر کی بار بار تاکید پانچواں طعن مذکور ہے، مگر صحابہ نے اس بات کو بھلا دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے امتثال میں مستحکم کا مظاہرہ کیا، جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ

لما ارادوا من ان لا یؤثروا فی امتثال ما فیہ من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احادیث جہلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مذکورہ حدیث میں معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم میں باوجود جہلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتثال کیا جائے۔

جنگ خندق کے موقع پر جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا، مگر سدی کی شدت کی وجہ سے کسی نے جواب نہ دیا، آخر نام لے کر مجھے فرمایا اٹھو۔ مجبور ہو کر میں نے جواب دیا، آپ نے فرمایا کفار کا پتہ لگاؤ، وہ کیا کر رہے ہیں، میں جب باہر نکلا سدی کا مجھ پر مطلق اثر نہ ہوا، ان کے محاللات کا جائزہ لیا، اور واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اطلاع دی۔

جواب | یہ ایک خبر دی واقعہ ہے اس سے مطلقاً استدلال لینا کہ صحابہ کرام آپ کے فرامین مقدسہ کے امتثال میں سستی کرتے تھے، بالکل غلط استدلال ہے۔ اس موقع پر چونکہ صریح امر کسی کو نہ تھا، آپ نے اشارتاً ایک حکم دیا، بشیر کی کمزوری سے جواب میں توقف ہو گیا، صحابہ کرام جن کے پیروی احکام کو قرآن پاک ان الفاظ سے بیان فرماتا ہے۔
اولئک یسارعون فی الخیرات

یہ حضرات نیکوئیوں میں جلدی کرتے ہیں اور بڑھ چڑھ کھسکتے لیتے ہیں۔

اگر یہ اعتراض تھا کہ تمام صحابہ کرام دیر وارد ہو سکتا ہے، تو حضرت علیؓ پر بھی وارد ہو گا، کیونکہ وہ بھی صحابہ کرام میں داخل ہیں، آپ کے اہل بیت پر عمل کرنا ان پر بھی ضروری تھا، انہوں نے جواب کیوں نہ دیا۔

صحابہ کرام پر شیوع کا چھٹا طعن | صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
انا اخذنا بجز کھدھنا
عن النمار فتخلو منہ
فتقحمون فیہا۔
میں تمہاری کمزوری پکڑ رہا ہوں تاکہ جہنم سے بچ جاؤ، مگر تم مجھ سے غالب ہوئے جا رہے ہو، اور اس میں داخل ہوتے ہو۔

جواب | یہ خطاب صحابہ کرام میں سے نہیں ہے، اس کی مخاطب کوئی ایسی قوم ہے، جسے

اس روایت میں یہ وضاحت نہیں کہ صحابہ کرام میں سے کون سے تھے، جہذا افراد ہوں ان سے کہنا صحیح نہیں ہے، اس کا تعلق عام امتناع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا غلط طریق استعمال ہے۔

تلفظ: یہ شیعہ میں شیوع کہلاتا ہے، یہ روایت صحیح مسلم میں ہے، کتاب الباقی۔

دعوت اسلام دی جا رہی ہے، زیادہ لوگ ایمان قبول کر کے مرتد ہو گئے تھے یا سوائے القلوب میں سے کوئی گروہ ہے ہو سکتا ہے، منافقین میں سے کچھ افراد سے یہ مخاطب ہو، صحابہ کرامؓ سے یہ خطاب قطعاً نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کی صلح قرآن پاک میں وارد ہے، نیز علیؓ بھی اسی جماعت صحابہ میں داخل ہیں۔
شیعوں کا صحابہ کرامؓ پر سابقہ اٹھنا صحیح مسلم میں ہے۔

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فتحت عليك خزائن فارس والروم تتنافسون ثم تتحاسنون ثم تتنازعون ثم تتباغضون
عبداللہ بن عمرو بن العاصی نے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے اوپر فارس اور روم کے خزانے فتح ہو جائیں گے، تم حریص بن جاؤ گے، اور حسد کرو گے، پھر ایک دوسرے کی مخالفت کرو گے اور بغض رکھو گے۔

جواب اس حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو فتوحات کے مواقع پر تنافس، تحاسن اور تباعض ترک کرنے کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں، انشا کی جگہ عربی میں جملہ خبریہ بھی اکثر آجاتا ہے، ہمزہ مخدوف مانا جائے، اور استفہام کا معنی پیدا ہوئے بھی ہو سکتا ہے۔

نیز میر جمیع صحابہؓ سے خطاب صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ایک دوسری روایت میں الفاظ قبل کا اضافہ ہے۔

ثم تنطلقون الى مساكن المهاجرين فنجعلون بعضهم على رقاب بعض
پھر تم مہاجرین کے گھروں کی طرف دوڑو گے، پھر بعض کو بعض کی گردنوں پر سوار کرو گے۔

لہذا مذکورہ روایت کی بناء پر جمیع صحابہؓ کو مطمئن کرنا درست نہ ہے۔

ملہ کتاب الزہد ص ۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹

صحابہ پر شیوعہ کا استھوال طعن | حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں :-
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اذى عليا فقد اذاني - جس نے علیؑ کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی۔

تمام صحابہؓ نے علیؑ کو ایذا دی، اس سے دشمنی اور جنگ کی، ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کے فرزند کو بھیجا کہ علیؓ سے بیعت کے لئے کہے، علیؓ نہ آئے، عمرؓ غضبناک ہو گیا، لوگوں کو کہا سکرطیاں اٹھاؤ، وہ علیؓ کے دروازہ پر آئے اٹھانے دی، دروازہ کھولا، دروازہ توڑ دیا، اور چلا یا، فاطمہؓ باہر آئیں، اپنے ابا کا نام یاد کیا، عمرؓ نے تلوار اٹھائی، اور فاطمہؓ کے پہلو کی طرف چلائی، علیؓ کو کہا بیعت کرو، اگر تم بیعت نہیں کرو گے، میں قتل کر دوں گا۔ صحابہؓ نے بھی اس پر اتفاق کیا، اور علیؓ اور دخترِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا استحقاق کیا، اور آپؐ کی رحمت، آپس پشت ڈال دی، جواباً یہ قطعہ نازل ہوا، فرما رضی عنہ ہے، صحابہؓ علیؓ کی تعظیم کرتے تھے، ان سے اور ان کی اولاد سے محبت رکھتے تھے۔ شکلِ اوقات میں علیؓ کے ساتھ معاون اور مددگار تھے۔

قال عبد الرحمن بن شہد، نامیقین مع علیؓ فی شان ماست من باہج بیعة الرضوان قتل منهم ثلاث وستون - عبد الرحمن کہتا ہے، بیعت رضوان میں شامل ہونے والوں میں سے آٹھ سو جنگ صفین میں علیؓ کے ساتھ تھے، اور اس بوتلہ پر ان میں سے تیسٹو شہید ہو گئے۔

ان بزرگوں میں حضرت عمار بن یاسر بھی تھے، مہاجرین اور انصار میں سے ایک جم غفیر ان کے ساتھ تھے، حضرت علیؓ نے اپنے خطبوں اور اپنے خطوں میں اس کی خود گواہی دی ہے، ابو بکرؓ بھی علیؓ سے محبت رکھتے تھے، ان کے فضائل و سوانح کے قائل تھے دار قطنیؒ روایت فرماتے ہیں

سے در قطنیؒ کے معنی یہ آئندہ السنہ میں نہیں آئی، درسی کتاب میں یہی مدخلہ ۱۲۔

عن الشعبي انه قال بينا ابو بكر جالس
اذ طلعت علي بن قناراً قال من سواه
ينظر الى اعظم الناس منزلة واقرب
وانضله حالة واكثره عنايته
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم
فلينظر الى هذا الطالع
حضرت عمرؓ بھی ان کی تعظیم و توقیر فرماتے تھے، امام طحاویؒ روایت کرتے ہیں۔

عن سعيد بن المسيب قال
قال عمر لا يتم شرف الا بولاية
علي بن ابي طالب
سعيد بن المسيب فرماتے ہیں عمرؓ
نے کہا علیؓ کی دوستی کے بغیر شرف تمام
ہیں ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کی جنگوں سے پیچھے رہنے پر انھوں نے کیا کرتے تھے۔

طبرانیؒ "معجم الاوسط" میں اور بنار "مباہرنا" میں روایت کرتے ہیں، جب حضرت عبداللہ
بن عمرؓ کو پتہ چلا کہ حسینؑ عراق جارہے ہیں، عزم سے روانہ ہو کر قیسی منزل پر حسینؑ کو ملے
اور فرمایا کہاں جارہے ہو؟ حسینؑ نے فرمایا عراق جارہا ہوں، عراقیوں کے خطوط کھائے
اور ان کے بیعت کرنے کا حال سنایا، ابن عمرؓ نے فرمایا وہاں نہ جاؤ، ان کے خطوط کا
اعتبار نہ کریں، میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے اور دنیا کو آخرت سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا، آپ
نے آخرت کو اختیار کیا، آپ بھی جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ تعالیٰ نے
آپ کو دنیا سے آخرت کے لئے باز رکھا، ابن عمرؓ کے کہنے سے حضرت
حسینؑ نہ طے نہیں ہوئے، ابن عمرؓ نے انہیں روک کر اپنے بازوؤں میں لیا،
اور رخصت کیا۔

لے دیکھئے الاستبصار ج ۲ ص ۲۷۷، کنز الدقائق فی لم اقلہم علی الفتنہ الباقیۃ الخ۔ یعنی
مجھے تمام کلمات نہیں ہو کر علیؑ کے ساتھ ہو کر رہی کرو، ص ۲۷۸۔

دور خلافت خلفاء ثلاثہ میں اصحاب کا علیؑ کے ساتھ مخالفت ثابت کرنا و افضل کا حضرت علیؑ کا طرز عمل افضل ہے اور صحت۔

خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں ہے، علیؑ سے ابوبکرؓ کی بیعت میں معمولی توقع تھا، وہ اس وجہ سے تھا کہ علیؑ کہتے تھے، میں مشورہ میں شریک کیوں نہ کیا گیا۔ ورنہ ہم بھی ابوبکرؓ کی فضیلت جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے دین کے لئے انتخاب فرمایا ہم انہیں دنیا کیلئے کیوں نہ انتخاب کرتے، حضرت علیؑ ساری زندگی خلفاء ثلاثہ کی پیروی کرتے رہے، لوگوں میں ان سے تعادل کیا، وہی اور دنیاوی مشغولوں میں ان کے شریک اور مشیر رہے، آخر زندگی تک ابوبکرؓ کو عمرؓ کو جمیع مسلمانوں پر اور اپنے آپ فضیلت دیتے رہے اس کا اظہار نجی جلسوں میں اور برسرِ منبر فرمایا، اگر کسی نے ان کے سامنے علیؑ کو شیخین پر فضیلت دی، اسے فوراً ڈانٹ دیا۔ اور فرمایا اگر کسی نے ایسا کہا میں اس پر صاف فخر لگاؤں گا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت تک علیؑ کی صحابہ کرام کے ساتھ کوئی مخالفت اور نزاع پیدا نہ ہوئی، اگر ایسا ہوتا تاریخ اسلامی اس سے بھر پور ہوتی جیسا کہ علیؑ اور معاویہؓ کے مابین منازعات جو اتر مذکور ہیں۔

اسلامی حکومت میں پہلا رخسہ | اسلامی حکومت میں پہلا رخسہ جو واقع ہوا یہ تھا کہ چند اداہش اور آوارہ جمیع ہوئے اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا حضرت عثمانؓ نے لڑائی کی اجازت نہ دی، اور فوجت یہاں تک جا پہنچی کہ یہ آگ بڑھتی رہی اس وقت جتنا لوگ مدینہ میں موجود تھے اس آگ کو بجھانا چاہتے تھے۔ ان کے بس میں نہ رہا، حضرت عثمانؓ کے قاتل خود کو حق پر کہتے تھے۔ اور خلیفہ شہید کو باطل پرورہ اس قتل پر فخر کرتے تھے، اکابر صحابہؓ طلحہؓ و زبیرؓ نہ کعب بن بشرؓ، عمارؓ بن سلمہؓ و غیرہ و غیرہ اس قتل پر متاسف تھے، اور قتل عثمانؓ کو ظلم قرار دیتے، اور با عینوں کو ظلم کہتے، یہ بات جب با عینوں تک پہنچی، انہوں نے ان بزدلوں کو سزا دینا چاہی، انہوں نے ان کے شر کے خوف سے مخالفت اطراف میں چلے گئے۔

جنگ حبل کا پس منظر | طلحہؓ اور زبیرؓ مکہ چلے گئے، ام المؤمنین عائشہؓ بھی حج کے لئے مکہ گئی ہوئی تھی، وہ دونوں مکہ میں آپ سے ملے، اور کہا ہم اعراب کے شر سے ڈر کر یہاں آئے ہیں، اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جائیں، تو ہو سکتا ہے، وہ لوگ آپ کلمہ المؤمنین ہونے کی وجہ سے آپ کا احترام کریں، انہوں نے مشورہ قبول نہ کیا، طلحہؓ اور زبیرؓ غصے سے استعلا کیا۔

الاخيد في كشيد من غجوا هيد
الامن امر لبعيد قة او معدوت
ان کے اکثر سرگوشیوں میں خیر نہ
سے، الایہ کہ صدقہ کا حکم دے یا نیکی کا
یا لوگوں میں اصلاح کا۔

اس کے بعد عائشہؓ نے مشورہ قبول کیا، اور کسی ایسی جگہ جا تا چلا، جہاں ان باغیوں کا اثر و رسوخ نہ ہو، اس مقصد کیلئے بصرہ کا انتخاب ہوا۔

حضرت عثمان کے قتل کر دینے کے بعد باغیوں کو مسلمانوں کے انتقام کا اندیشہ تھا، انہوں نے خیریت یہ بھیجی کہ حضرت علیؓ کے دامن میں پناہ لیں، چنانچہ علیؓ سے انہوں نے بیعت کی، اس وقت علیؓ کے مثل دوسرا کوئی موجود نہ تھا، قبول خلافت فرما کر کفایہ اور دین کی مہمات سے ہے، اس لئے علیؓ نے ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے خلافت قبول کر لی، ان لوگوں نے بھی بیعت کی، مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے۔ بھی مکرینہ میں موجود تھی، بیعت کی، حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی اس وقت مدینہ میں موجود تھے، اور علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے، علیؓ نے مذکورہ اوباشوں سے انتقام اور بدلہ لینے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔

عائشہؓ طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ بصرہ کو روانہ ہو گئیں، علیؓ کو اطلاع ملی کہ عائشہؓ مدینہ اور مسلمانوں کی ایک جماعت بصرہ کی طرف بھاڑ رہی ہیں، علیؓ نے حضرت قنقاعؓ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روانہ کیا، قنقاعؓ پہنچے حضرت عائشہؓ کو ملے اور سلام کے بعد کہا، اے ماں آپ کس وجہ سے اور تشریف لائیں، صدیقہؓ نے جواب فرمایا، بیٹے لوگوں میں اصلاح کے ارادہ سے۔ عائشہؓ نے قنقاعؓ کو طلحہؓ

اور زیرِ نعل کے پاس بھیجا قلعہ دار نے ان سے پوچھا صلح کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟
دو دنوں نے کہا عثمان بنی کے قاتلوں سے قصاص لینا چاہیے قلعہ دار نے جواب دیا مسلمانوں
کے باہمی اتفاق اور صلح کے بعد ہی یہ ممکن ہے، دو دنوں نے جواب دیا، ہمیں یہ بات
منظور ہے، حضرت قلعہ دار نے تمام واقعات علیؑ کو پہنچا دیئے، علیؑ نہ بہت خوش
ہوئے، اور دو دنوں فریق صلح پر خوش اور راضی تھے، علیؑ نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو سلام
بھیجے، اور اسی طرح جواب میں انہوں نے پیغام سلام بھیجا، تاہم درمیان اکابر رہے تھے
اس اثنا عبداللہ بن سبا منافق یہودی نے باغیوں سے ایک دلت باہمی مشورہ کیا اور
کہا تمہاری خیریت اس میں ہے، اگر ان کے درمیان صلح نہ ہونے دو، کل صبح صلح ہونے
سے پہلے ہی تم جنگ و قتال شروع کر دو، چنانچہ انہوں نے رات کے پچھلے حصے سے
لڑائی شروع کر دی، دوسرے فریق کی طرف سے بھی جوابی اقدام کیا گیا، یہ جنگ جل
کے نام سے مشہور ہوئی، فریقین میں سے کوئی بھی قتال کرنا نہ چاہتا تھا، یہ محض ابن
سبا کی شرارت اور خواہش کا نتیجہ تھا۔ د قرطبی اور جہود علماء نے اسی طرح
کہا ہے۔

جنگِ جمل بغاوت کا نتیجہ نہ تھی | اس جنگ میں تیرہ ہزار مسلمان مارے گئے تھے، طلحہؓ
اور زبیرؓ بھی شہید ہو گئے، ہمارے اس ادعا پر کہ حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ باغی
نہ تھے، بلکہ اصلاح کیلئے اصرار تشریف لائے تھے یہ دلیل ہے۔

قال ابوہریرۃ ان رسول	ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی حراً و هو ابوبکر و عمار و عثمان	آپ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ
و علی و طلحہ و الزبیر	علیؑ اور طلحہؓ و زبیرؓ چٹان نے
فخرجت الیہ فقال رسول	حرکت کی، آپ نے فرمایا آرام کر۔
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھداً فہا	تھہر، بنی ہے یا صدیقؓ
علیک الا نبی و صدیق و شہید و مسلم	یا شہید ہیں۔ (مسلم)

نیز مسنن ابن ماجہ میں ہے۔

عن سعید بن زید قال اشہد
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انی سمعہ یقول ان ثبت
حرادۃ فاعلیک الانبیاء وصدیق
اوشہید وعدہ ہر ما رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر
وعمر و عثمان وعلی وطلحہ والزبیر
وسعد و ابن عوف و سعید

سعید بن زید فرماتے ہیں میں
شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ
نے فرمایا اے حراۃ کلمہ، تجھ پر نبی یا
صدیق، یا شہید ہی ہیں، شمار کیا کہ اس
وقت حراۃ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ،
زبیر، سعد، ابن عوف اور سعید
بن زید تھے۔

بن زید ہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو شہید فرمایا، معلوم ہوا
وہ باغی نہ تھے، بلکہ ابن سبا یہودی کے گروہ کے ہاتھوں مظلوم شہید ہوئے۔
حضرت معاویہؓ کا علیؓ سے نزاع اس وقت معاویہؓ شام میں تھے، وہ بھی حضرت
علیؓ سے رونا نہ چاہتے تھے، ان کا مطالبہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو سپرد کریں،
یا ان کو اپنے پاس سے بھاگادیں۔ علیؓ جب کامیاب ہو کر جنگ جمل سے فارغ ہوئے،
اس کی اطلاع معاویہؓ کو بھی ہو گئی۔ وہ مجبوراً شام سے نکلے اور صر سے امیر المؤمنین علیؓؓ
نے بھی کوچ کیا، اور یہاں فرات پر آنا سامنا ہوا، علیؓ نے بشر بن عمرو بن حفص انصاری
کو جمعیت دیگر افراد حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا تاکہ انہیں، طاعت امام کی دعوت دیں۔
بشر نے کہا میں تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں، مسلمانوں میں الفراق نہ پیدا کریں، اور خون

سلسلہ بابۃ اہل المعروف و المنکر۔

کے واسطے ۲۰ سالہ میں ہے۔ شام میں اس وقت جو حکمرانوں کے ہاں تھے، انہوں نے عثمانؓ کے خون
کا مطالبہ کیا، اور عثمانؓ کی اولاد کو بھی، علیؓ نے روئے کھنکھائی، طاعت میں کہا اور پھر عثمانؓ کا دینی سرے پا میں
دعویٰ کر کے اس کے بعد حضرت مطہر کے مطابق فیصلہ کیا، یہاں تک کہ وہاں ان کی مبارک خاکیں گرا دیں اور ان کے
چند لاکھ روئے بھی گرا دیں اور پھر ان کے شہداء کو بھی، ان کے خون کو بھی، حضرت عثمانؓ کے قتل سے صبر ہوا
کو اس اجتہاد میں حضرت علیؓ کی رائے صحیح تھی، اہل سنت کس پر قطع ہے اجتہاد۔

ریزی نہ ہونے دیں، معاویہؓ نے کہا میرا علیؓ سے صرف ایک مطالبہ ہے، یہ کہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے سپرد کر دے، بشرطہ فیروا پس ہوئے اور علیؓ کو مطالبہ پہنچا دیا، حضرت علیؓ نے قاتلین عثمانؓ زد کیے جس کا سبب یہ تھا ان کے خیال میں ایسا کرنا خلافت میں اضطراب کا باعث ہو گا۔ انہوں نے بہتر یہ سمجھا کہ تمام مسلمان خلافت پر متفق ہو جائیں، استحکام کے بعد باغیوں کی قوت کمزور پڑ جائیگی، اور ان پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو گا۔ چنانچہ نتیجہ البلاغتہ میں ہے۔

”حضرت علیؓ کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا آپ قاتلوں سے انتقام لے لیں تو بہتر ہو گا۔ علیؓ نے کہا اے بھائی میں اس پر قوت نہیں رکھتا، یہ لوگ قوت میں ہیں اور میرا غالب نہ ہو گا۔“ حضرت علیؓ نے اس مطالبہ کے تسلیم سے توقف کیا معاویہؓ نے سمجھا کہ علیؓ باغیوں کی حمایت کر رہے ہیں، اس لئے ان سے لڑنا واجب ہے، کیونکہ حضرت عثمانؓ کے قاتل ظالم ہیں، اور حوران کی مدد کرتا ہے، وہ بھی انہیں کی طرح ہے، اس سے معلوم ہوا، معاویہؓ نے خلافت کے لئے جنگ نہیں کی، وہ بھی علیؓ کی مخالفت کے معتقد تھے۔ بعض کہتے ہیں، ”ابتداء میں حضرت معاویہؓ نے قاتلوں کا مطالبہ کیا تھا، بعد میں خلافت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا، ان کے خیال میں حضرت علیؓ کی مخالفت صحیح نہ تھی، کیونکہ باغیوں کی بیعت علیؓ کے ساتھ خیر معتبر ہے، اہل حل و عقد میں سے جن بزرگوں نے بیعت کی طلحہ وغیرہ وہ ان سے جبرائی گئی تھی، اور اسی لئے انہوں نے بیعت توڑ دی“ معاویہؓ نے یہ حدیث بھی سن رکھی تھی۔

اذا صلحت المناس فانق
جب تو لوگوں کا بادشاہ بنے تو
ان سے نرمی کرنا۔

اس حدیث سے انہیں خلافت کی طمع پیدا ہوئی، اور اہل شام سے بیعت لی۔

حضرت معاویہؓ کی اجتماعی خطاوں بہر حال اس معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے اجتہادی غلطی ہوئی۔ باغیوں کی حضرت عثمانؓ پر زیادتی مسلم ہے، جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے، اور حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے، اور انہوں نے بیعت کر لی، تو بغاوت خلیفہ

ختم ہو گئی، اس حضرت عثمان کا قصاص لینا باقی رہ جاتا ہے، تو اس کا مطالبہ دیا کر سکتے ہیں۔ اور یہ امام کی ذمہ داری ہے، اگر وہ مطالبہ کے بعد قصاص لے، بشرطیکہ کسی متین شخص یا شخص خاص پر قتل کرنا ثابت ہو جائے، اور امام بھی بدلہ لینے پر قدرت رکھتا ہو۔ بالفرض اگر امام قصاص لینے میں سستی بھی کرے، تو بھی اس وجہ سے اس کے ساتھ قتال جائز نہیں ہے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ اہل عمل و عقد سے زبردستی بیعت لی گئی یہ باطل ہے، حقیقت یہ ہے تمام مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم حضرت علیؑ کی فضیلت کے قائل تھے، یہی وجہ ہے کہ علیؑ نے معاویہؓ کے دعویٰ کے خلاف یہ دلیل دی کہ میری بیعت تم پر لازم ہے، اچھا ہے، تم شام میں ہو، اس لئے کیرے ساتھ بھی مہاجرین و انصار کی اس جماعت نے بیعت کر لی ہے، جنہوں نے البرکۃ اور عمرہ کے ساتھ بیعت کی تھی، اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت برحق تھی، اور حضرت معاویہؓ باطل پر تھے اور بغاوت کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کو فرمایا تھا: **تَقْبَلُكَ الْفِتَّةُ الْبَاغِيَّةُ** تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

اس نزاع نے ایمان چوں کہ حضرت معاویہؓ کا ارادہ بغاوت کا نہ تھا، بلکہ طلب قصاص معاویہؓ پر کوئی اثر نہ ڈالا، کی بنا پر ایک اجتہادی غلطی کے مرتکب ہوئے، اس میں ان کو ایک ثواب ملے گا، اس بنا پر معاویہؓ اور ان کے ساتھی گنہگار نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ اگر بالفرض حضرت معاویہؓ نے عداوت اور دیدہ دانستہ بغاوت کی تھی، تو بھی ان پر اس وجہ سے کفر کا فتویٰ عاید نہیں کیا جاسکتا، کہ پھر قرآن پاک کی اس آیت سے انکار لازم آتا ہے:-

أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ	جو کچھ اللہ کی طرف سے آراہ رسول
إِلَيْهِ مِنْ دُونِهِ وَالْمُؤْمِنُونَ	اس پر ایمان لایا۔ اور ایمان والے
كُلٌّ أُمِنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ	ہر ایک اللہ پر ملائم، کتابوں اور

ملہ صحیح بخاری جلد ۴۳ باب التَّوَكُّلِ فِي بَدَأِ السَّجْدَةِ

کتابہ و رسالہ الایۃ (المقرۃ ۲۸۵) رسولوں پر ایمان لانے۔

اس آیت مبارکہ اور دیگر آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ جو شخص حق تعالیٰ ملائکہ، کتب اور رسولوں کا عقیدہ رکھے اور ایمان لائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو تسلیم کرے، وہ مومن ہے، کسی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہو جاتا۔

اگر حضرت مہاویر خداؤں کے ہمراہیوں پر کوئی مصیبت ثابت ہو جائے تو آیت ذیل کے مصداق قرار پائیں گے۔

وَأَخْرَجُوا عَنِ آلِهِم
خُلُطًا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِر
سَيِّئَاتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ
بِتَوْبِهِمْ عَلِيمٌ
خَذَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَقًّا
لِطَهَارِهِمْ وَتُزْكِيهِمْ
بِهَا وَصَلَّ
عَلَيْهِمْ إِنْ صَلُّوا
لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ (التوبة ۱۰۲)

وہ لوگ جو صالح اور برے اعمال
ملاچکے ہیں، امید ہے اللہ تعالیٰ ان پر
رجوع فرمائے گا، بے شک اللہ
بخشنے والا مہربان ہے، ان کے
مالوں کا صدقہ لیں، ان کو پاک کریں،
اور تزکیہ فرمائیں، ان کے حق میں دعا
کریں، آپ کی دعا ان کے لئے
سکون کا باعث ہوگی، اور اللہ سنتے
والا جاننے والا ہے۔

نبی اللہؐ میں حضرت امیر المومنین سے یہ روایت منسوب ہے۔

إِنَّمَا أَصْبَحْنَا نَقَاتِلَ إِخْوَانَنَا
فِي الْإِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ فِيهِ
مِنَ الزَّيْغِ وَالْأَعْوَجَاجِ وَ
الشُّبُهَةِ وَالْتَوَامِلِ

ہم اپنے اسلام کے بھائیوں سے
ٹپڑ پڑے ہیں، اس زلیغ و ٹیڑھ
اور شبہ و تاویل پر جو اس میں
موجود ہے۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ۔

حضرت معاویہ اسلام میں داخل تھے اللہ یہ جنگ شہید و خطا کی بنا پر سختی، نہ کہ لغت اور عناد کی بنیاد پر۔

نزار معاویہ و علیؓ میں معاویہؓ میں سے حضرت معاویہؓ کے ساتھ چند گنتی کے افراد دیگر صحابہ کرام کا طرز عمل تھے، اکثر حضرت علیؓ کا ساتھ دے رہے تھے، انھیں کہہ دیا کہ اگر آپؓ کا قتل ہو جائے تو معاویہؓ میں سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری جانبدار ہو گئے تھے، اکثر علماء کا خیال ہے کہ ان بزرگوں نے قتال بن المسلمین کی مخالفت کے عموم سے استدلال کیا، مگر محققین کے نزدیک ان کے الگ ہونے کی وجہ یہ نہیں، کیونکہ امام حق کے ساتھ ہو کر اس کے مخالفت سے طرنا شرع میں جائز ہے، اور قتال بن المسلمین کی اپنی عام سے یہ مستثنیٰ ہے، علیؓ کا امام حق ہونا مذکورہ بزرگوں پر مخفی نہ تھا، اصل وجہ وہ احادیث میں جنہیں یہ لوگ اپنے کافوں سے سن چکے تھے، اور ہم تک بھی، وہ احادیث باسانید متواترہ پہنچی ہیں، کتب متداولہ میں ان احادیث کے متون درستی سے زیادہ مذکور ہیں، اور سائید کے طرق اساطیر شمس سے باہر ہیں۔

قال لقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ستکون فتنۃ
المقاعدا فیہ خیر القاشیر۔
ایک فتنہ ہونے والا ہے، اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہے۔

کیا علیؓ کے ہمراہی بے جا؟ اس حدیث سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ علیؓ کے ساتھی قتال کر رہے تھے؟ بے جا طوالی کر رہے تھے، عا شا و کلا ایسا گمان کیسے کیا جاسکتا ہے، واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا عمار تقتلک الفتنۃ
الباخیۃ فدا عوہد الی الجنۃ
وہی عونک الی الناس۔
اے عمار تجھے باغی گرد قتل کرے گا تو اللہ کو جنبت کی دعوت دے گا اور وہ تجھے جہنم کی دعوت دیں گے۔

۱۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۵۹، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹، کنز العمال ج ۱ ص ۲۵۹۔

۲۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۵۹، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۹۔

حضرت عمارؓ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے۔

حدیث عمارؓ کفر معاویہؓ پر دلیل نہیں بن سکتی ہے | اس حدیث سے حضرت معاویہؓ کے ہمراہیوں کا کفر بھی ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتنہ یا غیرہ کا فتنہ قرار دیا ہے، رد کہ فتنہ کافرا کا انار کی دعوت کا مقصد ہے کہ وہ امام حق کی بغاوت کی دعوت دیں گے، جو کہ معصیت اور گناہ ہے، مگر اجتہادی غلطی کی بنا پر یہ دعوت تھی، اس لئے وہ لوگ معذور ہیں چونکہ بغاوت بذات خود معصیت اور گناہ ہے، اور معصیت کی سزا نار ہو سکتی ہے، اس لئے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَرَّبٰی

ایک سوال | امام حق کے ساتھ ہو کر بڑا عبادت ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجموعیت سے تنوید کا حکم کیوں دیا؟

جواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر فرامست سے جان لیا تھا، کہ یہ فساد ختم نہ ہوگا، جیسا کہ ہم سننے کی تفسیر سورۃ قدر ذکر میں فرمایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو امیہ

ان النبی صلی اللہ علیہ

آپ کے منبر پر دکھائے گئے آپ کو یہ

وسلہاری بنی امیہ علی

بات بری لگی اس وقت انا عطیناک

منہجہ ضارۃ ذلک فزلت

اکھوڑ سورۃ اتری یعنی اے محمد صلی اللہ

انا اعطیناک الکوشیامحمد

علیہ وسلم ہم نے آپ کو بہشت میں ایک

یعنی نہرا فی الجنۃ و نزلت

نہر دی ہے اور سورۃ قدر اتری،

انا انزلناک فی لیلۃ القدر

یعنی ہم نے اے لیلۃ القدر میں اتارا

وما ادنک مالیلۃ القدر لیلۃ

لیلۃ القدر کیا ہے ابزاراف سے

القدر خیر من الف شہر

بہتر۔ اے محمد آپ کے بعد اس کے

یحکمہا بعدک بنو امیہ یا محمد

بنو امیہ ملک نہیں گئے، قاسم بن

قال القاسم بن الفضل صدقنا

فضل کہتا ہے ہم نے اسے شمار کیا

فاذا هی الف شہرا لا یزید

ولا ینقص ما دانا القمذیؑ۔ تو ہزار ماہ بنا۔ خداوند کم۔ (درمذی)
چونکہ ان لڑائیوں میں شرکت کا کوئی فائدہ نہ تھا اس لئے آپ نے قعود کا حکم فرمایا اور
اسی وجہ سے حضرت حسنؑ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی تھی۔

غرض یہ کہ صحابہ کرامؓ اس لڑائی میں بین فریق تھے اکثر علیؑ کے ساتھ تھے ایک جماعت
دوئوں طرف سے الگ ہو گئے بعض مذکورہ کی وجہ سے مگر یہ بھی علیؑ کے مناقب بیان
کرتے رہتے تھے اور انہیں ہی خلافت کا مستحق سمجھتے تھے البتہ چونکہ ایک کے کلام
سے خلافت کے بارے میں شبہ کا پتہ چلتا ہے یہ لوگ بھی عمل طعن نہیں ہیں۔

حضرت معاویہؓ کے ساتھ صحابہؓ میں سے چند آدمی تھے مگر ان میں بھی اکثر
دعویٰ قتال سے رجوع کر گئے تھے اور لڑائی کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ البتہ وہ حضرت
معاویہؓ کی معیت میں رہے کیونکہ انہیں قاتلین عثمانؓ سے خوف لاحق تھا اس کے
باوجود وہ لڑائی میں حصہ نہ لیتے تھے۔

تراجع معاویہؓ و علیؓ سے مخالفت عدوت اس سے معلوم ہوا کہ ان ملامت
با بھی صحابہؓ و دیگر استدلال پائل ہے اسے یہ ثابت کرنا صحیح نہیں
کہ صحابہؓ میں باہمی عدوت و بغض تھا ان کے متعلق ایسا تصور کرنا قرآن پاک
کی آیات مبارکہ کے انکار کے مترادف ہے۔

اب اذ کنتم اعداء قالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ
اخوانا۔
جب تم دشمن تھے خدا تعالیٰ نے
تمہارے دلوں میں اتفاق پیدا کیا اور
اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی
بن گئے۔

(آل عمران ۱۰۳)

نیز فرمایا ہے۔

لہ جامع ترمذی کتاب التفسیر باب من حورۃ لیلۃ القدر۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس میں جو صحت ہی صحابہؓ
ماد کی مجموعہ ہے اور وہ صحیحہ اس مسئلہ کے علاوہ کم نہیں جانتے تھے۔ حافظ مزی نے اس
مجموعہ کو منکر کہا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کا اضطراب ثابت کیا درج ذیل تفسیر لغویہ
شرح ۲ ص ۲۵۵ ترمذی ص ۲۱۷ - ۲۱۶:

۱۲۔ والفت بین قلوبہم ولو
انفقت ما فی الارض جمیعاً
ما الفت بین قلوبہم ولكن الله
الفت بینہم۔
(الانفال ۶۳)

اور ان کے دلوں کو متفق کیا آپ
تمام زمین کی چیزیں خرچہ کڑا سکتے
تو ان کے دلوں میں اتفاق نہ پیدا
کر سکتے، مگر اللہ نے ان کے مابین
تالیف کر دی ہے۔

۱۳۔ نیز فرمایا۔

رحمہم بینہم (الفقر ۲۹)

اپس میں رحمدل ہیں۔

۱۴۔ نیز فرمایا۔

الذین ان مکناہم فی الارض
اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ
وامروا بالمعروف ونہوا عن
المنکر (الحج ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین میں
اقتدار دیں، تو نماز قائم کریں گے،
زکوٰۃ دیں گے، اچھائی کا حکم کریں گے،
اور برائی سے منع کریں گے۔

یہ کمالات واضح دلیل ہیں اس پر کہ روافض کے بیان کردہ مطاعن صحابہ کرام نہ
پر جھوٹ ہیں، اس لئے کہ صحابہؓ کی تمکین فی الدنیا ابتداءً خلافت ابو بکرؓ سے تا خلافت
علیؓ جن میں سبکیہ تا خلافت معاویہؓ ثابت ہے، اگر منطقی قیاس کی رو سے اس کا تالی
یعنی اقامت صلوٰۃ ایتار زکوٰۃ، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر ان سے ثابت نہ مانا
جائے، جیسا کہ روافض کا خیال ہے، تو اس سے اللہ تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی
ہے، (نمود باللہ)

صحابہ کرامؓ نہ پر طعن کرنا
اپنے دین سے دشمنی ہے

صحابہؓ سے دشمنی رکھنا، اور ان کے بے شمار مناقب
کو فراموش کر کے چند واقعات کو غیاد بنا کر ان پر
طعن کرنا، اپنے دین سے دشمنی رکھنا ہے، ہونا تو ایسے چاہئے، اگر ان سے کوئی بات یا فعل
ثابت ہو جائے جو کہ بظاہر شرع کے خلاف ہے، تو اس کی تاویل کر دینی چاہئے، اور
ان کے متعلق حسن عن سے کام لینا چاہئے، اس لئے کہ اس جماعت کے لئے نیکی اور

خیر کی شہادت شرع میں ثابت ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

۱۔ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ
المؤمنون والمؤمنات بانفسهم
خيما. (النور ۱۲)

ایسے کیوں نہ ہوا کہ حبیبِ ایماندار
مرد اور عورتوں نے یہ بات سنی تو اپنے
بارہ میں ہچا لگان کرتے۔

ہنیز فرمایا:-

والذين جاءوا من بعدهم
يقولون ربنا اغفر لنا ولإخوتنا
الذين سبقونا بالآيمان
ولا تجعل في قلوبنا غلا
للذين آمنوا ربنا انك رؤوف
رحيم۔

وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے کہیں
گے، اے ہمارے رب ہمیں بخش، اور
ہمارے ان بھائیوں کو سچے ایمان
و اے گزر گئے، اور ہمارے دلوں میں
ایمان والوں کے بارہ میں کدورت
نہ بنا۔ یقیناً آپ ہی رؤوف اور

رحیم ہیں۔

(الحشر: ۱۰)

صحابہؓ پر شیعہ کا نالوں طعن | صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب
تک میری امت احوال و اوصاف میں کفار قلم و دھوکے کے برابر نہ ہو جائے گا۔“

جواب | اس حدیث سے صحابہؓ پر طعن کرنا غلط ہے، کیونکہ حدیث میں اُخراست
کے فساد کا بیان ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، جو کہ ظہور پذیر ہو چکا
ہے، ردِ افش کفارِ ناز کی طرح جو بھی بن چکے ہیں جو کہ تعددِ خالق کے قائل اور
تقدیر کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ غیر خدا کا ارادہ واقع ہوتا ہے، مگر ارادہ خدا واقع
نہیں ہوتا۔ اور بے غزنی سے کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ام والدہ دوسرے کے لئے
حلال کر دے جائز ہے، بعض اپنا کپڑا نمازیں پاک نہیں کرتے، اور یہ لوگ کفارِ دہم
یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح ہوئے، اہل حق کی تکفیر کرتے ہیں۔ رافضیوں میں بعض
غالی متعدد خداؤں کے قائل ہیں، جیسا کہ نصاریٰ عیسیٰ دریم کو خدا مانتے ہیں۔

اس قسم کی بیدوں چیزوں میں یہ لوگ اہل کتاب سے موافقت رکھتے ہیں۔

صحابہ پر شیعہ کا سوال طعن | صحیح بخاری میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تیری قوم کفر کے ساتھ قریب العہد نہ ہوتی، اور میں انکے

ولی انکار خطرہ نہ جانتا تو حکم کرتا کہ کعبہ کی عمارت گر کر احطیم کا حصہ اس میں داخل کر دیا

جائے، اور دروازہ زمین کے ساتھ پیوستہ کیا جائے، اور دروازے بتائے جائیں

ایک مشرقی طرف اور دوسرا مغربی سمت، کیونکہ یہی ابراہیمؑ کا مقام ہے، عائشہؓ کی قوم

قریش تھی، اس حدیث سے ان کی بد اعتقادی کا پتہ چلتا ہے۔

جواب | اس حدیث میں قوم عائشہؓ سے وہ لوگ مراد ہیں جو فتح مکہ کے روز اہل ان کے

مہاجرین اور ان کی اتباع کرنے والے مراد نہیں ہیں، کیونکہ وہ جاہلیت اور کفر سے بعید العہد

ہو چکے ہیں۔ فتح مکہ کے روز مسلمان ہونے والے دلوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ کام

نہیں فرمایا۔

اس حدیث کو بنیاد بنا کر جمیع صحابہؓ پر جن میں السابقون الاولون مہاجرین

والنصار بھی شامل ہیں، طعن کرنا معترض کے سوء اعتقاد کی علامت ہے۔

چھٹی فصل

تابعین، تبع تابعین، فقہاء محدثین اور جمیع اہل اسلام اہل سنت پر شیعہ کے

دارد کردہ مطاعن کا بیان اور ان کا جواب ہے، اس بارہ میں اشارہ اعتراض

دارد کئے جاتے ہیں۔

اہلسنت پر شیعہ کا پہلا طعن | قرآن پاک سے وضو میں پاؤں کا مسح ثابت ہوتا

ہے، مگر مذکورہ بالا اکابرین اہل سنت پاؤں دھوتے ہیں۔

جواب | قرآن میں اگر حکم پر نصب اور جرد دونوں قراتیں آئی ہیں، اس کا عطف

وایدیکیم پر ہے، درمیان میں جملہ دامحواہو یؤسکوہ الامانۃ ۱۶۷ آگیا کہ ترتیب وضو

۱۔ بارہنہ مکروہ فیہا جملہ ۲۱۵۔

کے استصحاب پر دلالت ہو اور جبکہ کی جبر و سک کے جوہر کی وجہ سے ہے، اچس سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہمارے اس بیان کی تائید متواترہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہیں، وچن سے پاؤں کا دھونا ثابت ہے، مزید تحقیق ہماری کتاب مندر الاحکام میں مذکور ہے، اس بلکہ امامیہ کے ذکر کردہ کچھ آثار کے نقل پر اکتفا کریں گے۔

۱۱۔ عیاشی نے علی بن حسن سے روایت کی ہے، کہ اباجہ ازیم سے میں نے پاؤں کے بارہ میں سوال کیا، تو انہوں نے کہا، پاؤں دھونے چاہیں۔

۱۲۔ محمد بن نعمان بروایت ابی نعیر امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے، کہ انہوں نے فرمایا، اگر تو سر کا مسح کرنا بھول گیا، اور پہلے پاؤں دھو لے، تو سر کا مسح کر، اور پھر پاؤں دوبارہ دھو۔ اس اثر سے معلوم ہوا امام کے نزدیک ترتیب وضو فرض ہے۔

کلینی اور ابو جعفر طوسی وغیرہ نے اس اثر کو صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۳۔ محمد بن حسن صفار، زید بن علی سے وہ اپنے آباؤ سے وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں، کہ علیؑ نے کہا میں وضو کرنے بیٹھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ میں پاؤں دھو رہا ہوں، تو آپؐ نے فرمایا انگلیوں کے درمیان خلل بھی کر دو۔ بعض روایں جو یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت نے بھی مسح قدم روایت کیا ہے، جھوٹ محض ہے۔

اہل سنت پر شیعہ کا دوسرا المعن | اہل سنت صحابہؓ کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں
کہ یہ دشمن اہلبیت ہیں | اور صحابہؓ اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتے ہیں

جواب: یہ بیان بالکل جھوٹ ہے، اس کی کچھ تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے، اکتب اہلسنت صحاح و مسانید خضائل و مناقب اہل بیت سے سہرا لہریں، اور وہ احادیث مناقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے نقل فرمائی ہیں۔

۱۴۔ بلکہ اگر ترتیب وضو کے وجہ سے کھانا پی۔

۱۵۔ نور علی ج ۲ ص ۲۵۵۔

نیز اہل سنت صحابہ کی وساطت سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں۔

من مات وهو بغض لآل محمد دخل النار وان
جو مر گیا، اور وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا تھا جہنم رسید ہو گا چاہے نماز روزہ کی پابندی کی ہو، طبرانی، حاکم۔

صلی وصام۔
طبرانی اور حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔

نیز ایک اور حدیث ہے۔
من ابغض اهل البيت فهو
جس نے اہل بیت سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔ (طبرانی)

منافق اخرجہ الطہرانی۔
اس معنی کی دیگر روایت بھی کتب اہل سنت میں مذکور مسطور میں، اگر انہیں اہل بیت سے بغض ہوتا تو یہ ہلویت کیوں بیان کرتے۔

در حقیقت روایت ہی دشمن اہل بیت میں جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے، کہ بعض امامیہ اولاد و اطراف میں سے بعض کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور دوسرے دوسری اولاد سے۔

اہل سنت پر شیوع کا تیسرا طعن | اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت قرآنی پڑھی۔

أَفْءَاتِمْ الْمَلَائِكَةُ وَالْعَنَى وَمَنَافَقَ
تم بتاؤ لات عزی اور ایک تیرے منافق کے بارے میں۔
(النجم ۱۹-۲۰)

اور اس کے بعد شیطان القار سے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے، اَتَلَاکَ الْفَرِیْقَیْنِ الْعَلِیَّیْنِ وَذَنْ شَعَاعَتِهِنَّ لَا تَزِجُی۔ جب آپ نے قرآن سورۃ ختم کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مسجد کیا، اور کافروں نے بھی مسجد کیا، یہ خیال کر کے کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمارے بتوں سے ملے اور ایک ۲۵ میں ۱۶۹ باب بغض اہل بیت پر خلاصہ در الخ۔

کی تعریف کر دیا ہے ۱۰

اس حدیث سے یہ جواز نکلتا ہے کہ غیر معصوم کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہو سکتا ہے۔

جواب ایہ روایت موضوع ہے، بعض مفسرین نے بلا تحقیق اسے درج کر دیا ہے۔ صحیح

یہ ہے کہ شیطان نے کافروں کے کانوں میں یہ آواز پہنچائی تھی، مسلمانوں میں سے کسی

نے یہ کلمہ نہیں سنا، اور نہ اس پر مطلع ہوئے، جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو اطلاع دی، تو آپ مخوم ہوئے، اور یہ آیت آپ کی تسکین کیلئے نازل ہوئی۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمخى

النقى الشیطان فى امنيته فینخى

الله ما یلقى الشیطان ثم

یحکم الله آیاته والله علیہ

حکیم (الحجہ ۵۲)

اہل سنت پر شیعہ کا جو تقاضا ہے | اہل سنت قیاس پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ قیاس کرنے

کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے۔

جواب احق تعالیٰ نے قیاس کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

فاغتربا یا اذلی الایصار

اے عقل مند و ایک چیز کا دوسری

پر اعتبار کرو۔ (الحشر ۴، ۵)

قیاس کا جوٹ خرمی ہونا کتاب سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کی

تفصیل کتاب اصول میں ملے گی، اس جگہ امامیہ کے فقہاء کو ردہ آثار نقل کئے جاتے ہیں

جو روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ ابو جعفر طوسی تہذیب میں امام ابو جعفر محمد بن علی الباقری سے روایت کرتے ہیں کہ عمر

بن الخطاب نے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا، اور پوچھا تم اس شخص کے بارہ میں

کیا کہتے ہیں، جو اپنی عورت کے ساتھ جماع کرے، مگر انزال نہ ہو، انصار نے جواب

دیا، الماء من الماء یعنی انزال کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا، مہاجرین نے کہا:-

اذا التقى المختانان وجب
النفل - جب مودود عودت کی شرمگاہیں ملی
جائیں غسل واجب ہو گیا۔

حضرت عمرؓ نے علیؓ سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے، تو انہوں نے کہا اتفاقاً تین
سے حد قائم کرنا تو واجب کہتے ہیں، اور ایک صاع پانی بہانا واجب نہیں کرتے۔

اس اثر سے معلوم ہوا علیؓ نے غسل کو حد پر قیاس پر فرمایا۔

اما باقرؓ صادقؓ اور زید بن علیؓ نے امام ابو حنیفہؒ کو قیاس کرنے کی اجازت دی تھی
اہلسنت پر شیوخ کا پانچواں ظمن | امام میر تقی میرؒ نے ہیں اور اہل سنت بہت، اللہ تعالیٰ ان کو

وقلیل من عبادی الشکورا
اور میرے بندوں میں شکر گزار

(السا۔ ۱۳ ۱۲) حقیر ہے ہیں۔

جواب | ریاض اصل میں مختصر متروک ہے۔

کثرت حقانیت مذہب کی دلیل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

بیل اللہ مع الجماعة۔
جماعت کے ساتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

نیز فرمایا:-

عليكم بالسواد الاعظم
تم عظیم جماعت کے ساتھ رہو۔

یہ آثار امامیہ بھی اپنے اسلئے روایت کرتے ہیں۔

الحاج ترمذی باب فی الحرم الجدید کتاب الفتن میں حدیث ابن عمرؓ ۲ ص ۱۱۱۔

۱۱۱۔ ابن ماجہ روایت انسؓ، باہر جماعت شریفہ وقلیل من عبادی الشکورا میں کہہ کر عقاب میں قلت مراد ہے اگر شیخ
کا موقف درست قرار دیا جائے تو شیخ کے مقابلہ میں مرزا غلام احمدؒ پر بڑے کامیابیوں کے کئی
نظم یہ کتب ہونے کی یہ کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے اس بات میں یہ اعتراف کیا ہے کہ میرے بعد وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ
میرا جگہ کرنے والے قرار دے ہیں، ان کو بیت کا نہیں اور ان کے بعد کسی ہے حقانیت مذہب کیلئے سید اللہ کی کتاب بارگاہ
الشرعیہ میں حدیث میں حدیث صحیحہ ہے، ایک رقم کا کھانا خدا تعالیٰ کتاب و سنت کے مطابق ہوں گے، وہ حق پر ہیں، اور
اور جو ایسے نہیں ہیں، وہ جہل پر ہیں، کیونکہ کتاب و سنت ہی حیا حق و باطل ہیں، اور تا وہ خبری ہے، حرکت فیکم امرین من اقتضوا
تسکر، یہاں کتاب اللہ و سنتی دونوں کا ایک، پہلی اس قسم قرار ہے جسے طعن کا جواب بھی دیا ہے جو جہاں جماعت و مراد
کراشکی طرف ہے، نسب اللہ، امام کا پیش نہیں دیتے، بلکہ کتب و سنت کی عظمت کی وجہ سے انہیں، اس قدر ہم کو درجہ دیتے ہیں جو سنی
کتاب و سنت میں مخصوص نہیں، اور صحابہ کرام سے بھی کوئی اصل موجود نہ ہے، ان سنی میں، مراد یہ کہ
جہاں بات سے استفادہ کرتے ہیں۔ ۱۱۲۔

اہل سنت پر شیعہ کا چٹا طعن | اہل سنت نے اپنا مذہب ابوحنیفہ رضاعی، مالک اور احمد بن حنبل سے مندر کیا ہے، اور امامیر نے ائمہ معصومین سے۔ لہذا مذہب امامیہ اتباع کے زیادہ مناسب ہے۔

جواب | مذکورہ ائمہ اربعہ نے اپنا مذہب اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ لہذا اہل سنت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتهی ہوا۔ اس کے برعکس امامیر کا مذہب ہشام بن حکم، ہشام بن سالم، شیطان السطاق، عبداللہ بن سہال سے منافقین، ضامین اور کذابین سے ماخوذ ہے، ان لوگوں نے حضرت باقر اور حضرت صادق پر جھوٹی باتیں منسوب کیں ہیں اور شرکیہ وغیرہ کلمات روایت کئے ہیں۔ لہذا مذہب امامیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے، اور ذہل بیت اہل بیت سے۔

اہل سنت پر شیعہ کا سوا طعن | مرتضیٰ ابن مطہر علی اور ابن طاووس نے کہا مالکیہ کے مذہب میں اپنے ملک کے ساتھ لواطت جائز ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک لواطت حرام ہے۔ **جواب** | یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے، "لعنہ اللہ علیہم اجمعین" صحابہ کرام پر بھی ان لوگوں نے اسی طرح کے کئی جھوٹ منسوب کئے ہیں۔

اہل سنت پر شیعہ کا اٹھواں طعن | حضرت علی بن عمر کے فضائل و مناقب واروہ پر اہل سنت اور روانقض دونوں متفق ہیں، مگر خلفائے ثلاثہ کے فضائل میں واروہ شدہ مختلف فیہ ہے، اختلافی بات، اتفاق کے لئے متروک ہو جائیگی۔

جواب | ترجیح کی ضرورت اس وقت ہوتی جب تعارض ہو، اصحابہ کے فضائل میں کوئی تعارض نہیں سب کے فضائل و مناقب مسلم ہیں۔ اگر یہ انداز فکر درست قرار دیا جائے تو تصدیق کہہ سکتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل عیسائیوں اور مسلمانوں میں متفق علیہ ہیں اور فضائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مختلف فیہ، حالانکہ یہ قول ظاہر البطلان ہے۔

اہل سنت پر شیعہ کا نواں طعن | شیعہ اپنی نجات کا یقین رکھتے ہیں اہل سنت کو اپنی نجات کا یقین نہیں ہے، یقین حاصل کر لیتے والا شک کرنے والے سے اتباع کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

جواب ایمان پر موت آنے کی صورت میں اہل سنت یقین رکھتے ہیں کہ معاصی کی سزا کے بعد یا معافی کے بعد ضرور بہشت میں جائیں گے اہل سنت کو اس پر بھی یقین ہے کہ عقائد اہل سنت نجات دہندہ ہیں، ہاں یہ نہیں جانتے کہ موت ایمان پر بھی آسکتی ہے۔
 روافض اگر یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کی موت عقائد حق پر آئے گی، تو یہ دعویٰ علم غیب ہے، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ بعض امامیہ موت سے پہلے کافر ہو جاتے ہیں، یا سنی اور بعض سنی رافضی ہو کر مرتے ہیں، یا اسی طرح کے کسی اور فرقہ میں جا کر۔
 امام کا اگر موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہوں کا سوال ذکر میں گے، تو یہ مرجحہ کا عقیدہ ہے اہل سنت سے آیات قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔

اہلسنت پر شیعہ کا دسواں طعن اہل سنت ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کی اقتدا کرتے ہیں اور ان کے من خاتمہ کا انہیں یقین حاصل نہیں ہے، امام اپنے امیر کی اقتدا کرتے ہیں، اور انہیں مصوم سمجھتے ہیں۔

جواب اہل سنت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کو احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقل اور راوی سمجھتے ہیں، اقتدا و حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں، نہ کسی خیر کی اس کے برعکس امامیہ کے مقتدا و ضارع اور مضری ہیں، انہوں نے ان کے امیر و مجسم اللہ پر صیٹ باندھا، ان کے مقتدا اہل بیت نہیں ہیں۔

نصدی وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جب حکم فرمائیں گے، غیر خدا کی عبادت نہ خدا کے علاوہ ان کے معبودوں کو جنہم میں ڈال دو اس وقت حق تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ شیطان کو ان کا معبود اور عیشوا بنا کر دونوں کو جنہم میں ڈالیں گے، بل کا فائدہ دونوں الحین کثرت گھگھوڑوں منوں۔ السبا ۴۱ ص ۲۲۔

اہلسنت پر شیعہ کا گیارہواں طعن اہل سنت ابوہریرہؓ کو اپنا امام قرار دیتے ہیں، مگر ابوہریرہؓ کو اپنی امامت کا شک تھا، اگر وفات کے وقت انہوں نے کہا:۔

لو انی علیہ وسلم نہ ہوں تو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیتا، بلکہ شیطان غلبہ دے گا تو یہ حقیقت ہے کہ امامیہ علیہ وسلم نہیں سمجھتے، شیطان ہر گز حکم سے بچنے کی عبادت کرتے ہیں۔

لیقنی کنت سألت رسول الله
صلى الله عليه وسلم هل
للافتار في هذا الاموحتي -
لاشئ كرمي رسول الله صلى الله عليه
وسلم سے پوچھ لیتا کہ انصار کے لئے اس
امر میں کوئی سختی ہے۔

جواب یہ روایت موضوع اور محوٹ ہے ابن مطہر علی روایت کرتا ہے کہ
ابو بکر نے کہا۔

انه سمع رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول
الاخذ من قرأش -
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا اس قریش
میں سے ہیں۔

ابو بکر نے یہ حدیث حضرت سعد بن معاذ کے سامنے بیان کی اور انہوں نے
اسے تسلیم کر لیا۔

المسند پر شیخ کا بار ہوا لحن اہل سنت نامہ کو بہادر پر ترجیح دیتے ہیں انہوں نے
مراد ابو بکر صدیق فرماتے ہیں اور بہادر سے مراد علی بن ابی طالب ہیں نہ اہل بیت جیش کرتے ہیں۔

لاخذن ان الله معنا (التوبة ۴۱)
فم ذکر، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جواب اصحاب اکبر رضی اللہ عنہم کی طرف نامہ دی کی نسبت کرنا باطل ہے، آیت بلا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح ہے جیسا کہ موصی علیہ السلام کے حق میں ارشاد باری ہے۔

لا تخف اني لا اجف لذي
الموسلون (الغل - ۱)
خوف نہ کہ میری جہالت سے رسولی
ڈرا نہیں کرتے۔

نیز ارشاد ہے۔

فادجس في نفس خيفة
موسني قلنا لا تخف انك انت
الاخذ (ط ۶۷ - ۶۸ من ۱)
اپنے دل میں موصی علیہ السلام سے
خوف پایا۔ ہم نے کہا خوف نہ
کر تم ہی بلند ہو۔

۱۔ اسی طرح ایمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہے۔

لننجا نكره من الله

فَاَوْحَىٰ مِنْهُ خُفْيَةً قَالَ الْاَلَا تَخْشَوْنَ
وَلِيْشْرُوْهُ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ

(الذاریات ۲۸)

دَاوُد علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا۔

فَفَزَعَ مِنْهُمْ قَالُوْا الْاَلَا تَخْشَوْنَ
خَصْمَانِ بَغْيِ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ۔

(ص ۲۲)

نیز حضرت موسیٰ کے شان میں ارشاد ہے۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ
وہاں سے ڈر کر نکلا وہاں جا لیکر

وہ انتظار کر رہا تھا۔

(القصص ۲۱)

آیات مذکورہ بالا میں خوف و فزع کی نسبت نبیاً علیہم السلام کی طرف کی گئی ہے
کلیجی ایسا ہو جانا بشری مقتضیات سے ہے، بزدلی کی دلیل نہیں کہ اللہ کے رسول
بذریعہ صفات سے منز و اور پاک ہوتے ہیں۔

ابو بکرؓ کا حق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے لئے رہا، نہ کہ اپنی زندگی کیلئے۔
وہ کیجئے ابو بکرؓ بقیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں جانے سے روکتے ہیں، اور
خود اللہ یا کرم صافی کرتے ہیں، سو رخص بند کرتے ہیں، جو سو رخص پھرتے ہیں، ان میں
اپنے پاؤں کی انگلیاں مٹوٹس لیتے ہیں، اور پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غار میں
تشریف لاتے ہیں، ابو بکرؓ صدیق کی انگلی کو سانپ ڈس جاتا ہے، آخر وقت میں اسی
کے زہر سے تمام شہادت نوش فرماتے ہیں، تمنا چاہی کہ مسلمان نے براہین عذاب سے بروایت
صدیقؓ روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔

قَالَ بَكِيْتُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

میں رو پڑا رسول اللہ صلی

صلى الله عليه وسلم لمررتكی قلت

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روتے کیوں ہو!

اللہ انہوں نے، میں داکو توڑ کر لیا، کیجئے مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۱ مناقب ابو بکرؓ۔

اما والله ما علی نفسی ابکی ولکنی میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے لئے نہیں ابکی علیہا الحدیث۔
دردِ دل آپ کے بخار دنا گیا۔

شجاعت ابو بکرؓ علیؓ اپنے قاتل کو پہچانتے تھے، کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا اہل یوں میں جرأت و بہادری کا مظاہرہ یہ دروغ ہونا چاہیے، کہ انہیں اپنی جان کا کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ احتمال ہی نہ تھا کہ وہ معلوم قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کے ہاتھ قتل ہو سکتے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ باوجودیکہ انہیں اس قسم کا علم نہ تھا پھر بھی جنگوں میں جرأت کا مظاہرہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد مرتد قبائل کے ساتھ لوطانی کا لڑا تھا ابو بکرؓ نے کیا تھا۔

محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور کہا اے لوگوں! سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ میں نے کہا امیر المؤمنین آپ ہیں، علیؓ نے کہا اشجع الناس ابو بکرؓ سب لوگوں میں بہادر ابو بکرؓ ہیں۔

اس لئے کہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عریش بنا دی تھی، ہم نے کہا کوئی ہے جو عریش کے قریب کھڑا ہو اور کسی دشمن کو دھمکانے دے ابو بکرؓ کے سوا کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہوا، ابو بکرؓ نے تلوار ننگی کی، اور آپ کے سر ہانے کی طرف کھڑا ہو گیا، جب بھی کوئی دشمن اور دھمکانے کرتا، ابو بکرؓ اس پر حملہ کر دیتے۔

شیوہ کلبنت تہیرہ اہل سنت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بعض ایسی باتیں منسوب کیں ہیں، جو کہ شانِ نبوت سے بعید ہیں۔

۱۔ عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کچرے کی گڑیاں بنا کر کھیلتی تھی، حالانکہ اہل سنت کے نزدیک ثنابت ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جہاں تصویر موجود ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی تصویریں کعبہ سے محو کرادی تھیں۔

جلد ۱۱، صفحہ ۱۷۱ میں من ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ کھیت کرتی تھیں، یہ حدیث صحیح مسلم ج ۲، صفحہ ۲۵۵ باب مناقب عائشہؓ میں مسند جزائری ج ۲، ص ۲۷۲

جواب | مذکورہ بالا روایت کے بارے میں کئی احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں، حضرت عائشہؓ ابتداء میں صغیرہ تھیں، ان پر شرعی تکلیفات ساقط تھیں، ہو سکتا ہے، وہ گڑیاں کپڑے کی تھیں، اور انسانی تصویر میں نہ تھیں، ہو سکتا ہے تحریم صورت سازی سے پہلے کا یہ واقعہ ہے ابراہیم علیہ السلام کی تصویر فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محو کرانی تھی، جو کہ مشہور کا واقعہ ہے، حدیث میں یہ بھی احتمال ہے کہ انصاری روایاں حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تھیں، ان کے ساتھ عائشہؓ کیسے لکھتی تھی، نجات سے مراد وہی انصاری روایاں ہیں۔

۱۲۔ اہلسنت بروایت عائشہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چادر پہنائی میں حبشیوں کی طرف دیکھتی تھی جو کہ مسجد میں کھیل رہے ہوتے، اس روایت میں کئی باتیں موجود ہیں، (۱) حبشیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعب کیلئے مقرر کیا۔ (۲) خود لعب دیکھا گیا کہ آپ بھی ان میں شامل ہو گئے، (۳) اپنی بیوی کو باہر مردوں کو دیکھنے کی اجازت دی جو کہ غیرت کے منافی ہے۔

جواب | حبشیوں کے کھیل سے مراد آلات حرب کی تربیت ہے، نہ کہ بے ہودہ اور بے فائدہ مشغلہ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

لعب المسلم باطل الا	مسلمان کا کھیلنا باطل عسواتین
ثلاثة تعلیمه بقوسه و	کھیل کے۔ ا۔ کمان کے ساتھ۔ کھیلنا
تاديبه بقوسه وملاعبه	گھوڑے کو تربیت دینا، اور اپنی
مع نسائه۔	عورتوں کے ساتھ خوش گپیاں۔

لہذا یہ لعب حرام نہ تھا، بلکہ جہاد کی غرض سے عین عبادت میں داخل ہے، قرآن پاک میں ہے:-

واحدوا لهم ما استطعتم	اور ان کیلئے جو قوت تمہاری استطاعت
من قوتہ۔	میں ہوتا رہے۔

لے میچ بخاری ۵۰۰۰۰ باب الفرائض کتاب المیراث ۵۰۰۰۰ مسئلہ
لے جامع ترمذی ۵۰۰۰۰ باب الفرائض کتاب المیراث ۵۰۰۰۰ باب الفرائض کتاب المیراث

جو کہ انبیاء کے حق میں سوادب ہے، آخر موت پر دامن ہو گئے اندر میں مقدس سے ایک
پتھر پھینکنے کے قدر قرب کا مطالبہ کیا۔

۴۷۔ اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

عن ابي ابراهيم عن ابي ابراهيم
اذ قال رب ادنى كيمت نحي
اے رب مجھے دکھا آپ کسی طرح مرحول
الموتی۔

(البقرہ ۲۶۰)

شک ایمان کے منافی ہے، ابراہیم علیہ السلام اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طین
شک کی نسبت کرنا محال ہے۔

جواب شک سے مراد اس جگہ زیادتی یقین اور قوت الطینان میں قلب کا تردد
ہے، اسے صوفیاء ہی جان سکتے، عوام نہیں، لہذا قرآن اس پر دل ہے، ارشاد ہے:-
اولہم تو من قال بے
ولکن لیطمئن قلبی۔
نہیں (رسول اس لئے ہے) تاکہ میری دل
الطینان کرے۔

(البقرہ ۲۶۰)

لہذا یہ تو ایمان کامل پر دل ہوا حدیث کا مفہوم یہ تھا۔ ابراہیم علیہ السلام زیادہ
ولیقین کے طالب تھے۔ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہمیں طلب زیادہ کا
حکم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وقل رب سادنى علما
اے میرے رب میرے علم میں

اضافہ فرما۔

(طہ ۱۱۲)

اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مفہوم یوں ہے:-
ابراہیم علیہ السلام کا سوال شک کی بنا پر نہ تھا، اگر شک کی وجہ سے ہوتا تو یہ شک
ہمیں بھی ہوتا، حالانکہ ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔ لہذا ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھا۔

۱۔ صبح سلم ۲۔ صبح باغ فاضل بہار

وما ارسلنا من قبلك من
رسول ولا نبي الا اذا قمى القي
الشيطان في امنيته (الحج ۵۲)

جواب: حدیث عمرؓ میں شیطان کا فرار اس کے خوف اور عدم تسلط سے کہنا یہ
ہے اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کی حفاظت و حمایت فرماتے ہیں ارشاد
باری تعالیٰ ہے:-

ان عبادی لیس لك عليهم
سلطان. (الحجر ۲۲)

میرے بندوں پر اے شیطان
تیرا تسلط نہ ہے۔

فراخوف کے معنی میں مستقل ہے، قرآن پاک میں ہے:-
ان الموت الذی تفرون
منه. (الجمعة ۸)

بے شک تر موت سے م
بھاگتے ہو۔

مقصود یہ ہوا کہ حضرت عمرؓ سے شیطان سخت خوف میں ہے۔ اور یہ شدت
خوف انبیاء سے بھی ہے اس کے باوجود کبھی کبھی دوسرے بھی ڈال دیتا ہے، جس طرح کہ
رجوم آسمانی سے شدید ترین خوف کے باوجود شیاطین سرقت سمجھ کر بھتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وحفظا من کل شیطان مارد
ر الصافات ۷۷)

یہ ہر سرکش شیطان سے حفاظت
کے لئے ہے۔

الایہ کہ کوئی چوری سمجھ کر اس
اس کو چمکا شعلہ لگتا ہے۔

شہاب مبین (الحجر ۱۸)

مذکورہ بالا آیات جن میں انبیاء علیہم السلام کا احترام و معصیت سمجھا جاتا ہے ظاہر
پر نہیں ہیں بلکہ ان کا فرمانا کس نفسی کے طور پر ہے، کتب تفسیر میں اس کی تفصیلات موجود
ہیں۔ اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہشت

میں سے ہوں۔ ص ۵۵۵ کتاب التعلیل۔

میں داخل ہوا تو بلال کے جوڑوں کی آواز اُٹ گئی سنی اس حدیث سے ابو بکر صدیق کے غلام بلال کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برتری ثابت ہو رہی ہے۔ (تغویذ ہاشم)

جواب یہ اعتراض بالکل باطل اور حدیث کے مفہوم نہ سمجھنے کی بنا پر ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کی مثالی صورت دیکھی تھی دوسرے ایمان داروں کی مثالی صورتیں بھی آپ نے اس طرح دیکھی تھیں، طرانی میں ہے، ابوہامزہ غزالی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہشت میں داخل ہوا اور آپ نے اُگے بلال کی حرکت کی آواز سنی، اور میں نے اپنی امت کے فقرا کو بہشت کے بالاتر مقام میں دیکھا اور انبیاء کو پائیں تھے۔ ان کے مثالی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ فقرا و انبیاء امت قیامت کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے۔

۱۸۔ اہل سنت بدایت کرتے ہیں کہ عہد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی طرف نظر کی، اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہابت فرماتے ہیں، بالخصوص عمرہ پر، اس حدیث سے عمرہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برتری لازم آتی ہے، کیونکہ خود کو آپ نے خواص میں شمار کیا۔

جواب اس حدیث سے یہ نتیجہ بالکل باطل ہے، اس لئے کہ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمرہ کے علاوہ کسی اور پر خصوص مہابت نہیں کرتے، لہذا اس حدیث سے تو حضرت عمرہ کی ابو بکر پر افضلیت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام کی شان تو بہت اونچی ہے۔

شیعہ کا اہلسنت پر خوب سوال طعن اہل سنت خشک پلیدی پر نماز ادا کرنا ہمارے گردانتے ہیں۔

جواب یہ بہتان محض ہے، اہلسنت کے تمام مکاتب فکر کے نزدیک بدن کپڑے اور جگر کا نماز کے لئے پاک ہونا لازمی شرط ہے، پلیدی پر نماز پڑھنا البتہ امیر کا مذہب ہے، اچھا علی، شاہ شاہ، ابو القاسم، شراط، امین اور طلوسی وغیرہ کہتے

کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وکنہ فی رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم۔
اہلسنت پر شیعہ کا اٹھا ہوا طعن اہل سنت فعل لواطت پر مد کے قائل
 نہیں ہیں۔ حالانکہ لواطت زنا سے بھی بدترین جرم ہے۔

جواب :- لواطت کے حکم میں اختلاف ہے، شافعیؒ کے نزدیک حد
 واجب ہے۔ ابو حنیفہؒ کے نزدیک حد واجب نہیں، اسلئے کہ لغت میں لواطت
 کو زنا نہیں کہتے۔ اور قیاس سے حدود ثابت نہیں ہوتیں۔

نفس حد زنا سے اس کا حکم معلوم کرنا دلالت النقص نہیں ہے کیونکہ دلالت النقص
 اس دلالت کو کہتے ہیں جسے ہر صاحب لغت سمجھتا ہو۔ جس طرح حرمت تانیف
 سے حرمت ضرب سمجھ آتا ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف بتاتا ہے کہ لواطت
 کا حکم اس نفس سے سمجھ نہیں آتا۔ نیز دلالت النقص میں منطوق سے اولیٰ یا مساوی
 مفہوم ہونا چاہئے۔ اور لواطت زنا کے مساوی نہ ہے کہ زنا میں قتل کا مفہوم پایا
 جاتا ہے کیونکہ مولود بچے کا نسب منتفی ہو جاتا ہے لواطت میں یہ بات مفقود ہے
 یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لواطت کی سزا میں مختلف اقوال وارد ہیں۔
 واللہ اعلم۔

بجز

(نہجہ ۳۹) سے پوچھا ہے برحق یہ کیا ہے؟ حمداً للہ علیہ السلام کہ فرمایا کچھ پاک ہے اور باقی بھی پاک
 پھر آپ نے اس میں سے دھوکا دیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند میں ابو زید راوی مجہول
 ہے اس لئے۔

حمداً للہ علیہ السلام سے مسند صحیح ثابت ہے کہ میں ایلاہ الا الجن رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ نہیں تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ الاموی شرح جامع ترمذی ص ۹۱ ج ۱۔

پانچواں مقالہ

اس مقالہ میں خلفاء اربعہ کی افضلیت، دیگر صحابہؓ پر اور صحابہ کرامؓ کی بزرگی تمام امت پر کا بیان ہے اور یہ کہ مشاجرات صحابہؓ کے بارہ میں زبان بند رکھنی چاہئے اور اجماعی تاویل سے کام لینا بہتر ہے۔

بانا چاہئے اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں اور پھر حضرت عمر فاروقؓ۔ یہ افضلیت شیخین کتاب سنت، اجماع امت، عقلی دلائل، آثار صحابہ و تابعین وائمہ سے ثابت ہے۔

اثبات افضلیت شیخین از قرآن پاک و احادیث رسول م

۱۔ لا یتوی منکم من انفق
من قبل الفتح وقاتل اولئک
اعظم درجۃ من الذین
انفقوا من بعد وقاتلوا۔
(المائدہ ۱۰ ص ۲۷)

فتح سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا اور
لڑائی کی وہ برابر نہ ہیں۔ یہ لوگ
درجہ میں ان لوگوں سے زیادہ ہیں
جنہوں نے بعد کو خرچ کیا، اور
لڑائی کی۔

امام محی السنۃ بقوی در معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔
محمد بن فضیل نے کلینی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کے
حق میں اتری ہے۔

یہ آیت بعبارة النص ان صحابہ کرامؓ کی افضلیت بتاتی ہے جو فتح مکہ سے
قبل اسلام لائے، امیر کی راہ میں جنہوں نے خرچ کیا اور لڑائیاں لڑیں، ان
مسلمانوں پر جو فتح مکہ سے بعد مسلمان ہوئے، اور یہ آیت بدلائل النص وال

ہے کہ شیخین ان میں افضل ترین ہیں۔

کیونکہ فضیلت کی بنا پر آیت میں اتفاق و تائید اسلام کو قرار دیا ہے اور ان دونوں صفات میں شیخین سب پر فائق ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی کہ وہ اس وقت چھوٹے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں کمال ان کے پاس موجود تھا۔ دیکھئے سیر ابن اسحاق۔

اتفاق اور تائید اسلام میں شیخین کا سابق ہونا احادیث کی روشنی میں

۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلیا ابابکر فان لہ عندنا ید یکافیہ اللہ یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر اخرجہ الترمذی لہ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا سوا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے احسانوں کا اللہ تعالیٰ ہی انہیں قیامت کے دن بدلہ دیں گے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا ہے۔ (ترمذی)

۲۔ عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ قال اسلم ابو بکر ولہ اربعون الفا نفقہا کلہا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سبیل اللہ

عروہ بیان کرتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو کہ تمام کے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی راہ میں

لے جامع ترمذی باب مناقب ابو بکر ص ۲۲۹ ج ۲۔ ایک روایت میں ہے ان من امن انان علی فی صحبتہ ومالہ ابو بکر رضی اللہ عنہ۔

اخرجه ابو عمرو۔

۳۔ اخرجہ البخاری فی

حدیث طویل

نا بتنی مسجد البناء

دادہ وکان یصلی فیہ ویقرأ

القرآن۔

۴۔ راعتی ابوبکر سمحۃ کانہا

یعدیون فی اللہ منہم ہلال

وعاصم بن فہیرۃ مرواۃ ابو عمرو

فی الاستیعاب۔

۵۔ قال ابو اسحق انہ لما اسلم

ابوبکر اظہر اسلامہ ودعا الی اللہ

عزوجل والی رسولہ صلی اللہ

علیہ وسلم وکان ابوبکر یجلا ثولفا

لقومہ مجہا سہلا فجعل یدہا

الی الاسلام من وثق بہ من قومہ

من یفشہ ویجلس الیہ فاسلم

بداۃ عاصم بن فہیرۃ یبلغی عثمان بن

عقاف وزبیر بن العوام و

عبد الرحمن بن عوف و

سعد بن ابی وقاص وطلحۃ

بن عبد اللہ فجاءہم اے

فرج کر دیتے۔

امام بخاری ایک طویل حدیث

میں لاتے ہیں۔

پھر ابوبکر نے اپنے گھر کے صحن میں

مسجد بنائی وہ اس میں نماز پڑھتے

اور تلاوت قرآن کرتے تھے۔

ابوبکر نے سات غلام آناد کئے

جنہیں محض اللہ کے دین قبول کرنے

کی وجہ سے سزا دی جاتی تھی، ہلال،

عاصم، ابی ان میں تھے

ابو اسحاق امام المغازی فرماتے ہیں

جب ابوبکر مسلمان ہوئے اسلام ظاہر

کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف

بلانا شروع کر دیا۔ ابوبکر اپنی قوم میں

پسندیدہ اور نرم خو مشہور تھا۔ جو ان کے

قابل اعتماد و دوست آتے ان کو تبلیغ

اسلام کرتے، ان کی دعوت سے

عثمان بن عفان اور زبیر بن عوام

اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن

ابی وقاص اور طلحہ بن عبد اللہ مسلمان

ہوئے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس لایا جبکہ یہ گروہ

سلف فی الاستیعاب ج ۲ ص ۲۴ مع الامام ج ۵ ص ۲۴۰

۸۔ عن ابن عباسؓ ان رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم
اعز الاسلام یا ابی جہل بن
ہشام او بعمر بن الخطاب
قال فاصبر فخذ اعمر علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم
اخرجه الترمذیؒ۔

۹۔ عن ابن مسعود وغیرہ قال
تجعل اللہ دعوة رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعمر
فیخی علیہ ملک الاسلام وھدم
الاوثان۔ اخرجہ المحاکمہؒ۔

۱۰۔ عن عائشہؓ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اللہم اعز الاسلام لعمر بن الخطاب
خاصۃ اخرجہ المحاکمہؒ۔

۱۱۔ عن ابن عباسؓ قال لھا
اسلمہ عمر قال المشركون
اليوم انتصف القريۃ منا اخرجہ
المحاکمہؒ۔

۱۲۔ عن ابن عباسؓ قال لھا

ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ!
ابو جہل بن ہشام، یا عمر بن الخطاب
میں سے کسی ایک کو ذریعہ اسلام کی عزت
بڑھا، اسی صبح عمر بن الخطاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے
اور اسلام قبول کیا۔

ابن مسعود وغیرہ روایت کرتے
ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی عمر کے لئے دعا کو
ایسا بنایا کہ اس پر ملک اسلام کی بنیاد
رکھی اور بتوں کا توڑنا۔

عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عمر بن
خطاب کے ذریعہ اسلام کی عزت
میں بڑھا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب عمرؓ
نے اسلام قبول کیا تو مشرکوں نے
کہا آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ
لے لیا ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب عمرؓ نے

اسلم عمر نزل جبریل فقال
یا محمد استبشرا اهل
السماء یا سلام عمر مراد اے
ابن ماجہ۔

اسلام قبول کیا تو جبریل اترے اور کہا
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے اسلام
پر آسمان والے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

۳۔ عن ابن مسعود قال مازلنا
اعزة منذ اسلم عمر ماضی
اللہ فی ماویۃ واللہ ما استطعنا
ان نصلی عنہ الکعبۃ ظاہر یزحی
اسلم عمر اخرجہ النجاشی۔

ابن مسعود فرماتے ہیں جب سے
عمرؓ اسلام لائے ہم عزت میں ہے
قسم بخدا جب تک عمرؓ اسلام د
لائے ہم کعبہ میں کھلم کھلا نماز پڑھا
کے۔

آیت مندرجہ بالا "لا یتوی الا" اور مذکورہ احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے
تو شیخین کی برتری اور افضلیت بے دریغ ان نہایت روشن اور واضح ہے۔

۱۔ وہ روایات جو پہلے مذکور ہوئیں جن میں
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ

افضلیت شیخین از احادیث

کو نماز کا امام بنایا اور دوسروں کی امامت کو سختی کے ساتھ رد کر دیا اور فرمایا
جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہو اس کے سوا کوئی بھی ان کی امامت کرے ناہائز
ہے۔ (مما یصح فی روایت عائشہ) صحیح بخاری و مسلم میں اس کے شواہد
کثیرہ موجود ہیں۔

۲۔ عن ابی سعید الخدیمی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من نبی الا فظیلان
من اهل السماء ووسما یلان من

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ
کے ہر نبی کے دو وزیر ہوتے ہیں
آسمان والوں سے اور دو زمین میں

۱۔ مہر باطل مرقدہ مستدرک حکم ج ۲ ص ۸۴ وقال محمد صلی اللہ علیہ وسلم المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۸۴ و صحیح بخاری
ج ۱ ص ۸۴ باب ہم عمرہ ص ۸۴ باب ما یجاب الیکم ج ۲ ص ۸۴۔

اس حدیث کی اسانید حد قواض کو پہنچی ہیں۔

۵۔ قال منی اللہ علیہ وسلم لقد
 صبت ان ابعث الی الافاق
 رجالا یعلمون الناس لیسفون
 والغرض انما بعت عینی حماد بن
 قیل فاین انت من ابی بکر و عمر
 قال ان لا غنی لی عنہما انہما من
 الدین کا السمع والبصر و فی
 رواۃ کالرأس من الجسد
 اخر لفظہ الحاکم عن حدیث
 و ابن عمرو الطبرانی عن ابی
 عمار و عمرو بن العاص و
 انس و ابو نعیم عن انس و
 ابن حدادی عن حدیث۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 میں نے ارادہ کیا کہ علاقوں میں کچھ لوگ
 روانہ کروں جو لوگوں کو سن اور فرائض
 کی تعلیم دیں جس طرح عینی علیہ السلام
 نے حمادی بھیجے تھے، آپ سے پوچھا
 گیا ابو بکر و عمر کا آپ سے کیا مرتبہ
 ہے فرمایا میں ان سے بے نیازی نہیں
 کر سکتا۔ یہ دونوں دین میں سمع و بصر کی
 حیثیت میں ہیں۔ اور ایک روایت میں
 ہے جسم کے سر کی حیثیت میں۔ حاکم
 نے اسے معذیفہ اور ابن عمر سے
 روایت کیا، طبرانی نے ابو عمر و عمرو
 بن العاص اور انس سے اور ابو نعیم
 نے انس سے اور ابن حدادی نے

۶۔ ما طلعت الشمس علی احدکم
 افضل من ابی بکر و اہ الطبرانی
 عن خابرو الطبرانی و ابو نعیم و ابن
 النجار عن ابی الدرداء و الحاکم عن انس۔

تم میں ابو بکر سے زیادہ فضیلت والے
 کسی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ طبرانی
 جابر سے، حاکم، طبرانی، ابو نعیم ابن
 النجار ابو الدرداء سے اور حاکم انس سے۔

اسے فی المستدرک ج ۳ ص ۲۷۰۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۰ میں ابو اسیر بن حنبل سے مرسل
 مروی ہے ان اصحابی علیہ السلام و ابی بکر و عمر و قتال حدیث ان السمع والبصر و فی الباب
 من عند اللہ بن عمر استنبی جو اسے حدیث ابی الدرداء راہ عثمانیہ کے لئے بھی نقل کی
 ابوبکر میں روایت کی ہے و صحیح مسلم۔ طبع مصر۔

۸۔ عن اسد بن مزادة قال
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان رجلا قد اس جبريل
نصرني ان خير امتك ابو بكر
- رواه الطبراني -

۹۔ قال صلى الله عليه وسلم
لو وزن ايمان ابي بكر ما يهان
احل الاس من لرحمهم رواه
ابن عدي عن ابن عمرو ابن
را هوب عن عمرو موقوف ابند
صحیح

۱۰۔ قال صلى الله عليه وسلم
اتاني جبريل فقلت من باجر
معنى قال ابو بكر وهو لي اماتك
من بعدك وهو افضل امتك
رواه صاحب مسند الفراء عن
عن علي -

۱۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اما انتک یا ابی بکر ااول من
یدخل الجنة من امتی اخرجه
ابوداؤد والحاکم -

اسد بن زرارہ فرماتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نبی
قدس جبریل نے خبر دی ہے کہ آپ
کی امت میں افضل ابو بکر ہے -
(طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اگر جملہ اہل زمین کا ایمان ابو بکر
کے ایمان سے وزن کیا جائے تو
ابو بکر کے ایمان کا وزن بڑھ جائے گا
ابن عمر سے اور ابن راہویہ عمر زہری سے
موقوف ابند صحیح روایت کی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میرے پاس جبریل آیا میں نے پوچھا
میرے ساتھ کون ہجرت کر گیا کہا ابو بکر
اور سب آپ کے بعد امت کا متقی ہوگا
اور یہ آپ کی امت میں افضل ہے -
ومؤلف مسند الفراء عن علی

ابو ہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکرؓ میری
امت میں تم سب سے پہلے بہشت
میں داخل ہوؤ گے -
(ابوداؤد وحاکم)

۱۲۔ فی السنن ج ۲ ص ۱۱۱ بابا خلفاء کتاب السنۃ - والحاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۱۱۱

ابن ابی بن کعب قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اول من یصالحہ الحق عمرو اول
 من یسلم علیہ، واول من
 یأخذ بیدہ فیدخلہ الجنة
 أخرجه ابن ماجة والحاکم بخروہ۔
 ۱۲-۱۳۔ عن جابر بن عبد اللہ
 قال قال عمرو لابی بکر یا خیر
 الناس بعد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر
 اما اذا قلت ذاک فانی
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یقول ما طلعت
 الشمس علی رجل خیر من عمر
 أخرجه الترمذی۔
 (ترمذی)

دوسرا حصہ ابن عدی ابو بکر صدیق کی روایت
 سے لانا ہے، ابو سعید بن ابیہ اپنے مسند
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ
 فرمان لاتا ہے، نبیوں کے بعد آسمان
 نے تجھ سے بہتر پر سایہ نہیں کیا، اور
 زمین نے تجھ سے بہتر کوئی نہیں اٹھایا
 اے عمرؓ۔

ودی الجزیر الشافی ابن
 عدی من حدیث ابی بکر
 الصدیق وروی ابو سعید
 بن الہیثم فی مسندہ من
 قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
 اظلت الخضر اوم ولا اقلت
 الخضر بعد النبیین خیرا منك یا عمر۔

لہ فی السنن باب فضل عمرؓ۔ والحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۲۳۱ باب مناقب عمرؓ

۴۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی ارجو ان یرفع امتی درجۃ فی الجنة قال ابو سعید واللہ ما کمنا نری الا عمر بن الخطاب۔

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص میری امت میں سب سے اونچے درجہ پر ہے بہشت میں۔ ابو سعیدؓ فرماتے ہیں اس شخص سے مراد عمر بن خطابؓ ہی کو لیتے تھے۔

تفاضل بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

مذکورہ الصدر جن احادیث میں حضرت عمرؓ کی مطلق افضلیت آئی ہے ان سے مراد یہ ہے کہ وہ ابو بکرؓ کے بعد سب پر برتری اور فضیلت رکھتے ہیں اس لئے کہ اجماع امت ہے کہ ابو بکرؓ حضرت عمرؓ سمیت تمام امت سے افضل ہیں۔ (۱) مذکورہ حدیث میں ان بھی اس پر دال ہے اور درج ذیل احادیث کا اقتضار بھی یہی ہے۔

۲۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے ستاروں جتنی نیکیاں بھی کسی کی ہوں گی۔ فرمایا عمرؓ کی۔ میں نے کہا ابو بکرؓ کی نیکیاں؟ فرمایا عمرؓ کی کُل نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (درزین)

۲۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے ستاروں جتنی نیکیاں بھی کسی کی ہوں گی۔ فرمایا عمرؓ کی۔ میں نے کہا ابو بکرؓ کی نیکیاں؟ فرمایا عمرؓ کی کُل نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (درزین)

حدیث سید اہل الجنۃ میں ایک تعارض کا حل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لکھنؤ ابن ابی ہاشم ۲۵ مکذرات الصالحین ۲۵ باب مناقب ابی بکرؓ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وسلمه نحن ولد عبد المطلب
سادة اهل الجنة انا وحمزة وعلي
وجعفر والحسن والحسين والمهدي
رواه الترمذی والحاکم۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہم عبد المطلب کی اولاد اہل جنت
کے سردار ہوں گے، میں، حمزہ، علی،
جعفر، حسن، حسین، مهدی۔ (ترمذی،
حاکم)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الحسن والحسين سيد اشباب
اهل الجنة۔
حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں
کے سردار ہیں۔

نیز فرمایا۔

انا سيد ولد آدم وعلي سيد
العرب رواه الحاکم عن ابن
عباس وعائشة۔
میں اولاد آدم کا سردار ہوں، اور علی
سردار عرب ہے، (حاکم عن ابن عباس
وعائشہ)

اہم حکم نس روایات کی تصحیح کی ہے، مگر اکثر محدثین اسے ضعیف کہتے ہیں، چند ایک روایات
جو کہ اس کی شاہد ہیں، وہ بھی ضعیف ہیں، (یہ روایات حضرت ابو بکر و عمرؓ کے حق میں وارد تواتر حدیث
سید اکہول اہل الجنة کے معارض نہیں ہیں اس لئے کہ ان روایات میں بہشت کے تمام
ساکنین پر فضیلت مروا نہیں، اور نہ حمزہ، علی، جعفر، حسن و حسین اور مهدی کی انبیاء اور
مرسلین پر کبھی برتری لازم آئے گی۔

لہذا یہ روایات مخصوص ہیں، بخلاف اس حدیث کے جس کے الفاظ یوں وارد ہیں۔

ابوبکر وعمر سيد اکہول اہل
ابو بکر و عمرؓ سید اکہول اہل جنت کے اوصیاء و مرسلین

۱۔ جامع ترمذی باب مناقب الحسن و حسین ص ۲۵۱-۲۵۲۔ ۲۔ المستدرک ص ۲۵۳-۲۵۴
۳۔ الامم و النبی ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۔ المستدرک ص ۲۵۳-۲۵۴
۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۱۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۱۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۱۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۲۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۲۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۲۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۲۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۳۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۳۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۳۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۳۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۳۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۳۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۳۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۳۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۳۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۳۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۴۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۴۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۴۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۴۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۵۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۵۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۵۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۵۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۶۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۶۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۶۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۶۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۶۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۶۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۶۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۶۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۶۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۶۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۷۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۷۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۷۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۷۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۸۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۸۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۸۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۸۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۹۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۹۱۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۹۲۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۹۳۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۹۴۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۹۵۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۹۶۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۹۷۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۹۸۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲
۹۹۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔ ۱۰۰۔ مناقب الحسن و حسین ص ۱۸۱-۱۸۲۔

الجنة وشبابهما الا النبيين
 کے سر وار میں، اعدان کے نوجوانوں کے
 والمرسلین۔
 بھی سوا انبیاء اور رسولوں کے۔

یہ حدیث امت کے سب افراد کو عام ہے اس لئے کہ الا النبيین والمرسلین سے صرف
 انبیاء اور رسول کو ہی مخصوص کیا گیا ہے اس لئے مذکورہ روایات ہو کر قطعی ہیں اس قطعی
 الدلالة اور قطعی اسناد حدیث سے مخصوص میں جن کا مقصد یہ ہو گا کہ یہ لوگ ابو بکرؓ و عمرؓ سے
 بعد دوسروں کے سر وار ہیں۔

حدیث علیؓ جس میں انہیں سید العرب کہا گیا، اس سے نبی سیادت مراد ہے، اور نہ
 سید عرب کہنے کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی۔ عرب دوسروں پر نبی تقاضا کیا کرتے تھے، اس
 اعتبار سے فرمایا۔ مگر عربوں کے سر وار علیؓ ہیں، ایک حدیث میں علیؓ اور عباسؓ کے حق
 میں وارد ہے۔

انما سید العرب رواہ ابن
 تم دونوں عرب کے سر وار ہو
 عدی۔
 (ابن علی)

یہ روایت بھی سند ضعیف ہے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی افضلیت پر امت کا اجماع بھی مقتضی ہے، کہ مذکورۃ الصدد
 روایات مخصوص ہیں عام نہیں۔

کیا اہمادیت متنبہ علیؓ حضرت علیؓ کی منقبت میں وارد اہمادیت شیخین کی
 منافی افضلیت شیخین ہیں؟ افضلیت کے معارض نہیں ہیں، جیسا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی
 انت منی وانا منک رواہ ابوالبخاری
 اے علی تو میرے میں سے ہے
 اور میں تیرے سے (بخاری و مسلم
 ومسلم من حدیث البراء۔
 برادر سے۔

لہٰذا کون ابودرداءؓ مذکور روایات سے سخن کا اور صحیح عقل نہیں ہو گا اس لئے اس روایت کو شیخین کی افضلیت
 کے مقابل میں درجہ اعتدال ہی نہیں ہونا چاہئے ۱۲۔
 لہٰذا بخاری و ابودرداءؓ علیؓ سے ۱۵۰۰۔

اس طرح آیت شریفہ :-

فَقُلْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْإِيمَانِ نَأْتِي بِكُمْ بِهِ وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
اور تم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے بلاؤ، ہم اپنی بیٹیاں بلائیں تم اپنی بیٹیاں بلاؤ، اور ہم خود آئیں، اور تم بھی آؤ۔

نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاطمہؑ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ کو بلانا، اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا :-

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي
جو علیؑ کو سب کرتا ہے اس نے مجھے سب کیا، اور جو علیؑ کو ایذا دیتا ہے اس نے مجھے ایذا دی،

یہ بھی شیخین علیؑ کی برتری برائت کے معارض نہیں ہے، اس لئے کہ ان احادیث میں حضرت علیؑ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رنگت نسبی مراد ہے، اس قسم کے کلمات آپؐ نے دوسرے رشتہ داروں کے بارے میں بھی فرماتے ہیں، جامع ترمذی میں حضرت عباسؑ کے حق میں ہے :-

مَنْ أَذَىٰ حُمَىٰ فَقَدْ أَذَىٰ
جو میرے چچا کو ایذا دیتا ہے، اس نے مجھے ایذا دی، کیونکہ مرو کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے۔

اسی طرح عباسؑ اور دودہ بنت ابی لہبؓ وغیرہ کے بارے میں وارد ہے :-

أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ
تم میرے سے ہو اور میں تم سے۔

عزیزوں کا دستور تھا کہ وہ باہر میں اپنے قرابت داروں کو حاضر کرتے تھے، اسی طرح عبد

لہ عبد اللہ بن ابی لہبؓ کا حکم جلد ۲ صفحہ ۱۲۷۔

لہ عبد اللہ بن ابی لہبؓ کا حکم جلد ۲ صفحہ ۱۲۷۔

لہ عبد اللہ بن ابی لہبؓ کا حکم جلد ۲ صفحہ ۱۲۷۔

لہ عبد اللہ بن ابی لہبؓ کا حکم جلد ۲ صفحہ ۱۲۷۔

لہذا اس حدیث میں حضرت علیؓ کی حضرت شیخین پر افضلیت کیسے ثابت ہو سکتی ہے
واللہ اعلم بالصواب۔ روافض وغیرہ بدعی فرقوں نے روایات کثیرہ وضع کی ہوئی
ہیں، محدثین ان کا اعتبار نہیں کرتے، بلکہ ان کا جھوٹ اور افتراء ہونا ثابت کرتے
ہیں، ایسی روایات کے ذکر کی ہم ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔
افضلیت شیخین پر اجماع امت اور آثار صحابہ و تابعین
و ائمہ اہل بیت اول ارشاد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:-

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں تخییر کرتے تھے، ہم سب
افضل ابو بکر کو گردانتے، پھر عمر کو پھر
عثمان کو۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابو بکر
کے برابر کسی کو نہ قرار دیتے، پھر عمر
کو پھر عثمان ان کے بعد اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم تفاضل
نہ کرتے۔

کنا نخیر بین الناس فی
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فتخیرنا بکثر عمر ثم عثمان بن
عفان۔ (انحباب البخاری)

وفی کنا وایتہ کنا فی زمان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نقدر
ابا بکر احد الائمہ عمر ثم عثمان
ثم ننزل اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تفاضل بینہم۔

ابو بکر کی شان عمرؓ کی زبانی ۱۲۱ حضرت عمرؓ نے سفینہ بنی ساعدہ میں فرمایا:-

اے گروہ انصار اے گروہ اہل اسلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
آپ کے امر کا سب سے زیادہ مستحق
ابو بکر ہے، جو کہ غار میں آپ کا ساتھی

یا معشر الانصار یا معشر
المسلمین ان اولی الناس
بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من بعدہ ثانی الاثنین فی القبا

۱۲۲ اے گروہ انصار اے گروہ اہل اسلام
ابو بکرؓ کی شان عمرؓ کی زبانی ۱۲۱ حضرت عمرؓ نے سفینہ بنی ساعدہ میں فرمایا:-

ابو بکر الباق المبین۔ اخوجه ابن ابی
ثیبہ عن ابن عباس غنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز عمرؓ نے فرمایا :-

فان يك محمداً قد مات
فان الله عز وجل قد جعل
بين اظهركم نورا اقتدر
به، بها هدى الله محمداً و
ان ابا بكر صاحب رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانه
اول الناس باموركم فقوموا
فيا يعوة اخرجوا البخاري عن
انس عنه

نیز شقیفہ بنی ساعدہ میں فرمایا :-

فايكم طيب نفسه ان
يتقدم ابا بكر قالوا يعني
الانصار نعوذ بالله ان تقدم
ابا بكر

نیز فرمایا :-

كان والله لان اقدم
فتضرب عنق لايقربني ذلك

تم میں کون ہے، جس کا دل ابو بکرؓ
سے آگے بڑھنے کو پسند کرے، انصار
نے جواب دیا، یا خدا ہم ابو بکرؓ کے آگے
کیسے بڑھ سکتے ہیں۔

خدا کی قسم جس قوم میں ابو بکرؓ نہ ہو
اور میں امیر بنوں اس سے بہتر یہ ہے

لے ۲۵ ص ۱۸۱ اب الاستقلال من کتاب الامام۔

لے ۱۱ ص ۱۸۱ اب البروج ۲ ص ۱۸۱ مع الامام۔

لے ۱ ص ۱۸۱ اب البرج ۲ ص ۱۸۱ مع الامام۔

گروں اڑا دی جائے، میں اس میں
لپٹنے لگے کوئی گناہ نہیں سمجھتا، ہاں
الایہ کہ موت کے وقت دوسرے
خیالات پیدا ہو جائیں، جو اب میرے
نہیں ہیں

من انما احب الی من ان اتا مر
علی قوم فیہم ابو بکر اللہم
الا ان تسول لی نفسی عند
الموت شیئا لاجدہ الا ان اخرجہ
البخاری عن ابن عباس۔

نیز فرمایا۔

ابوبکرؓ کی مثل تم میں کوئی آدمی
ایسا نہیں ہے، جس کی طرف سفر
کیا جائے۔

لیس فیکم من یقطع الاعناق
الیہ مثل ابی بکر اخرجہ البخاری
عن ابن عباس۔

نیز فرمایا۔

ابوبکرؓ ہمارے دار ہے، اور ہم
میں سب سے افضل۔ اودہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے
زیادہ محبوب۔

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا
الی ما رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اخرجہ الترمذی عن
عائشۃ عنہ

نیز منبر پر بیٹھے اور فرمایا۔

سب تعریف اللہ کی کہ اس نے
مجھے بنایا کہ میرے اوپر کوئی نہیں
پھر نیچے اترے اس بارہ میں کہا گیا
تو فرمایا میں نے یہ بات اللہ کے فکر
اداکر نے کے طعن پر کہی ہے۔

الحمد لله الذی صیفتی
لیس فوقی احد ثم نزل فقیل
لہ فی ذلک فقال انما فعلت
ذلک للشکر۔

۱۔ ایضا فرماتا۔

۲۔ صحیح بخاری ۵/۱۸۱۔

۳۔ فی الامام ۲/۲۲۱ و بیہقی ۱۰/۱۰۰۔

حضرت عمرؓ نے یہ باتیں مستقیم بنی ساعدہ میں انصار اور مہاجرین کے سامنے فرمائیں۔ انصار نے جواب میں کہا ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابو بکر کے آگے بڑھیں، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز صحابہ کرام کے سامنے ابو بکر کی انصافیت بیان فرماتے رہے کسی نے انکار نہ کیا، یہ دلیل ہے کہ صحابہ کرام ہمہ کام اس پر اجماع تھا۔

فضائل ابو بکر بن ابی الوعدیہ (۳) ابو عبیدہ بن جراح کے پاس کچھ لوگ

بیعت لینے کے لئے آئے تو انہوں نے فرمایا:

ثلاثون و فیکہ ثلاث ثلاثۃ
یعنی ابابکر اخرجہ ابن
ابی شیبۃ عن محمد بن
سیرین۔
تم میرے پاس آتے ہو، حالانکہ
تمہارے اندر تین میں سے تیسرا موجود
ہے، یعنی ابو بکر صدیق۔ (ابن ابی
شیبہ بروایت محمد بن سیرین)

واخرجہ احمد معناه
غیرانہ ذکر استدلال
ابی عبیدہ لا استخلافا
فی الصلوۃ۔
امام احمد نے بھی اس کا معنی روایت
کیا ہے، اس میں حضرت ابو عبیدہ کا
استدلال یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو نماز میں
اپنا نائب بنایا۔

شان ابو بکرؓ بروایت عبدالرحمن بن عوف (۴) عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عمرؓ
کی وفات کے بعد ایک عظیم مجمع میں فرمایا کہ شیخین کی سیرت پر عمل کریں، حاضرین نے تسلیم کیا،
عثمان بن عفان نے یہ شرط تسلیم کر لینے کے بعد فرمایا۔

هل استطیع ان اکون
مثل لقمان الحکیم۔ اخرجہ ابو
عمر فی الاستیعاب۔
کیا میں لقمان حکیم کی طرح بن سکتا
ہوں؟ (الاستیعاب لابن
عبدالبر)

حضرت علیؓ نے خود پر عثمانؓ کی انصافیت پر مناقشہ کیا، مگر شیخین کی سیرت پر عمل

کرنے پر کوئی اعتراض نہ کیا، اسی طرح مہاجرین و انصار اور افواج اسلام کے اصولوں سے کسی نے بھی مناقشہ و انکار نہ کیا، بلکہ اتباع سیرۃ شیخین کا التزام کا عہد کیا، یہ افضلیت شیخین کی ایک قطعی دلیل ہے۔

افضلیت شیخین پر حضرت علیؓ کے اقوال مقدسہ | اپنی خلافت کے زمانہ میں متعدد مجالس میں حضرت علیؓ نے افضلیت شیخین بیان فرمائی، اس مسئلہ میں جو لوگ

فاسد فتن رکھتے تھے، انہیں تنبیہ کی، یہ آثارِ حدیث و تواتر تک پہنچنے میں اذہبی انحراف سے بچنے والے تھے۔
سے زائد اشخاص حضرت علیؓ نے شیخین کی افضلیت بترتیب روایت کرتے ہیں انتہی۔
حقیقت یہ ہے یہ مسئلہ بنا حضرت علیؓ نے واضح فرمایا ہے، اتنا کسی نے بھی واضح نہیں کیا، اہل سنت کا کلی اعتماد آپ کے ہی فرامین مقدسہ پر ہے، افراتے ہیں۔

۵۔ خیر ہذا الامم ابو بکر اس امت میں سب سے افضل ابو بکرؓ
ثم عمرو و لہ طرق۔ ہیں اور پھر عمرؓ اس حدیث کی سندیں بہت سی
نیز مروی ہے۔

قال محمد بن الحنفیہ قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمرو خشیت ان یقول عثمان۔ قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔
(مرواۃ البخاری)

محمد بن حنفیہ کہتا ہے میں نے اپنے آبا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا، ابو بکرؓ میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا، عمرؓ میں نے سوچا آگے کہیں عثمانؓ نہ کہہ دیں اس لئے میں نے سوال کیا، اور پھر آپ! فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔ (صحیح بخاری)

۱۵۔ قتال بن ابی بکرؓ رضی اللہ عنہما مشہور حدیث ہے ۲۵۔
۱۶۔ جلد ۱۷ باب فضل ابی بکرؓ۔

تیز مری ہے۔

حدیث ابی جحیفہ

ولہ طرقتی احدھا۔

ابو جحیفہ کی حدیث سند کے بہت
طریق ہیں۔

۱۔ عن زہرا بن حبیش عند قال
سمعت علیاً یقول الا اخبرک
بخیبر ہذا الامۃ بعد نبیہا
ابو بکر ثم قال الا اخبرک
بخیبر ہذا الامۃ بعد ابی
بکر عمر اخرجہ احمد۔

زہرا بن حبیش اس سے راوی ہے
کہا میں نے علیؑ سے سنا کہتے تھے
کیا تمہیں اس امت کے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد افضل کا پتہ نہ دوں
وہ ابو بکر ہے، اور ابو بکرؓ کے بعد
عمرؓ۔ (احمد)

۲۔ عن الشعبي قال حدثني
ابو جحيفة الذي كان
يحمي علي وحب الخبير قال
قال لي علي يا ابا جحيفة
الا اخبرك بافضل هذه
الامة بعد نبينا ابو بكر ثم
عمر وبعدهما ثالث آخر
ولم يسمي اخرجہ احمد۔

شعبي کہتا ہے مجھے ابو جحیفہؓ
”جسے حضرت علیؑ نے وہب الخیر کا لقب
دیا تھا“ نے حدیث کی ہے کہ علیؑ نے
فرمایا اے ابو جحیفہ میں تجھے اس امت
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے
افضل کی خبر دوں گا وہ ہے ابو بکرؓ اور
پھر عمرؓ۔ اور ان کے بعد تیسرا ہے اور
اس کا نام نہ لیا۔ (احمد)

۳۔ عن ابی اسحاق السبعي
عند قال قال علی خیر هذه
الامة بعد نبينا ابو بکر
بعد ابی بکر عمرو ووثقت

ابو اسحاق سبعی اس سے روایت کرتا
ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا اس امت کے
نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکرؓ ہے
اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ میں چاہوں

لہذا متنبہ ہو کہ اس حدیث میں ابی اسحاق السبعی نے روایت کی ہے کہ علیؑ نے فرمایا کہ اس امت کے بعد سب سے افضل ابو بکرؓ ہے اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ۔ (احمد)

اخبركم بالثالث لفعلت
اخرجه احمد۔

۴:- عن عون بن ابي جحيفة
قال كان ابي من شرط علي و
كان تحت المنبر فحدثني ابي
انه صعد المنبر يعني عليا
فحمد الله واشى عليه
وصلى على النبي صلى الله عليه
وسلم فقال خير هذا
الامة بعد نبينا ابو بكر
والثاني عمرو قال يجعل الله
الخير حيث شاء واحب اخرج احمد۔

۵:- اخرج الدارقطني و
الحافظ ابو ذر عبد بن حميد
بن محمد الانصاري الهروي
من طرق متنوعة عن ابي جحيفة
قال دخلت على علي في بيته
فقلت يا خير الناس بعد
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال هلا يا ابا
جحيفة الا اخبراك بخير
الناس بعد رسول الله صلى
الله عليه وسلم ابو بكر وعمر

تو قیسرے کی بھی تمہیں اطلاع دے دوں
تو فرم سکتا ہوں۔ (احمد)

عون بن ابی جحیفہ کہتا ہے، میرا باپ
علیؑ کا سپاہی تھا، اور منبر کے نیچے
بیٹھتا تھا، مجھے میرے باپ نے حدیث
کی کہ علیؑ منبر پر چڑھے، اور اللہ کی
تعریف کی، اور ثناء کی۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا، پھر کیا اس
امت کے نبی کے بعد اس امت میں
افضل ابو بکر ہے، اور دوسرا عمر۔ نیز
کہا اللہ تعالیٰ جہاں چاہے، اور پسند
کرے، بھلائی بنادیتا ہے، (احمد)

دارقطنی اور حافظ ابو ذر عبد بن
حمید بن محمد انصاری ہروی ابو جحیفہ
سے مختلف اسانید سے روایت
کرتے ہیں کہ میں علیؑ کے گھر گیا میں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اے سب سے افضل انسان
تو علیؑ نے فرمایا رک جا اے ابو جحیفہ
میں تجھے بتا دیتا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل کون ہے
ابو بکر اور عمرؓ نے ابو جحیفہ میرا بعض
اور ابو بکر و عمرؓ کی محبت کسی مؤمن کے

وہ کہ یا ابا جحیفۃ لا یجتمع بفضی حب ابی بکرؓ دل میں بھی نہیں ہو سکتے۔

ماخرجه الدارقطنی عن ابی جحیفۃ انہ کان یری ان علیاؓ افضل الامۃ فسمع اقواما من ہذا القونہ یحزنون خزنًا شدیدًا فقال لہ علی بعد ان اخذ بیدہ وادخلہ بیتہ ما اخبرتک یا ابا جحیفۃ فذکر لہ الخبر فقال لہ الا اخبرتک بخیر ہذا الامۃ خیرھا ابو بکر ثم عمر قال ابو جحیفۃ فاعطیت اللہ عہدا ان لا اکتُم ہذا الحدیث بعد ان شافنی بہ علی ما بقیت۔

دارقطنی ابو جحیفۃ سے روای ہے کہ اس کا خیال تھا کہ اس امت میں علیؓ افضل ہے، کئی قوتوں کو اس کے خلاف پایا تو بہت غمگین ہوا، علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑا اپنے گھر لے گئے اور فرمایا: اے ابو جحیفۃ کیا میں تجھے اطلاع نہیں دے چکا کہ اس امت میں افضل ترین ابو بکر ہے، پھر عمرؓ ابو جحیفۃ فرماتے ہیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ علیؓ مجھے جب بالمشافہہ حدیث مجھے بتائی ہے میں اسے چھپاؤں گا نہیں جب تک زمرہ ہوں۔

۱۶۔ ما اخرجہ الحافظ محمد بن حسین الأجرى البغدادی عن ابی جحیفۃ قال سمعت علیاؓ علی منہما الکوفۃ یقول خیر ہذا الامۃ بعد نبیہما ابو بکر ثم عمر انتہی۔

حافظ محمد بن حسین الأجرى البغدادی ابو جحیفۃ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے علیؓ سے کوفہ کے منبر پر سنا انہوں نے فرمایا اس امت کے نبی کے بعد اس امت میں افضل ترین ابو بکرؓ ہے، پھر عمرؓ

روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے یہ ارشاد کوفہ کے منبر پر بھی فرمایا اور اپنے گھر میں بھی اس کا اظہار کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے ایک اور روایت مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اے۔

ان بعد هذه الامة بعد
نبیہا ابو بکر وعمر فقال مدجل
فقال وانت يا امير المؤمنين
فقال غن اهل بيتك لا يوازيها
احد -

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس
امت میں افضل ترین ابو بکر و عمر
میں، ایک مرونے کہا اور آپ اے
امیر المؤمنین تو انہوں نے کہا ہم تو اہل
بيت ہیں ہمارے برابر تو کوئی بھی نہیں۔

اس روایت میں اضافی الفاظ یعنی غن اهل بيت لا يوازيها احد موضوع اور باطل
ہیں کبھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں اور صحیح روایات کے ناقض ہیں۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

قال ابراهيم النخعي حنا ب
علقة بن قيس هذا المنبر وقال
خطبنا على علي هذا الا ليعرف محمد
الله واثنى عليه وذكر ما شاعر
الله ان يذكر فقال ان خيل الناس
كان بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم احدثنا بعدهما
احداثا يقتضي الله فيهما - اخرجنا

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں علقمہ نے
اس منبر پر ہاتھ مارا، اور کہا علی رضی
اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ کی تعریف و ثنا
کہی، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر
ہے، اور پھر عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد ہم نے
نئی نئی باتیں پیدا کر لی ہیں، اللہ ان
میں فیصلہ فرمائے گا۔ (احمد)

ایک اور روایت میں ہے:-

نزال بن مسروق فرماتے ہیں، علی رضی اللہ عنہ نے کہا:-

خیر هذه الامة بعد نبیہا
ابو بکر وعمر اخرجہ ابو عمرو
فی الاستیعاب -

اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ ہیں، (الاستیعاب لابن عبد البر)

عبدالغیر کی روایات از علی رضی اللہ عنہ طرق کثیرہ

الاسلام ورجلا قریش والمقدی بہا بعد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
 اقتدی بہما عصم ومن اتبع آثار
 ہدی الی الصراط المستقیم ومن
 تمسک بہما فہو من حزب اللہ
 اخرجا الحافظ ابو طاهر احمد بن
 السلفی الاجتہاد فی بسندہ -

قریشی نوجوان، اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بعد مقتدا جوان کی اقتدا
 کرے، وہ بچ گیا، جوان کے آثار
 کی اتباع کرے، صراط مستقیم پر گامزن
 ہوا، جوان کی سیرت کو مضبوط کرے
 وہ اللہ کے گروہ میں شامل ہے۔
 (حافظ ابو طاهر احمد بن السلفی)

ایک شخص فضیلت شیخین کا مقتدہ تھا۔ حضرت علیؑ نے اسے تنبیہ فرمائی۔
 عن المحکم بن جمل قال قال
 علی لا یفعلنی احد علی ابی بکر
 وعمر الا جلدہ تہجد المفتوی
 اخرجا ابو عمرو فی الاستیعاب -

حکم بن جمل سے کہنا کہ ابوجو
 شخص ابوبکر و عمر پر مجھے فضیلت
 دے گا، میں اسے مٹری کی حد لگاؤں
 گا۔ (الاستیعاب)

سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے
 چلے گئے، آپ کے بعد ابوبکر و عمر
 ہوئے، اور پھر عمرہ تشریف لے گئے
 اس کے بعد فقہ و حجے پیدا ہو گئے ہیں،
 اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا معات کرے
 گا۔ (حاکم)

سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم وعلی ابوبکر وثلث
 عمر ثم خطبتنا فتمتہ ویعقو
 اللہ من یشاء اخرجا الحاکم
 من حدیث قیس المناذنی
 عندہ -

فضیلت عمرؓ میں اقوال علی بن ابی طالبؓ

ما من الناس احدا احب الی
 لوگوں میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں

لفظ ۳۲۷: ۱۔ کتاب فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ من کتابہ من تاریخ طبرستان ص ۱۱۹

کے فی السنہ ۳۲۷: ۲۔ کتاب فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ من کتابہ من تاریخ طبرستان ص ۱۱۹

ان القی اللہ بما فی صحیفۃ من
ہذا المسجی یعنی عمرو ولہ
طریق ۔

منہا حدیث ابن عباس
قال وجہ عمر علی سریرۃ فتکلف
الناس ید عون ویصلون قبل
ان یرفعوا انا فیہم قلہم یرفعی
الامرجل اخذ منکبی فاذا علی
فاترہ علی عمرو قال ما خلفت
احدا احب الی ان القی اللہ
بمثل عملہ منک والیر اللہ ان
کنت لاقن ان یجعلک اللہ
مع صاحبیک وحسبت ان
کنت کثیرا ام مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یقول ذہبت
انا وابوبکر وعمر دخلت انا
وابوبکر وعمر وخرجت انا
وابوبکر وعمر۔ اخوۃ البخاری ۔

وقہا حدیث سفیان بن
عمیۃ عن جعفر الصادق عن
ابنہ محمد الباق عن جابر بن عبد اللہ
ان علیا دخل علی عمرو ہو مسجی فقال

لہ فی المسجی منہ باب منہ عمر ۔

ہے کہ میں اس کے نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ
سے ملوں اسوائے اس کپڑوں میں ٹپانے
شخص یعنی عمر کے ۔

ابن عباس فرماتے ہیں عمر منکارت
پر رکھے گئے لوگ اور گرد جمع ہو گئے
و ماکر ہے تھے میں بھی ان میں تھا پانک
ایک شخص نے میرا کاندھا پکڑا ۔ وہ
علیؓ ہوتا، اس نے عمرؓ کے حق میں دعا
کی، اور کہا تو اپنے پیچھے کوئی ایسا آدمی
نہیں چھوڑے جا رہا کہ میں پسند کروں
اس کے سے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ
سے ملوں، خدا کی قسم میں یقین میں تھا
کہ اللہ تعالیٰ ضرور تجھے تیرے ساتھیوں
کے ساتھ اکٹھا کرے گا، کیونکہ میں عام
طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا کرتا تھا، فرماتے ہیں گی، اور
ابوبکر و عمرؓ میں اندر آیا، اور ابوبکر
عمرؓ میں نکلا، اور ابوبکر و عمرؓ دو صحابہ بڑے
امام جعفر صادقؑ اپنے باپ محمد باقرؑ
سے وہ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ کھٹانے ہوئے تھے
علیؓ آئے کہا خدا تیرے پر دم کرے

لوگوں میں کوئی ایسا انسان نہیں جس کے صحیفہ اعمال کے ساتھ میں خدا سے ملنا چاہوں سوائے تیرے۔ (حاکم)
 محمد بن حنن نے بھی الآثار بخیرایت ابو حنیفہ یہ حدیث ابو جعفر الباقری سے مرسلاً روایت کی ہے،

ابن عمرؓ کہتے ہیں عمر بن خطابؓ کا جنازہ منبر اور قبر کے مابین رکھا گیا۔ علیؓ آیا اور صفوں کے آگے کھڑا ہوا اور تین بار کہا وہ یہی ہے، پھر کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اللہ تعالیٰ کسی ایسے کو پیدا نہیں جس کے نامہ اعمال کے صحیفہ کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کروں، اس کو کھانے ہوئے شخص کے سوا البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (احمد)

ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں عمرؓ کے ساتھ تھا، وہ فوت ہو چکے تھے، اور کفن میں مستور تھے، علیؓ پہنچے پر سے کپڑا ہٹایا، اور کہا اے ابو حفص اللہ تمہارے پر رحم کرے، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے، جس کے صحیفہ اعمال کے

صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من الناس احد احب الی ان التقی اللہ بما فی صحیفۃ من هذا السجی اخرجہ الحاکم۔
 واخرہ محمد بن الحسن فی الآثار من ابی حنیفۃ عن ابی جعفر الباقری مرسلاً۔

وتمہا حدیث ابن عمر قال وضع عمر بن الخطاب بین المنبر والقبر فجاء علی حتی قام بین یدی الصفون فقال هو هذا ثلث مرات ثم قال ۛ حنک اللہ علیک ما خلق اللہ احدا احب الی ان القاه اللہ بصحیفۃ بعد صحیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من هذا السجی ثوبہ اخرجہ احمد۔

وتمہا حدیث ابی حنیفہ قال کنت عند عمرو ہو مسجی ثوبہ وقد قضی ثوبہ فکشف علی الثوب عن وجهہ۔ ثم قال رحمۃ اللہ علیک ابا حفص فواللہ ما بقی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدا احب الی

لے شرف خرم

ان النقی الا بصحیفۃ منک - ساتھ میں خواتین سے ملاقات پسند کرنا

اخرجہ احمد - تیرے سوا (احمد)

حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت پر علیؓ نے نیز امام حاکم نے صعصعہ بن صوحان کی روایت کا ایک اور فرمان بوقت وفات نقل کی ہے کہ جب ابن جهم نے علیؓ کو مارا اور ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا -

یا امیر المؤمنین استخلف علینا فقال ان یرحمہ اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیرا کہ قال علی فعلمہ اللہ فینا خیرا فولی ابا بکر - اے امیر المؤمنین آپ ہم پر خلیفہ مقرر کریں، فرمایا، اگر خدا تعالیٰ تم میں اچھائی پائے گا، تو تم میں سے افضل کو متولی بنائے گا، ہمارے اندر اچھائی پائی تو ابو بکرؓ کو اس نے متولی کیا تھا - (حاکم)

عرض یہ ہے کہ انصاریت شیخین پر حضرت علیؓ کے اقوال باسانید متواتر ثابت ہیں۔ کسی کو انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے، ورنہ ان اقوال کو تفسیر پر محمول کرتے ہیں تفسیر کی تردید ہم پہلے کر کے ہیں، مذکورہ مواقع پر تفسیر کا احتمال ہی نہیں پیدا ہو سکتا، اس لئے کہ حضرت علیؓ نے اپنے فرزند کا استفسار پر فضیلت بیان کی، اس کے سامنے تفسیر کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے، ابو جحیفہ کی حدیث میں وارو ہے کہ حضرت علیؓ نے انصاریت شیخین منبر کوفہ پر بیان کی، علیؓ کوفہ میں مکمل فتح کے بعد اور جنگ اہل بصرہ کے بعد گئے تھے، اس وقت کوفہ میں ان کا ہی غلبہ تھا، اور وہ وہاں نہایت طاقتور تھے، ابو بکرؓ عمرؓ کو فوت ہوئے مدت مدید گزر چکی تھی، تفسیر کس لئے کرتے، ابو جحیفہ ہی کی ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے گھر میں یہ ارشاد فرمایا تھا جبکہ ابو جحیفہ ان کا عقیدت مند تھا، اور علیؓ کے خلافت کسی طرح کی گفتگو سے دور غمگین ہو جاتا تھا، اس کے سامنے تفسیر ایسا فرمانے میں کیا شک ہے، اگر تفسیر کرتے یا کسر نفسی فرماتے تو معاویہؓ کے ساتھ مناقشہ کیوں کیا، اور کسر نفسی نہ کی، بلکہ اس

سہ دھند فی حشرہ وشرہ علی ۱۸۶، ۱۸۷ عن عقیق من علیؓ

کے مقابلہ میں فرماتے ہیں:-

انی تعبد الله وانا خورسول
الله وانا الصديق الاكبر
لا يقولها بعدى الا كاذب -
صليت قبل الناس
بسمع سنين -

میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ کے رسول
کا بھائی۔ میں صدیق اکبر ہوں، میرے
بعد جو شخص یہ کہے گا، وہ جھوٹا ہوگا۔
میں نے لوگوں سے سات سال
پہلے نماز پڑھی ہے۔

افضلیت شیخین بزبان | اس بارہ میں عبداللہ بن مسعود سے کافی اقوال منقول
عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:-

۱۶۔ قال ابن مسعود اجعلوا امامکم
خیرکم فان رسول الله صلی
الله علیہ وسلم جعل امامنا
خیرنا بعدہ وقال لو وضع علم
احیاء العرب فی کفة میزان
ووضع علم عمر فی کفة لرجح
علم عمر ولقد کانوا انہ ذہب
بتسعة اعشار العلم ولجنس
کنت اجلس من عمر او شقی
عندی من عمل سنة -

ابن مسعود نے فرمایا تم اپنے میں
سے افضل کو امام بناؤ، رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امام اپنے بعد افضل
کو ہی بنایا۔ اور فرمایا قبائل عرب کا علم
اگر ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور
عمر کا علم دوسرے پلڑے میں تو عمر کا
علم بڑھ جائے۔ کہتے تھے کہ علم کے دو ٹکڑے
حصوں میں تو عمر بڑھے گئے۔ پے۔ وہ مجلس
جس میں عمر کے ساتھ بیٹھا، میرے
نزدیک عمل یا سنت سے زیادہ
پر دلچسپی ہوتی تھی۔

یہ اقوال امام ابو عمرو نے الاستیاب میں صریح فرماتے ہیں:-

۱۷۔ سنن ابن ابی عمیر میں اس کی سند طرہ تفصیل پہلے مذکور ہوئی۔

۱۸۔ الاستیاب ۲۵ ص ۲۲۲۔

۱۹۔ الاستیاب ۲۵ ص ۲۵۱۔

۷ بشان عمر بن زبیر بن عذریۃؓ حضرت عذریۃ صحابی فرماتے ہیں۔

کان علما الناس قد دس فی حجر
عمر مع علم عمر (الاتیحاب لابن عمر)
سب لوگوں کا علم عمر کے علم
میں سما چکا ہے۔

۸ بشان عمر بن سعد بن ابی وقاص سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں۔

کان عروا زهدا فی الدنیا۔
اخرجہ ابن ابی شیبۃ۔
عمرؓ ہم میں دنیا سے سب زیادہ
بے رغبت تھے۔

۹ اشعار حسان بن ابوبکرؓ امام مالکؒ حبیب بن ابی حبیب سے روایت کرتے ہیں
کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسانؓ کا کو فرمایا تم نے ابوبکرؓ کے
بارہ میں کوئی شعر کہے ہیں اسناد، حضرت حسانؓ نے فرمایا مے

۱۔ وثانی اثین فی الفاس وقد
طاف بعد ویدان صاعدا للجبال
عالمیں وہ دوسرا تھا ایسا
وہم نے پہاڑ پر چڑھ کر اس کا احاطہ کیا

(۲) وکان حب رسول اللہ وقد علما

من الخلائق لہ یعدل بہ بدلا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب تھا۔ سب جانتے ہیں کہ آپ نے

مخلوق میں اس کا بدلہ کسی کو نہیں بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اشعار میں کہ مسکراہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
مسکرا دینا مندی کی دلیل ہے، لہذا یہ روایت حکما مرفوع ہے۔

نیز عبداللہ بن سید کہتا ہے، شعبی سے پوچھا گیا سب سے پہلے اسلام کس نے
قبول کیا، شعبی نے جواب دیا کہ تم حضرت حسانؓ کے شعر نہیں سنے، وہ فرماتے ہیں مے

(۳) خیر البیت اتقاها واعدلہا

بعد النبی وادفاها بما حبلا

وہ مخلوق میں افضل سب سے زیادہ متقی اور انصاف والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لہ حبیب من الناس۔

کے بعد اور ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبائے والا ہے

(۴) الثاني التالي المحمود مشہد ۸

وادل الناس منهم صدق الرسل

وہ وہ ہر آپ سے متصل ان کا حضور قابل تعریف اور لوگوں میں سب سے

پہلے رسولوں کی تصدیق کرنے والا ہے

ابو عجم ثقفی کا ابو بکرؓ کے حق میں ایک شعر ابو عجم ثقفی نے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت

میں اشعار کہے ہیں جو کہ الاستیاب میں مذکور ہیں ایک شعر یہ ہے

و سمیت صدیقا و کل مہاجر

مواک فیسی بامعہ غیر منکر

وہ آپ کا نام صدیق رکھا گیا جب کہ آپ کے سوا دوسرے مہاجرین

اپنے ہی ناموں سے موسوم ہیں

حضرت ابن عمرؓ اور سعید بن المسیب کے اقوال اور پریمان ہو چکے ہیں۔

امام اسوقؒ فرماتے ہیں:-

ابو بکرؓ عمرؓ کی محبت اور ان

کے فضل کا پہچانا سنت ہے (الاستیاب)

حب ابی بکر و عمر معرفة فضلہما

من السنة اخرجه ابو عمرو

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:-

جو شخص کہتا ہے کہ علیؓ ولایت

میں ان دونوں سے زیادہ استحقاق

رکھتے تھے، وہ ابو بکرؓ و عمرؓ اور مہاجرین

والنصار کو خطا پر کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ

ان سب پر راضی ہوا۔ میں دیکھتا ہوں

کہ ایسے شخص کے عمل آسان کبھی پورے نہیں

من زعمان علیا کان الحق

بالولاية منهما فقد خطا ابابکر و

عمر و المہاجرین و الانصار

رضی اللہ عنہم و ما اسما

یرتفع مع هذا عملی السعاد

مرواۃ ابو داؤد۔

طہ السنن جلد ۲ ص ۳۳۳ باب فی التفضیل۔

ایک سوال | ابو عمرو الاستیعاب میں فرماتے ہیں۔

ذكر عبد الرزاق عن معمر
قال لو ان رجلا قال عمرا افضل
من ابى بكر ما عنته وكين لك لو قال
على عندي افضل من ابى بكر لم
اعنته اذا ذكر فضل الشيخين
واحدهما واثنى عليهما باهما اهل
فذاكرت ذلك نو كيع فاجابه
واشتهاه وقال ابو عمرو واختلف
السلف في تفضيل ابى بكر و
على۔

عبد الرزاق معمر سے روایت کرتے
ہیں، انہوں نے کہا اگر ایک شخص عمر کو
ابو بکر سے افضل کہے، میں اس کو نہ روکوں
اسی طرح اگر وہ کہے علی ابو بکر سے
افضل ہے، تو اسے کچھ نہ کہوں ہاں
جیکہ شیخین کے فضل کا قائل ہو ان
سے محبت کرے، اور ان کی ان کے
استحقاق کے قدر تعریف کرے، میں نے
معمر کی یہ بات دیکھ کر سنائی، تو انہوں
نے اس پر تعجب کیا، اور اس کو پسند کیا،
ابو عمرو فرماتے ہیں سلف میں ابو بکر و علی کی
تفضیل میں اختلاف ملے۔

جواب | اولاً یہ ہے کہ امام ابو عمرو نے معمر کے مذکورہ کو ذکر کر کے اس کی تردید کی ہے
جیکہ آثار و حاد میں مروی ہے (جو کہ شیخین کی علی پر تفضیلیت پر دلالت کرتی ہے) ذکر کریں
لہذا معمر کا قول ختم ہو گیا، نیز معمر کے اس قول سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ان کے مابین عدم
تفضیل کا قائل ہے، ہو سکتا ہے اس کے ہاں تفضیل شیخین دلیل ظنی سے ثابت ہو
جیسا کہ امام باقرہؑ نے اور امام الحرمین کا نظریہ ہے معمر نے دلیل قطعی پر عدم اطلاع کی وجہ
سے لم اعنتہ کہا۔ یعنی اسے تعین نہ کروں۔

باقی رہا ابو عمرو کا یہ کہنا کہ تفضیل ابی بکر و عمر اور علی میں سلف کا اختلاف ہے،
امام ابو عمرو کے سابق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلفاء ثلاثہ کے بعد سب لوگوں پر تفضیلیت
علیہ ثابت کرنا چاہتا ہے اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے۔

ان کے کلام کا ماحول یہ ہے کہ چونکہ بعض سلف سے ایسے اقوال منقول ہیں، جو کہ صدیقِ امیر پر علیؑ کی تفضیل کے موافق ہیں، ہم ان اقوال کے ظاہر سے صرف نظر کریں گے، کیونکہ قویٰ اولہ کا تقاضا ہے کہ شیخین افضل ہیں، ہاں ان مہم اقوال سے یہ ضرور ثابت ہو جائے گا، کہ غیر خلفائہ ثلاثہ پر علیؑ کی تفضیلیت حاصل ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ اجماع میں فقہاء کا قول معتبر ہے، عوام کی باتیں نہیں، فقہاء صحابہؓ مثلاً ابوبکر و عمر و عثمان، علی، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، ابن عمر، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن العوام، عبدالرحمن بن عوف، ابو عبیدہ بن الجراح، طلحہ، ہاشم، ابو ہریرہ، جابر، حدیثہ، عائشہ، حسان بن ثابت، ابو جحیفہ، وغیرہ وغیرہ اور سعید بن المسیب، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبی، حسن بصری، ابوالاعلیٰ اخفی، علی بن حسین، محمد باقر، جعفر صادق، عبدالغفر، ابو حنیفہ شافعی، مالک، احمد بن حنبل ایسے فقہاء امت کے مقابلہ میں کوئی غیر مجتہد ان کے خلاف بات کہے، اس سے اجماع نہیں ٹوٹے گا، اکثر اجماعی مسائل میں اختلاف اگر بھی ہوا، جیسا کہ حدیث شریفہ، مجمع قرآن، مصاحف وغیرہ میں اختلافی اقوال پائے جاتے ہیں، حق ظاہر ہو جانے کے بعد ایسے اقوال مروج قرار پائے، اور اجماع منقطع ہو گیا۔

ثالثاً۔ جمہور کے نظریے کے برعکس سلف میں سے تفضیلیت کے بارے میں کسی کا قول ثابت ہو بھی جائے، اسے جزئی تفضیلیت پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ امام مالکؒ نے حضرت فاطمہؓ کے حق میں فرمایا۔

لا تعدل بفضیحة رسول الله
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جگہ گوشہ کے برابر کسی کو نہیں کرتے۔
صلی اللہ علیہ وسلم احدا۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ فاطمہؓ علیؑ سے بھی افضل ہیں حالانکہ اس کا کوئی بھی ناکل نہیں، اس قول کا عمل بھی یہی جزئی تفضیلیت ہے۔

اس تحقیق کی روشنی میں مہم کے قول کا یہ مطلب بنتا ہے، جس میں کوئی نزاع نہیں۔

لو ان رجلاً قال عمر افضل
لو ان ابی بکر یعنی من وجہ اعنف
اگر کوئی شخص کسی خاص بات میں عمر
کو ابوبکر سے افضل کہے، میں اس کو نہ روکتا

ولون رجلا قال علی افضل من ابی بکر اور اگر کسی خاص بات میں علی کو ابو بکر سے
فضیلت ہے تو بھی تعینت نہ کروں
من وجه الا عنف۔

افضلیت شیخین پر ایک عقلی دلیل

مبدأ فضیلت افضلیت ایک چیز کی دوسری پر کسی قدر مشترک صفت میں زیادتی کا نام
ہے، اگر وہ صفت مشترک کا اعتبار نہ کیا جائے، زیادہ صفت ایک میں زیادہ نہ ہو، فضیلت
ثابت نہ ہوگی، کلی فضل کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز اس صفت میں جس کا مکمل اکثر اوقات
واحوال میں اعتنا کرتا ہے دوسری چیز پر فائق ہو، لہذا اعتراف عام اس فضل کی کامیاب معلوم ہوگا،
کہ اکثر عقل مند اور اشرف انسانی جن صفت کا اعتنا کرتے ہیں، وہ کس میں زیادہ ہے، جس طرح
الاس بلور پر کلی فضل رکھتا ہے، کیونکہ عام عقل مندان کی قیمت کے اعتبار سے اس کی
فضیلت کا فیصلہ کرتے ہیں، ہو سکتا ہے کسی چیز کی بات میں بلور کو الاس پر زیادتی حاصل
ہو، اسی طرح گھوڑا گائے سے بہتر ہے، اگرچہ کھیتی باڑی کے اعتبار سے گائے بہتر ہے،
اشیاء میں فضیلت کا معیار پھر ہر مطالعہ کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، بادشاہوں
کے نزدیک کلی فضل اسے حاصل ہے، ہجر بادشاہ کی ضروریات کے لئے دریاں جیسے ریشم
جنگی تلافیر سوچ سکے، اموال خراج کی وصولی کر سکے سیاست دان میں ماہر ہو، اور وہ
امور جن کا تعلق ریاست کے ساتھ ہوتا ہے، مثلاً سخاوت، شجاعت حسن تدبیر، اصلاح

امور، علوم و فناء، عہدہ و اتالی، مہارت وغیرہ وغیرہ زیادہ ہو۔
علماء کے ہاں فضل کا معیار کچھ اس طرح ہوگا، کہ ایک فرد عقل و فہم و حفظ و وسعت علم
میں فائق ہو، آخر یہ تقریر پر قدرت کاملہ رکھے، لوہاروں کے اعتبار سے فضل یوں ہے کہ
آلات حرب اور لوگوں کی ضروریات کی چیزیں عمدہ بنا سکے، اب کسی دوسری بات
میں مفضل کیا فضل سے برتری حاصل ہو سکتی جائے، مثلاً اسے علونب حاصل ہے،
یا فصاحت زبان یا جسمانی جہل سے متعص ہے، تو اسے جزئی فضیلت کہا جائے گا۔
اس کے لئے 'فضل' کلی کا اطلاق نہ ہو سکے گا۔

اس تنبیہی بیان سے آپ جان چکے ہیں کہ ہر قوم کے اعتبار سے فضل کلی

مختلف ہے، ایک ملت جس کی طرف اللہ کا رسول علم و کتب کے ساتھ مبعوث ہو چکا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اس پیغمبر کی اتباع میں ہی سعادت حاصل ہو سکتی ہے، اور یہ رسول فضل و کمال کا میزان ہے، اور تمام انسانوں اور فرشتوں سے اللہ کے قرب میں برتر ہے، اور قیامت کے دن اجرو ثواب میں سب پر فائق ہے اس ملت میں فضل کلی اس انسان کو حاصل ہو گا جو کہ صفات رسالت میں رسول کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہو رہتا ہے، اور اس کی سب سے زیادہ مدد کی، اس کے دین پھیلانے میں سب سے زیادہ تکالیف برداشت کیں، رسول اور اس کی امت کے درمیان تردد و مرجع علوم اور تربیت امت میں واسطہ بنا رہا جس کے اندر یہ صفات بدرجہ اتم و اکمل موجود ہیں، وہ افضل ہے، اور اگر کوئی دوسرا شخص کہاں کی کسی ایک صفت میں مثلاً شرافت نسب میں یا حسن و جمال میں یا حسن و لدنی میں یا بے ریشی دینا میں دوسروں سے زیادہ ہے، اسے جزئی بات میں افضل کہا جائے گا وہ افضل کل کا مستحق نہیں ہے۔

لہذا پہلے رسالت کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات متعین کیجیے، اور وہ صفات بھی جو کہ اللہ کے نزدیک اقریبیت کا سبب ہیں، اور کثرت ثواب کا باعث۔ تاکہ اس میزان پر افضل کا پتہ چل سکے۔

صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | جانتا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ انسان راہ ہدایت معلوم کریں، معرفت حق انہیں حاصل ہو، دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود کے کاموں سے مکمل آگاہی پائیں، اللہ تعالیٰ کی یقینیت و ارادہ و تمام اسباب نہ ہے۔ اگر وہ چاہتا بلا واسطہ سب کو ہدایت دے دیتا ارشاد ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًى هَآ۔ (الہر السجده ۱۳) اگر ہم چاہتے ہر نفس کو ہدایت دے دیتے۔

چونکہ مادۃ الہی یہ ہے کہ امور دنیا اس نے اسباب سے معلق فرما دیئے ہیں، لہذا ہدایت کے لئے اپنے رسل اور انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے، اور انسانوں کی اپنی بلادی اور انہیں کی جنس سے تاکہ تاثیر مکمل ترین ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کواللہ تعالیٰ نے واسطہ رحمت اور جہاد صریح قدرت قرار دیا، ارشاد عالی ہے:-

وما ادرسلک الا رحمة
للعلمین۔ (الانبیاء: ۱۰۷)

اور جنہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر
جہاں دلائل پر رحم کرنے کے لئے۔

نیز ارشاد ہے:-

وما امریت اذویت ولكن
الله رمی (الانفال: ۱۷)

اور جب آپ نے تیر بھیجا اپنے

نہیں بھیجا، مگر تم نے اسے بھیجا ہے۔

نیز فرمایا ہے:-

ان الذین یبایعون الله
یبا یعون الله ید الله فوق
ایدم (الفتح: ۱۰)

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے

ہیں، یہود حقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت
کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ
کا ہاتھ ہے۔

اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور محبت حاصل

کرنے کا ذریعہ بنایا۔ ارشاد ہے:-

من یطع الرسول فقد اطاع
الله (النساء: ۸۰)

اور جو رسول کی فرمانبرداری کرے

گا، اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔

نیز ارشاد ہے:-

قل ان کنتم تحبون الله
فاتبعوا فی حبیبکم الله۔

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو
میری اتباع کرو، خدا تمہیں محبوب
بنائے گا۔

(آل عمران: ۳۱)

آپ کے باطن کو طبع مستقیم پر پیدا فرمایا تاکہ نبیوں الہی کے افکار سے انحراف
نہ کرے، اور میدان قیاض سے علوم الہی و تشریحی کا ہی حاصل کرے، ارشاد ہے:-

ما ذا اخرج البصیر وما طفی
(النجم: ۱۷)

بڑھی۔

آپ کو عقل کامل اور قلب سلیم عطا فرمائی تاکہ علوم و معارف میں بخزانہ کرے،
ارشاد ہے:-

ماکذب الفواد مادای (المنجد ۱۱) جو دیکھا دل نے غلط نہیں سمجھا۔

آپ کی عقل کو مطاوع علوم ربانی اور آپ کے نفس کو تابع عقل اور آپ کے
جو اصرار کو تابع نفس بنایا۔ ارشاد ہے:-

وانك العلى خلق عظیمہ

(الفلم)

ہیں۔

اشتر کی مہربانی و لطف آپ کے شامل حال ہوئی کہ فرشتہ کی وساطت سے
اور براہ راست علوم حقہ آپ کی طرف نازل ہوئے، ارشاد ہے:-

ووجدك ضالاً فهدی

(الضحیٰ ۷)

ہدایت کی۔

مذکورہ الصمد تمام صفات کا تعلق اہتدار و کمال سے ہے، اس طرح آپ کو قوت
باطنی مؤثرہ سے سرفراز فرمایا کہ آپ اس باطنی قوت کی بدولت اپنے مدحین کو پہنچا سکتے ہیں
لاتے ہیں، اور کج طبع لوگوں کو براہ راست پر تکرارہ آپ سے کسب فیوض کریں ذریعہ
و اخراجات کریں۔

آپ کے قلب میں قوت جذب پیدا فرمائی تاکہ آپ ان لوگوں کو اپنی محبت سے سرفراز
فرمائیں اور ان میں بہشت کی آرزو پیدا ہو جائے، تاکہ آپ کے اوامر و نواہی سے سربازی
نہ کریں، اسی تاثیر کا نتیجہ ہے کہ:-

من دأه من بعدى هابہ و جو آپ کو دور سے دیکھتا رعب میں

من دأه من قریب احبہ۔ آتا اور قریب سے دیکھتا محبت کرنا ہے۔

آپ کی بہت ادھر مٹھتی کہ احکام الہی اور علوم ربانی کو قوت قلب اور فصاحت
زبان کے ساتھ براہ راست یا اپنے ساتھیوں کی معرفت خلق خدا تک پہنچانے
اس راہ میں جہاد کی صعوبتیں اور دیگر تبلیغی تکالیف ابرا داشت کیں۔

آپ کو مہاجرین و انصاریں سے ایسے ساتھی عطا فرمائے جو کہ آپ کے جوارح کی مانند ثابت ہوئے، انہوں نے آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین کی آبیاری کی اور کہاں تک پہنچایا۔ ارشاد ہے۔

کذروا خروجر شطآنہ فانہوہ
فاستغلظ فاستوی علی سوقہ
یعجب الذراع۔
(الفصح ۲۹)

ایک کھیتی کی طرح وہ اپنا تناٹا لگاتی
ہے، اسے طاقت دیتا ہے، اور
وہ مضبوط ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے
ساق پر کھڑا ہوتا ہے، اور کاشتکاروں
کو پسند آتا ہے۔

اس نعمت و احسان کی طرف حق تعالیٰ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

هو الذی ایدک بنصرہ و
بالمؤمنین والفت بین قلوبہم
لو انفق ما فی الارض جمیعاً
ما الفت بین قلوبہم وکن اللہ
الفت بینہم۔
(الانفال ۶۲)

اپنی امداد اور ایمان و اہل کے
ساتھ آپ کی تقویت کی ہے، ان کے
دلوں کو باہم جوڑ دیا، اگر آپ زمین کی
کل چیزیں خرچ کر ڈالتے تو ان کے دلوں
کو نہ جوڑ سکتے مگر اللہ نے ان کو جوڑ
دیا ہے۔

صفات ہدایت و تکمیل ہدایت کی طرف یہ صفات راجع ہیں۔
یہ صفات کمال تکمیل ہیں و میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انصافیت
ہدایت کو ثابت کرتی ہیں۔

۱۔ آپ کی طینت و سرشت ہی پاک و ہدایت فرمائی، اس میں صلاحیت عصیان مغفود
تھی، بالآخر حق ہدایت مہمانی ساتھ نہ بھی دیتی تو بھی حق سے اتنا زیادہ دور نہ ہوتے
ارشاد ہے۔

یکا دنایہا یغی و لہو غسہ
نارہ نور علی نور (النور ۳۵)

قریب ہے کہ اس کا تیل چمک اٹھے
چاہے آگ اس تک نہ پہنچے یہ تو روشنی ہے

آپ نے اوصاف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھنے اور میزانِ افضلیت سمجھ لیا۔ اس میزان پر افضلیت صحابہ و مفسرین پر اور بعض اصحاب کی افضلیت بعض پر۔ اور شیخین کی افضلیت باقی صحابہ کرام پر برتریافت کی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام ثباتی امت سے افضل ہیں | صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب سے افضل ہیں، بچند وجوہ۔

۱۔ فطری طور پر ان کی تخلیق نیکی پر ہے، اسی لئے خیر العرقل قرار پائے، اس پاکی طہیت کی طرف اس حدیث میں ارشاد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان الله اختر لي اصحابا
واختار لي منهم احبها ما اود
فیئس میں اودان میں میرے لئے سسر
اور مددگار پسند فرمائے ہیں۔

۱۲۔ دین کی ترویج اور خلقِ خدا کی ہدایت و راہ نمائی میں یہ ہستیاں اعضا و آلات رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوئے مگر یا دولت رسالت میں شریک کار ہیں، حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

هو الذي ايداك بهنصره
وبالمؤمنين، الآية
اور ایمان داروں کے ساتھ آپ کی
تقویت کی۔ (الانفال ۶۲)

نیز فرمایا۔

حبك الله ومن اتبعك
ایمان دار کافی ہیں۔

۱۳۔ جلا و اسطہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ فیض حاصل ہے، اور ایسی محبت کی برکت سے تزکیہ قلب اور تصفیہ نفس و عناصر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہیں، لہذا یہ لوگ مطاع اور امامِ خلافت ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یہ تفاوت پندرہ مرتبہ تاثیر میں ظاہر ہوتا ہے بشرط اجتماع اسباب و شرائط و کمال عقل و فراست جو کہ عام طور پر وحی کے مطابق ہو جائے، ایسا کہ حضرت عمرؓ نہیں ہے، اور بشرطیکہ بلا تردد و توقف اند بلا طلب معجزہ حق قبول کرنے میں طبیعت کی سلامتی حاصل ہو، جس طرح کہ صدیقؓ فرمیں ہے، یا مود و حبیب الفضلیت میں۔

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت صحبت و جس کی وجہ سے باطنی رنگینی حاصل ہوئی، جسے حاصل ہوا اس کی برتری مسلم ہے۔

۱۳۔ دین کی امداد اور رسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اپنی ہمت صرف کرنا جسے حاصل ہو۔

۱۴۔ اسباب و شرائط مجتمع ہو جائیں، اور حق تعالیٰ کی نصرت سے دین کی تردید، اس کے فدیہ وقوع پذیر ہو جائے، کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ قلندر خیمبر کی فتح کے لئے صحابہ کرامؓ نے پوری جدوجہد کی، مگر مقدر یہ تھا کہ یہ فتح حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ہو، اس صورت میں ہر ایک کو اپنی اپنی جدوجہد اور ہمت کے مطابق ثواب ملے گا، مگر فتح حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ہوئی۔ واللہ یجعل فقلہ حیث شاء۔

صحابہ کرامؓ کے تین طبقات یہ بھی جانتا چاہیے کہ دین کی نصرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں صحابہ کرامؓ کی خدوات و خصلت میں بعض باعتبار مناصرة اسلام

کو یہ دولت میسر ہوئی کہ اول بعثت سے انہوں نے ایمان قبول کر لیا اور اپنے حوصلہ کے مطابق دین اسلام کی مدد کرتے رہے، ہجرت سے پہلے یا بعد غزوہ بدر یا احد و غمرہ میں وفات پائی، یا شہید ہوئے، اپنے عمل کے بقدر ان بہتوں نے ثواب پایا۔

بعض کو یہ دولت نصیب نہ ہوئی، بلکہ ایم رسالت کے آخر میں فتح مکہ سے کچھ پہلے یا بعد ازاں مشرف اسلام ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا آپ کے بعد جو مقدر تھا ان کے فدیہ کے خیر سرزد ہوئے، انہیں بھی اپنے عمل کے مطابق ثواب حاصل ہوا، مگر پہلا فرق ہے ثواب میں افضل ہے کہ فریق اول نے اسلام کی خدمت کمزوری کے دنوں میں کی، بلکہ بعد والوں کے اعمال بھی پہلوں کے نامہ اعمال

میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا یستوی منکم من انفق
من قبل الفتح وقاتل اولئک
اعظم درجة من الذین انفقوا
من بعد وقاتلوا۔
(الحمدید: ۱۰)

تم میں یہ دو فرق برابر نہیں یہ جنہوں
نے فتح سے پہلے خرچ کیا، اور لڑائی
کی، یہ فرق ان سے درجہ میں بڑا ہے
جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا، اور
لڑائی کی۔

پھر تفاضل صحابہ میں ادھر بھی نظر ڈالنی چاہیے کہ مشاہدہ و معاشی جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد و قور پذیر ہوئے، ان میں کون کون لوگ شریک و حاضر
تھے مثلاً غزوہ بدر، احد، خندق، بیت الرضوان اور عیش العسرة وغیرہ و غیرہ کلام میں حصہ
لینے والوں کے فضائل و مناقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں مصرع اور مصرعوں میں
یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ابھی جزیرۃ العرب بھی کفار سے کئی طور پر صاف و پاک نہ ہوا تھا،
اور اسلام کا تیز پھیلاؤ بادشاہان فارس و روم و شام کو غضب ناک کر رہا تھا کہ مسیح
المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، اور بعض قبائل عرب مرتد ہو گئے، اگر اس وقت حق
تعالیٰ کی تائید و نصرت صحابہ کرام کی دست گیری نہ کرتی نظام دین تباہ ہو جاتا، کیونکہ اس
وقت مسلمان ہر تل و کسری اور قیصر کے مقابلہ میں کوئی خاص حیثیت نہ رکھتے تھے۔

اس وقت حق تعالیٰ نے اپنے دین کے تحفظ کے لئے جس شخص کے نصیب میں
یہ دردت بنائی وہ تائید دین کے لئے اٹھا۔ اور اس کے ہاتھ پر وہ کاربائے مقدرہ
برآمد ہوئے، جس کے تجربہ میں عرب و عجم میں اسلام پھیل گیا اور حمایت بادشاہ کا محتاج نہ رہا
بعض اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے نیکو دہ تمیز و انعام کی مناصقہ اور تائید سے مشرف
فرمایا جیسا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کیونکہ انہوں نے ابتداء اسلام میں بھی خدمت
سرا انجام دی، درسط میں بھی تمام سرکوں میں حاضر رہے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے بعد بھی وہ خدمات سر انجام دیں جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

صحابہ کرامؓ میں تفاضل | بعض صحابہ تنگ صحت تھے، انہیں مالی عبادت میسر نہ ہوئی
ایک اور حیثیت سے | اور بعض کو مالی عبادت کا موقع ملا مگر بدلتی عبادت میں کمی تھی،
بعض نے بدلتی عبادت کی بعض نے ابد، عابد، سائید اور متضعف فی اللہ بن گئے، بعض نے
جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تلواریں نکالیں، بعض مشورہ جینے میں علاوہ رائے رکھتے
تھے، کچھ اور صحابی محدث تھے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حافظ اور بدوی
جیسا کہ ابو ہریرہؓ بعض صحابہ کرام قرآن میں ماہر تھے، جیسا کہ ابی بن کعبؓ بعض
فقاہت میں مشہور تھے، جیسا کہ ابن مسعودؓ، عائشہؓ۔ مجاہدین فی سبیل اللہ تہا عدین
سے افضل ہیں، حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضراء و
المجاہدون فی سبیل اللہ۔
(النساء ۹۵)
ایمان داروں میں بیٹھ رہنے والے
تکلیف والوں کی استثناء کر کے، اور
اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے
برا بھ نہیں ہیں۔

علماء کے نمبروں گروہ یعنی قراء، محدثین اور فقہاء تہادوں سے بہتر ہیں، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
"فضل العالم علی العابد کفضل
علیٰ احقہ۔"
عالم کی عابد پر برتری ایسے ہے
جیسا کہ میری برتری تمہارے انبی پر۔

نیز فرمایا:-
العلماء قلوبہ الانبیاء فان
الانبیاء ما وراثوا دینا و اولادہا
وانما وراثوا العلم۔
علماء نبیوں کے وارث ہیں کہ انبیاء
دینار و دھرم میراث میں نہیں چھوڑتے
بلکہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں۔

نیز فرمایا:-
انما بعثت معلما۔
میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

۱۔ جامع ترمذی ۲۵۸۵ مطلب: فضل الفقہ علی العبادۃ -
۲۔ النبا۔ ۳۔ اللہ کی مخلوق کا تعلیم دینا صلاہ -

میں بعض اصحاب مذکورہ تمام اصناف عبادت میں آسمان کے ستارے میں، جیسا کہ خلفاء راشدین کہ عبادت مالی کرتے تھے، زبرد عبادت بدن میں بھی فائق ہیں اور رائے دشواری کے مالک اور جہاد فی سبیل اللہ میں تلوار چلانے کے دھنی اور روایت قرآن و حدیث و فقہ کے حامل جیسا کہ آگے وضاحت سے بیان ہوگا۔

صحابہ کرام میں خلفاء راشدین افضل ہیں | مذکورہ تمام حیثیتوں سے خلفاء راشدین کو جمیع صحابہ کرام پر افضلیت اور برتری حاصل ہے، اور اس حیثیت سے بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں خلفاء اربعہ اور بالخصوص شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زریعہ مشیر تھے، کیونکہ قورائے، سابقیت فی الاسلام لوگوں میں رہا بہت اور علو مرتبت انہیں حاصل تھی، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہی اصحاب آپ کے خلیفہ اور بانشین ہوئے۔

خلیفہ اپنے دور خلافت میں عام مسلمانوں کا مطاع ہوتا ہے، تمام اہل اسلام اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں، اس کے اشاروں پر چلتے ہیں اسی وجہ سے تابعین کے اعمال حسنہ خلیفہ کے نامہ اعمال میں بھی داخل و شامل ہیں، اور اس کے اپنی ذاتی اعمال مزید برآں۔ اس وجہ سے بھی خلفاء اربعہ تمام صحابہ پر افضل قرار پاتے ہیں۔

خلفاء اربعہ میں شیخین افضل و برتر ہیں۔ | مذکورہ بیان سے شیخین کی جلد صحابہ عشرہ پر برتری ثابت ہو چکی ہے، یہ دونوں بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد عثمان و علی سے بھی افضل ہیں، اگرچہ اسبقیت اسلام میں ختنین کے شریک ہیں مگر اس وقت علی پہ چھوٹے تھے، اور واضح ہے کہ ایک بچہ اسلامی خدمات میں مرد سے کم ہی ہو سکتا ہے، ان کے پاس مال بھی نہ تھا۔ کہ راہِ خدا میں خرچ فرماتے، ابو بکرؓ کے پاس مال کثیر تھا، اور تمام کا تمام راہِ خدا خرچ فرما دیا، عرصہ تک انہوں نے جان و مال پیش کر دیئے، جس دن حضرت عمرؓ نے اسلام قبول فرمایا، اسی روز سے قوت دین کا مظاہرہ ہوا،

۱۔ حضرت عثمانؓ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوٹھڑی پر حضرت ابراہیمؑ کی تصویر تھی، جبکہ یہ نہ تھا، بچہ بزرگ نہ تھا۔
۲۔ حضرت علیؓ نے غزوہ جندلہ میں مسلمانوں کے لیے عثمانؓ کی جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا ہونے کا شرف حاصل ہے، اور کچھ دیر بعد کو حاصل نہیں ہے۔

اور مسلمان کلمہ کھلا اسلامی احکام پر عمل کرنے لگے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے اسلام کے باعث بھی حضرت ابوبکرؓ صدیق تھے، گو یا حضرت عثمانؓ کا اسلام بھی صدیق اکبرؓ کی ایک نیکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عثمانؓ و علیؓ نے سے عہدہ کھانا مے وقوع پذیر ہوئے علیؓ نے شمشیر زنی کے جوہر دکھائے تو عثمانؓ سے اسلامی ہمیش کے خیر بات اور اسی طرح کی مالی عبادات میں کارہائے نمایاں سرزد ہوئے شیخینؓ کے کارناموں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان خوب روشنی ڈالتا ہے۔

انہ لا تعنی فی عنہما انہما من الدین میں ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا
بہانزلہ الرأس من الجسد۔ یہ دونوں دین میں جسم کے سر کی مانند ہیں۔

چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام بھی ان سے مشورہ کے بغیر نہ کرتے تھے، اس لئے تمام کاموں میں یہ دونوں شریک ثواب تھے۔ وزارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں منحصر تھی، جیسا کہ آپؐ نے فرمایا۔

وزیرای من اهل الارض وزمین والوں میں میرے وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کی اولین نگرہ بانی اور سرمدین و کفار سے قتال ایسے اہم فرائض حضرت صدیقؓ نے ہی سر انجام دیئے اور انہوں نے ہی عمرؓ کو خلیفہ منتخب فرمایا، ان کی نیکیاں بھی حضرت صدیقؓ کے کھاتہ میں بھی داخل ہیں، حضرت عمرؓ کے ایام خلافت میں اسلامی علوم کی نشر و شاعت، ترویج دین اور فتوحات اسلامیہ کی پوری تفصیل آگے آرہی ہے، ان شاء اللہ حدیث شریفہ میں آتا ہے۔

انما حسنات عمرؓ کحسنۃ واحدۃ عمرؓ کی جمیع نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک
من حسنات ابی بکرؓ نیکی کی مانند ہیں۔

۱۔ اللہ اللہ کہ احکام پر عمل کرنے لگا، ۲۔ اللہ اللہ کہ عہدہ کھانا مے سے متناہی ہوا۔

۳۔ اللہ اللہ کہ عمرؓ کو خلیفہ منتخب کیا، ۴۔ اللہ اللہ کہ عمرؓ کی نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک

نیکی کی مانند ہیں، ۵۔ اللہ اللہ کہ عمرؓ کی جمیع نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک

حضرت عمرؓ کے بعد چھ سال تک عثمانی خلافت صحیح طریق پر چلتی رہی، اور فتوحات جاری رہیں۔ اس کی وجہ بھی فاروق اعظم کی مستحکم پالیسیاں تھیں، اس دور کی جملہ فتوحات اسلامی حضرت عمرؓ کے اعمال میں بھی داخل ہیں، ان کے بعد حضرت عثمانؓ کی حد سے زیادہ بڑھے ہوئے عظیم دحیا اور صلہ رحمی کی وجہ سے مہمان اور دیگر نئی اسیہ کو معاملات خلافت میں زیادہ عمل دخل ہو گیا جنہوں نے شیخین کی پالیسیاں ترک کر دیں، جبکہ حضرت عثمانؓ اس اجتہاد میں معذور تھے، نتیجہ ان کی شہادت کی صورت میں نکلا۔

جب حضرت علیؓ کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور آئی اس وقت مسلمان کی باہمی نزاکت کی وجہ سے حالات اتنا خراب ہو گئے تھے کہ جہاد و ترویج دین اور نشرِ علوم کلی طور پر موقوف ہو گئے، اس میں حضرت علیؓ معذور تھے، اگر انہیں فرصت ملتی تقویت دین کے لئے وہ کوئی کمی نہ کرتے، بہر حال فیصلہ حق تعالیٰ ایسے ہی تھا۔

یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے زمانہ میں ان کے ذریعہ جو فتوحات سرانجام پائیں حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانہ میں ان کے ہاتھ سے ایسا نہ ہوا، لہذا شیخین ابتداء و وسطہ و آخری دور میں مذکور دونوں بزرگوں پر فائز و سابق ہے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے
واللہ ذو الفضل العظیم (المائدہ ۲۱) وہ، وہ عظیم فضل کا مالک ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:-

یحمل اللہ الخیر فی من اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں اچھائی
احب۔ بناتا ہے۔

صحابہؓ اور خلفاءؓ کی خدمات جلیلہ جن کا ہم نے ذکر کیا، روز روشن کی طرح عیاں ہیں، کسی صاحبِ حدیث پر غصی نہ ہیں۔

ماثر جمیلہ خلفاءِ ربیعہ

ماثر جمیلہ ابوبکر صدیقؓ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابوبکرؓ نے اسلام قبول فرمایا۔

اکثر علماء کا قول یہی ہے، بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا، مگر علیؑ نے اپنے والد ابو طالب کے خوف سے اپنے اسلام کو خفیہ رکھا، ابو بکرؓ نے مسلمان ہوتے ہی اعلان کر دیا، اور اپنے گھر کے قریب مسجد بنائی، پہلا قول جمہور کا ہے، اور دوسرا محمد بن کعب قرظی کا۔

محمد بن ابی بکر کے علاوہ ابو بکر صدیقؓ کے والد والدہ، اطہ کے، دختران، پوتہ ابو عتیق اور نواسہ عبداللہ بن زبیر سب کو شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے، جاہلی دور میں ابو بکرؓ قریش کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے، لوگ ان کا خیال رکھتے، فطری پاکیزگی اور کمال عقل کے اقتضاء سے بت کو بھی بھی سجدہ نہ کیا، جاہلیت میں انہوں نے اور عثمانؓ نے کبھی شراب نہ پی۔ یہ ان کی پاکیزگی کی دلیل ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد لوگوں کو دین الہی کی دعوت شروع کر دی، آپؐ کی دعوت سے حضرت عثمانؓ، زبیر بن العوامؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور طلحہؓ مسلمان ہوئے، یہ سب اپنے اپنے قبائل کے سردار اور رئیس تھے۔ اس گروہ کے مسلمان ہونے سے قریش کی شوکت کو دھچکا لگا، یہ ابو بکرؓ کے ہاتھ اسلام کی بہت بڑی خدمت تھی۔

ابو بکرؓ کا جب مسلمان ہوئے، مال دار تھے، چالیس ہزار درہم ان کے گھر میں موجود تھا، تمام کا تمام راہ خدا اور رسول صرف فرمایا، قریشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر آمادہ ہوئے، تو خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کر دیا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔ عقیقہ بن ابی معیط نے آپؐ کو نماز میں دیکھا، آپؐ کے گلے مبارک میں چادر ڈال دی، اور گلا گھونٹ دیا، ابو بکرؓ نے اسے بھاگایا اور فرمایا۔

انفتنون ساجلا ان یقول
ساجی اللہ وقد جاءک
کیا تم ایک انسان کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ
ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح
بالبینت۔

نشانیاں لایا۔

(المؤمن ۲۸)

طہ صلوٰۃ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو نبی کریم صلوٰۃ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے بھیجا۔

امام ابو عمرو الاستیاب میں لکھتے ہیں:-

مشرکین مسجد حرام میں بیٹھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذکرہ ہو چلا کہ آپ ایک خلا کی دعوت دیتے ہیں، اعلان کے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں، اتفاقاً آپ بھی اُدھر آ گئے، مشرکین نے آپ کو گھیر لیا، اُدھ کہا تم ہمارے خدلوں کو بڑا کہتے ہو، آپ نے فرمایا واقعی میں تمہارے بتوں کی تردید کرتا ہوں۔ کفار نے آپ کو پکڑ لیا، ابو بکرؓ کو پتہ ہوا مسجد میں آئے، اُدھر فرمایا:-

انفتلون ما جلا ان يقول
ما جی اللہ وقد جاء **سبح**
بالبینات من ربکم۔
کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل
کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے، میرا رب
اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس
واضح نشانیاں لایا ہے۔ (المومن ۲۸)

مشرکین نے آپ کو چھوڑ دیا، اُدرا ابو بکرؓ کو پکڑ لیا، اُدھر بہت مارا جب ابو بکرؓ
ان سے رہائی پا کر گھر گئے، تو حالت یہ تھی سر کے جس حصہ پر ہاتھ رکھتے بال ہاتھ
کے ساتھ گر جاتے، صدیق اعظم نے فرمایا:-

تبارکت یا ذا الجلال
والاکرام۔
اے جلال و اکرام کے صاحب کپ
برکت دے دیں۔

غرض ایک صدیق اکبرؓ نے غربت اسلام کے وقت میں اپنے جان و مال کو اتنا
بخش دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاکر کیا کہ آپ نے فرمایا:-

ما نفعی مال احد قط ما نفعی
مال ابی بکر سادۃ ابو عمرو۔
مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں
دیا جتنا کہ ابو بکرؓ کے مال نے
نیز فرمایا:-

ما لاحد عندنا من الاقد
ہمارے پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

۱۔ ۲۳۵۰ تذکرہ محدثین صفحہ ۱۹۱ بکر صدیق

۲۔ الاستیاب ص ۸۵ ما ج ۲۵ ۲۳۵۰

۳۔ ۲۵۰۰ ترمذی ص ۲۵۰ باب ۲۲۱۰ بکر ابو بکرؓ

کافیناہ ما خلا ابابکر فان لما
عندنا یدایکما فیہ اللہ بہا لیم
القیامت۔

نیز فرمایا:-

ان من امن الناس علی فی صحبۃ
ومالہ ابو بکر ومن اخرجهما البخاری

نیز فرمایا:-

ما نفعنی مال احد قط ما
نفعنی مال ابو بکر اخرجه القمذی

مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع
نہیں دیا جتنا کہ ابو بکرؓ کے مال نے۔
ابتداء اسلام سے لے کر وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیقؓ
آپ سے جہاں ہوئے سفر میں حضرت ہمیشہ ساتھ رہا کئے۔
الایہ کہ آپ نے صدیق اکبرؓ کو حج کے لئے یا کسی غزوہ میں بھیجا ہو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں رہے روزانہ صبح شام ابو بکرؓ کے
گھر تشریف لے جاتے جہل مغازی اور غزائوں میں آپ کا معاون اور ساتھی رہا احد
کے دن مخنیں کے روز جبکہ عام لشکر بھیجا گئے تھے صدیق اکبرؓ نہ بھیجا گئے اور
ثابت قدم رہے آخر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلا توقف صدیقؓ
نے قبول کیا اور ادا نہ کرنا صدقہا کہا چنانچہ آپ کے دعویٰ ثبوت پر کئی معجزہ کے طلب
کئے بغیر ایمان لائے تھے واقعہ معراج سن کر کسی قسم کا استبعاد نہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

دعوانی صاحبی فانک
تلتخ کذبہ وقال صدقت

میری وجہ سے میرے ساتھی کو جھوٹو قسم نے
جب کہا تھا تو غلط کہتا ہے تو اس نے کہا تھا

لہذا ۱۰۰ باب قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ ابابکرؓ ابوبکرؓ کتاب التہذیب

۱۱ جلد ۱۰۰ باب کتاب الی بکرؓ

۱۲ کتاب التہذیب ۱۱ جلد ۱۰۰ باب کتاب التہذیب ۱۱ جلد ۱۰۰ باب کتاب التہذیب

لے رسول آپ سچے کہتے ہیں۔

آپ کا لقب صدیق مشہور ہوا، مذکورہ حقائق ابو بکرؓ کی پاکی طینت اور بلندی فطرت کی دلیل ہیں، گو یا کروہ باطنی طور پر۔

ماکذہ ب الغداد مارأى (انجم) دل نے جو دیکھا غلط نہیں سمجھا۔

کے نمونہ تھے، صدیق اکبرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت میں ہجرت کی بیوی بچے مکہ میں چھوڑے، اور یہ مقام حاصل کیا۔

ثاقب اثین اذها فی الغار (متوبہ) غار میں تھے تو وہ دوسرا تھا۔

خزوفہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عریش کے قریب نگہبانی کی، جنگ بدر میں ابو بکرؓ میکائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف تھے، اور علیؓ دوسری طرف۔

ابو بکرؓ کو سارا قرآن حفظ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ کی وفات تک سارا قرآن ایک جگہ جمع نہ تھا، یہ بات غلط ہے، یا اس کی تاویل کر دینی چاہیے، کہ ایک مصحف میں ان کے پاس جمع نہ تھا۔

علم و ثقاہت میں یہ مرتبہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ احمد کے دن ابوسفیانؓ نے مسلمانوں کی فوج کا پتہ لگانے کی کوشش کی، اس موقع پر تین اشخاص کے نام ملاحظہ سے زبان پر لایا، گو یا اسے ان تینوں سے ہی اندیشہ تھا، ابن اسحاق وغیرہ فرماتے ہیں:-

لدریال من هذه الثلاثة
الا لعلمه و علمه قومہ ان قیام
الاسلام بھد۔
اس نے تین اشخاص کا اسلئے پوچھا کہ یہ اور اس قوم کو معلوم تھا کہ اسلام کا قیام انہیں تینوں کی بدولت ہے۔

ایک سوال ابوسفیانؓ نے حبیب پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہنسنے لگا، کہ ۲۵ سال اس کے بچپن میں غصہ میں ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مصنف و مجاہد الخویش و مبارک و صمد الخویشی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں ہی حضرت محمدؐ کی جڑوں سے لگا ہوا اور ان کے پاس بچپن سے ہی حبیب اور رسول و صاحب فلاح کے کلمہ کے ساتھ اسم خدیو کیا۔

نے فرمایا تم اسے جواب نہ دو جیسا کہ بھاری میں ہے اس کے باوجود عمر نے کیوں کہا، کذب یا عداۃ اللہ لے ان شرکے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے۔

جواب حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کا جواب دیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جواب دینے سے منع فرمایا تھا تیسری بار جواب دینے کی اجازت دی گئی، امام اور طریقہ روایت کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے کہا۔

یا رسول اللہ الا حبیہ یا رسول اللہ میں اسے جواب نہ
قال بلی۔ وہ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے ابوسفیان نے تین بار کہا۔

اقی القوم ابن ابی قحافة کسی مسلمان قوم میں ابو بکر ابن ابی قحافہ
اقی القوم ابن الخطاب موجود ہے، کیا خطاب کا بیٹا موجود ہے،
کسی نے جواب نہ دیا تو ابوسفیان نے کہا یہ سب لوگ قتل ہو گئے، حضرت عمرؓ
ضبط نہ کر سکے، اللہ فرمایا۔

کذب یا عداۃ اللہ ابی القحافہ لے ان شرکے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے
اللہ لك ما یخزیک۔ تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ
زندہ باقی رکھا ہے۔

غزوہ خندق میں ایک جانب کی حفاظت کی ذمہ داری ابو بکرؓ کے ہاتھ تھی،
اس جگہ مسجد صدیقؓ آج تک موجود ہے۔

صلح حدیبیہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل مکہ اور طواف بیت اللہ
کا وعدہ فرمایا کرتے تھے، صلح کی وجہ سے ایک سال کی تاخیر ہو گئی، لوگ اس بارے
میں مشکل میں پڑ گئے، اور صلح سے تنگ دل ہونے، مگر ابو بکرؓ کسی اشکال میں نہ
پڑے، اللہ کہا۔

اللہ رسول اللہ ولین یحییٰ آپ اللہ کے رسول ہیں، خداوند کی

ملہ و بہنہ و عہدہ ۱۴۰۵ھ ۱۵ نومبر ۲۰۲۳ء بمقام مجلس تہذیب و ثقافت، طرابلس، لبنان۔

ملہ و بہنہ و عہدہ ۱۴۰۵ھ ۱۵ نومبر ۲۰۲۳ء بابہ تہذیب و ثقافت، طرابلس، لبنان۔

وهو ناصح وانته ما وعدك
ان تاتيه العام فانك
اتيه ومطوف به۔
ناظرانی نہیں کرتے، لہذا آپ کا نام ضرور یادگار
ہے، اللہ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ اسی سال
مکہ جائیں گے، واقعی آپ ضرور جائیں گے
اور طواف بھی کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا و آخرت
میں اختیار دیا ہے، حضرت کی مراد و منشا ابو بکر کے سوا کوئی نہ سمجھ سکا، انہوں نے سمجھ
لیا کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے، اور مدد نہ ملے گی۔
سرتیہ بنی فزارہ میں آپ کو امیر فرج بنایا گیا، ششہ میں آپ کو امیر الحج مقرر کیا گیا،
اور مرض الموت میں امامت نماز آپ کے سپرد کر دی گئی، کسی احمد کی امامت پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ابو بکرؓ کو اتنا غم و اندوہ لاحق ہوا کہ دو سال
چند ماہ زندہ رہ سکے، زندگی بے لذت بن گئی، اور مدد و برکت کمزور و لاعف ہوتے گئے۔
آخر اسی غم میں وفات پائی۔ رواہ الماکم عن ابی عمر۔

اس غم و اندوہ کے باوجود خطبہ ارشاد فرمایا، اور لوگوں کو تسلی دی،
جمع صحابہؓ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل سمجھتے تھے، اسی لئے
ان کے اہم پر بیعت کی، ابو بکرؓ نے اسی حالت میں حضرت اسامہؓ کا لشکر روانہ فرمایا
مزدین کے ساتھ لڑائی کے لئے، اُسے اور میلہ کذاب اور مرتدین غم کر دینے
گئے، اور بعض پھر مسلمان ہو گئے، حالانکہ صحابہ اس وقت قیامت تھیں کہ قرین
مصلحت سمجھتے تھے، ابو بکرؓ نے اس رائے کو رد کیا، بالآخر جمع صحابہؓ نے صدیق اکبرؓ
کی رائے کو مان لیا اور دست قرار دیا۔

جنگ یمامہ میں بیشتر قرار قرآن شہید ہو گئے، ابو بکرؓ نے مناسب سمجھا کہ قرآن
پاک ایک مصحف میں جمع کر لیا جائے۔ پہلے اس رائے کو ایک نیا خیال قرار دیا گیا۔ آخر

لے صحیح بخاری و مسند باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلح ان یتحدوا بحدیثی و لا بحدیث ابی بکر بن کتبہ القتب۔

ابو بکرؓ کی رائے کو درست اور صحیح قرار دیا گیا، اور قرآن پاک ایک مصحف میں جمع کیا، اور قرأت کے بعض اختلافات ختم ہو گئے، اور تحریف کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

جہاد کے لئے ایک نئے عراق و شام کی طرف لشکر روانہ کیا، یہ علاقے خلافت صدیق میں ہی فتح ہو گئے تھے۔

ان کے اثر و سرور کا یہ عالم تھا کہ ان کی خلافت کے بارہ میں کوئی بھی اختلاف نہ ہوا، اور کبار صحابہ کرام کا آپ کے نظم و نسق میں مددگار ہونا تا سید ایزد ہی ہے۔

چنانچہ ابو عبیدہ بن جراح آپ کے صاحب شرط تھے، پھر انہیں لشکر شام کا امیر بنادیا گیا، عثمان بن عفان اور زبیر بن ثابت آپ کے کاتب تھے، عمر بن الخطاب نائب اور قاضی تھے، خالد بن ولید لشکر عراق کا امیر۔

ان کے ماتب میں انہی فضیلت یہ تھی کہ اپنی وفات کے وقت کسی رشتہ دار کو خلافت سپرد نہ کی (بلکہ مسلمانوں میں سب سے سچا اہل) عمر بن الخطاب کو خلیفہ بنایا۔

دراشت میں کوئی بایں زاد نہ چھوڑی، ان کی وفات پر مدینہ سو گوار ہو گیا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سو گوار ہوا تھا، علیؓ گردے ہوئے اور انا للشر پڑھتے ہوئے آئے، اور کہا آج خلافت نبوة منقطع ہوئی۔ آپ کی بہت مدد و ستائش کی اور کہا۔

احسنت الخلفاء حین	جب لوگ پھر گئے، آپ نے
ارتد الناس و قمت بالامور المور	خلافت کو درست کیا، دین کی اقامت
یقصر به خلیفہ نبی غصبت	اتنا فرمائی کہ کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں
حین و هن اصحابك و بورت	کی۔ آپ کے ساتھی مسرت ہو گئے مگر گریہ
حین استکانوا و قوت حین	میں ڈرٹ گئے، کمزوری دکھانے لگے تو
ضعفوا و لزمت منها جبر رسول	آپ نے قوت و طاقت کا منہ ہوا کیا

حضرت امیرؓ نے یہ شعر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر بیٹھ کر دیکھا کہ اس عرش کو کب سے چھو بیٹھا ہے۔
 آج کی امت کو سیکڑی ہے، جس عرش کی کاوش اب بیکر پر ہے اور خداوند ستر ہزار سال سے یہ عرش پر ہے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 كنت خليفة حقا كذا في کی روش کو تابو پکڑا اس لئے کہ آپ
 ان کے بچے خلیفہ تھے۔

حضرت علیؓ کے اس قول سے جو کہ بچہ ابلاغتہ میں موجود ہے امامیہ انکار نہیں کر سکتے۔
 کہ یہ ان کے نزدیک اصح ترین کتاب ہے اور یہ قول مذکورہ ماثرو فضائل کا مصدق ہے۔
خلاصۃ المرام | ذکر کردہ فضائل و مناقب سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ فضیلت کی جمع
 حیثیتوں کا اعتبار سے ابو بکرؓ نہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت تامہ
 رکھتے ہیں اس بارہ میں کوئی آپ کی برابری نہیں کر سکتا۔

پاکیزگی طینت، اکال صفا باطن، قوت عقل و فراست، کثرت صحبت بلکہ از اول تا
 آخر دوام صحبت، اپنی تمام قوت نصرت دین میں صرف کرنا۔ تا ئید الہی سے اسباب و
 شرائط کا ملحق ہوتے رہنا دین کے اہم کام آپ کے ذریعہ ہونا آپ کے ہاتھ پر ابتداء اسلام
 سے تا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنی اور مالی عبادات کی توفیق پانا، علم قرآن
 و فقہیت میں کمال یا ایسی صفات ہیں جو کسی دوسرے کو حاصل نہ ہوئیں اسی وجہ سے امام
 شافعی نے فرمایا ہے، کہ اس وقت لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مجبور تھے، کیونکہ
 آسمان کے نیچے ان سے بہتر کوئی انسان نہ پاتے تھے۔

ابو بکرؓ کے ارشادات طینہ سے ہے۔

العجز عن حدك الا حدك اور اک تک پہنچنے سے قاصر
 اداك رہنا بھی اداك ہے۔

نیز فرمایا۔

من ذاق خالص حب الله جس نے حب الہ کا مزہ چکھا وہ
 شغل ذلك عن طلب الدنيا طلب دنیا سے بے نیاز ہو گیا۔

ماثر جمیلہ حضرت عمر بن الخطابؓ

عمر بن الخطابؓ سے پہلے امتیائیں یا چوایں یا پتائیں مرد اسلام قبول کر چکے تھے

بجائے کے ساتھ تک آپ سے پہلے مسلمان اپنے گھروں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ان کا اسلام کے بعد یہ محدث حال نہ رہی گویا اسی سال سے ابتداء اسلام ہوئی۔
حضرت علیؓ فرماتے ہیں:-

صلیٰ قبل الناس یسبح میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔
سنین۔

حضرت عمرؓ کے اسلام کے بعد کافی لوگ اسلام قبول کرنے لگے، ایک سال کے اندر اندر مکمل طور پر شروع ہو چکا۔ حضرت علیؓ نے بھی سات سال مراویے ہیں۔
عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد مسلمان علاقہ نماز پڑھنے لگے، اور یہاں تک نازل ہوئی۔
یا ایہا النبی حسبک اللہ و لے نبی و صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کو
من اتبعک من المؤمنین (النور: ۶۴) اشر اور آپ کے متبع ایمان دار کافی ہیں۔
اسی دہرے آپ کا لقب فاروق ہے، امام طبرانی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں:-

کان اسلام عمرؓ عمرؓ فضلاء کانت
ہجرتہ فصحاء و امامتہ راحة
ولقد رأیتنا و ما نستطیع ان
نضرب الی البیت حتی اسلم
عمرؓ فلما اسلم قاتلہم حتی
تروکونا فصلینا۔
عمرؓ کا اسلام قبول کرنا فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت اور ان کی امامت رحمت
ہم نے ایک وقت بھی دیکھا کہ بیت اللہ
میں نماز پڑھ سکتے تھے۔ جب یہ مسلمان
ہوئے اکفار سے لڑ پڑے، اور پھر وہ
ایک طرف ہو گئے، اور ہم نے نماز پڑھی۔

امام بخاریؒ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں:-

ما نزلنا اعزج منہ
اسلمہ عمر۔
جب سے عمرؓ نے اسلام قبول کیا ہم
بڑھتے ہی رہے۔

ابن حاکم علی مرتضیٰ سے روایت کرتا ہے:-

وہ فرماتے ہیں میں نے عمرؓ کو نماز دیکھا کہ علاقہ ہجرت کی ہوا

لے یہ ہجرت ۵۵ھ سے ۵۶ھ تک علاقہ ہجرت ۵۵ھ سے ۵۶ھ تک۔

عمر بن الخطابؓ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو لوگ گردن میں ڈالی تیر کمان ہاتھ میں لئے، اور کعبہ میں آئے، اشرف قریشی وہاں موجود تھے، سات بار طواف بیت اللہ کیا، مقام ابراہیم کے پاس دو گنا ادا کیا، اور حلقہ کفار کے پاس آکر کہا، اور ایک ایک کا نام لیکر کہا جو چاہتا ہے، اگر اس کی ماں اسے روئے، اس کے بچے یتیم ہو جائیں، اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، اسے چاہیے کہ میرے سامنے ہو، میدان میں کوئی شخص نہ نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پیش تر ہی مدینہ پہنچ گئے ان کے ساتھ ہیں اشخاص از صحابہ کرام بھی تھے۔

عمر بن الخطابؓ جیسے مشاہد و غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، اعدا اور حنین کے دن صحیح قول یہی ہے کہ ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صفا باطن اور عقل سلیم اس قدر عطا کی تھی کہ بیس مواقع سے زیادہ ان کی رائے کے مطابق آیات قرآن نازل ہوئیں۔

ابن مردویہ مجاہد سے نقل کرتا ہے کہ جو بات عمرؓ عقل سے کہتے تھے، اس کے موافق قرآن نازل ہوتا، طبرانی اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، اگر عمرؓ کا علم ایک ترازو میں ہو، اور حمزہؓ اہل عرب کا علم دوسرے میں تو عمرؓ کا پلڑا ہی بھاری رہے گا۔

بدھ کے قیدیوں کے بارہ میں عمرؓ کی رائے ان کے قتل کرنے کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کی رائے کے مطابق فدیہ قبول فرمایا، حق تعالیٰ کی طرف سے کتاب نازل ہو۔

لو لا کتاب من اللہ سبق
لمسکھ فیما اخذتم عذاب
عظیم۔ (التوبة ۶۸)
اگر اللہ کا پہلے سے فیصلہ نہ ہو چکا
ہوتا تو تمہارے اس کئے پر عذاب
عظیم تمہیں پہنچ جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عذاب آنا تو عمرؓ کے سوا کوئی نہ بچتا، کمال ذکا۔ بلندی فطرت اور پاکیزگی طبیعت اتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمرؓ کی علمی خدمات | دین و شریعت کو معاشرہ میں رواج دینے کے سلسلہ میں کتاب و سنت و اجماع اور قیاس سے اولہ کو ترتیب دی، آپ بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے، ابن مسعود فرماتے ہیں، اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ علم رکھنے والے شخص عمر ہیں، اس کے باوجود جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا، صحابہ کرام کو جمع کرتے، اور باہمی مشورے اور بحث و مباحثہ کے بعد کسی ایک فیصلہ پر اتفاق اور اجماع ہو جاتا، اکثر اجماعی مسائل حضرت فاسقؓ کی سعی سے جمع علیہ ہوئے، جس مسئلہ میں اس وقت اختلاف رفع نہ ہو سکا اس میں آج تک اختلاف باقی ہے، الاما شاء اللہ۔

ہر شہر میں قرآن پاک اور حدیث پڑھانے والے معلم مقرر کئے، تاکہ لوگ علم کتاب و سنت حاصل کریں۔

الاستیعاب میں من بصری سے مروی ہے، عبداللہ بن عقیل ان دنوں معلوم میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے ہماری طرف بھیجا تھا۔ ام داہمی ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو موسیٰ بصرہ میں آئے تو کہا مجھے حضرت عمرؓ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤں۔

حضرت عمرؓ اپنے خطبہ میں مسائل دین بیان کیا کرتے تھے، حدیث انما الاموال بالانبات جو کہ تمام دین کی بنیاد و اساس ہے، حضرت عمرؓ سے یہ حدیث دوڑتا سے زائد اشخاص روایت کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے یہ حدیث دوران خطبہ ارشاد فرمائی تھی، خطبہ میں لوگوں کو علماء کی نشان دہی کرتے، چنانچہ ایک دفعہ فرمایا جو شخص قرآن کے معانی پر چھنچھا چاہتا ہے، وہ ابی بن کعب کے پاس جائے، جو شخص حلال و حرام کے مسائل دریافت کرنا چاہتا ہے، وہ ساد بن جبیل کے پاس جائے، اور جو شخص علم فرائض کی تحقیق چاہتا ہے، وہ زید بن ثابت کے سامنے ڈوٹے تلخ کرے، اور جو شخص مال لینا چاہے، وہ میرے پاس آجائے کہ مسلمان کے

خزائن میرے سپرد ہیں۔ رواہ الحاکم۔
اما دارمی روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: وہ علم کن بول میں محفوظ کر لو، گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتب دین کی تالیف و تصنیف کا حکم صادر فرمایا۔

فریقہ امیر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف متوجہ رہے، امام دارمی تمیم داری سے روایت کرتے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ عمارات میں تطاول کرنے لگے تو فرمایا:

یا معشر العرب الارض ان لا اسلام الا بجماعة۔ ولا جماعة الا بامارة ولا اماراة الا بامارة الابطاعة فمن سودة قوم على الفقة كان حيوة له ولهم ومن سودة قوم على غير فقه كان هلاكا له ولهم۔

اے عرب قوم زمین زمین ہے، جماعت کے بغیر اسلام نہیں، اور امارت کے بغیر جماعت نہیں، اور اطاعت کے بنا امیر نہیں۔ سوچو کہ جس کو اس کی قوم نے اپنا قائد چنا وہ اپنے اور اپنی قوم کی حیات کا باعث بنا، اور بغیر سوچو کہ جس کو سردار بنایا گیا، وہ اپنے لئے، اور قوم کے لئے تباہی کا موجب ہو گا۔ شیخین کے اکثر خطوط جو امراء اور عمال کی طرف لکھتے ان میں اکثر امیر بالمعروف نہی عن المنکر کی تلقین ہوتی، حفظ حدود و نماز کا حکم دیا جاتا، اور زکوٰۃ کی تفصیل کا بیان ہوتا۔ اگر اس کی پوری تفصیل اساطیر میں لائی جائے، تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو جائے۔

شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ قدس سرہ نے عبادات و معاملات پر مشتمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ لکھے ہیں، وہ بجلے خود ایک مستقل کتاب بن گئے۔

فتح بلاذری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات جلیلیہ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمات جلیلیہ جن کا تعلق فتوحات بلاد سے ہے اظہر من الشمس ہیں اور اساطیر صریح باہر۔ عربوں میں بادشاہی اور فوج کشی نہ تھی، اسبابا نہ رسوم سے بھی ناواقف تھے،

ان کے خیال میں بھی نہا سکتا تھا کہ قیصر و کسری کے ساتھ مقابلہ آرائی کریں گے، فاروق اعظم نے فوجی ڈسپلن قائم کی لشکرِ بنائے قیصر و کسری کی ہیبت اور عجب جھولگوں کے سینے میں بختی اس کو دور کیا، آپ کے بعد خلفاء نے جہاد کیا یا علاقے فتح کئے وہ فاروقی قائم کردہ بنیادوں پر ہی ہو سکے اس کا ثواب بھی عمر کے نامہ اعمال میں داخل ہے۔

امام سیوطی فرماتا ہے: عمر نے ہجری ۱۸ھ تکھے کارواج ڈالا۔ بیت المال مقرر کیا، دفتر رکھے، لشکریوں کے وظائف مقرر کئے، مصر سے مدینہ میں غلہ کی درآمد کی، حدود و تعزیرات قائم کرنے کے لئے ورہ استعمال کیا، ہجو گوئی کو قابل سزا جرم قرار دیا، وعیزہ وغیرہ۔

سخنی وزنی کا استعمال ایسے عمدہ طریق سے کیا شاید ہی لقمان کر سکا ہو۔ عثمان بن عفان فرماتے ہیں:-

هل استطیع ان اکون مثل
لقمان الحکیم۔ کیا میں لقمان حکیم کی مانند ہو
سکتا ہوں؟

علیؑ فرماتے ہیں:-

لدرتة حمرا هیب من
سیفکھ۔ عمرؓ کے دُورہ کی ہیبت تمہاری
تلووار سے زیادہ تھی۔

اس نفسیاتی قوت کا یہ اثر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی طرح ان کی مخالفت میں کوئی شخص ان کا حکام سے انکار نہ کر سکا اور کسی نے بھی ان کی مخالفت میں اختلاف نہ کیا۔

کسریٰ قیصر کو تہس نہس کر دیا گویا تمام علاقے انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوئے ہر زب بادشاہ و مہاز حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، آپ نے کفار کے ساتھ جہاد کے بارے میں اس کا مشورہ طلب کیا کہ کیسے کیا جائے، ہرمز نے کہا۔ تمام عالم ایک

لہذا استیجاب ہو گا جس کی تشریح معجزات محمدیہ۔

پرنده کی مانند ہے، اس کا سر عراق ملک کسریا ہے، دو بازو فارس اور ہند ہیں، ایک پاؤں ترکستان اور دوسرا مغرب و فرنگستان اگر تو سر کو توڑ دے گا، پرنده مر جائیگا ایک بازو یا دونوں ایک پاؤں یا دونوں پاؤں توڑنے سے کام نہ بنے گا۔ اسی لئے سب سے پہلے عمرہ نے کسری کے ساتھ جہاد کیا، اور بالآخر عراق و شام عمرہ کے معاونین کے ہاتھوں فتح ہو گئے، حضرت عمرہ کے ایام خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر توابع دلواسی سمیت فتح ہوئے، دمشق، بعلبک، حمص، انطاکیہ، اہواز، موصل، طوس، قسر، مصر، آذربایجان، نہادند، دینور، ہمدان، طرابلس، جرجان، حلب، اصفہان، کوفہ وغیرہ وغیرہ۔

چار ہزار ساہل تعمیر کرائیں، اور چار ہزار کیسے ویران ہو گئے، ایک ہزار نو صد منبر خطیبہ کے لئے رکھے، اسود عراق پر جزیہ اور خراج ڈالا۔ مسلمانوں میں مراتب کے اندازے سے عطایا تقسیم کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں پر خصوصی نظر و شفقت کی، اپنے قرابت داروں پر اتنا نہ تھی، خود کو بیت المال میں ایک فرد کی حیثیت میں رکھا۔ حق تعالیٰ سلطان کی تائید و تقویت فرمائی، اور بہترین انسان ان کے کاسوں میں تعاون کے لئے مہیا فرمائے، عبدالرحمن بن عوف خراسانی اور زبیر بن ثابت ان کے کاتب تھے، اور زبیر بن رقیہ داروغہ بیت المال تھے۔ آخر عمر میں حج سے فارغ ہو کر آرہے تھے، میدان مکہ میں اپنی چادر زمین پر ڈالی پیٹھ زمین پر رکھی، اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے، اور فرمایا۔

اللہم کبرئت منی وضعفت
توق و انتشر و غبتی فاقبضنی
ایک غید مضجیع و کامقوڑا۔
میری طاقت کم زور ہو گئی، شوق میں
اتشار ہو چکا۔ مجھے بھقاظت اپنے
پاس بلا لے۔

ماہ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ پہنچے اور خطبہ ارشاد فرمایا :-

ایہا الناس قد استت لکم السنن و فرضت لکم القائن و ترکتکم علی الواضحة الا ان اضلوا بالناس عینا و شمالا و ضرب باحدی یدیه علی الآخرى۔
 اے لوگوں میں نے تمہارے نیکی کی راہیں متعین کیں، کچھ امور لازمی قرار دیئے، اور میں تمہیں واضح اور روشن حالت پر چھوڑ رہا ہوں الا یہ کہ تم خود واپس بائیں طرف مڑ جاؤ۔

ماہ ذوالحجہ ختم ہوتے سے پہلے شہید ہو گئے، رواہ مالک عن سعید بن المسیب امام احمد نے سعدان بن ابی طلحہ سے روایت کیا، حضرت عمرؓ نے آخری عمر میں خطبہ جمعہ پڑھا۔ اس خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کا ذکر کیا، اور اپنی موت کا بھی ذکر کیا۔ اور خلافت چھ اشخاص کے شوروی پر متعین کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان افراد سے توافقات مبارک راضی رہے تھے، پھر فرمایا :-

انی قد علمت ان توفا سیطعون فی هذا الامر انا ضا، بیتام بیہی علی الاسلام فان نعلوا فاولئک اعدا اماما للکفرۃ الضلال۔
 میں جانتا ہوں کچھ لوگ اس معاملہ میں طعن کریں گے۔ جن کو میں نے اپنے ہاتھ سے مارا ہے مگر وہ ایسا کریں تو مجھنا یہ لوگ اللہ کے دشمن ہیں اور گم کردہ راہ کا فر۔

نکاح کا ذکر بھی کیا اور پھر فرمایا :-
 اللہ صافی الشہد لہ علی امراء الاممہما قانما یحشتم لیعلمون الناس دینہم و سنتہ نجیدہم صلی اللہ علیہ وسلم و یقنعوا

اے اللہ اس آپ کے گواہ بنانا ہوں کہ میں نے شہروں کے امراء کو اس لئے مقرر کیا کہ وہ اپنے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پرچار

۱۔ المستدرک ج ۲ ص ۹۲۔

۲۔ کار میں گواہوں میں داؤد بن جابر۔

فیهم فیہمہم وبعدا لہا علیہم
ویدفعوا الی ما ا شکل
علیہم من ادرہم۔

کریں، اور مسلمانوں میں مالی فحی تقسیم
کریں، اور ان میں انصاف قائم کریں،
اور جو بات ان پر مشکل ہو، تو میری
طرف مراجعت کریں۔

بعد کے مدثر ۲۶ ذوالحجہ کو ابو لؤلؤ جو کہ مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام تھا کے ہاتھ
زخمی ہوئے، اور تین دن بعد وفات پائی، اور حکیم غرم سہ۳۲ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے حواری میں مدفون ہوئے، ارعہ اللہ رحمۃ داستہ۔ آپ کے زین اقرال میں شہید
ایاکہ ومثا خاة الاحق
فانہ ربما اہما د ان ینفعلک
فیض لک۔

ان کے زخمی ہونے کے بعد وفات سے قبل ابن عباسؓ نے کہا:-
ایہما بالجنة یا امیر
المؤمنین املت حین کفر
الناس وجاہدت مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حین
خذلہ الناس و قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو عندک
راض ولم یختلف فی خلافتک
اشنان و قتلت شہیدا۔
اے امیر المؤمنین آپ بہشت
کی خوشخبری حاصل کریں۔ جب لوگوں
نے کفر کیا، آپ مسلمان ہوئے، جب
لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
چھوڑ گئے، آپ نے مدد کی، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی
تو آپ پر راضی تھے، اور آپ کی
خلافت میں لوگ وادسیوں نے بھی اختلاف
نہیں کیا، اور آپ شہید مقتول ہیں۔

ان کی وفات کے بعد علیؓ نے غبطہ کرتے ہوئے فرمایا:-

لہ استبدک اللہ اکملہم علیہم سلا۔
لہ استبدک لہا کرمہا اس لا فہم علیہم صحیح البخاری و صحتہ مناقب عروج۔

ما من الناس احدا احب لکوں میں کوئی ایسا شخص نہیں
الی ان اتقى الله عما فی جس کے اعمال کوئے کر میں اللہ سے
صحیفة من هذا المسجی ملایا بامول سوا اس طوعا پیہ ہوئے۔

مذکورۃ الصدر ما ثرو مناقب سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ بعد نماصرت دین میں
اور پاکیزگی طہیئت، کمال عقل و علم میں اور اس کے ہاتھوں دین کے عظیم الشان کاموں
کے صلہ و رمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ رسالت میں اگر کار ہوئے ہیں
عمر کی مثل کوئی اور شخص نہیں ہے۔

شیخین کے بعد افضل عثمان ہیں شیخین کے بعد سب سے افضل عثمان بن
عقمان ہیں اور ان کے بعد علی بن ابی طالب۔

سفیان ثوری کہتا ہے عثمان سے علیؓ افضل ہیں، وہ کہتا ہے اس لئے کہ
مناقب علیؓ میں جتنا احادیث جیدہ اسناد وارد ہوئیں کسی دوسرے صحابی کے مناقب میں
اتنا احادیث مروی نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں
حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بہت اختلافات برپا ہو گئے، ایک جماعت
نے ان کے خلاف خروج کیا، اور بغاوت کی اور لڑائیاں لڑیں۔ اور برسر منہران
کی بدگونی کی۔

انہی کے زمانہ میں فرقہ خوارج نے ظہور کیا جو کہ علیؓ کے ساتھ انتہائی بغض رکھتے
تھے، اور تکفیر کرتے تھے اہل سنت نے خارجیوں کے مذہب و نظریہ کے باطل
ثابت کرنے، اور بنی امیہ کو ازام دینے کے لئے علیؓ کے مناقب پھیلانے میں
سعی تبلیغ کی۔ ورنہ تمام خلفاء راشدین کے حق میں احادیث مناقب بلا برہم و بی ہیں۔
پھر اعتبار کثرت احادیث مناقب کا نہیں کیا جاتا، افضلیت کے لئے تو بنا
افضلیت کو دیکھا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اللہ کے ہاں کثرت ثواب
کا استحقاق کسے حاصل ہے۔ یہ بات عقل سے نہیں جانی جاسکتی ہے۔

صفات کمال میں سے بعض صفات کے اختصاص کثر مثلاً علم و سیا کا اختصاص عثمان کے ساتھ اور ذکا و ذہن و علم و شجاعت کا علی کے ساتھ (علی الاطلاق فضیلت ثابت نہیں ہوتی) ابوحنیفہ (افضلیت ختین کے بارے میں توقع کرتے ہیں اور اس کا کٹ کا پہلا قول یہی ہے) مگر امام شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، مالکؒ (کوفی قول)، ابو الحسنؒ اشعریؒ اور جمہور اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ علیؓ نے عثمانؓ سے افضل ہیں۔ ان کا استدلال صفت اور اجماع سے ہے۔ اثبات افضلیت عثمانؓ پر علیؓ تدریث و اجماع سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

میں نے صبح سے پہلے دیکھا گویا مجھے مقابلہ اور موازنہ دی گئی، مقابلہ یہ کنجیاں ہیں، اور موازنہ ترازو جس سے تم تولتے ہو، میں ایک پڑے میں رکھا گیا، اور میری امت دوسرے پڑے میں۔ میں بھاری ہو گیا، پھر ابو بکر لایا گیا، ایک پڑے میں وہ اور دوسرے میں میری امت۔ ابو بکر بھاری ہو گیا پھر عثمان لائے گئے۔ وہ ایک ترازو میں اور میری امت دوسری عثمان سب پر بھاری ہو گئے اور ترازو اٹھانی گئی

احمد اور طبرانی نے یہ حدیث ابن عمر سے، ابن قانع اور ابن مندہ نے ایک اعرابی معروف بہ الجمر بخاری سے روایت کی، ابن عری ابن عباس، ابن عمر اور ابی امامہ سے روایت کرتا ہے

رأيت قبيل الفجر كافي اعطيت
المقابل والموازن اما المقاليد
فهذه المقاتيح واما الموازين
فهذه التي تزنون بها ووضع
في كفة ووضععت امتي في كفة
فرجعت بهم ثم رجى بابي بكرة
فوضع في كفة ووضععت امتي في
كفة فرجعت بهم ثم رجى بعثمان
فوضع في كفة ووضععت امتي
في كفة فرجعت بهم ثم رجعت
الموازين-

سداہ احمد والطنبرا فی عن ابن
عمر وابن قانع وابن مندہ
عن اعرابی یقال له الجمر بخاری ویداک
ابن عری عن ابن عباس وعن ابن
عماد ابی امامة الباهلی نحوه

ما حضرت عمرؓ کا راز ان میں سے کثرت کا فعلی ہے کیا ہے۔

والطبرانی عن معاذ بن جبل صحیح وعین
اسامہ بن شریک مثله۔
طبرانی نے معاذ بن جبل سے اور اسامہ

اس حدیث کے بعض طریق حسن ہیں، اور بعض ضعیف، مگر کثرت طرق سے
حدیث درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہے، نیز جن احادیث میں عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک جگہ ذکر
ہوا ہے، عثمان کا تذکرہ علی رضی اللہ عنہ سے مقدم کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا۔

ارحم امتی بامتی ابوبکر
واشد حدی فی امر اللہ عمرو
میرزا امت میں امت پر سب
احمد قرعہ حبیب عثمان واقضام
سے زیادہ رحم کرنے والا ابوبکرؓ ہے
علیؓ سوا کا ابوبکرؓ عن
اللہ کے دین میں سخت عمرؓ ہے، اور
حیا میں پختہ عثمانؓ ہے، اور قضا کا
ماہر علیؓؓ ہے، (ابو یعلیٰ بڑی حدیث انس)

اس قسم کی کافی روایات موجود ہیں :-
اجماع سے بدوہجہ استدلال کیا گیا ہے۔
اولاد ابن عمرؓ فرماتے ہیں :-

کنا نخیر بین الناس فی زمان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنخیر
ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان اخو
الجاری۔ وفي رواية کنا فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانعدل
بابی بکرا حدائهم عمر ثم عثمان
ثم بنو ثلث اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لانفاضل
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں تفصیل دیتے تو پہلا درجہ
ابوبکرؓ کا ہوتا، پھر عمرؓ کا پھر عثمانؓؓ
کا (صحیح بخاری) ایک روایت میں
ہے، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ مانتے
تھے، پھر عمرؓ پھر عثمانؓ اور بقیہ صحابہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفاضل

لہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴۸۳۔ ۱۴۸۴۔ ۱۴۸۵۔ ۱۴۸۶۔ ۱۴۸۷۔ ۱۴۸۸۔ ۱۴۸۹۔ ۱۴۹۰۔ ۱۴۹۱۔ ۱۴۹۲۔ ۱۴۹۳۔ ۱۴۹۴۔ ۱۴۹۵۔ ۱۴۹۶۔ ۱۴۹۷۔ ۱۴۹۸۔ ۱۴۹۹۔ ۱۵۰۰۔ ۱۵۰۱۔ ۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳۔ ۱۵۰۴۔ ۱۵۰۵۔ ۱۵۰۶۔ ۱۵۰۷۔ ۱۵۰۸۔ ۱۵۰۹۔ ۱۵۱۰۔ ۱۵۱۱۔ ۱۵۱۲۔ ۱۵۱۳۔ ۱۵۱۴۔ ۱۵۱۵۔ ۱۵۱۶۔ ۱۵۱۷۔ ۱۵۱۸۔ ۱۵۱۹۔ ۱۵۲۰۔ ۱۵۲۱۔ ۱۵۲۲۔ ۱۵۲۳۔ ۱۵۲۴۔ ۱۵۲۵۔ ۱۵۲۶۔ ۱۵۲۷۔ ۱۵۲۸۔ ۱۵۲۹۔ ۱۵۳۰۔ ۱۵۳۱۔ ۱۵۳۲۔ ۱۵۳۳۔ ۱۵۳۴۔ ۱۵۳۵۔ ۱۵۳۶۔ ۱۵۳۷۔ ۱۵۳۸۔ ۱۵۳۹۔ ۱۵۴۰۔ ۱۵۴۱۔ ۱۵۴۲۔ ۱۵۴۳۔ ۱۵۴۴۔ ۱۵۴۵۔ ۱۵۴۶۔ ۱۵۴۷۔ ۱۵۴۸۔ ۱۵۴۹۔ ۱۵۵۰۔ ۱۵۵۱۔ ۱۵۵۲۔ ۱۵۵۳۔ ۱۵۵۴۔ ۱۵۵۵۔ ۱۵۵۶۔ ۱۵۵۷۔ ۱۵۵۸

نہ کرتے۔

بیٹہ ہجرت۔

ثانیاً حضرت عمرؓ نے خلافت کو چھ اشخاص میں شوریٰ بنایا، مگر دو اشخاص کے لئے یہ تفصیص وصیت فرمائی عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ مشورہ کے لئے جمع ہوئے زبیرؓ نے کہا میں اپنا استحقاق علیؓ کے سپرد کرتا ہوں سعدؓ نے کہا میں عبدالرحمنؓ کے سپرد کرتا ہوں طلحہؓ نے کہا میں عثمانؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں عبدالرحمنؓ بن عوفؓ نے کہا میں خلافت کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تم دونوں میں سے جو چاہے اسے مقرر کر دوں۔ میں خدا واسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ افضل کو خلافت کے لئے اختیار کرو عثمانؓ بنو علیؓ دو دنوں خاموشی سے عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا یہ کام تم میرے سپرد کرو خدا گواہی افضل کے انتخاب میں کمی نہ کر دیگا، دونوں نے بات قبول کر لی، گویا پانچوں اشخاص نے اپنے اپنے اختیارات عبدالرحمنؓ بن عوفؓ کے سپرد کر دیئے عبدالرحمنؓ بن عوفؓ تین دن رات صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہے جو تھے دن مذکورۃ العبدہ چھ بندگان منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے ہوئے، مہاجرین و انصار میں سے جو افراد اس وقت مدینہ میں موجود تھے انہیں جمع کیا، تمام امراء لشکر کو جو موجود تھے جمع کیا، تمام لوگوں کے جمع ہونے کے بعد نام خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرمایا :-

اما بعد!۔۔۔ اے علیؓ! میں نے جمع صحابہ سے مشورہ کیا ہے ان میں کوئی بھی عثمانؓ کے ہم پلہ کسی کو نہیں جانتا، یعنی عثمانؓ کو سب سے افضل مانتے ہیں، لہذا آپ اس بارہ میں ناخوش نہ ہوں اور عثمانؓ نہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی اور کہا میں تجھ سے احکام خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر وہ خلیفہ کے طریق کار پر کاربند رہنے پر بیعت کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت عمرؓ کا ہر خلافت کو چھ اشخاص کو سپرد کرنا، اور پھر حضرت عثمانؓ کے لئے متفقہ فیصلہ کیلئے دیکھئے صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۵۲ باب فی خبر مولانا عثمانؓ بن عفانؓ ج ۱ ص ۲۵۲۔

بین المسلمین غیری قالوا لا۔

میں مواخات فرمائی، تو اس کے اور اپنے
مابین آپ نے مواخات فرمائی ہوگی کہ جس

لہذا علیؑ کی افضلیت پر اجماع منعقد ہوا۔

جواب | علیؑ نے اس بارہ میں مناقشہ کیا، اور عثمانؓ پر اپنی افضلیت پر دلیل
میں مواخات کو پیش کیا، مگر یہ استدلال ضعیف ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام میں مواخات
باہمی نرم روی ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت پر مبنی تھی نہ کہ فضائل و علم
میں مماثلت پر اس کی بنا تھی، کئی ایک انصاریوں کی قریشیوں کے ساتھ مواخات
ہوئی بعض موالی خالص عربی النسل کے رخ قرار دیئے گئے، اور فاضل کو مفضل
کا رخ بنایا، جیسا کہ دفتر مواخات قدیرۃ ابن ابی عمیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ
ایسا ممکن ہے کہ ایک غیر عربی اور ایک عربی کا مزاج ایک دوسرے کے ساتھ
متفق ہو جبکہ دو عربیوں کا ایسے نہ ہو، اسی طرح دو ہمایوں کے درمیان مواخات
بہتر تھی، جبکہ دونوں فضیلت میں متفاوت تھے، ان دونوں مواخات نہ بنائی، جو کہ
فضیلت میں تو برابر تھے، مگر ان کا گھر دوردور تھا، لہذا مواخات دلیل فضیلت
نہیں ہے۔

صحابہ کرام مواخات کی تفصیلات جانتے کے باوجود حضرت عثمانؓ کو علیؑ پر
فضیلت دیتے ہیں، علیؑ نے بھی اپنی رائے سے رجوع کر لیا، اور دوسرے صحابہ کرام
کی رائے کو، درست فکر دے کر عثمانؓ کے ہاتھ پر جمعیت کرنی، لہذا عثمان
کی افضلیت پر اجماع منعقد ہوا۔

نیز ترتیب خلافت سے بھی ہم ترتیب افضلیت ثابت کرتے ہیں، اس طرح کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من استعمل رجلا من
عصابة وفي تلك العصابة
من هو ارضى الله منه فقد

جو شخص کسی کو ایک جماعت پر
عامل مقرر کرتا ہے، اور اس جماعت
میں اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ

خان اللہ و خان رسولہ و خان المؤمنین اخرجہ المحاکمہ من حدیث ابن عباس۔
 پسندیدہ موجود ہے اس نے الشراور رسول اور ایمان داروں کی خیانت کی۔ (حاکم برایت ابن عباس)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من دلی من امر المسلمین شیئا فامرہ علیہم احداً محاباة فعلیہ لعنة اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفاً ولا عدلاً حتی یدخلہ جہنم۔
 اخرجہ المحاکمہ من حدیث ابی بکر الصدیق۔
 جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا متولی ہوا اور ان پر کسی کو راستحقات کے بغیر بطور عطیہ کے امیر بنا دیا اس پر اللہ کی لعنت اس کی فرضی اور نقلی عبادات قبول نہ ہوں گی اللہ تعالیٰ اسے جہنم رسید کرے گا۔ (حاکم برایت ابن بکر صدیق)

ان احادیث سے معلوم ہوا اگر انفضل کے ہوتے مفسول کو خلیفہ بنا دیا گیا، گو اس کی خلافت صحیح ہے، جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، مگر خلیفہ بنانے والا گنہگار اور غائن ہو گا۔
 فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لا یجتمع امتی علی الضلالة
 میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی
 اہل اجماع کا مصیبت کے کام پر اجماع کرنا محال ہے، لہذا قریب خلافت سے جو کہ باجماع ثابت ہوئی، افضلیت کی دلیل لینا متحقق ہوا، لکھ لا ینفی۔
 خلافت و افضلیت مطلقاً و مثلاً شرعاً قبول علیٰ ذلک کتب امامیہ الزامی استدلال پیش کرتے ہیں، امامیہ

طہ المستدک ج ۴ ص ۶۱۔

طہ المستدک ج ۴ ص ۶۱۔

طہ المستدک ج ۴ ص ۶۱، باقی درجہ الحاشیہ۔

یہ تمہاری آزمائش ہے، اور ایک وقت تک زندگی بسر کرنا۔

خلفاء ثلاثہ کے بعد جمیع صحابہؓ سے علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں، مناقب علی پر وال احادیث پہلے مذکور ہو چکی ہیں، حضرت عمرؓ نے جمیع صحابہؓ میں سے بہتھ اشخاص کو انتخاب کیا، اور چھ میں سے دو شخص منتخب کئے تھے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بھی عثمانؓ کو علیؓ کے سوا کسی اور کو اس کام کے اہل نہ سمجھا۔ اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد عثمانؓ و علیؓ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

ما ترجمید حضرت عثمان بن النورینؓ

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے، ابوبکر، علی اور زید بن حارثہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے آپؐ نے اسلام قبول کیا، انتہی۔ اسلام لانے پر ان کے چچا حکم بن عاصؓ نے انہیں باندھ دیا، اگر نیا دین ترک کر دے عثمانؓ کو مار دے گا۔

واللہ لا اذعہ ابداً ولا
خدا کی قسم میں اسے نہیں چھوڑوں گا،
اور نہ اس سے جدا ہوں گا۔

حکم نے دیکھا کہ یہ اپنے عقیدہ میں پختہ ہے، تو چھوڑ دیا، اپنی اہلیہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پہلے حبشہ کو ہجرت کی، اور پھر مدینہ کی طرف۔
جمیع مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، غزوہ بدر میں رقیہ

دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کو ان کی بیمار طاری کئے لئے مدینہ میں پہنچنے کا حکم دیا، اجر و قیمت میں اہل بدر کی طرح انہی بھی حصہ ملا۔ اسی وجہ سے آپؐ بدری صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں۔
سیدہ ایام بدر میں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئیں، تو

لکھ انظر معی البدری ص ۱۱۱ مناقب عثمان۔

رسالتکتاب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ام کلثومؓ اپنی دوسری لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا سقہ میں ام کلثوم بھی فوت ہو گئیں۔

بیعت رضوان کے وقت عثمانؓ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام رسانی کے لئے گئے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے عثمان کے لئے بیعت کی، جنگ احد میں پیچھے ہٹنے کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ولقد عفا منکھ ذال عمران (۱۵۲) اللہ تمہیں معاف کر چکا۔

آپ کے مناقب علیہ میں ہر دوسرے فرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنا، حدیث وغیرہ کے لئے مکمل سامان جنگ کی تیاری، مسجد میں مزید زمین داخل کرنا، اور قرآن ہائیک جمع کر کے اسے پھیلانا اور شہادت کے موقع پر صبر عظیم کا مظاہرہ شمار ہوتا ہے۔

حیدر شاہت اسلام، مسلمانوں میں خوشحالی پیدا کرنا اورایت قرآن وحدیث صفات حیا وعلم وجود وسخا سے آپ کو حصہ دے قدرت نے عطا کیا تھا۔

آپ کے ایام خلافت میں سواصل موم، بلاد آرمینیہ جمیع افریقی علاقے، جمیع خراسان، مشرق میں کابل، موم کی طرف قسطنطنیہ تک مفتوح ہوئے۔

نشیئت الہی اتنا کہ قبر کو دیکھ لینے تو اتنا قدر روتے کہ لمحہ مبارک تر ہو جاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے فضائل میں فرمایا۔

ہر فرد گیتے کھنکی طرف اٹھ کھڑا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کی طرف اٹھے اور انہیں بغل میں لیا، اور فرمایا یہ دنیا جا خوت میں میرا ولی ہے۔ نیز فرمایا۔

۱۵۱ صاحب ترقی ۱۵۱-۱۵۲ مناقب عثمان
۱۵۲ صاحب ترقی ۱۵۲-۱۵۳ مناقب عثمان
۱۵۳ صاحب ترقی ۱۵۳-۱۵۴ مناقب عثمان
۱۵۴ صاحب ترقی ۱۵۴-۱۵۵ مناقب عثمان
۱۵۵ المستدرک ج ۲ ص ۹۰

اے ظالم شیطان! اس کی بہت سے ایک رخصت ہوتا ہے اور ہر رخصت
بہت میں عثمان ہے۔

آخری ایم خلافت میں مروان کی دخل اندازی سے مختار پیدا ہوا اور امام شریقی
میں خلیفہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ سیدہ طہرہ سے ہوا
کہ پہلے مذکور ہوا ہے کہ اس نے رات بھر گھومنا شروع کیا۔

ماثر جمیلہ علی رضی اللہ عنہ

آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، اور ہجرت کے موقع پر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم کے بستر پر سوئے تاکہ لوگ سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نہیں گئے، موائعہ
کے وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسی موائعہ میں لیا، جب صدر میں علیؑ، حمزہؑ
اور عبیدہؓ نے کفار قریش کے ناپیہلوؤں کا مبارزہ قبول کیا، اور غالب آئے، آیت
ہذا ان خصمان اتحسما فی شہرہما، اور ان کے سرے کے دشمن ہیں اور
مبارک ہو (الحجہ ۱۹)

انہی کئی میں نازل ہوئی، جب احد میں ثبات قدم سے دائرہ میں سے حریف
خندق کے موقع پر عربین عیدود بیہوش کو قتل کیا، اور قلمبر خیرائی کے ہاتھوں فتح
ہوا، ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما نبت خدا از جلا یحب
اللہ و ہر رسولہ و یحبہ اللہ
میں کل ایک شخص کو چھانہ کروں
گواہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے
مے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔

۱۵ ماہ ربیع الثانی ۱۵ھ میں عثمان بن عفان کا انتقال ہوا۔

۱۶ ہجری حضرت علیؑ سے پہلے مسلمان ہوئے، وہی وہی حضرت امیر المومنین علیؑ کے ہوتے ہیں۔
۱۷ ہجری میں حضرت علیؑ سے پہلے امیر المومنین علیؑ کے ہوتے ہیں۔
۱۸ ہجری میں حضرت علیؑ سے پہلے امیر المومنین علیؑ کے ہوتے ہیں۔
۱۹ ہجری میں حضرت علیؑ سے پہلے امیر المومنین علیؑ کے ہوتے ہیں۔
۲۰ ہجری میں حضرت علیؑ سے پہلے امیر المومنین علیؑ کے ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علم کی گواہی دی اور فرمایا :-

انا مدینۃ العلمو علی بابہا۔
 میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

نیز فرمایا :-

اقضاکم علی : تم میں باہر قضا علی ہے۔

علی نے کثرت علم کی بنا پر فرماتے ہیں :-

ملوفی عن کتاب اللہ فواللہ تم شکر کتاب کے بارہ میں پوچھو اور کہ تم میں
 ما من آیت الا وانا اعلمہ ابلیل نزلت جاتا ہوں، کہ یہ آیت رات کے وقت اتری
 اور بنہا رامی مہل او فی جبل۔ یمن میں بیٹن ستر میں بیٹھا ہوں۔

حساب کی باریکیوں میں ذہن رسا پایا تھا، کتاب و سنت سے امتد سائل میں
 مہارت تامہ مسمیٰ اور فقر سے بھی حصہ وافر ملا تھا۔

زاہد تھے اور بیت المال کے بارہ میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کھانے پینے اور
 لباس میں اور بیت المال کو قربت داروں میں تقسیم کرنے کے میلانات بالکل
 مفقود تھے۔

تمام صحابہ پر خلقہ شگوشہ کے بعد ان کے افضل ہونے پر ان کا اپنا مقولہ ولادت کرتا ہے :-

لے الاستدک لما کرمہ من عن ابن عباس انہ زبیری فرماتے ہیں، یہ روایت موضوع ہے اس میں بطلان
 عبد السلام بن صالح فرماتے ہیں، نیز یہ روایت مستند نہیں ہے روایت جابر بن عبد اللہ شریک مروی ہے، امام ذہبی
 فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی روایت باحرف فرمائی
 جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ میں اس کا الفاظ مذکور ہے، امام دارقطنی نے اس کی روایت فرمائی ہے، یہ روایت باحرف
 ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں، الموضعات مشکاۃ بخاری نے کہا اس کی سند کوئی بھی صحیح نہیں، ابن حبان
 کہتا ہے یہ جھوٹ ہے، اور ابی اسلم الجعفی، ابی بن سعید نے بخاری کہا، ابن الجوزی فرماتے ہیں، الموضعات
 میں سند کیا مذہبی نہیں بھی ہے کہتے ہیں، ابن حبان سعید فرماتا ہے، یہ حدیث ثابت نہیں کرتے کہ اس کے
 یہ باطل ہے امام ذہبی فرماتے ہیں یہ غیر ثابت ہے، ابن حبان سعید نے اس کا الفاظ ابو سعید نے سن کہہ ہے، امام ذہبی
 مذکورہ بالا تحقیق کے بعد میں مانتا ہوں جو حدیث نے غیر درست ہے، کمال غلطی مگر یہ روایت ثابت ہو کر جانے
 توں سے غیر موقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم موسیٰ کاخ کے بعد میری ہے، امام ذہبی نے اس سے شکی نہیں ہے۔
 کہ اس کی سند صحیح ہے، امام ذہبی نے اس سے شکی نہیں ہے، امام ذہبی نے اس سے شکی نہیں ہے۔

انی عبد اللہ واخوہ رسولہ
وانا الصدیق الاکبر لایقولہا
بعدی الا کاذب صلیت
قبل الناس بسبع سنین۔
میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول
کا بھائی ہوں، میں صدیق اکبر ہوں،
میرے بعد جو بھٹا ہی یہ لفظ کہے گا۔
میں نے لوگوں سے سات سال
پہلے نماز پڑھی ہے۔

ان کے حق میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں:-
لایا بایع بعدہ الا اصغر
اد ابزر۔
اس کے بعد کسی اصغر یا ناقص سے
ہی بیعت کی جائے گی۔

ان کے مناقب میں سے ہے کہ انہوں نے خوارج حردیہ کو قتل کیا، ایک حدیث
میں اس کا اشارہ موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
لا قطعن العاقبة فقال لہ
حبیبیل اوعلی۔
میں عاقبتہ کو قتل کر دوں گا،
حبیبیل اوعلی نے کہا یا علی قتل کریں گے۔

ابن ابی نعیم نے انہیں شہید کیا، آپ کے قاتل اور قاتلہ تاتہ حضرت صالح علیہ السلام
پر عاشق الناس کا اطلاق حدیث میں آیا ہے، ان کے مناقب میں دیگر بے شمار احادیث
موجود ہیں جن کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے، واللہ اعلم۔

افضلیت صحابہ کرامؓ بعد خلفاء الراشدین بر جمیع امت

خلفاء الراشہ کے علاوہ صحابہ کرامؓ پر سب پر فضیلت رکھتے ہیں، اور یہ بات کتاب سنت
اجماع اور عقلی دلائل اور آثار مرویہ انامہ سے ثابت ہے۔
افضلیت صحابہ از کتاب الشہادۃ و احادیث حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

لے السنین ام مکتلام ابن الحنفیہ فرماتے ہیں، حدیث صحیفہ و مکر ہے، تم پر مہدین علیہ السلام کا ان
السنین فرماتے ہیں، یہ صحیفہ الحدیث ہے، انہی کہتے ہیں، احادیث حدیث کرتا ہے، مگر اس کی تائید کئی نہیں
کے اس کی سند میں جمال لفظ بھی ہے اس کو ضمیر نے لکھ کر کیا قائم کہتے ہیں، امام احمد نے اس کی تائید کئی
۱۰۰۰ روایتیں مکرر کیں، چنانچہ السنین مکتلام ابن الحنفیہ علیہ السلام ۲۳۵۔

سے روایت کرتے ہیں اسی طرح معارف اور عربین اہل علم سے بھی روایت کرتے ہیں
قبول حدیث کے بارے میں کسی کو شک نہیں کرے۔

منقبت صحابہ پر ایک عقلی دلیل اسماء کرام ان حضرت علیؓ علیہ السلام کے حواری
اور انصار کی مانند ہیں، اور بلا واسطہ آپ سے فیض یافتہ اور امت اور رسول کے
ما بین واسطہ اور وسیلہ۔ یہ تینوں یقیناً صحابہ کرام کی فضیلت اور برتری پر دلالت
صحابہ کے شان میں کتب نامہ میں مروی آثار و اقوال میں بیان ہو چکے ہیں۔

انکہ انہی میں سے کسی ایک نے نبیؐ کی خدمت میں نہ گئے ہوں نہ نبیؐ کی خدمت میں نہ گئے ہوں
ان الله قال لموسى يا موسى ان الله قد اخذ من كل قبيلة فوجا مبجلين
ان الله قال لموسى يا موسى ان الله قد اخذ من كل قبيلة فوجا مبجلين

امّا اہل بیت ان فضیل اصحاب محمد علیؓ علیہ السلام
محمد علیؓ علیہ السلام اصحاب جمیع المسلمین

کفایت الیٰ محمد علیؓ علیہ السلام
محمد علیؓ علیہ السلام اصحاب جمیع المسلمین

قال یحییٰ محمد بن ابراہیم الطبری
محمد بن ابراہیم الطبری

وخیار اصحاب المنتخبین
اصحاب المنتخبین

فضیل صحابہ میں شرافت یثقیوں کا اعتبار اختلاف مقامات کے اعتبار سے بعض
صحابہ دوسروں پر فضیلت رکھتے ہیں، جس کے پہلے مذکور ہوا، جو کہ خلفاء راشدین

کی ترقیب راست کا اجماع ہے، لہذا دوسروں میں سے کسی ایک کو متعین کر کے
افضلیت کا حکم نہیں لگاتے وہاں کل اوصاف سے حکم لگایا جاتا ہے، چنانچہ کہتے

ہیں رسولین اولین للاحقین سے بہتر ہیں، اصحاب بدر و احد و حدیبیہ و دوسروں
سے افضل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

امت محمدی میں صحابہ کرام کی برتری کے دو اسباب ہیں، علم و عمل پھر علم دوم ہے۔
ایک علم باطن یعنی علم باطن جس میں ادا کیا جاتا ہے، اور اخلاقی علم جس میں

عدل کی پابندی اور نفس کا زیل الحق سے متنوع عجمیت خیر کی شریعت عمل پر دم اور پھر صلیک محبت سے ہمیں بنیاد و سیلو
بعد ازاں کو اس علم میں تعمید و تعلیم کو دخل نہ ہے، بلکہ اسی نفس کو علم باطن کہا جاتا ہے۔

دوسرا علم ظاہر جس کا تعلق تعلیم و تعلم سے ہے یعنی عقائد و فقہ، تفسیر، حدیث،
اور دوحہ قرأت و تجرید اسی طرح عمل بھی دو قسم ہے، (۱) ریاضات و عبادات بدنی
عالمین کو عابد اور زائد کہہ جاتا ہے، (۲) جہاد فی سبیل اللہ جس کے حاملین کو فانی
کا نام دیتے ہیں۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دونوں انواع علم و عمل مجتمع تھے، البتہ
بعض کسی ایک صفت میں اتم و اکمل ہیں، اور دوسرے بعض دوسری صفات میں جامع
و کامل، اور بعض جملہ صفات میں اتم و اکمل تھے۔

صحابہ کرام کے بعد علم و عمل کے تمام میں امت کے افراد جلیلہ پیدا ہو گئے، اور الگ
الگ نام پایا، صوفیاء، علمائے اہل، غازیان وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سب سے افضل صوفیاء مگر وہ ہے کہ ملکی صفاتی کی وجہ سے اخلاص تک
پہنچ گئے، ہرگز جمیع اعمال کے لئے بمنزلہ روح کے ہے، اور تزکیہ نفس کی وجہ سے ازلی
اخلاق سے پاک و صاف ہو گئے، ان کے بعد ظاہر کا مقام ہے، پھر زہاد کا اور
پھر غازیوں کا۔ ہر ایک کی تفصیل بہت بسط چاہتی ہے۔

مشاجرات صحابہ یعنی پر خطا اجتہادی تھے | مقالہ و مطامن صحابہ میں واضح ہو چکا
ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے، اور طائیاں اجتہادی غلطی کی وجہ سے ہوئیں جس
سے کسی فریق کا کفر نہیں ثابت ہوتا چنانچہ امیر المؤمنین علیؑ فرماتے ہیں:-

انما اصبحتنا نقائل اخواننا
فی الاسلام علی ما دخل فیہم
من الذیغ والاعوجاج والشبهة
والتاویل۔ (صحیح ابی داؤد)

ہم اپنے مسلمان بھائیوں
کے ساتھ لڑ پڑے ہیں، کیونکہ
ان میں کجی اور ٹیڑھ اور شبہ و تاویل
داخل ہو گیا ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کے بارہ میں فرمایا:-

ابن ہذا سیدنا لعل اللہ
یصلح بہ بین فتنین عظیمتین
اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم
گروہوں میں صلح کرائے گا۔
من المسلمین۔

لہذا یہ مشاجرات معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے معافی نہ ہیں۔ یہ بزرگ صحابی رسول ہیں تو غیر صحابی سے ان کی فضیلت اور برتری عموماً کتاب و سنت کے ضمن میں لازم آتی ہے، اگرچہ افضلیت افضلیت میں از عرش تا فرش سے بھی زیادہ تفاوت ہو۔ مگر المقصود۔

لہذا جملہ صحابہ کرامؓ کو نیکی اور دعا سے یاد کرنا چاہئے۔ ان کے حق میں کینہ اور عداوت نہیں رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

والذین جاؤا من بعدا ہم
یقولون ما ہنا اخصاء لنا ولا اخواننا
الذین سبقونا بالایمان ولا
تجعل فی قلوبنا غلا للذین
امنوا۔
اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے
کہتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں اور
ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ہم
سے پہلے ایمان میں گزر گئے، اور
ایمان والوں کے خلاف ہمارے دل
میں کدورت نہ بنا۔
(الحشر، ۱۰)

صحیفہ کاملہ میں حضرت حسینؓ سے مروی ہے کہ وہ صحابہ کے لئے دعا کرتے تھے، ان پر درود بھیجتے اور ان کی مدد و ستائش فرماتے تھے، جیسا کہ مقالہ اولیٰ بیان ہو چکا ہے۔

مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کرنا چاہیئے | مشاجرات صحابہؓ کے بارہ میں بیان
بندہ رکھی چاہیئے، اور اچھی تاویل کرنی مناسب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
یا ایہا الذین امنوا حدیثکم
ایسے ایمان والو! تم اپنے آپ کو براہ

میں سے بچنا، جلد سے بے قراری نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت فرمائے۔ (سورہ محمد، ۱۲)

انفس کے لایق نہ تھے کہ من جمل
راست پر گھر میں غم جب ملاشتہ یافتہ
میرے کسی کی گمراہی تمہیں نصیب
نہ ہو گی۔

نیز فرمایا کہ میں نے اپنے لیے ایک عرصہ تک دعا کی کہ میرے لیے ایسا شخص پیدا ہو جس سے میری عزت بڑھے اور میری شہرت بڑھے۔
میرے دوستوں کے بارے میں خدا
کا خوف کرو، میرے بعد انہیں نشانہ
نہ رہا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ اللہ فی اصحابی لا ھکھنم
خیراً من بعدی

نیز فرمایا کہ میں نے اپنے لیے ایک عرصہ تک دعا کی کہ میرے لیے ایسا شخص پیدا ہو جس سے میری عزت بڑھے اور میری شہرت بڑھے۔
میرے دوستوں کے بارے میں خدا
کا خوف کرو، میرے بعد انہیں نشانہ
نہ رہا۔

نیز فرمایا کہ میں نے اپنے لیے ایک عرصہ تک دعا کی کہ میرے لیے ایسا شخص پیدا ہو جس سے میری عزت بڑھے اور میری شہرت بڑھے۔
میرے دوستوں کے بارے میں خدا
کا خوف کرو، میرے بعد انہیں نشانہ
نہ رہا۔

نیز فرمایا کہ میں نے اپنے لیے ایک عرصہ تک دعا کی کہ میرے لیے ایسا شخص پیدا ہو جس سے میری عزت بڑھے اور میری شہرت بڑھے۔
میرے دوستوں کے بارے میں خدا
کا خوف کرو، میرے بعد انہیں نشانہ
نہ رہا۔

نیز فرمایا کہ میں نے اپنے لیے ایک عرصہ تک دعا کی کہ میرے لیے ایسا شخص پیدا ہو جس سے میری عزت بڑھے اور میری شہرت بڑھے۔
میرے دوستوں کے بارے میں خدا
کا خوف کرو، میرے بعد انہیں نشانہ
نہ رہا۔

فقیر کے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور محققین اہل
حدیث کا مذہب بھی یہی ہے، ان میں امام ابو الفرج ابن الجوزی بھی ہیں، علم و جلالت شان
میں بہت اونچے انہوں نے اس مسئلہ پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے، الرد علی
المتعصب العنید المانع من ذم یزید۔ اس کتاب میں لکھا کہ اگر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا
یزید بن معاویہ پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہ، میں نے جواب دیا، اعلموا ان مقتدرین اسے
جائز کہتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے یزید کے بارہ میں لعنت سے بھی زیادہ الفاظ ذکر
کئے ہیں، ابن الجوزی نے قاضی ابویعلیٰ سے روایت کی کہ انہوں نے اپنی کتاب میں قتلہ رسول
میں اپنی اسناد سے صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی کہ صالح نے کہا، اباجی ایک قوم
ہیں یزید کی دوستی کا الزام دیتی ہے، امام احمد نے فرمایا اے بیٹے جو خدا پر ایمان رکھتا ہے،
وہ یزید کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا، مادہ جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی اس
پر لعنت کیوں نہ کی جائے، میں نے کہا خدا نے اپنی کتاب میں کہا یزید پر لعنت فرمائی
ہے، فرمایا جس جگہ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد موجود ہے۔

کیا تو قہ ہے اگر تم موتی بن
فہل حسبتم ان تولیتہم ان
گئے تو زمین فساد برپا کر دے اور
تفسدوا فی الارض و تظفعو
اپنے رشتے کاٹ دو گے ابھی لوگ ہیں
ارحاکم اولئک الذین
جن پر اللہ نے لعنت کی، ان کو
لعنہم اللہ فاصحہم و اصما
گو ننگا بہرا کیا۔
ایصارہم (صفحہ ۲۲-۲۳)

ابن الجوزی فرماتے ہیں قاضی ابویعلیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں مستحقین
لعنت کا ذکر کیا ہے۔ ان میں یزید کو بھی شمار کیا ہے، اس کے بعد ابن الجوزی
نے بھی یہ حدیث ذکر کی۔

جو شخص تاجائز اہل مدینہ کو خوف
من اخاف اهل المدينة
زور کرے اللہ اس کو خوف زور کرے گا
ظلموا اخاف الله و علیہ لعنة
اللہ و الملائکة و الناس
اور اس پر اللہ، فرشتوں اور سب

اجمعین۔ انسانوں کی لعنت ہے۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یزید نے مدینہ پر چڑھنے کے لئے لشکر بھیجا اور اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا، ملا سعد الدین شرح عقائد نسفی میں لکھتا ہے مدینہ کا قتل حسین پر راضی ہونا اور اہل بیت نبوت کی توہین کرنا معنوی طور پر قاتل کے مرتبہ میں پہنچتا ہے، اگرچہ الگ الگ روایات آگاہ ہیں، اس لئے ہم اس کے حال و ایمان میں توقف نہ کریں گے، یعنی وہ کافر ہے لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعدائہ۔

یزید کے کفر پر مصریح دلیل بھی ہے کہ جب حضرت حسینؑ کا سر مبارک اس کے پاس لایا گیا، اور اس لعین کے سامنے ڈالا بہت خوش ہوا، ہاتھ کی چھڑی سر مبارک

لے دیکھتا ہے مسلم جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۲ میں ہے جو شخص مدینہ پر چڑھا تو اس کو اللہ تعالیٰ اس طرح پکھلا دے گا، جس طرح وہ کسی گندے کلبہ پانی میں مل جاتا ہے، (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۲) امام نقیؒ فرماتے ہیں، جرم یہ کہ مدینہ میں لوگوں نے مدینہ پر چڑھنے والی کمان کے ساتھ ایسا ہی ہوا مسلم بن عقبہؓ دیکھیں ہونے ہی مر گیا، اور اس کا طریق اس کو یہ سمجھنے والا یزید بن معاویہ ختم ہو گیا، و شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۲

۱۔ حتیٰ کہ جابرہؓ صحابی سے یزید کے ایک فکری نے دراصل حضرت علیؓ کے سر مبارک کی سطرکہ یا دگر نقیہ بھی پھین لی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۲)

اور حاکم کے نقل میں ابو سعید مولیٰ السمری حضرت ابو سعید الخدریؓ کے پاس آیا اور کہا اس جنگ کی وجہ سے مجھ کو تیرہ برس گئے ہیں، میں یہاں سے حاکم بن جونا چاہتا ہوں (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۲) بہت محزون بیٹھا ہوئی، اہل مدینہ شکست کھا گئے، اور شہر مدینہ خالی ہو گیا، حتیٰ کہ مسجد نبویؐ میں آٹائیں جمع ہو گئیں، مدینہ درندوں کا مکان بنادیا (موطا امام مالک ص ۱۰۷) سنن دارمی ص ۱۰۷ ۱۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا رشحہ گرای ہے۔ اللہ عز و جل حرام آیت (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۷۲) مدینہ حرام ہے، اور اس کا حال۔

۲۔ یزید کا قتل حسینؑ مدینہ کا معنی ہونا کسی حجت و دلیل سے ثابت نہیں ہوا۔ البتہ عید اللہ شہین زیاد سے موافقہ نہ کرنا۔ اس کے خلاف تمام حکومت کی کتاب و ہی موجود ہے۔

۳۔ یہ بات بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں، البتہ ثابت ہے کہ خاندان حسینؑ کو جب یزید کے پاس پہنچا، ان کا ہر لہرہ لہرہ احترام ملحوظ رکھا گیا، اور ان میں مدینہ پہنچا یا گیا۔

۴۔ آمد نہ ثابت نہیں یہ جوا کہ ان سے قاتل معنوی حاصل ہوا۔

۵۔ مقدمات بالا ثابت نہیں، البتہ نتیجہ حیرت منج ہے۔

۶۔ یہاں کہ کتاب تاریخ میں یزید سے حاکم دار نہیں ہوا، بلکہ عید اللہ شہین زیاد نے اس کا قاتل دیکھنے صحیح جلد ۱ ص ۱۷۲، بہت تب ائمن والین جامع نقیہ ج ۱ ص ۱۷۲ باب مناقب المن والین اور پھر اس فعل کی تائید کفر و ارتداد ثابت کرنا جزائی بات ہے تحقیق نہیں۔

اب ہم رد انقض کی خلافات جو کہ ان کے لغز کو مستلزم ہیں، اور قرآنی آیات کے انکار کے مترادف ہیں، بیان کرتے ہیں، تاکہ ان کا استحقاق لعنت ثابت ہو جائے۔

پہٹا مقالہ

خلافات و مناقض کے بیان میں اور کچھ ان کے موجب فضیحت فروعی مسائل کا تذکرہ شیخین کے بارے میں بدعتیہ کی [۱] حضرات شیخین کے بارہ میں ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا معاملہ نفاق کا تھا۔ دونوں کو اصحاب عقبہ سے شمار کرتے ہیں، اصحاب عقبہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے، یہ لوگ رات کے وقت ایک عتبہ پر جمع ہوئے، وہاں چند منافقوں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں، ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ابو بکر کو ہجرت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اپنے ساتھ کر لیا تھا کہ وہ مشرکین کو بتانے دے۔ لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔

یہ علاوہ شیخین نہیں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی ہے، اور قرآن پاک کا انکار۔ روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ایک امی انسان تھے۔ دعویٰ نبوت فرمایا اور الین واکثرین کے علوم کی ضیا پاشی کی، معجزات دکھائے، اور تواتر سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تھے، اور تمام کفار قریش آپ کی دشمنی اور عداوت میں اسٹھ کھڑے ہوئے تھے، اس وقت کا پہلا ساتھی، ابو بکر صدیق تھا، اور چالیس اشخاص کے مسلمان ہو جانے کے بعد عمرؓ مسلمان ہوئے، عمرؓ کے اسلام سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی پیروی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منافقت منافقانہ تھی، کیونکہ اس وقت طاقت و شوکت کفار کے ہاتھ میں تھی جو مسلمان ہوتا تو اسے گونا گوں اذیتوں میں مبتلا کر دیا جاتا، عقل کسی طرح باور نہیں کر سکتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی اور کفار کے غلبہ کے باوجود کوئی شخص مغلوب کی منافقت منافقانہ کرے گا، اور غالبین کے ساتھ دشمنی خریدے گا، اور اذیت و تکالیف برداشت

کرے گا شیخین کا انکار اور حقیقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار شیخین کا انکار ہے جو شیخین کے انکار سے نہیں ڈرتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے بھی خائف نہ ہو گا۔ ان کے مابین تفرقہ ثابت کرنا بدیہیات کا انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔
 ان التوبة ۴۰۔
 جب آپ اپنے ساتھی کو فرما رہے تھے، غم نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی سمیت اپنے اور البرکہؓ کیلئے ثابت فرمائی ہے، اور سمیت الہی کی بنیاد پر ہی حزن کرنے سے منع فرمایا ہے، البرکہؓ کی دشمنی گریحت تعالیٰ سے دشمنی ہے۔
 اصحاب عقبہ کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يا ايها الذين جا هذا الكفر
 والمنافقين وا قلظ عليه محمد
 ما واهم جهنم وبئس المصير
 يخلقون بالله ما قالوا ولقد قالوا
 كلمتنا الكفر وكفروا بعد اسلامهم
 وهما اجماع بينا وما نقموا الا
 ان اغناهم الله ورسوله من
 فضله فان يتولوا بك خيرا المهر
 وان يتولوا يعذبهم الله عذابا
 العيا في الدنيا والاخرة وما
 لهم في الارض من ولي ولا نصير
 لے نبی کفار اور منافقین کے ساتھ
 بہاد کر دو اور ان سے شدت کریں،
 ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور یہ رجوع
 کا برا مقام ہے، خدا کی قسمیں کھاتے ہیں
 کہ انہوں نے کفر یہ کلمہ نہیں کہا مگر
 انہوں نے کفر یہ کلمہ کہا ہے، اور اسلام
 کے بعد کافر ہو گئے ہیں، اور وہ جو نہیں
 حاصل کر سکے، اس کا ارادہ کیا کیا اس
 بات کا انتقام لے رہے ہیں، کہ اللہ
 نے اور اس کے رسول نے اللہ کے
 فضل سے ان کو غنی کر دیا ہے، اگر یہ

(التوبہ ۷۳-۷۴)

ہے، اگر یہ لوگ توبہ کریں تو ان
کے لئے بہتر ہے، اگر اعراض کریں
گے، خدا تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں
سزا دے گا، اور زمین پر ان کا کوئی
دوست اور مددگار نہ ہوگا۔

یہایت اس مفہوم میں صریح ہے کہ دغورہ تبوک کے موقع پر، صحابہ عقیدہ اگر توبہ
نہ کریں، انہیں دنیا میں عذاب آئے گا، اور زمین پر کوئی بھی ان کا مددگار نہ
ہوگا، نیز ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین اور کفار کے ساتھ عجاہدہ
اور سخی کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

ان کے ساتھ دوستی، محبت، نرمی اور نرمی میں اپنی جگہ کھڑا کرنے کا حکم نہیں
دیا، البتہ انہیں عمرہ کے جملہ ساتھی ان کے مدد و ہمدرد رہے حق تعالیٰ نے ان کی تائید
و تقویت عطا فرمائی کہ قبائل عرب ان کی مساعی سے ہدایت یافتہ ہوئے کچھ ہمارے
گئے، اور کچھ قیدی ہوئے، قیصر و کسریٰ کی حکومتیں ان کے ہاتھوں مغلوب ہوئیں
اور منافقوں کے ہارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

منافقوں کو ڈر ہے کہیں ان کے

بارہ میں سورۃ نہ اتر آئے جس کے
فردیہ آپ ان کو ان کے ظلم کی بات
کہہ دیں، فرمائیے استہزا کرو، اللہ تعالیٰ
تمہارے اندیشوں کو ظاہر کرنے
والا ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ اَنْ

تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تَنْهٰهُمْ

بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلْ اسْتَهْزِئُوْا

اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَا هُمْ بِاَعْوَدٍ -

(التوبہ ۷۴)

تیز فرمایا۔

منافقوں کو ہم دوبارہ عذاب میں مبتلا
کریں گے، دنیا میں شرمندہ کر کے

سَنُخْرِجُهُمْ مِنْ مَّوَدِّعِهِمْ ثُمَّ
يُخْرِجُوْنَ اِلَىٰ عَذَابٍ مُّظْلِمٍ -

اور قبر میں اور کچھ روز غریب۔

(التوبة ۱۱)

آخر کار اللہ تعالیٰ نے منافقین کو شرمندہ و ذلیل کیا، اور ان کے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف فرما دیئے، حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما كان الله ليذم المؤمنين
على ما انتهم عليه، حتى يصيذ
الخبيث من الطيب۔

اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو ایسے
نہیں جھوٹ نے والا جب کہ اب تم سب،
یہاں تک کہ پلید اور پاک کو الگ الگ
نہ ممتاز کرے۔

(آل عمران ۱۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی منافق کا جنازہ اس کے گھر کے جو کہ
مخلص مسلمان تھا کی خاطر پڑھا حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا، آپ
جنازہ نہ پڑھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لا تقبل على احد منهم مات
ابدا ولا تقعد على قبره۔

آپ کبھی سچی ان میں سے کسی پر جنازہ
نہ پڑھیں، اور نہ اس کی قبر پر کھڑے
ہوں۔

(التوبة ۸۴)

آیات مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر
صدیق کو امام نماز مقرر فرمایا، جبکہ نماز میں کاستوں سے، لہذا ابو بکرؓ نے عمرؓ کے
حق میں یہ بدترین لفظ استعمال کرنا آیات مذکورہ کا انکار ہے، کالایحتمی۔
پھر حضرت عائشہؓ کے حق میں کہتے ہیں کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ آپ کے
چہرہ کو سگ محبوب کہتے چھڑائیں بدل دیں گے۔ (نعمۃ باللہ)
ایک حق تعالیٰ کا اس فرمان عالی کے انکار ہے۔

الطيبات للطيبين الطيبين

للطيبات اولئك صمدون

وما يقولون لغيره مخففة وذنق

کدیور۔ (التوبة ۲۶)

پاک عورتیں پاک مردوں کے
لئے، احمد پاک مرد پاک عورتوں کے
لئے، یہ بری ہیں اس سے جو یہ کہتے ہیں
ان کے لئے مغفرت ہے، اور

باعزت روزی -

حضور کے لہجہ میں صحابہ کے اس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکر و عمر اور جملہ اصحاب مرتد ہو گئے، (تعود باشر)

یہ صریح کفر ہے، اور بے شمار آیات قرآن کا انکار جو کہ صریح ہیں کہ صحابہ کرام کا خاتمہ بالخیر ہوا، یہ جماعت نقوی کی مستحق اور اہل حق، کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ نے بہشت بریں دینے کا وعدہ کیا ہے، رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو خلیفۃ امیر خیر الناس (اکمرون) فرمایا یہ غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دور کو غیر القرون قرار دیا، اور اپنے اسے روایات کرتے ہیں کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء سے افضل ہیں۔

عرف و عقل و عبادت کا فیصلہ کئے کسی انسان کی عظمت و برتری کا نشان اس کے دوست ہوتے ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی عظمت کے نشان ہیں۔

اس کے باوجود یہ لوگ کتاب رست و عقل کو بالائے طاق رکھ کر اس قوم کو کفر و قرآن اور بدترین انسان گردانتے ہیں، اور ان کے حق میں سب دامن روا سمجھتے ہیں، اور امام جعفر صادق پر اتر آ کر تے ہیں کہ اس نے ان کو امت ملعونہ کہا۔ وسیعہ الذین ای منقلب یقلبون۔ جتنا قباخ و دھویا ارتد و صحابہ میں لازم آتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ قباخ و شیئین کے بارے میں اس دھویا میں لازم آئیں گے۔

اس نیک و رافض کا خیال ہے کہ صحابہ نے ابو بکر و عمر کی موافقت کی انہیں امانیایا اور خود سے افضل جانا اور ان کے ساتھ پیغمبر کا سلوک کیا، بلکہ اس جماعت کا زعم فاسد ہے کہ صحابہ شیئین کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے تھے کہ ابو بکر و عمر کے لئے پیغمبر کے دین سے منحرف ہو گئے، علیؑ ہر چند کہ فاطمہ جن حسین کو ساتھ لے کر گئے، اور گھر بھر گئے، اچھا رشتہ کے علاوہ کسی نے بھی ساتھ نہ دیا، جو سب دامن اور تکفیر صحابہ کے بارے میں بدترین جرم ہوگی، شیئین کے بارے میں اس سے بھی بدتر اور کفر کا موجب ہوگی

لہذا یہ سب کلمہ حق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام و پیغمبر و ان کے پیروں میں ہرگز شک نہیں ہو سکتا۔

عمر کے بارے میں (۴) کافر، فاجر کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دعویٰ ریاست کیا، اور شر کا دروازہ کھول دیا، اور کفر برپا کیا، اور مرتد ہوا، سلطنت کے لئے تحریف قرآن کی دھجی کا گھر جلایا، اور دین میں تبدیلی برپا کی، بدعات کو رواج دیا۔ (نور باللہ من الشرفاء) اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے انسان پر خدا لعنت کرے، اسکا بڑا مچوٹ!۔

بدیہیات کا انکار یہود کے علاوہ روافض سے ہی ممکن ہے کہ قذات میں خیر کے ذکر اور صاف کے باوجود انکار کرتے ہیں، روافض کا اصل عید الشہین سبا بھی یہودی تھا، اور ان میں بعض نصرانی تھے جیسا کہ علما کہتے ہیں کہ لوگ مسلمانوں کے ہمیں میں نے، تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین خراب کریں، مگر ان کی مراد حق تعالیٰ کے ارادہ پر غالب نہا سکی جیسا کہ اہل سنت کا نظریہ ہے۔

جیدون ان یطفئوا نور اللہ
یا نواہرہم و یا بنی اللہ ان یتم
نورہم و لو کفہ الکافرون
(التوبة ۳۲)

ان کا ارادہ ہے، کہ اپنے چھوٹوں
سے اللہ کا نور بجھا دیں، اور اللہ ایسا
نہیں ہونے دے گا، وہ اپنے نور کو
تام کرے گا، اچھا ہے کافروں کو ناپسند ہوا

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
چراغی نہ کہ ایزد بر فروزد
دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں چراغ مصطفوی جزیرۃ العرب
میں روشن تھا، آپ کی وفات کے بعد نبی سفید و غیرہ قبائل عرب کے ارتداد کی تیز ہوا
نے اسے بجھا نا مارا، مگر مشیت ایزدی نے ابا و فرمایا، اور ابو بکر و عمرؓ کی مساعی حسنہ
سے جزیرۃ العرب بھر سے مکلا پاک ہو گیا، اندر یہ چراغ اتنا روشن ہوا کہ اطراف عالم کی
ضیا پانچی کی۔

اس وقت قیصر و کفر خانوں نے زمین کے بادشاہوں کے رئیس تھے، بادشاہان
ہفت اقلیم انہیں خراج ادا کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے محمدی تلوار سے ان کا

صفا یا کوفیا اور اکثر علاقے فتح ہو گئے، روئے زمین میں اسلام پھیلا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس کے برعکس یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں کا خیال ہے، کہ فاروقؓ کے ہاتھ سے شر کا دروازہ کھلا۔

لیخبط يماحد الكفار الآية تاکران کے ذریعہ کفار کو غصہ دلائے۔
(الفقرہ ۲۹)

جو شخص متواتر دہائیات مذکورہ کا انکار کرتا ہے، اس سے پوچھنا چاہیئے کہ مشرق سے مغرب تک اور قطب شمال سے جنوب تک اسلام کا شیوع اور پھیلاؤ کس کے ہاتھ ہوا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمام جزیرہ العرب میں بھی اسلامی سلطنت مستحکم نہ ہوئی تھی، علی غرہ کے دور میں سلطان آپس میں لڑتے رہے بلکہ معاویہؓ کی جنگ میں بھی فتح حاصل نہ ہوئی، اثنا عشری ائمہ میں کسی سے بھی یہ کارنامہ وقوع پذیر نہ ہوا، محمد ہدی صاحب، تودشمنوں کے ڈر سے غار سرمن ہیں چھپے ہیں، گوہ قاف کے پرے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا یہ شیوع اور ترقی صدیقی فاروقؓ اور ذوالنورینؓ یا ان کے شاغواہوں کے ہاتھوں ہوئی، ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

والذین جاهدوا من بعدہم وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے،
يقولون ما ہذا اعدا لنا فوجا کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں بخش
ثخا لنا الذین سبقونا بالايمان اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان
الایۃ۔ (الحجرات ۱۰) میں ہم سے پہلے تھے۔

ایک سوال اگر کوئی کہے کہ شائع شدہ مینوں کا مذہب ہے یہ اسلام نہیں۔

جواب اگر ایسا ہی ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کتنی تعالیٰ ایمان داروں کے مذہب کو جسے وہ پسند کرتا ہے، ظاہر فرمائے گا، پورے ہوا۔ ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے، کہ آیت قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔

الذین ان مکنا ہد فی (مہاجرین) اگر ہم ان کو زمین میں

کی توفیق دے، یا عذاب کرے کہ
یہ لوگ ظالم ہیں۔

حضرت علیؓ سے پہنچ ابراہیمؑ میں مروی ہے۔

علیؓ نے اپنے دوستوں سے سنا کہ شامیوں پر لعنت کرتے ہیں، تو فرمایا:۔
اِنِ اَکُوْهُ لَکُمْ اِنْ کُتُوْا
میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ
تم گالی دینے والے بنو۔

عمرؓ نے زبردستی دختر فاطمہؓ کی ۶۱ کلمات خبیثہ سے ہے، یہ بات کہ عمرؓ نے
زبردستی دختر فاطمہؓ کا کٹھوم بنت علیؓ سے چھین لی تھی، اور ایک غلط بات اہم صاوقؓ
کی طرف منسوب کی جاتی ہے، کہ ان سے کسی نے ام کٹھومؓ کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا:۔
هوْ اَوَّلُ فَوْجٍ غَضِبْنَا عَلَیْہِمْ
یہ خرم گاہ ہم سے چھین لی گئی ہے

یہ لوگ علیہم بالغیہم مرتضوی حمیت وغیرت سے بھی نہیں ڈرتے کہ اس قسم کے
الفاظ انسانی برادری میں کوئی بھی اپنی عزت کے لئے گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ
طبیعیں اور طبقات کے حق میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جائیں، اعلیٰ رب کی
بہادری ستم ہے، اور حقیقی کہ فریق مخالفت کی ایک سادیت میں ہے۔

کہ عمرؓ نے خیسان، علیؓ کا تذکرہ حقیر الفاظ سے کیا تو علیؓ نے ناراض ہو گئے، جھگڑ
پڑے، اور کمان زمین پر پھینکی وہ اثر دہا بن گئی، وغیرہ وغیرہ مکمل واقعہ پہلے مذکور
ہو چکا ہے۔ عجیب بات ہے کہ علیؓ نے اپنی جماعت کی برائی تو گوارا نہ کریں، اور
اپنی پاک مروت کا غضب ہونا براہِ راست کر جائیں۔

حضرت علیؓ کی شان میں غلو اور افراط (۷۱)، اس حد تک کرتے ہیں کہ اس سے
صریح کفر لازم آتا ہے، غالی ووافض کا عقیدہ ہے کہ علیؓ تھنہ ہے، یا خدا ان میں حلول
کر چکا ہے، اور یہ کہ علیؓ ہی رسول ہیں۔ جبریلؑ مبعول کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آ گئے، اور یہ کہ علیؓ رسالت میں آپ کے شریک ہیں۔ ۱۰ اشنا عشری اگر چہ اہلِ یار رسول

۱۔ جلد ۱ ص ۲۰۰ ۲۔ نزہۃ کافی جلد ۲ ص ۲۱۱ ۳۔ کتاب النکاح باب تزویج ام کلثوم۔

کا علی بن ابی طالب نے اطلاق نہیں کرتے، مگر الوہیت اور رسالت کے معانی کا اطلاق علیؑ پر کرتے ہیں، اعتبار رسالتی کا ہے نہ کہ الفاظ کا یہ لوگ بھی اس معاملہ میں غالیوں کے رنگ میں رنگین ہیں۔

اشنا عشری کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل آیات میں رب سے مراد علیؑ نہیں۔

۱۔ انا لله ملقنا سرہم و انا هم الیہ۔ انہوں نے رب سے ملنا ہے اور یہ اسی کی طرف رجوع کریں گے۔
۲۔ وکان للکافر علی ربہم ظہیرا۔ (الفراقان ۵۵)

۳۔ یا ایہنا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک (الفرقان ۲۸-۲۹)
۴۔ لے مطمئن نفس اپنے رب کے پاس واپس چل۔

حالا کہ رب اور الہ ایک ہی ہے۔

انا لله وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح امیر المؤمنین علیؑ سے یہ غلط روایت منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک خطبہ میں فرمایا،

انا اخذ العہد عن الادمیاء فی الاتزل انا المنادی الست بریکم انا منشی الانام
میں نے ہی ازل میں ادمیوں سے عہد لیا تھا، اور میں الست بیکم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کی ندا لگائی تھی، میں لوگوں کو پیدا کرتا ہوں۔

یہ روایت کفر میں پہنچی روایت سے بھی زیادہ واضح ہے۔

نیز ایک اور غلط روایت علیؑ کی طرف منسوب ہے، کہ انہوں نے فرمایا،

انا المتقدم علی غیرہ۔ میں دوسروں پر بڑھا ہوا ہوں۔

اس سے تو علیؑ کی جیسے پیغمبروں حتیٰ کہ سرورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فوقیت لازم

ملہ حضرت علیؑ سے متعلق بعض غلو نیز شیعی حدیث میں فرماتے ہیں، حضرت اشعہ بن قیسؓ کا نام ۳۱۱۔

آئی ہے، نیز کہتے ہیں:-

الرسول کانوا بعلي يد يثبون
وجعبه كانوا يشهدون ذكوه
ابن طاووس سبط محمد بن
الحسن الطوسي -

اللہ کے رسول علی کی اتباع کرتے
تھے اور اس کی حبس کیے، اشارت تھے
ابن طاووس سبط محمد بن الحسن طوسی
نے اسے نقل کیا ہے۔

نیز کہتے ہیں:-

ان الله بعث الرسول و
النبيين على ولاية علي مائة عهد
بن العباس بن مروان -

اللہ تعالیٰ نے ولایت علی پر
اپنے انبیاء اور رسل مبعوث فرمائے ہیں،
(محمد بن عباس نے اسے روایت کیا)

نیز کہتے ہیں:-

لولا علي لما خلق الانبياء
مائة ابن المعلم عن محمد بن
الحنفية عن علي -

علی نہ ہوتا تو انبیاء کو پیدا نہ کرتا،
اسے ابن المعلم نے محمد بن حنفیہ عن علی
نقل کیا ہے۔

نیز کہتے ہیں:-

آدم عليه السلام نے علی بنی اللہ خدا اور ائمہ پر محمد کیا، اور ابراہیم علیہ السلام نے علی بنی سے
پسے گروہ میں آنے کی درخواست کی قرآن میں نازل ہے۔
وان من شيعته لابرار هليم
(الصافات ۸۳)

اس کے شیعہ میں سے ہے
ابراہیم۔

اس قسم کے اور بھی غلط کلمات کے قائل ہیں، ان کذبات و مفتریات سے جو کہ
علیؑ اور ائمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، علیؑ کی اللہ کے رسول پر تفضیل و اہمیت
ہے، گویا انہوں نے رسالت کا مفہوم علیؑ کے لئے ثابت کیا، اور جو کابرت الفضل فی الوصل
نیز کہتے ہیں:-

اهدنا الصراط المستقيم من صراط مستقيم صراط حب علي -

نیز کہتے ہیں:-

اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے
عمل ضائع ہو جائیں گے۔

لئن اشرکت لیحبطن
عملک (الزمر ۶۵)

کا مفہوم یہ ہے:-

اے محمد اگر آپ نے خلافت میں علی
کے ساتھ کسی کو شریک کیا تو آپ کے
عمل ضائع ہو جائیں گے۔

لئن اشرکت یا محمد
مع علی فی الخلافۃ لیحبطن
عملک۔

نیز کہتے ہیں:-

مذہب مراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو خدا کے زیادہ نزدیک پایا
ان اقوال سے علیؑ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر افضلیت لازم آتی ہے۔

ان کا ایک اور قول یہ ہے جس سے اہکیت يوم الدين میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؑ
کی مشارکت اللہ تعالیٰ کے ساتھ لازم آتی ہے، کہتے ہیں، قیامت کے سببوں میں
حاکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؑ ان کے شریک کار ہوں گے، یہ سب اقوال منقرض اور
جھوٹ ہیں، حضرت علیؑ اور ائمہ سے ثابت نہیں۔

(۱۸) اس گروہ کے بعض فقہاء نے ایک دعا قنوت وضع کر کے حضرت علیؑ کی طرف
منسوب کر دی جس میں شیخینؑ کی جناب میں سب لمن کیا گیا ہے، وہ قنوت یہ ہے۔

اللہم العن صہبی قریش
وخیبہم و طاعو تہم
الذین خالفوا امرک و انکرا
وحیک و جحدوا انعامک و
عصیا رسولک و قلبا دینک
وحرما کتابک۔

اے اللہ قریش کے دو بتوں اور ان کے
خبیثوں اور ان کے طاغوتوں پر لعنت کر
جنہوں نے تیرے حکم کی خلاف ورزی
کی، تیرے وحی کا انکار کیا، تیرے انعام
سے انکاری ہوئے، تیرے رسول کی
نافرمانی کی، تیرا دین بدل دیا، تیری
کتاب کو حرام کہا۔

یہ موضوع دعا ہے، حضرت علیؓ سے ثابت نہیں ہے، اور پھر اس میں بیان کردہ اوصاف حضرات شیخین میں موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سبے لعن ان سے دور ہو گیا جس طرح قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مذہم کے لقب سے گالی دیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو محمد ہوں، اللہ تعالیٰ نے کہا کہ گالیاں میرے سے پھیر دی ہیں کہ یہ لوگ کسی مذہم کو گالی دے رہے ہیں۔

محب علیؓ دوزخ میں نہ جائیگا ۱۱۹ ان کا ایک غلط اور مغتری عقیدہ یہ ہے کہ شیعوں کو حب علیؓ دوزخ میں نہ جائیگا گے۔ اور شیعوں کے سوا کوئی بھی بہشت میں نہ جائے گا، گویا کہ خود سے احکام شرع بھی ساقط کر دیتے، اور کوئی نہ برات جہنم اور حصول بہشت کے لئے حب علیؓ کو ہی کافی سمجھا گیا ہے، اس طرح کاتوریہود و نصاریٰ کا عقیدہ تقاریر کہتے تھے۔

لن یدخل الجنة الامن کان
یہودا و نصاریٰ (البقرة ۱۱۱)
جنت میں کوئی بھی نہ جائے گا، سوا
یہود اور نصاریٰ کے۔
نیز کہتے تھے۔

نحن ابنا ما لله و احباده
(المائدة ۱۸)
ہم اللہ کے فرزند اور اس
کے محبوب ہیں۔

اس عقیدہ کی مضامت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صغیر یا کبیر و گناہ کوئی بھی شیعوں کے لئے ضرور سال نہیں ہے۔

چنانچہ ابن بابویہ علی الشرائع میں ماہ صادق شہ سے نقل کرتا ہے۔

محب علیؓ لا یدخل
النار و حب علیؓ حنة لا یفما
عہما سیئة
علیؓ کا حب دوزخ میں نہ
جائے گا، اور حب علیؓ ہی ایک ایسی نیکی
ہے، جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان
نہیں پہنچاتا۔

نیز روایت کرتے ہیں۔

لا یدخل الجنة الا شیعة
جنت میں شیعی علی کے علاوہ کوئی
علی رحمہ

ابن بابویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے۔
من والی علیاً لا یغدر بہ اللہ
جو علی علیہ السلام سے دوستی رکھتا ہے، اللہ اس کو
و ان عصاہ

مذکورہ مجموعے اور مغربی مقالات سے صحیح شریعت کا انکار لازم آتا ہے، مگر اگر اس
صورت میں نماز پڑھنے کا کوئی قائل نہ ہوگا، اور نہ انصاف وہ نہ ہوگا۔ حب علیؑ کو
نہانہ کی کیا حاجت؟ اور اگر کوئی شیعی نہیں یا حب علی نہیں چاہے تقویٰ کی زندگی بسر
کرنے، بہشت میں نہ جانے کا، یہ تو مرجعہ کا نظریہ ہے، اور اس سے تمام شریعت کا انکار
لازم آتا ہے اس کے برعکس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا
جو ایک ذرہ نیکی کرتا ہے اسے پائے
یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا
گوار اور جو ایک ذرہ برائی کرتا ہے وہ
بیرہ۔ (الزلزال ۷۸)

ان کے چند فروعی غلط مسائل | ۱۱ | امام مہدی کے غیبت کے ایام میں جہاد فاسد
ہے خصوصاً ذات کا فیصلہ، قائم حدود و تعزیرات کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہو کرے
گا، فاسق سمجھا جائیگا۔ اس طرح تو نظام عالم تباہ ہو جائیگا، انصاف نام پر ایک دلیل تھی یہ
کہ اصلح والطف اللہ تعالیٰ پر واجب اور حق ہے اس عقیدہ سے وہ بھی ختم ہو گئی۔ البتہ
یہ کہتے ہیں کہ شروط نیابت کا جامع مجتہد جس سے اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا
بڑا عالم نہ ہو، وہ قائم حدود و تعزیرات اور خصوصیات کے فیصلے کر سکتا ہے، مگر
جہاد وہ بھی نہیں کر سکتا، ہاں یہ جانتا کہ اس سے بڑا اور کوئی عالم نہ ہے، محال ہے
تیز وہ ایک عالم جمیع بلاد اسلامیہ کے فیصلے کرے ناممکن ہے۔ کلام بخفی۔

سلفہ فرماتے ہیں کہ اگر ایسا ہے، تو پھر علیؑ کی جگہ سے جو کوئی جہاد کرے وہ فاسق ہوگا۔
کہ علیؑ کی جگہ سے جو کوئی جہاد کرے وہ فاسق ہوگا۔

۱۸۔ غیر مسکوکے سونے اور چاندی میں مذکرات واجب نہیں کہتے۔

۱۹۔ عورت پر اہتمام سے غسل واجب کہتے ہیں، مگر یہ بھی کہتے ہیں، امام صادق نے عورتوں کو مسئلہ اہتمام سکھانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۰۔ کہتے ہیں، ائمہ نے مخلوق کو تعلیم اصول دین سے منع فرمادیا ہے۔

۱۱۔ کہتے ہیں کہ عبد باقرؑ اور جعفر صادقؑ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب مخموم میں نقیض ترک کرنے کا حکم دیا تھا، مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا، اس قول سے ائمہ کا عصیان ثابت ہوا جو کہ عصمت کے منافی ہے،

۱۲۔ کہتے ہیں، اگر کوئی شخص کسی مضطر کو طعام نہ دے، تو مجبور شخص اسے قتل کر دے، اور طعام چھین لے جائز ہے، اسی طرح اگر وہ طعام کی قیمت گراں طلب کرے تو بھی اسے قتل کر کے طعام چھین لے درست ہے،

۱۳۔ ناجینا سے قصاص نہیں لیا جاتا۔

۱۴۔ والدین، اولاد یا اولاد اولاد یا بھائیوں کی موت پر گریبان پھیلاتا جائز

کہتے ہیں۔

فرقہ رائے امامیہ کی مشابہت بہ امامیہ کے فرقوں میں غالب فرقے باطنیہ، سبھی یہود و نصاریٰ و مجوس و منہود قرامطیہ، ترانزیہ، غرابیہ اور ذمیرہ کی یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہایت واضح ہے، کہ یہ مشرک گروہ ہیں، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، یہودیوں کے ساتھ ان کی دیگر مشابہت یہ ہے کہ یہ بھی یہودی کی طرح کتاب کی بعض باتیں مانتے ہیں، اور بعض کا انکار کر دیتے ہیں کہ قرآن میں تحریت کے قائل ہیں۔ نیز یہود کہتے ہیں، خروج دجال تک جہاد جائز نہ ہے امامیہ کہتے ہیں، خروج مہدی تک جہاد موقوف ہے، مغرب نماز کی تاخیر تاروں کے مکمل ظہور تک کرتے ہیں، اور سورج جلدی کرتے ہیں، یہودی مسلمانوں کا قتل جائز سمجھتے ہیں، امامیہ قتل سخی کو نیکی شمار کرتے ہیں، اگر کوئی مرد اپنی عورت سے کہہ دے طلاق نکاح ٹاٹا میں نے تجھے تین طلاق

دی، اما یہاں یہود کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی یہودی کہتے ہیں۔

لیس علینا فی الامیین سبیل (آل عمران ۷۵) امامیہ کہتے ہیں ایسے حدیث فی المسلمین میں۔ یہودی یہی علیہ السلام اور ان کے حواریوں کو برا بھلا کہتے ہیں، امامیہ صحابہؓ اور بعض اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں، یہودی اندر کچھ اور باہر کچھ کا خطاب کرتے ہیں، اور امامیہ تقیہ کے قائل ہیں، اثنا عشریہ کی نصاریٰ کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ نصاریٰ نجاست سے تنزہ نہیں کرتے، اور امامیہ بھی تین بار حجامٹ لینے کو کافی سمجھتے ہیں، چاہے نہ انونک پیشاب سے آلودہ ہو۔ نصاریٰ چاروں سمت منہ کر کے نماز جائز کہتے ہیں، امامیہ بھی نقل میں چاروں سمت منہ کرنا جائز جانتے ہیں، امامیہ نصاریٰ کی طرح بعض ایام کو بغیر حکم خداوندی عید کے طود پر مناتے ہیں، جیسے عید غدیر عید بروز قتل عمرؓ وغیرہ۔

اثنا عشریہ کی مشابہت مابین کے ساتھ یہ ہے کہ صابی بعض مخلوق کو مؤثر بقادر سمجھتے ہیں، اور امامیہ حیوانات کو اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں۔

اثنا عشریہ کی مجوس کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ مجوس یزدان کو خالق خیر اوصاہرین کو خالق شر کہتے ہیں، اور یہ بھی کہ امہرین کی مراد زیادہ وقوع پذیر ہے اور یزدان کی کمتر ماسی طرح امامیہ خالق خیر خن کہتے ہیں، اور خالق شر شیطان اور گنہگاروں کو، اور یہ بھی کہ ابلیس کی مراد کمتر برآتی ہے، نہ کہ مراد خدا، انہوں نے مجوس سے بھی زیادہ شر کا و بنا ڈالا۔

نیز مجوس کہتے ہیں کہ ماں اور بہن اور بڑی کے ساتھ جماع کرنے میں کوئی باک نہیں، امامیہ کہتے ہیں محب علی کو کسی گناہ سے مذہب نہ ہوگا۔ مجوس اپنی گنہگاروں اور امہات الاولاد کو مردوں پر حلال کرتے ہیں، اور اسے عبادت سمجھتے ہیں، اسی طرح امامیہ۔

امامیہ کی ہندوؤں کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ ہندو بھی نجاست سے استراہ نہیں کرتے اور چاروں طرف مسجد کرتے ہیں، جبکہ امامیہ نوافل اہل مسجد و تلاوت اور سہویں۔

مہنہ روزہ میں بعض چیزیں کھانا جائز کہتے ہیں، امامیہ بھی غیر مفاد اشیاء
 روزہ میں کھالینا جائز قرار دیتے ہیں، مہنہ روزہ کراۃ کے قائل نہ ہیں، امامیہ بھی غیر
 مسکوک میں زکراۃ کے قائل نہیں۔ نکاح میں گواہ ہندوؤں کے نزدیک شرط
 نہیں، اور متعہ میں امامیہ کے ہاں شرط نہیں۔

سناواں مقالہ

اس مقالہ میں بعض فروعی مسائل کی تحقیق ہے، جو کہ اہل سنت و جماعت کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک امام کا | امام میں صفت عصمت کا ہونا شرط نہیں ہے، معصوم ہونا ضروری نہیں ہے اور متقی ہونا صفت کمال ہے، اہل سنت و جماعت کے نزدیک بادشاہ کے خلاف اگرچہ وہ ظالم اور فاسق ہو خروج کرنا جائز نہیں ہے، اس کی اطاعت فرض ہے، اللہ کی نافرمانی خدا کا حکم کرے، قرآن پاک میں ہے۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول
واولي الامر منكم فان
تنازعتم في شئ فردوه الى
الله والرسول۔
النساء ۵۹

اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت
کرو، اور تم میں سے حکومت والوں کی،
اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے
اللہ اور اس کے رسول کی طرف
لوٹا دو۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فان بغت احدھما على الاخرى
فقا تلوا التي تبغى حتى تفرق
الى امر الله۔ (الحجرات ۹)

اگر ایک گروہ دوسرے پر بغاوت
کرسے، تو نہ یاد دہانی کرنے والے سے بطور
تاکہ وہ اللہ کے حکم میں آجائے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

للاطاعة لخلق في معصية
المخالفة۔

اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق
کی اطاعت نہیں ہے۔

لہذا فاسق و فاجر بادشاہ کی معیت میں کفار اور باغیوں کے خلاف جہاد کرنا جائز ہے

شرح البغوی فی شرح السنۃ مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۱۔

امام نماز کیلئے بھی امام صالح اعتداسی کے کچھ نذر پڑھنا جائز ہے، اگرچہ بہتر معصوم ہونا ضروری نہیں یہ ہے کہ اعظم السنۃ اقرار بکتاب اللہ اور اتقی ہو۔ جیسا کہ کتب مسائل میں مذکور ہے۔

مذکورہ بالا دونوں مسائل پر جامع امت بھی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، علماء مجتہدین اور ائمہ اہل بیت بنو امیہ اور بنو عباس کے ظالم بادشاہوں کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے ابو ایوب انصاری صاحب رمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت معاویہ میں فتح قسطنطنیہ کے لشکر میں جس کا امیر یزید بن معاویہ تھا، شریک ہوئے، اور اسی میں شہید ہوئے، حضرت صہبائے اپنے بھائی حضرت حسن کے جنازہ پڑھانے کے لئے سعید بن العاص کو کہا جو کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھے، اور فرمایا اگر مسنون طریقہ اس طرح نہ ہوتا میں آپ کو امام نہ بناتا، کتب امیرین امیر المؤمنین سے مروی ہے۔

لابد للناس من امیر یزید
لوگوں کے لئے کوئی امیر نیک یا
اذا جاز (منجہ الملائکۃ)
برا ہونا ضروری ہے۔

موزوں پر سج کرنا جائز ہے | موزوں پر سج کرنا جائز ہے، ستر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، لہذا یہ حکم قوت کی حد تک پہنچ چکا ہے، تخصیص کتاب خبر مشہور ہے بھی جائز ہے، جو کہ متواتر سے کم تر ہے، وار حکم کی جبر کی قوت کو پاؤں کو موزوں کے اندر ہونے کے وقت پہنچا کر کیا جاتا ہے، کہ اس حالت میں سج کیا جائے، وضو میں پاؤں دھونے کی فریضیت اور حرمت متفقہ امور مسائل کا تفصیل مذکور پہلے بیان ہو چکا ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ ایک ایک وقت میں کوئی شخص بھی چار عورتوں ہی وقت نکاح کرنا جائز ہے | سے زیادہ کو نکاح میں نہیں رکھ سکتا قرآن پاک میں ہے۔

فانکحوا طاب لکم من النساء منی
تو دو دو تین تین اور چار چار میں سے

وثلث ودرہم (النساء ۳) جو تہیں پسند آئیں نکاح کر دے
مجموع کا مقابلہ مجموع کے ساتھ احاد کا مقابلہ احاد کے ساتھ کثابت کرتا ہے
اس لئے ایک ایک کے لئے دو، تین، چار تک جواز ہو گا اس مسئلہ کی پوری تفصیل
کتب فقہ میں مذکور ہے۔

کرامات اولیاء حق میں اولیاء اللہ کی کرامات حق میں قرآن پاک میں ہے۔

کلام دخل علیہنا ذکر یا
المحراب وجدنا عندہا ساقا
قال یا مریم انی لک هذا
قالت ہرم عند اللہ۔
(ال عمران ۴۰)
جب مریم کے پاس حضرت زکریا
عبادت گاہ میں گیا تو اس کے پاس
رزق پایا، کہا اے مریم یہ تیرے لئے
کہاں سے ہے، کہا یہ اللہ کی طرف
سے ہے۔

نیز فرمایا۔

قال الذی عندہ صلح من
الکتاب انا انیک بہ قبل
ان یمتد الیک طرفک۔
(النمل ۴۰)
اس نے کہا جس کے پاس کتاب
کا علم تھا میں اسے تیرے پاس لاتا
ہوں اس سے بیش تر کر کے تیری
آنکھ چھپکے۔

یہ جائز ہے کہ ولی کو اپنی ولایت کا پتہ نہ ہو۔

ولایت کا معنی اور اس سے متعلق مسائل مراتب قرب، احوال اور مقامات جو کہ
کتاب و سنت اور کشف و ایلا نامت سے ثابت ہیں، ایک علیحدہ کتاب میں ذکر کر
دیئے ہیں۔ جس کا نام ارشاد الطالبین ہے، منہاج الطالبین ہے۔

مبتدعین کے ساتھ دوستی | بد اخلاق، خوار و سرے اہل ہوا کے ساتھ محبت
رکھنا حرام ہے | اور دوستی قائم کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا
بطانۃ من دوسم خیالاً و دوا
ای ایمان والوں! دوسروں کو نہ بندگان
فائدہ نہ ناپو، میر تمہارا، تکلیف میں پڑنا

سواۓ العقیلى - ورواۓ الشیخ محی الدین عبدالقادر الشریف الجینی *
 ویزاد ولا تقبلوا معہم ولا تقبلوا علیہم علیہم حلت اللعنة۔
 امام حنفیؒ نے اسے روایت کیا، اور شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی اسے ذکر کیا ہے، اور مزید یہ کہ، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو، ان کا جنازہ نہ پڑھو، ان پر لعنت اتر چکی ہے۔

اس طرح رافضیہ، خارجیہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان الاتاکم، ہم کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ایمان دار عورت مشرکہ سے بہتر ہوا عجبتکم (البقرہ ۲۲۱)

امادیت صحیح سے ثابت ہے کہ نکاح کے لئے جمال اور مال پر نظر نہیں رکھنی چاہیئے، بلکہ دین اور تقویٰ کو دیکھ کر رکھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

علمت نفس ما قد مت و اخرت (الانفطارہ) ہر نفس جان لے گا کہ کیا آگے لے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔

یہایت وال ہے کہ ہر معاملہ میں دین و تقویٰ کو دنیاوی مفادات پر ترجیح دینی چاہیئے جیسا کہ حق تعالیٰ اہل عہدہ فرماتے ہیں۔

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ اذا جامنہم زہمتا للحیوة الدنیا۔ (طہ ۱۳۱)

نیز ارشاد حق ہے۔

المال والبنون زینۃ الحیوة الدنیا والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیرا املا۔ (الکہف ۴۶)

مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہے، تیرے لئے پاس بہتر بدلہ باقی رہنے والی نیکیوں کا ہے، اور یہی اچھی امید والی چیز ہے۔

سب شیخین کی سزا اور روافض | قاضی کے سامنے گواہوں کے ذریعہ یا اقرار سے
 کے بارہ میں پیش گوئیاں | ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص علیؑ کو شیخین سے
 افضل جانتا ہے حضرت علیؑ نے ایسے شخص کو حد اقرار مارنے کا حکم دیا، جس کا اوپر مذکور
 ہوا اکثر علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ اسے تعزیری سزا دی جائے اس لئے کہ جس معاملہ
 میں حد شرعی ثابت نہ ہو اس پر حد مارنا جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 سے منع فرمایا ہے، اکاد اکادیت اور قیاس سے حد ثابت نہیں ہوتی، فقر کی رائے
 یہ ہے کہ ایسے شخص کو انتہائی درجے مارے جائیں، امام ابوحنیفہ کا قول ہے، استانائیں
 درجے لگائے جائیں، اگر کوئی شخص شیخین کو سب کرے، (لفظہ باشد) اس کی سزا قتل ہے
 حضرت علیؑ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لے ابوالحسن تم اور تیرا گروہ جنت
 میں ہوں گے، ایک قوم دعویٰ کرے گی
 کہ وہ تیرے سے محبت کرتے ہیں
 اسلام کی تعمیر کریں گے اس سے لیے نکل
 جائیں گے، جس طرح تیرا کمان سے نکل
 جاتا ہے، ان کی علت ہے کہ انہیں
 رافضیہ کہا جائے گا، اگر تو اسے پائے
 تو قتل کرنا یہ مشرک ہیں۔ (روایت قطعی)
 نیز علیؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا میرے بعد
 ایک قوم آئے گی انہیں رافضیہ کہا
 جائے گا، اگر تم ان کو پاؤ۔ تو قتل
 کر دینا، وہ مشرک ہیں، حضرت علیؑ نے
 نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو یا ابا الحسن اما انت
 وشيعتك في الجنة وان قوما
 يزعمون انهم يحبونك
 يصغرون الاسلام ثم يلقون منه
 يماقون منه كما يماق السهم
 من كيد القوس لهم نذر يقال
 لهم المرافضية فان اذكتهم فاقتلهم
 فانهم مشركون مراد بالدار قطعي۔

۱۲۔ وروی ایضا عن علی عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه
 قال ما فی بعدی قوم لهم نذر
 يقال لهم المرافضية فان اذکتهم
 فاقتلهم فانهم مشركون قال
 قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لے ذکرہ ابھاری کی الحیرتی روضۃ البکیم بر صحت

ان کی نشانی کیا ہے، فرمایا اگر تیرے پیڑوں
میں وہ باتیں لائیں گے، جو تجھ میں نہیں
احد سلف پر طعن کریں گے، ایک
دوسری سند سے دارقطنی نے اس طرح
روایت کیا ہے، اس میں یہ الفاظ نازل
ہیں کہ وہ اہل بیت کی محبت کے مدعی
ہوں گے، حالانکہ ایسے نہیں ہیں، اس
کی نشانی یہ ہے کہ وہ ابوبکر و عمر کو گالی
دیں گے،

دارقطنی ص ۱۰۲ حدیث ایک اور سند
سے بروایت فاطمہ زہرا دام سلمہ نہ بھی
اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

علیؑ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
تجھے ایک عمل بتاتا ہوں، جب تو
اس کو بہ کرے گا، اہل جنت سے ہو
جائیگا، میری بعد ایک قوم آئیگی، انہیں
راضہ کہا جائے گا، جب تو انہیں پائے
قتل کر دے، کیونکہ وہ مشرک ہیں، علیؑ
نے پوچھا ان کی نشانی کیا ہے فرمایا وہ
ابوبکر و عمر کو گالی بکیں گے۔
(طبرانی و بیہقی)

نیز حضرت علیؑ کہتے ہیں رسول اللہ

ما العلامة قال یقرظونک
بما لیس فیک ویطعنون علی
السلف واخرج الدائم القطنی
من طریق اخر نحوه و زاد
فیہ یخلون جنا اهل البيت
ولیسوا کذلک و آیة ذلک
انہم یسبون ابا بکر و
عمر۔

۴۔۔۔ واخرج ایضا من طریق
اخر من فاطمة الزهراء دام سلمة
رضی اللہ عنہا خرق۔

۵۔۔۔ وعن علی بن ابي طالب قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وسلموا لاولئك على عهد اذا
فعلت كننت من اهل الجنة
سيكون بعدى اقوام يقال
لهما النراضة اذا ادركتهم فاقتلهم
فانهم مشركون قال علي قلت ما
علامة ذلك قال انهم يسبون
ابا بکر وعمر و سادات الطوائف
والبعوی۔

۶۔۔۔ وعن علی قال قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم کیون فی امتی قوم
یسعون الرافضیۃ یرفضون الاسلام
سواءا لبیہقی۔

۷۔۔ وعن فاطمة الزهراء قالت
نظرا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی علی فقال هذا فی الجنة وان
من شیعتہ قوما یرفضون
الاسلام لہم نزل یمون
الرافضیۃ یا علی اذا درکتہم فاقتلہم
فانہم مشرکون رواہ الطبرانی والبیہقی

۸۔۔ وروای البیہقی فی المعالجہ
عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان سیرتک ان
تکون من اهل الجنة فان قوما
یتحلمون حبک یقرؤن القرآن
لا یجادون عما یریدونہم الرافضیۃ
فان ادراکتہم فجاہدہم فانہم
مشرکون۔

۹۔۔ وروای البرقی عن ابراہیم بن
حسن بن علی بن ابی طالب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ینظر فی امتی
فی آخر الزمان قوم یسعون

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت
میں ایک قوم ہوگی، جنہیں رافضیہ
کہا جائے گا، وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے
فاطمہؑ فرماتی ہیں، نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کی طرف
نظر کی، اور فرمایا، یہ جہنمی ہے، اس
کے شیعوں میں ایک قوم ہے جو اسلام
کو ترک کر دیں گے، ان کا نام ہوگا رافضیہ
اے علی جب تو انہیں پائے قتل کر دینا
(طبرانی و بیہقی)

بیہقی معالم میں علیؑ سے روایت
کرتا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تیری سیرت اہل جنت کی ہے،
ایک قوم جو تیری محبت کا دعویٰ کریں
گے، قرآن پڑھیں گے، اعلان کے حلق
کے نیچے نہ اترے گا، وہ رافضیہ ہیں، اگر تو
ان کو پائے تو ان سے جہاد کر، کیونکہ
وہ مشرک ہیں،

ہر وی ابراہیم بن حسن بن علی بن
ابی طالب سے وہ اپنے باپ سے وہ
اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمان
میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ رافضیہ نام

ہیٹے جائیں گے، اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

تومر لیہون الرافضیۃ یفقدون الاسلام۔

حافظ ابو موسیٰ المدنی اور حافظ

۱۰- وراوی الحافظ ابو موسیٰ

رضی الدین احمد بن اسمعیل بن یوسف بن الحاکم۔ بروایت ابن عمرؓ نقل کتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے کہا کہ تو جنتی ہے میرے بعد ایک قوم ہوگی انہیں رافضیہ کہا جائیگا۔ جب تو انہیں پائے، تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں، علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ان کی نفی کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جمعہ اور جماعت کے قاتل نہ ہوں گے، اور ابو بکر و عمر کو گالی دیں گے،

المدینی والحافظ رضی الدین احمد بن اسمعیل بن یوسف بن الحاکم عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی یا علی انت فی الجنة وسیکون بعدی قوم یقال لہم الرافضۃ فاذا ادراکتہم فاقتلہم فانہم مشرکون فقال علی یا رسول اللہ وما علامۃ هؤلاء قال علیہ السلام لا یرون الجعۃ والجماعۃ ویثقون ابابکر وعمر۔

طبرانی، حاکم اور الحافظ ابوعبید بن ساعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ میرے لئے دوست پسند قریشیوں میں وزیر، مددگار، اور خاندان کسر بنائے، جو ان کو گالی دے گا اس پر اللہ کی قہرشتوں اور حملہ آوروں کی لعنت ہے۔

۱۱- واخرج الطبرانی والحاکم والحافظ ابوعبید بن ساعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار لی اصحابا وجعل لی فیہم وزرا وامنہا واصحابا فمن سبہم فطعیہ لجنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔

لہ فی المستدرک جلد ۳ صفحہ ۲۳۲۔

اس حدیث کے طرہی اگرچہ ضعیف ہیں مگر کثرت طرق، توجہ سے درجہ
صحیح یا حسن میں ہیں۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں اس حدیث کی اسانید کثیرہ ہیں۔

عثمان و علی کو سب کے خیر والے کی سزا اگر کسی شخص پر عثمان و علی کو سب کرنا ثابت
ہو جائے، تو اکثر علما کہتے ہیں، اس پر قنیزری سزا یعنی قتل واجب نہ ہے، اگر فقیر
کے نزدیک مختار یہ ہے کہ غشتین (عثمان و علی) اور عائشہ صدیقہ اور فاطمہ زہرا کو سب
کرنے والے شخص کو بھی سزا قتل دی جائے۔ اس لئے کہ ان کو سب کرنا درحقیقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من سب علیاً فقد سبني ومن سب علياً فقد سبني ومن سب علياً فقد سبني ومن سب علياً فقد سبني
اذاً علی علیاً فقد اذانی۔ مجھے کال دی، اور جس نے علی کو ایذا دی
اس نے مجھے ایذا دی۔

نیز فرمایا۔

۱۔ سزا قتل حدیث صحیح ہے، جب کہ امام ہاکم نے صحیح کہا اور امام ذہبی نے بھی اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے تلمیذ
السنن للذہبی صفحہ ۱۲۲ جلد ۲۔

۲۔ صحیح ہے کہ سزا قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات متذکرہ صحت پر ہیں، کوئی بھی یہی نہ جاسکتی ہے، جبکہ
صحیح ہے کہ سزا قتل کسی شخص نے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں جہاد کی آئی اور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل
کودل، اور جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے خلاف استحقاق نہیں ہے، کہ اس پر عقیدہ
کی وجہ سے قاتل کو قتل کر دیا جائے، دیکھئے بسنن صلی ۲۲ صفحہ ۱۰۰، امام حنفی سب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تک جس ملک کا قانون اسلام کا نظام زندگی اسلام پر مشروط ہے کہ اس ملک کے قانون
ہیں ان لوگوں کی حیثیت محفوظ رکھنا ہے، جنہیں دین میں ادل مقام حاصل ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء و راشدین ان پر عقیدہ کرنا خلافت کا قانون ہونا لازم ہے، چہ جائیکہ کہ ان
انسان ان پر سب و شتم کرے، ایسا کرنا درحقیقت اپنے مسلمہ نظریہ حیات اسلام سے منکر کاری
ہے۔ اور قانون میں اس کی سزا جہنمی جلائے درد نہ قانون کی حیثیت ہی خرب و برباد ہو جائے گی،
ایم ابراہیم البیاضی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کو پتہ چلا کہ ابن ابی السہل اور دیگر عہدہ
کی تنقیص کرتا ہے تو اسے بلایا اور عہدہ منکوفی، اور اسے قتل کرنا چاہا، مگر لوگوں کے
کینے پر چھوڑ دیا، اور فرمایا جس شہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہ سکتے، چنانچہ مدائن کی
طرف ہجرت کر دیا، اس سے بھلائی ان کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ احمد دیکھئے بحوالہ صفحہ ۱۲۲۔

یوٹھینی ماوا ہوا۔ جو اسے تکلیف دیتی ہے، میرے

لئے تکلیف دہ ہے۔

عالم صحابہ کرامؓ کو گالی | عام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے
دینے والے کی سزا | کے لئے زجر اور تعزیری سزا واجب ہے، اور قید
کی سزا بھی دی جا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْوَ مَا اكْتَسَبُوا
فَقَدْ احْتَلَوْا بِهِمْ وَإِنَّا لَمَبِينَا
عَنْهُمْ قُلُوبَنَا وَلَا نَنْصَرُ لَهُمْ
وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْوَ مَا اكْتَسَبُوا
فَقَدْ احْتَلَوْا بِهِمْ وَإِنَّا لَمَبِينَا
عَنْهُمْ قُلُوبَنَا وَلَا نَنْصَرُ لَهُمْ
(الاحزاب ۵۸)

سوال: میرے صحابہؓ کے بارے میں وارو ہے:-

اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَقْضُوهُمْ
خَرْصًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ
فَبِعِزَّتِي أَحْبَبَهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ
فَبِعِزَّتِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ أَذَاهُمْ
فَقَدْ أَذَانِي وَمَنْ أَذَانِي فَقَدْ
أَذَى اللَّهِ -

میرے صحابہؓ کے بارے میں خدا کا
خوف کرو، میرے بعد انہیں نشان نہ
بنالینا، جو ان سے محبت کرے گا،
میری محبت سے ایسا کرے گا، اور جو
بغض رکھے گا، یہ میرے ساتھ بغض
ہوگا، جو انہیں ایذا دے گا اس نے
مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی
اس نے اللہ کو ایذا دی،

اس حدیث کی مدد سے صحابہ کرامؓ کے حق میں گالی بکھنے والے پر قتل واجب ہونا
چاہیے، جیسا کہ عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے سب کرنے والے کا حکم ہے۔

جواب: یہ حدیث جیسے صحابہؓ کے حق میں وارو ہے، البتہ لفظ اصحابؓ کا احتمال رکھتا ہے،

۱۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضل اصحاب
۲۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۳۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۴۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۵۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۶۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۷۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۸۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۹۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل
۱۰۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ باب فضائل

۱۔ وہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ایک بار بھی۔

۲۔ وہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافی مدت رہے، ہجرت کا انتخاب بھی یہی ہے کثرۃ صحبت کی بعض نے چھ ماہ سے تیسین کی ہے، لہذا شیہ کی وجہ سے اس کے قتل کا حکم نہیں ہوگا۔

ہاں مہاجرین و انصار سے کبار صحابہ جن کا صحابی ہونا متواتر ہے، جیسکہ ابن مسعود، ابن عمر، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ الاشعری، ابو ہریرہ، انس بن مالک، زید بن ثابت وغیرہ وغیرہ۔ اگر کوئی شخص ان کی تکفیر کرے، ایسا شخص یقیناً حمد اللہ الخفی کا منکر ہے، باوجودیکہ متواتر ذریعہ سے مذکورہ اکابرین کا اس وعدہ میں داخل ہونا ثابت ہے، ان کی تکفیر کرنے والے کے لئے قتل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، مگر فقہاء میں سے کسی سے بھی یہ فتویٰ مروی نہیں ہے۔

حضرت علیؑ کا ایک اہم خطبہ ہم اس مقالہ کو حضرت امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالب کے خطبہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

اخرج الحافظ ابو سعید بن	حافظ ابو سعید بن علی بن الحسین بن
علی بن الحسین بن سمان عن سمان	سمان روایت کرتا ہے، سمان سے وہ
عن سوبن بن غفلة انه قال	سوبن بن غفلة سے وہ کہتا ہے میں نے
قلت لعلی انا مررت بقوم من	علیؑ سے کہا میں ایک قوم شیعہ کے پاس
الشيعة يذاكرون ابا بكر وعمر	سے گزرا وہ ابو بکر و عمر کی تنقیص کر رہے
وينتقصونهما ولولا يعلمون	تھے، اگر وہ آپ کے ان کے معلق انداز
انك تضمرهم ما عليه لم يحبوا	خیالات نہ جان چکے ہوتے، تو ایسا نہ
علي ذلك فقال علي اعوذ بالله	کہتے علیؑ میںیں خدا سے پناہ مانگتا ہوں
عذوجل ان اضمر لهما الا الحسن	کہ ابو بکر و عمر کے بارے میں اچھے خیالات
الحبيل اخا رسول الله صلى	کے علاوہ دل میں لائن، وہ رسول اللہ
الله عليه وسلم و من يذاكهم	صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے، اور آپ کے دیر

نهض داعم العين ميكي قابضها
 على يد يه حتى صعد المنابر
 قابضها بحيته فينظر فيها وهي
 بيضاء وقد اجتمع الناس تقام
 وخطب خطبة موزونة فقال
 ما بال اقوام يذكرون سيدى
 قريش وابوى المؤمنين بما انا
 عنه منزلة وما يقولون معاً
 فواللهي خلق الجنة و بصر
 النعمة انه لا يجبهما الا مؤمن
 ولا يبغضهما الا ناجر سادى
 من لكم مثلهما من اخيهما فقد احبني
 ومن ابغضهما فقد ابغضني و
 وانا منه برئى فقال ان قوما
 يفضلوننى عليهما فى قلوبهم
 بقية من النفاق يريدون
 فرقة اهل الاسلام واختلاف
 الامة قد نبأني بخبرهم
 رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وامرني بقتلهم
 اخوان العلاءية اعداء
 السريقة يحسن الكذب
 عند هم ويظهروا الفجور بينهم

پھر علی فروتے بھراپنے دونوں ہاتھوں
 کو بند کر کے منبر پر چڑھے، اور دائرہ
 پکڑی، لوگ بھی جمع ہو گئے، کھڑے
 ہو کر مختصر خطبہ دیا اور فرمایا ان اقوام
 کا کیا حال ہے جو قریش کے دوسرا دون
 مؤمنین کے درمیان باپوں کا تذکرہ ایسا
 کرتے ہیں، جس سے میں پاک مہمات
 ہوں، اور اس پر ان کو سزا دوں گا امانہ
 پیدا کرنے والے اور روح بنانے والے
 خدا کی قسم ان دونوں سے ایمان دار ہی
 محبت کرتے ہیں، اور ناجہر روی ہی بغض
 رکھتے ہیں، ان کی مثل تم کہاں سے لے سکتے
 ہو جو ان سے محبت کرتا ہے، اس نے
 مجھ سے محبت کی اور جو ان سے بغض رکھتا
 ہے اور میرا دشمن ہے، میں اس سے بری
 ہوں، نیز فرمایا ایک قوم ان دونوں
 پر مجھے فضیلت دیتی ہے، اس قوم کے
 دل میں نفاق ہے، اور یہ مسلمانوں میں
 افتراق پیدا کرنا چاہتے ہیں اختلاف
 امت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مجھے اطلاع دی تھی، مجھے حکم دیا تھا،
 کہ ان لوگوں کو قتل کروں جو ظاہر کے
 بھائی ہوتے ہیں، اور اندر کے دشمن

يَبْطُلُونَ الْمَصَاحِفَ وَيَتَوَاصِلُونَ
 الْفُجُورَ لِيَسْتَمُ أَصْحَابُ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَرَضِيَ عَلَيْهِمُ الْوَقِيعَةُ فِيهِمْ
 وَاتَّبَاعُ مَا شَجَرُوا بَيْنَهُمَا قَدْ
 غَفَرَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُمْ يَتَجَلَّوْا
 الصَّغِيرَ مِنَ الْكَبِيرِ وَيَرْجِعُوا عَلَى
 ذَلِكَ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكُونَ كَبِيرًا
 فَيَنْدَرِسَ السَّنَةُ وَيَجِيئَ الْبَيْعَةُ
 الْعَتَمُكَ بِسَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 ذَلِكَ أَفْضَلُ الْمَجَاهِدِ بَيْنَ
 قَطُوفِ لِهْمٍ لِهْمٍ يَدَارِجُ عَلَى
 وَجْهِ الْأَرْضِ الْبَقِصَ عَلَى اللَّهِ
 مِنَ الرِّوَاقِ - إِمْرَاضِ اللَّهِ
 سُبْحَانَهُ عَلَيْهِمُ غَضَابُهُ وَالسَّمَاءُ
 تَظَلُّ كَارِهَةً لَهُمْ عِلْمَاءُ هُمْ
 يَوْمُئِذٍ شَرٌّ مِنْ أَظْلِ السَّمَاءِ
 مِنْ عِنْدِ هُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ
 وَفِيهِمْ تَعُودُ أَوَّلُ ذَلِكَ يَكُونُ
 فِي ذَلِكَ السَّحُوتِ وَالْإِمْرَاضِ
 الْأَرْجَاسِ -

ان کے ہاں جھوٹ بولنا مستحسن ہے،
 ان میں گناہ عام ہے، وہ مصاحف قرآن کا
 انکار کرتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے صحابہ کو سب و شتم کر کے
 گناہ کفارتہ میں اور ان باتوں کے صحیح
 پڑتے ہیں، جو ان کے مابین آپس میں
 اختلافات ہوئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ
 ان کو معاف کر چکا۔ چھوٹا بڑے سے
 یہ باتیں سیکھتا ہے، اس طرح سنت
 کو مٹاتا ہے، اور بدعت کو زندہ
 کرتا ہے، اس بارہ میں جس شخص نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل
 کیا، وہ افضل المجاہدین سے ہے، ان
 کے لئے خوشی ہے، اللہ کے نزدیک دنیا
 سے زیادہ اہم کوئی شے نہیں ہے، اللہ کی زمین پر جو شخص
 نہیں ہے، اللہ کی زمین ان پر ناراض
 ہے، آسمان ناپسندیدگی میں ان
 پر سایہ کن ہے، ان کے علماء آسمان
 کے نیچے رہنے والوں میں بدترین ہیں
 انہیں سے فتنے نکلیں گے، اور ان
 میں عود کریں گے، آسمانوں اور
 زمین بخیر و برکت گندے کا نام دیئے
 گئے ہیں۔

روافض ان احادیث کو نہیں مانتے، چونکہ آیات قرآن و احادیث اور آثار
امامیہ جواہروں نے اپنے ائمہ سے روایت کئے، احادیث مذکورہ کی تائید میں ہیں
اس لئے روافض کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہے۔

کتاب ہذا کے طرز استدلال میں شرائط | جانتا چاہئے کہ ہم نے شرط کی تھی کہ اس
کی پوری پابندی ہوئی ہے | کتاب میں اہل سنت کی مرویہ احادیث
سے استدلال پر ہی اکتفا نہ کریں گے، بلکہ روافض کی مرویہ روایات بھی بیان کریں
گے، ہم نے اس شرط کی پوری پابندی کی ہے، چنانچہ پہلے مقالہ میں مذہب روافض
کا باطل ہونا اور مذہب اہل سنت کا ثبوت اجمالاً اور دوسرے مقالہ میں تفصیلاً ہم
نے پیش کیا ہے۔ تیسرے مقالہ میں مسئلہ اہمیت پر بحث ہے، امامیہ، خدا تعالیٰ پر
نصب امام واجب قرار دیتے ہیں، اور یہ کہ امام معصوم ہوتا ہے، اس کی اہمیت پر پیغمبر
کی نص صریح یا امام اہل کی تصریح ضروری ہے، امام اپنی اہمیت کا دعویٰ کرے، اور اس
سے مجوزہ کا صدور ہو یہ بھی ضروری شرط گردانتے ہیں اہل سنت ان باتوں کو نہیں مانتے
خدا تعالیٰ پر نصب امام واجب نہیں سمجھتے، اور نہ ہی امام جانتا جائز و بیان قرار دیتے
ہیں، نصب امام انہوں نے کافر فیض ہے، اور امام کے لئے اسلام کے سوا کوئی دیگر لازمی
شرط نہ ہے، اس مسئلہ میں امامیہ مدعی ہیں، دلائل مہتیا کرتا ان کی ذمہ داری ہے، اہل سنت
کا موقف دفاع کا ہے، چوتھے مقالہ میں اہل سنت کا موقف مدافعت ہے کہ امامیہ
کے مطاعن پر سلف کا جواب دیا گیا ہے، تیسرے اور چوتھے مقالہ میں اہل سنت کی
معتبرہ کتب سے احادیث بھی پیش کی گئی ہیں، پانچواں مقالہ فضیلت کے بارے میں
ہے، اور ساتواں اہل سنت کے بعض فروعی مسائل کے بیان ہیں، ان دونوں میں
بھی احادیث اہل سنت پیش ہوئی ہیں۔ کہ ان کی بنا مذہب اہل سنت کی صحت پر ہے
پانچواں اور ساتواں مقالہ میں روافض کے ساتھ نزاع نہیں ہے، بلکہ اہل سنت میں بعض
لوگ جن سے ان مباحث میں غلطیاں ہوئیں، اور ہی اس کے مخاطب ہیں۔

امایہ کہتے ہیں، علیؑ اور ائمہ کی روئے پہلے انبیاء کے ساتھ رہی ہے، بلکہ
الکذب تصدیق پر ہے، مگر اس کے ساتھ بے شمار غلطیاں وابستہ کرتے ہیں،
حضرت جیلانیؒ کا یہ مان بھی اس نظریہ پر دلالت کرتا ہے۔۔

اخو خلیلی کان موسیٰ بن
میراجانی اور دوست موسیٰ
بن عمران تھا۔

یہ دعویٰ کثرت و ابہام سے ثابت ہوا ہے، اس کا استخراج و استنباط کتاب
الشر و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا جاسکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔

قل لا اسئلكم علیہ ارجا
میں تم سے فرزدی نہیں مانگنا البتہ
الا المودة فی القربی۔
تم سے اقرباء کی محبت چاہتا ہوں۔

اسلامی مافیہ میں کدو سے دعا کی طرح یہ دعویٰ بھی جھوٹ ہے، مخالفت صاحب کی ترسیل تاویل سے بچے نہیں ہو سکتا
جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے، حضرت جیلانیؒ کا یہ مان اس دعویٰ پر دلالت نہیں کرتا، بات عقلی ہی کے باقی انبیاء کی جتنی جتن
کی اور دل سے کہہ دیا اللہ کا سہارا ہوئی اللہ کے ساتھ رہنا۔

اس کا تاثر بڑی بات امتداد معنی کہ خیر القرون میں کسی کو اس کا پتہ نہ چلا اور کسی نے اس کا اظہار نہ کیا اس گفت کے بطلان
پر شاہد اور حدیث و روئے کی ایک کثرت و ابہام دلالت کرتا ہے، فرقہ میں فقیر نے دعا میں عرض کیا کہ خدا یہ تمہارے کون
فریب جناب اللہ کی ہے، اللہ فرماتا کہ کوئی مذہب ہم کو پسند نہیں یا فرماتا کہ ہمارے طریقہ پر نہیں لوگوں کے فراموش و غریب
کوئی دے ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ اللہ مانگوں طریقہ جناب اللہ کے طریقہ کے موافق ہے، فرمایا اس کا بھی وہی جواب ہے، ہر
طریقہ میں چیز مانے یا پسند یا خلاف ہمارے طریقہ کے اختراع کی ہیں، ہم نے نہ مانے میں یہ طریقہ فعل کے لئے درکار قرار دیا
قرآن شریف انار و مریدانہ کے لئے یہی تعلیمات قرآن و حدیث سے انکار کرنا نہیں چاہتے، (قرآن و حدیث پر مرقم ص ۱۸)

گھر اس بات سے مشہور ہے کہ فرقہ میں جو فرقہ بھی ہو گا، مگر نہایت نہیں ہو گا، اس کے انکار و نفی میں فرقہ کے فرقہ واریت دعویٰ
میں نہیں ہیں، بلکہ آپؐ کی جاسوسی اور مروجہ شیعہ لکڑاؤ اور سختی پر پہنچے کہ وہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی
قربت اللہ ہے، البتہ فرقہ کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ
تفریق دلالت فرماتی ہے، بلکہ فرقہ کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ
مذہب کا فرقہ ہے، بلکہ فرقہ کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ
جو فرقہ کا یہ دعویٰ ہی غلط ہے، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ عقائد و عقائد کے لئے تفریق میں کاٹتی ہیں، بلکہ

سابق انبیاء و رسول فرماتے رہے۔

وَمَا اسْتَكْبَرُ عَلَيْهِ اجْرًا میں تم سے اس پر مزدوری نہیں مانگتا

ان اجری الزحار رب العلمین (الشعراء) میری مزدوری تو اللہ پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے فریضہ تبلیغ پر مزدوری کی درخواست نہ کی تھی، البتہ احتمال تھا کہ درخواست اجز کریں (انہیں حق تھا) انہی نے مذکورہ کلام کی راہنمائی فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اسلوب کلام تبدیل کر دیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ سابق انبیاء کی شریعتیں ان کی فحاش کے بعد منسوخ ہو جاتی تھیں۔ لہذا شریعت محمدیہ باری شریعت ہے، امت کو نائب پیشہ کی طرف مراجعت کرنی چاہیئے، اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی راہنمائی فرمائی اور اپنی آل کی محبت اور ان کے پاک دامن کو بچڑھانے کا اشارہ کیا، اگر آپ کی آل و دشمنین بغیر ہیں، اور آپ کے علوم کا دروازہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ترکت فیکموا الثقلین میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں

کتاب اللہ و عترتی۔ چھوڑ دیا ہوں، اللہ کی کتاب اور

المحدث

میری آل۔

نیز فرمایا آپ نے۔

۱۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اپنی امت کے ہر کتاب اللہ اور اپنی سنت کی طرف مراجعت کا حکم دیا ہے، ارشاد ہے۔
ترکت فیکم امرین من بعدی تم کو دو چیزیں ہوں کہ تم کو چھوڑ دوں گا، اللہ کی کتاب و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، جو میری پیروی میں رہو، جب تک کہ تم کو
کروگے گروہ ہوگے، اللہ کی کتاب اس کے رسول کی سنت۔

۲۔ امت آں کے حکم سے اولیاء اکرام کیلئے مذکور طریقے توسط جن کا واسطہ بنت مکتا ہے، اس طرح تو خلفاء راشدین اور جملہ صحابہ کرام سے محبت کا بھی حکم ہے، پھر سب ہی توسط بنت مکتا ہیں۔

۳۔ یہ غلط حدیث کہ کسی کتاب میں نہیں ہیں، البتہ جامع ترمذی میں، العاکلین میں، ترکت فیکم من ان اخلاق بہن الثقلین اکب اللہ وحقہ، یعنی تم میں دو چیزیں چھوڑ دوں گا، اللہ کو یاد کرو گوارہ نہ ہوگے، اللہ کی کتاب اور میری اولاد و سلطنت غریب ہے، تو ترمذی، المسیح روایت ہے، ایک عقیدہ کا اثبات نہیں ہو سکتا، نیز یہ روایت صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے، کیونکہ مولا مالک کی صحیح حدیث میں دو چیزیں کی تفصیل میں اللہ کی کتاب اور سنت رسول بنا کر ہے، روایات ترمذی پاک بھی اس کی تائید کرتی ہیں، حدیث ہے کہ کائنات میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن و کتب اللہ و حقہ کی تائید و تحمیل کرنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تمہارے لئے ہے، خود ہے۔

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آخر زمانہ میں کمالات نبوت کا ظہور ہوگا اور کمالات ولایت تو کبھی بھی کم نہیں ہونے۔

علی قطب ارشاد کمالات ولایت میں | ماننا چاہیے کشف سے ثابت ہوا کہ علیؑ قطب ارشاد کمالات ولایت میں ان کمالات میں دوسرے صحابہ کرامؓ علیؑ کے مقابلے میں بھی دیر ہے کہ کمالات ولایت کے مالک ہر چند کہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق افضلیت شیخین کے قائل ہیں، مگر بحکم انسان علیہ الاحسان شکر ہے علیؑ کا زیادہ ادا کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ بہت گرویدگی رکھتے ہیں۔

ابو بکر و عمرؓ قطب ارشاد کمالات نبوت میں | شیخینؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وزیر قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ابو بکر و عمرؓ قطب ارشاد کمالات نبوت ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ قطبی کمالات نبوت اور ولایت دونوں میں حصہ رکھتے ہیں، اسی لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا، کمالات نبوت میں صفات کے پردہ کے بغیر تجلی ذات ہے، لہذا کمالات ولایت (میں میں تجلی صفات یا بہ پردہ صفات، تجلی ذات ہے) سے پہلو افعل کیا، علیؑ کو علم کامل و لازمہ فرمایا جو کہ علم صفات سے تعبیر ہے، اور ابو بکر و عمرؓ مقام ستر میں فائز ہوئے، جماعت صحابہؓ کی نظر کمالات نبوت پر تھی، ان کے مقابلہ میں کمالات ولایت کا انہوں نے اعتبار نہ کیا اس لئے جمیع صحابہؓ حتیٰ کہ خود حضرت علیؑ افضلیت شیخین کے قائل تھے، اور اسی پر اجماع کیا، بعد کے لوگوں نے بھی ان کی متابعت میں اس پر اتفاق کیا، لہذا افضلیت خلفاء ثلاثہ کے لئے ثابت ہوئی۔

۱۵۔ اس پر کوئی شبہ؟

۱۵۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۰ کی یہ حدیث اس کو باطل ثابت کرتی ہے، کان علی من الناس وجہ حیاة فانیة فلما توفیت استنکرو علی وجہہ الناس فالتس مصالحة ابی بکر و مباہلتہ الخ یعنی حضرت عائشہؓ کی زندگی میں لوگوں کی توجہ علیؑ کی طرف تھی، ان کے فوت ہوجانے کے بعد علیؑ نے لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے، لہذا انہوں نے ابوبکرؓ کے ساتھ مصالحت اور بیعت چاہی، انتہی اس سے معلوم ہوا صحابہؓ میں حضرت علیؑ کی تعصبات کے ذکر و ہدے کا تصور تک نہیں تھا، اس کی کچھ تعبیریں دیکھیں، تعبیر کے قول میں یہ بیان ہو چکی ہے، مگر میں یہ کہہ کر کہ توسط حضرت عائشہؓ حضرت علیؑ کی تعصبات

فصل

مہدیؑ کی صفات اور ان کی شمول کے بیان میں -

اہل سنت و جماعت کے مذہب میں محمد مہدی اولاد فاطمہ سے ہوگا مگر اولاد حسینؑ سے قرار دیتے ہیں، ابو داؤد کی ایک روایت میں اولاد حسنؑ سے ہونا بھی آیا ہے، علامہ ہر وہ باطن کا ظن و تخمین یہ ہے کہ قیر حویں مہدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا، مگر ان کے ظہور کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

احمد اور ماوردی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

»مہدی میری اولاد سے ہوگا، لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا۔

اور زمین کو عدالت سے پر کرے گا جس طرح پہلے ظلم سے پرستی، اس سے آسمان زمین کے ساکنین راضی ہو جائیں گے۔»

ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے، جہو میرا ہم نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے ہم نام یعنی محمد بن عبداللہ مال کی تقسیم برابر کرے گا، لوگوں کے دلوں کو فتنہ سے پر کرے گا۔»

حاکم کی ایک روایت میں ہے -

آخری زمانہ میں ایک سخت مصیبت آئے گی، اس سخت کوئی مصیبت پہلے نہ سنی ہوگی، لوگوں کے لئے کوئی چالے چناہ نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا، اور وہ زمین کو عدالت سے بھرے گا جس طرح پہلے ظلم سے بھر لپرتی، اس کو آسمان

۱۔ علامہ ہر وہ باطن کا ظن و تخمین یہ ہے کہ قیر حویں مہدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا، مگر ان کے ظہور کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

۲۔ علامہ ہر وہ باطن کا ظن و تخمین یہ ہے کہ قیر حویں مہدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا، مگر ان کے ظہور کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

۳۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ قیر حویں مہدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا، مگر ان کے ظہور کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

۴۔ علامہ ہر وہ باطن کا ظن و تخمین یہ ہے کہ قیر حویں مہدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا، مگر ان کے ظہور کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

وزیرین کے باہمی دوست رکھیں گے آسمان سے بہت بدش ہوگی، اور زمین خوب پیداوار دے گی، اس وقت کوئی فتور نہ ہوگا، سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین نکلتے۔ طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں، طبرانی کی ایک روایت میں بیس سال ان کا رہنا آیا ہے۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”حق تعالیٰ میری رحمت سے ایک مرد کو دے گا جس کے ذہن پر ستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔“ طبرانی اور ذہبی ان کی یہ روایت میں ہے۔

ان کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا، رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا اور انھیں اسرارِ نبویوں کی طرح ہوں گی۔ ایک نہایت میں ہے۔

”عینی علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے، اور فلسطینی علاقہ میں وہاں کے قتل میں تعادل قائم فرمائیں گے اور اللہ اعلم۔“ مہدی کے متعلق امامیہ کا عقیدہ [جمہور امامیہ اور کیسانہ کہتے ہیں، مہدی آخر الزمان اس وقت زندہ موجود ہے، مگر دشمنوں کے ڈر سے روپوش ہے، ان کا یہ نظریہ عقل و نقل و دلوں کے خلاف ہے۔ اس دعویٰ کا باعث صرف یہ بات ہے کہ ان کا دعویٰ ہے، ہر زمانہ میں امام مقرر کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، اور امام معصوم ہوتا ہے، اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں، کلام۔

اگر اس نظریہ کو مان لیا جائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جابی دور میں بھی امام معصوم مانا پڑے گا، پھر ایسے امام کی مخلوق کو کیا ضرورت ہے، جس سے کوئی استفادہ نہ کیا جاسکے، لہذا ان کا یہ ادعا بھی لغو اور بے نائدہ ہے، اس پر اتفاق کے بعد کہ مہدی مخفی ہے، امامیہ فرقے اختلاف کرتے ہیں۔

۱۔ سنن ابی داؤد ج ۲ صفحہ ۵۵۵۔
۲۔ سنن ابی داؤد ج ۲ صفحہ ۵۵۵۔
۳۔ صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۵۵۵۔

اشنا عشری کہتے ہیں، وہ محمد بن حسن عسکری ہے، جو کہ مروانہ مہرمن رازی میں بحر جلد سال یا پانچ سال قحطی ہو گیا، دوسرے گروہ اس سے انکار کرتے ہیں، بعض کے نزدیک عسکری کا کوئی بیٹا خلف نہ تھا، اس کی جانشینا بھی اسی کے بھائی فقی تھی، اور امامت بھی اسی کو منتقل ہو گئی، بعض کہتے ہیں عسکری کے ہاں عبد باقی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، باپ کی موت سے دو سال پہلے، مگر یہ محمد صاحب قوت ہو گئے تھے، اس باب میں امامیہ آئمہ فرقیوں میں مفترق ہیں۔

کیا یہ کہتے ہیں کہ محمد بن حنیفیہ ہی مہدی ہے، اسماعیلیہ کا ایک فرقہ کہتا ہے، وہ اسماعیل بن جعفر ہے، بعض کہتے ہیں محمد بن اسماعیل بن جعفر ہے، امامیہ کا ایک فرقہ کہتا ہے، محمد مہدی بن علی ابوتر ہے، بعض جعفر صادق کو بعض موسیٰ کاظم کو مہدی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں مہدی عبد بن الحسن الشہابی بن الحسن المجتبیٰ ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد بن الحسن ہے، اس کو مستقیم نے قید کر دیا تھا، ایک سال قید میں رہا، اس کے بعد باہر آیا، اس کے بعد کی خبر نہیں کہ وہ کہاں گیا، ایک فرقہ کہتا ہے، مہدی، محمد بن عبد اللہ بن الحسین ہے، ایک اور فرقہ کے ہاں یحییٰ بن عمر جو کہ زید بن علی بن الحسین کا ایک بیٹا تھا، ہی مہدی ہے، پر ہے۔

ولو کان من عند خیر اللہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہو تا تو لوجودا فیہ اخلافا کثیرا (النساء) اس میں اختلاف کثیر پاتے۔

یہ کتاب ہم نے اہل بیت کے ذکر پر مکمل کر لی ہے، مناسب ہے اس تذکرہ خیر کو حسینؑ کے آیات (جو کہ انہوں نے کربلا میں بوقت شہادت رجز یہ طود پر ترنم کے ساتھ کہے) کے ساتھ اختتام کریں۔ فرماتے ہیں۔

انا بن علی الخیر من آل ہاشم کفای هذا من فخرنا حین انشرد
میں کا ہاشم سے فقیست طے علی کا بیٹا ہوں جب میں فخر کریں یہ فخر مجھے کافی ہے،
وحدی رسول اللہ اکرم من عیشی ونحن مدراجم اللہ فی الارض یزہا
یرون، اشرا کا مول ہے، چھٹے دلائل سے زیادہ جرح اور ہم میں میں اللہ کا مددگار ہیں۔

وفاطمة امی سلالۃ احمد وحی یدعی ذوالجناس جعفر
 فاطمیری ماں ہے، احمد کی بیٹی - میرا چچا ذوالجناس جعفر کے نام سے مشہور ہے
 و فیما کتاب اللہ اتزل صا دقا و فیما المہدی والوحی والتحدید کر
 ہم میں الشری صلاقی کتاب اتری - ہم میں مہدی، وحی اور خیر کا تذکرہ ہے،
 وشیعتنا فی الناس اکبر شیعة ومبغضنا یوم القیامة یخص
 لوگوں میں ہم لوگوں کا گروہ باعزت ہے - ہم پر اللہ تعالیٰ کی قسم کہ وہ خدایں ہر گاہ
 اللہ صلی وسلم وبارک علی سید الخلق و رسول الحق محمد آلہ واصحابہ
 وانما واجہ وامہاتہ المؤمنین وعاترت الطیبین الظاہرین -
 کما صلیت وسلمت مبارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید -
 و ینک ان احببت نیل المطالب فلا تعد عن توقیل آئی المناقب
 انوس ہے اگر تو مطالب لینا چاہتا ہے تو آیات مناقب کی تلاوت سے توقف نہ کر
 مناقب آل المصطفیٰ قدوة النوری بھر بیتغی مطلوب کل طالب
 یعنی مصطفیٰ خیر النوری کی آل کے مناقب، ہر طالب ان کی بدولت مطلوب پاتا ہے -
 مناقب اصحاب النبی المہتدی ہم انکم العلیا ودغنی الرغائب
 اور ہدایت والے نبی کے اصحاب کے مناقب ان کے نزدیک ہیں یعنی اور پسندیدہ چیزیں ہیں گی۔
 علیک بہا سرا وجہرا فانہا تحادل عند اللہ علی المراتب
 ظاہر اور پوشیدہ ان آیات کے لازم کرے اللہ کے ہر مرتبہ دین گی -
 وجد عند ما تعلوا السالك ایھا بدعوة قلب حاضر غیر غائب
 اے سالک جب پڑھے تو حاضر و غائب کے ساتھ ان کی تلاوت کر -
 فمن سأل اللہ لکون حید یا صابۃ فقد جاءہ الاقبال من کل جانب
 جو درست طریق سے خدا سے مانگے ہر جانب سے اس کے پاس اقبال آئے گا -

تمام شد

یہ بابرکت نسخہ مسمی السیف السلول تصنیف قدوة العلماء التبحرین قطب شریعت و
طریقت قاضی شہداء الشریعہ پانی پتی بہار علی ماوریق الاثنی عشر ۱۲۵۵ھ بمطابق
پانچ جولائی ۱۸۳۹ء بروز جمعہ احقر العباد امام بخش خاں بمقام قصبہ پانی پت
تحریر پذیر ہوا۔

کتابت علیہ السلام ابن محمد بن علی بن
سلاطین
۵۲۳
۵۵۱
میلاد ۱۱۰۰

در شیعیت پر

مولانا عبد العزیز مناظر مرحوم ثانی کے

آٹھ رسائل کا مجموعہ

مجموعہ رسائل

فیصلہ قاتلان حسینؑ	البرہان المعقول
فیصلہ نکاح ام کلثومؑ	خلافت صادقہ
فیصلہ حدیث قرطاس	فضائل خلفاء صادقین
فیصلہ بارغ فدک	اہتمام جائزہ خیر الانام

آفسٹ طباعت کاغذ سفید گلبرگ قیمت ۱۶/-

فازوقیہ کتب خانہ مدرّسہ ہنگریٹان

فیض عالم صدیقی کی کتاب

اختلاف امت کا المیہ

نیا ایڈیشن - بہترین و اضافہ

بہترین آفٹ پباعت

سفید گند

قیمت صرف

۱۸/- روپے

فاروق کتب خانہ ملتان

فاروقی کتب خانہ ملتان کی دیدہ زیب عکسی مطبوعات

[illegible]